اہل اسلام کی مادرانِ شفیق
بانوانِ طہارت پہ لاکھوں سلام

ضیائے ازواجِ مطہرات

المعروف بہ

مومنوں کی مقدس مائیں

ابو البرکات حضرت علامہ مولانا محمد افضل قادری رضوی برکاتی امجدی ضیائی
خادم الفقہ والحدیث دار العلوم صادق الاسلام

اہل اسلام کی مادرانِ شفیق
بانوانِ طہارت پہ لاکھوں سلام

ضیائے ازواجِ مطہرات

المعروف بہ

مومنوں کی مقدس مائیں

تصنیف

ابو البرکات حضرت علامہ مولانا محمد افضل قادری رضوی برکاتی امجدی ضیائی
خادم الفقہ والحدیث
دار العلوم صادق الاسلام

ناشر
مکتبہ برکات المدینہ
جامع مسجد بہار شریعت، بہادر آباد کراچی

نام کتاب : ضیائے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن
المعروف بہ مومنوں کی مقدس مائیں

تصنیف : ابوالبرکات محمد افضل قادری رضوی برکاتی ضیائی امجدی حنفلبی قصوری

حسب فرمائش : سیّد غلام دستگیر گیلانی

کمپوزنگ بارثانی : محمد صابر اختر القادری

صفحات : 520

باراول سن اشاعت : صفرالمظفر ۱۴۲۸ھ بمطابق مارچ ۲۰۰۷ء (اعظمی پبلشرز)

بارثانی : ذی قعدہ ۱۴۳۲ھ بمطابق اکتوبر ۲۰۱۱ء

ہدیہ : /- روپے

ناشر : مکتبہ برکات المدینہ، جامع مسجد بہارِ شریعت، کراچی
فون: 0213-4219324

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز، انفال سینٹر، اردو بازار، کراچی اور لاہور۔ فون: 32212011

مکتبہ غوثیہ، پرانی سبزی منڈی، کراچی۔ فون: 34926110

مکتبہ قادریہ، برائٹ کارنر، نزد چاندنی چوک، کراچی۔ فون: 34944672

جیلانی پبلشرز، فیضان مدینہ، کراچی۔ فون: 34911580

مکتبہ رضویہ، گاڑی کھاتہ، آرام باغ، کراچی۔ فون: 32627897

شبیر برادرز، اردو بازار، لاہور۔ فون: 7246006

زاویہ پبلشرز، دربار مارکیٹ، لاہور۔ فون: 7248657

مکتبہ جمال کرم، دربار مارکیٹ، لاہور۔ فون: 7324948

مکتبہ اعلیٰ حضرت، دربار مارکیٹ، لاہور

مکتبہ نوریہ رضویہ، دربار مارکیٹ، لاہور

پروگریسو بکس، اردو بازار، لاہور۔ فون: 7352795

فرید بک سٹال، اردو بازار، لاہور۔ فون: 7224899

مکتبہ مہریہ کاظمیہ، نیو ملتان۔ فون: 061-6560699

الاھداء

اس مختصر سی بے ربط کتاب کو اپنے شیخ طریقت حضور سیّدی وسندی محدثِ کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ امجدی قادری (انڈیا) اور شیخ شریعت حضور سیّدی قبلہ شیخ الحدیث والتفسیر علامہ محمد اسماعیل رضوی امجدی دامت برکاتہم القدسیہ کی بارگاہ میں تحفۃً پیش کیا جاتا ہے۔

شاہاں چہ عجب
گر بنوازند گدا را

اظہارِ تشکر

اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے اپنے حبیب ﷺ کی پاکیزہ ازواج کے ذکرِ خیر پر مشتمل کتاب کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی سعادت سے مشرّف فرمایا راقم الحروف اپنے ان تمام ساتھیوں کا تہہ دل سے شکر گزار ہے جنہوں نے اس کی کسی بھی حوالہ سے معاونت کی بالخصوص حضرت گرامی القدر محمد ذوالقرنین وجناب مولانا محمد عباس قادری (دورۂ حدیث شریف دارالعلوم امجدیہ) کہ ان دونوں حضرات نے کتابِ ہذا کی پروف ریڈنگ بعض مقامات پر فرمائی نیز بہت ہی سعادت مند اور سیادت و حرمت کے حامل سیّد محمد مسعود شاہ صاحب (متعلم دارالعلوم امجدیہ) وسیّد غلام دستگیر شاہ صاحب اور محمد محرّم علی صاحب (متعلم بادامی مسجد) نے پروف ریڈنگ کرنے میں جانفشانی سے کام کیا اللہ تبارک وتعالیٰ مذکورہ تمام حضرات کو دین ودنیا کی بھلائیوں سے مالامال فرمائے آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

فہرست مضامین

اجازت نامہ

از فاتح افریقہ قدوۃ العلماء حضور محدّث کبیر حضرت علامہ مولانا مفتی ضیاء المصطفیٰ اعظمی دامت برکاتہم القدسیہ (گھوسی شریف انڈیا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ والصلوۃ والسلام علی رسولہ المجتبی

وآلہ وصحبہ نجوم الھدی

اما بعد

فالحمد علی مرضاۃ الرحمن جل ثم علی برکۃ رسولہ الاجمل صلی اللہ علیہ وسلم اجزت الاخ

فی الدین المولوی محمد افضل العلوم الدینیۃ باسرھا لاسیما

علم الحدیث والتفسیر والفقہ تدریسا وتعلیما واذاعۃ و

ان یقرأ کتب الاوراد واحزاب المشائخ الکرام کما اجازنی

شیوخی الکرام رحمھم اللہ تعالی وادعو لہ البرکۃ فی الدارین

واوصیہ بالاستمساک باھل السنۃ والجماعۃ وتقوی اللہ

فی السر والعلن وان لا ینسانی فی صالح دعواتہ واللہ الموفق و

منہ الرشاد وھو حسبی والصلوۃ علی حبیبہ الکریم وآلہ وصحبہ

ضیاء المصطفی ... غفرلہ

۱۲/۱۱/۱۴۲۵ھ

کلماتِ خیر

شیخ الحدیث والتفسیر استاذ العلماء مفتی محمد اسماعیل رضوی ضیائی

مدّ ظلہ العالی (شیخ الحدیث دار العلوم امجدیہ کراچی)

ابوالبرکات حضرت مولانا محمد افضل سلمہ نے ایک کتاب تالیف فرمائی ہے اور اس کا نام ''ضیائے ازواجِ مطہّرات'' رکھا ہے اور اس کتاب میں ازواجِ مطہرات کا ذکر فرمایا اور اسی طرح کنیزاؤں کا ذکر بھی فرمایا ہے ان میں سے تقریباً ہر ایک کے حالاتِ مبارکہ خود ان کی زبانی میں نے سنے ہیں مولانا موصوف نے اس کی تالیف میں تقریباً ۶ ماہ لگائے ہیں موصوف کی مصروفیات میرے سامنے ہیں صبح دار العلوم امجدیہ میں دورۂ حدیث کا کورس کر رہے ہیں اور بعد مغرب بادامی مسجد میں پڑھانے کے لئے جاتے ہیں یعنی خود پڑھتے بھی ہیں اور پڑھاتے بھی ہیں میں ان کے اس شوق کو داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا کیونکہ آج کا طالب علم صرف پڑھنے کے علاوہ کچھ کام نہ کرے تو بھی وہ پڑھنے میں محنت نہیں کرتا لیکن موصوف کو دیکھ رہا ہوں کہ پڑھنے میں بھی کوئی کوتاہی نہیں کرتے اور پڑھانے میں بھی لیکن اس کے باوجود وقت نکال کر 75/70 (یا کم وبیش) کتب کے حوالہ جات کے ساتھ اتنی بڑی کتاب جس کے کم وبیش 300 صفحات ہیں لکھ ڈالی یہ ان کے انتہائی شوق اور دینی لگاؤ کی علامت ہے کتاب میں ہر بات کا حوالہ موجود ہے مضمون نہایت شائستہ اور سلیس زبان میں بیان کیا گیا ہے قاری اس کو پڑھنے سے اکتاتا نہیں۔ میری دعا ہے کہ ان کی کتاب سے اللہ تعالیٰ لوگوں کو استفادہ کرنے کی توفیق وشوق عطا کرے خاص کر (یہ کتاب) عورتوں کے لئے بہت مفید ہے جب مسلمانوں کی عورتیں اُمّہات المؤمنین اور صحابیات کے حالات پڑھیں گی تو وہ پھر اپنی اور دوسرے مسلمات کو اپنی زندگی اسلامی ڈھانچے میں ڈھالنے کی کوشش کریں گی۔ موصوف کی اس کتاب کو اللہ تعالیٰ مقبولِ عام وخاص بنائے اور ان کے لئے ثمرۂ نجات بنائے آمین۔

فقط محمد اسماعیل غفرلہ خادم الحدیث

دار العلوم امجدیہ کراچی ۲۹ جولائی ۲۰۰۶ء

تقریظ جلیل

پیرِ طریقت رہبرِ شریعت علاّمہ سیّد شاہ تراب الحق قادری صاحب دامت برکاتھم القدسیہ (امیر جماعت اہلسنت کراچی پاکستان)

اس فقیر نے فاضل جوان عزیز محترم محمد افضل قادری سلمہ کی تصنیف "ضیاء ازواج مطہرات" کو کہیں کہیں سے دیکھا میں اپنی مصروفیات کی بناء پر بالاستیعاب تو اسے نہیں پڑھ سکا لیکن جہاں جہاں سے بھی اسے دیکھا خوب پایا۔ مولانا نے بڑی محنت سے اُمّہات المؤمنین رضی اللّٰہ عنھنّ کے حالات کو جمع فرمایا ہے ان کی محنت کا اندازہ ماخذ و مراجع کتب کی فہرست سے لگایا جاسکتا ہے جو تقریباً 70 ہیں، نیز امّہات المؤمنین کی شان میں زبان دراز کرنے والوں کا تعاقب کر کے ان کے اعتراضات کے مسکت جوابات بھی دیئے ہیں۔

حضرت نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات جو امّہات المؤمنین ہیں کی تعداد گیارہ ہے، وہ کیا حالات تھے کہ جن کی بناء پر حضور ﷺ نے متعدد نکاح فرمائے، اس کا ایک اجمالی خاکہ پیش خدمت ہے۔

واضح ہو کہ حضرات انبیاء کرام اور ایک عام آدمی و امّتی میں بے انتہا فرق ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اور زمین پر اس کے نائب ہوتے ہیں، نبوّت و رسالت کی بھاری ذمہ داری ان کے کاندھوں پر ہوتی ہے ان کی ذمہ داریاں ایک امّتی کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ہوتی ہیں اور ایک عام آدمی کی نسبت انہیں کئی اضافی کام کرنے پڑتے ہیں، مثال کے طور پر ہم پر پانچ نمازیں فرض ہیں جب کہ حضور ﷺ پر چھ نمازیں یعنی تہجد بھی آپ پر فرض تھی۔ ایک غریب و ضرورت مند شخص زکوٰۃ اور صدقہ لے سکتا ہے لیکن حضور ﷺ اور ان کی آل اولاد کے لئے صدقہ لینا حرام ہے۔ اسی طرح ہمارے مرنے کے بعد ہماری میراث ہمارے ورثاء میں تقسیم ہوتی ہے، جب کہ نبی کریم ﷺ اور انبیاء کرام کی میراث تقسیم نہیں ہوتی، ہم میں سے کسی شخص کا انتقال ہو جائے تو اس کی بیوہ عدّت گذارنے کے بعد دوسرا نکاح کر سکتی ہے، لیکن نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات کا حضور ﷺ کے وصال کے بعد کسی اور سے نکاح حرام تھا نیز شیخ محقق شاہ

عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوت میں بعض اصحاب السیر کے حوالے سے نقل فرمایا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو تیس سے چالیس مردوں کے برابر قوت ودیعت کی گئی تھی۔

حضور ﷺ نے پہلا نکاح ۲۵ برس کی عمر میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اس وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۴۰ برس تھی اور وہ ایک بیوہ خاتون تھیں نکاح کے پچیس سال کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوگیا۔ ان کے انتقال کے بعد بچیوں کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہ تھا، تب نبی کریم ﷺ نے حضرت سودہ بنتِ زمعہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے واقعات کا اگر مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ سے نکاح کرنا یہ حضور کا ہی نہیں بلکہ کارِ نبوت میں معاونت کے لئے یہ قدرت کا انتخاب تھا، چنانچہ بخاری شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ مجھے خواب میں تم دو دفعہ دکھائی گئیں اور کہا گیا کہ یہ آپ کی بیوی ہیں۔

واضح ہو کہ دینِ اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرنا بھی منشاء الٰہی تھی چنانچہ سورۂ صف میں ارشاد ہوا "وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے" (سورۂ صف نمبر ۹)

اس غلبہ کے حصول کے لئے حضور کو ان کفار و مشرکین سے نبرد آزما ہونا تھا لیکن حضور ﷺ چونکہ ایک مصلح تھے اس لئے آپ نے عربوں کی معاشرت اور ان کی نفسیات کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کی اصلاح کی ہر ممکن کوشش کی اور جہاں ناگزیر تھا وہاں ان سے جنگ بھی کی، جب کفار و مشرکین سے باقاعدہ برسرِ پیکار ہوئے تو بہت سے مسلمان صحابہ شہید ہوئے، بہت سی مسلمان خواتین بیوہ ہوئیں اور خاصی تعداد میں بچے یتیم ہوئے، ان یتیم بچوں اور بیواؤں کو سہارا دینے کے لئے حضور ﷺ کے ارشاد پر ایثار و قربانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کئی صحابہ نے بیواؤں سے نکاح کئے اور ان کے بچوں کو اپنی کفالت میں لے لیا۔ انہیں حالات میں حضور نبی کریم ﷺ نے بھی نکاح فرمائے اور کئی یتیم بچوں کو اپنے سایۂ شفقت و رحمت میں لے لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح

فرمایا ان کے شوہر جنگ احد میں شہید ہو گئے تھے۔ اس کے بعد حضرت زینب بنتِ خزیمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا جن کے شوہر حضرت عبیدہ بن حارث جنگِ بدر میں شہید ہو گئے تھے اس کے بعد انہوں نے حضرتِ عبداللہ بن جحش سے نکاح کیا جو جنگ احد میں شہید ہوئے۔

جنگ احد کے شہداء میں حضرت ابو سلمہ بھی تھے جو زخمی ہونے کے بعد کچھ عرصے کے بعد وصال فرما گئے، ان کے چار بچے تھے ان کی بیوہ حضرت امّ سلمہ جو حضور ﷺ کی پھوپھی زاد بہن تھیں اور جنہوں نے ہجرت کے دوران کافی تکلیفیں اٹھائیں ان سے نکاح فرمایا۔

جب کسی معاشرے میں غلط رسم و رواج جڑ پکڑ جائیں اور وہ ان کی معاشرتی اقدار کا حصہ بن جائیں تو ایسے معاشرے کی اصلاح صرف زبانی احکامات سے ممکن نہیں رہتی جب تک کہ کوئی بڑی شخصیت اس کے خلاف عملی اقدام نہ کرے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے ان غلط رسم و رواج کی بیخ کنی کے لئے عملی اقدام کئے۔ عرب میں منہ بولے بیٹے کی بیوہ یا مطلقہ سے نکاح کرنا سخت برا سمجھا جاتا تھا۔ رسولِ اکرم ﷺ نے اس غلط رسم کو عملاً توڑتے ہوئے اپنے منہ بولے بیٹے حضرت زید کی مطلقہ حضرتِ زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا اور قرآن نے بھی اسے بیان فرمایا چنانچہ سورہ احزاب میں ہے: "پھر جب زید کی غرض اس سے نکل گئی تو ہم نے وہ تمہارے نکاح میں دے دی کہ مسلمانوں پر کچھ حرج نہ رہے ان کے لے پالکوں کی بیبیوں میں" (سورۂ احزاب آیت 37 پارہ 22)

عرب کی مخصوص معاشرت میں ایک بات یہ تھی کہ وہ رشتوں کا بڑا احترام کرتے تھے۔ داماد کا رشتہ ان کے ہاں مختلف برادریوں اور قبائل کے مابین محبت کا ذریعہ اور مانع جنگ و جدل سمجھا جاتا تھا ان حالات میں حضور ﷺ نے ان قبائل کو قریب لانے کے لئے مختلف قبائل میں نکاح فرمائے۔

۵ ھ میں رسول اللہ ﷺ نے جنگ کے بعد گرفتار کی گئیں قبیلۂ بنو مصطلق کے سردار کی بیٹی حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔

۶ ھ میں حضرت ابو سفیان ﷺ (جو اس وقت ایمان نہ لائے تھے اور مسلمانوں کے سخت مخالف تھے) کی بیٹی حضرت امِ حبیبہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔

۷ھ میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا جوایک یہودی سردار کی بیٹی تھیں اور خیبر کے اسیران جنگ میں شامل تھیں۔

ساتویں ہجری میں ہی حضور کی چچی حضرت امّ الفضل کی بہن حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے حضرت عباس ؓ کی سفارش پر حضور ﷺ نے نکاح فرمایا۔

یہ وہ حالات تھے جن کی بناء پر حضور علیہ السلام نے متعدد نکاح فرمائے جن کی وجہ سے وہ دوررس نتائج برآمد ہوئے جن سے کتب سیر وتاریخ بھری ہوئی ہیں اور جن کی وجہ سے اسلام پھلا پھولا اور وہ ثمرات مرتب ہوئے جسے آج دنیا دیکھ رہی ہے۔

قرآن مجید نے حضور ﷺ کی ازواجِ مطہرات کو وازواجه امهاتهم کہہ کرامہات المؤمنین فرمایااوران کی عظمت کو یوں بیان کیا یا نساء النبی لستن کاحد من النساء یعنی "اے نبی کی بیبیوں تم اورعورتوں کی طرح نہیں"۔ یوں توامہات المؤمنین رضی اللہ عنہنّ کے حالات زندگی سیرت کی کتب میں مل جاتے ہیں لیکن اس قدر تفصیل کے ساتھ کسی ایک کتاب میں موجود نہیں لہٰذا کہا جا سکتا ہے کہ مولانا موصوف نے ان کے حالات وواقعات کوایک جگہ جمع کر کے ایک ضرورت کو پورا کیا ہے۔

مولانا موصوف نے ابھی اسی سال دارالعلوم امجدیہ سے دورۂ حدیث کیا ہے نہایت ہی لائق اور فائق طلباء میں سے تھے اور تحصیل علم کے ساتھ ساتھ تدریس بھی کرتے تھے اوراس وقت بھی تدریس کررہے ہیں۔ مجھے خوشی ہے کہ مولانا موصوف نے تدریس کے ساتھ تحریر کے میدان میں بھی قدم رکھا ہے میری دعا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ مولانا موصوف کوترقی عطا فرمائے اوران کی اس کاوش کوقبول فرما کر نافع ہرخاص وعام بنائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیه و علی اله افضل الصلوة و التسلیم

فقیر سیّد شاہ تراب الحق قادری

طیب التقریظ

جگر پارہ وجانشینِ محدّثِ کبیر مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی امجدی صاحب زید مجدہ الکریم (دارالعلوم امجدیہ کراچی)

الحمد للّٰہ الذی ھدانا طریق الصواب والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد خیر من نطق بالصواب والفاصل من الخطاب وعلی آلہ الاطھار و اصحابہ الاخیار و ازواجہ الطّاھرات و تابعیہ الابرار.

احقر العباد غفر لہ المولی القدیر نے یہ رسالۂ مبارکہ الموسوم **بضیائے ازواج مطہّرات** تصنیفِ لطیف اخی فی اللہ مولانا ابوالبرکات محمد افضل قادری ضیائی امجدی رزقہ اللّٰہ تعالیٰ فی الدارین الحسنیٰ چیدہ چیدہ مقام سے مطالعہ کیا الحمد للہ مولانا موصوف نے نہایت محنت وجانفشانی کے ساتھ کئی مستند ومتداول کتابوں سے امّھات المؤمنین وغیرہا کے موضوع پر نہایت مفصّل ومحقق رسالہ تصنیف کیا ہے اگر یہ کہا جائے کہ اس موضوع کا انسائیکلوپیڈیا ہے تو حق وصحیح ہوگا۔ فی زمانہ ایسی کتابوں کی بہت ضرورت ہے کہ عوام بھائیوں کو سلیس اردو میں اپنے اکابرین اور خصوصاً اہلِ بیت اطہار علیہم الرضوان کے متعلق خاص معلومات ہونی چاہئے تا کہ معلوم ہو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور ان کا کیا مرتبہ ہے نیز یہ کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے و انا تارک فیکم الثقلین اولھما کتاب اللہ وھو حبل اللہ من اتبعہ کان علی الھدیٰ و من ترکہ کان علی الضلالۃ و اھل بیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی میں تمہارے درمیان دو بھاری اور اہم چیزیں چھوڑ رہا ہوں ان میں سے ایک قرآنِ مقدّس ہے جو اللہ کی رسّی ہے جو اس کی پیروی کرے گا ہدایت پر ہوگا اور جو چھوڑے گا گمراہ ہوگا اور دوسری چیز میرے اہلِ بیت ہیں میں تمہیں اپنے اہلِ بیت کے متعلق اللہ سے ڈراتا ہوں میں تمہیں اپنے اہلِ بیت کے بارے میں اللہ سے ڈراتا ہوں۔ اور خود اللہ ربّ العزت جلّ مجدہ نے

انکی طہارت کی گواہی قرآن مجید میں بیان فرمائی۔

اس رسالے کے مصنف جواں سال مولانا محمد افضل قادری امجدی ضیائی ابھی عنفوانِ شباب کی منزل سے گزر رہے ہیں لیکن علمی قابلیت قابلِ قدر ہے تحقیق و جستجو اور تصنیف و تالیف اور تدریس کا شوق و لگن ایک تابناک مستقبل کا پتہ دیتی ہے اللہ تعالیٰ موصوف کو اور خوب سے خوب تر بنائے اور مزید تحقیق و تالیف کی توفیقِ رفیق سے نوازے اور اس رسالہ کو قبولیتِ عامہ عطا فرمائے آمین بجاہ سیدالمرسلین.

عطاء المصطفیٰ اعظمی

۲۵ ذیقعدہ ۱۴۲۷ھ

۱۷ دسمبر ۲۰۰۶ء بروز اتوار

تقریظ جمیل

خلیفۂ حضور مفتی اختر رضا خان ازہری زید مجدہ الکریم

حضرت العلاّم جمال مصطفیٰ صاحب اعظمی شہزادۂ محدّث کبیر

(جامعہ اشرفیہ مبارک پور انڈیا)

زیرنظر ''مقالہ'' ''ضیائے ازواجِ مطہّرات'' بہت جامع ومستند حوالہ جات سے مزیّن ہے

یقیناً حضورِ اقدس ﷺ کی نسبتِ مبارکہ کی وجہ سے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنھنّ کا بہت ہی بلند مرتبہ ہے اُن کی شانِ اقدس میں قرآنِ مقدس کی بہت سی آیاتِ بینات نازل ہوئیں جن پر ان کی عظمتوں کا تذکرہ اور ان کی رفعتِ شان کا بیان ہے

چنانچہ خداوند قدوس نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ......

ینساء النبی لستن کاحد من النساء ان اتقیتن O (احزاب)

اے نبی کی بیویو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر اللہ سے ڈرو۔

دوسری آیت میں یہ ارشاد ہے

وازواجہ امھتھم (احزاب)

اور اس (نبی) کی بیویاں ان (مؤمنین) کی مائیں ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ مقدس ازواجِ مطہّرات رضوان اللہ علیھنّ کی تعظیم وتوقیر ایسی ہی واجب ولازم ہے جیسے حقیقی ماں کی، چنانچہ حضرت علامہ زرقانی قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں ''یہ سب کی سب امت کی مائیں ہیں'' اور ہر امتی کے لئے اس کی حقیقی ماں سے بڑھ کر لائقِ تعظیم وواجب الاحترام ہیں'' (زرقانی ج۳ ص۲۱۶)

عزیز موصوف مولانا محمد افضل امجدی (جو دار العلوم امجدیہ کراچی کے درجۂ فضیلت میں زیر

تعلیم ہیں) نے بڑی محنت وجانفشانی سے اس رسالۂ مبارکہ کے لکھنے میں احادیث واقوالِ محدثین وعلماء وصلحاء کے وہ مستند ومبرہن دلائل ذکر کیے ہیں جس سے متعصب، تنگ نظر ومخالفین بھی مجالِ دم زدن ہیں۔

مولیٰ عــز و جل عزیز اسعد مولانا محمد افضل امجدی کو جمیع علمائے دین وحضور مجددِ اعظم اعلیٰ حضرت وحضور صدرالشریعہ علیہم الرحمۃ والرضوان کے علمی فیوض سے مالا مال فرمائے (آمین) اور مزید اشاعتِ دین کی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ سیدنا الغوث الاعظم رضی اللہ عنہ

جمال مصطفیٰ قادری عفی عنہ

خادم جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ

۷ مارچ ۲۰۰۶ بروز سہ شنبہ

تقریظ مبارک

درویشِ ملت حضرت علامہ محمد یونس امجدی صاحب

(تلمیذ علامہ ازہری صاحب علیہ الرحمہ شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ) امام و خطیب جامع مسجد اہلسنت و جماعت بگری (بلّھے شاہ دی نگری)

فاضل نوجوان مولانا محمد افضل قادری زید مجدہ کی کتاب موسوم مومنوں کی (مقدس) مائیں چند مقامات سے پڑھی پتہ چلا مولانا نے بڑی محنت اور کوشش سے کام کیا ہے آیات کا ترجمہ اور تفسیر اعلی حضرت عظیم البرکت اور جناب صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہما بیان کر کے انکے مسلک کو اجاگر کیا۔ تحریر میں مولانا نے بڑی دیانتداری سے کام لیا ہے جس کتاب سے مواد لیا اس کا فوراً حوالہ دے دیا جس سے مولانا کے وسیع مطالعہ کا ثبوت ملتا ہے عربی عبارات کا عام فہم اردو ترجمہ کر کے معاشرہ کے ہر طبقہ کے لئے مضامین کا سمجھنا آسان بنا دیا۔ مولانا نے تحریر کے میدان میں قدم رکھا ہے اللہ تعالیٰ ان کی کوشش کو مشکور فرمائے بحرمۃ سید المرسلین رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ صحبہ اجمعین.

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا کے علم وعمل وخلوص میں برکت عطا فرمائے آمین ثم امین.

ناچیز محمد یونس امجدی

۱۰ شوال ۱۴۲۷ھ مطابق ۴ نومبر ۲۰۰۶ء

تقریظ لطیف

شیخ الحدیث والتفسیر جامع المعقول والمنقول استاذ العلماء مفتی

عبداللطیف جلالی زید مجدہ الکریم (جامعہ نعیمیہ داتا دی نگری لاہور)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نسبت اگرچہ امر معنوی ہے مگر عجب شئی ہے اس سے وہ کمال نصیب ہوتا ہے جو عبادت و ریاضت سے نہیں ہوسکتا و کلبھم باسط ذراعیہ بالوصید الآیۃ جن خواتین نفوسِ مبارکہ کو زوجیتِ سرورِ کائنات فخرِ موجودات نورِ مجسّم رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ و آلہ و ازواجہ و سلم نصیب ہوئی ان کو وہ کمال حاصل ہوا کہ رب تعالیٰ جلّ جلالہ نے ان کے بارے میں ارشادگرامی فرمایا ینساء النبی لستن کاحد من النساء الآیۃ. کتابِ مستطاب جس میں ازواجِ نبی محترم رسولِ محتشم صلی اللہ علیہ و آلہ و ازواجہ و سلم کی سیرتِ مبارک کا بیانِ ذیشان ہے نہایت مبارک ہے فاضلِ جلیل محبی فی اللہ مد ظلہ نے اس دورِ پرفتن میں کتاب کولکھ کراہم فریضہ ادافرمایا ہے فقیر نے متعدد مقامات سے کتاب کو دیکھا معنوی خوبیوں سے مزیّن پایا اللہ قدّوس ازواجِ مطہرات رضوان اللہ علیھنّ کا صدقہ اس تالیفِ مبارکہ کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطافرمائے مؤلف کو سعادتِ دارین سے اور ہمیں بھی نوازے۔

ایں دعا از من جملہ جہاں آمین باد

خاک بوس راہ دردمنداں

احقر محمد عبداللطیف غفرلہ

خادم علوم دینیہ بدر العلوم جامعہ نعیمیہ عروس البلاد لاہور

۴ محرم الحرام ۱۴۲۸ھ

تقریظ لطیف

پیر طریقت رہبر شریعت صوفیٔ ملّت ابوتراب سیّد علی شاہ (محبت)

القادری دامت برکاتھم العالیہ

(دربار قادریہ عقب فلٹر پلانٹ اسٹیل مل کراچی)

الحمد للّٰہ رب العلمین و الصلوٰة و السلام علی رحمة اللعلمین و علی الہ و اصحابه و ازواجه و ذریتة اجمعین

اما بعد

بدانکه خالقِ کائنات **(جلّ جلاله)** برائے حبیبِ خود **(صلی اللّٰہ علیه و سلم)** آن بانوانِ طهارت را انتخاب کرد که آنها بصدقه نسبتِ رسول **(صلی اللّٰہ علیه و سلم)** مادرانِ همه امّت بودند.

امام احمد رضا خان **رحمة اللّٰہ علیه** هم گفته است :

اہلِ اسلام کی مادرانِ شفیق

بانوانِ طہارت پہ لاکھوں سلام

خدمتِ آنها عبادت استُ، ذکرِ خیرِ آنها از گناهان کناره است بهمین سبب در ظاهری زندگی آنها، خدمتِ آنها صحابه کرام **علیهم الرضوان** کرده بودند و حا لا صوفیاء و علماء کنند باین طور که حا لاتِ زندگی آنها نوشتن، خواندن، شنیدن و ذکرِ خیر کردن این تمام عبادت است که خدا ذکرِ خیرِ آنها در قرآن فرموده است.

نیز دانستن باید که ازواجِ نبی کریم ﷺ در وقتی نُه بودند و در وقتی دیگر یازده و در وقتِ دیگر زیاده بر آن و وقتی کمتر ازان، بهمین سبب علماء اختلاف دارند در عددِ ازواجِ

پیغمبر ﷺ و دو ترتیبِ ایشان و عددِ آنہائیکه وفات یافتند بیش از آنحضرت ﷺ و آنہائیکه وفات یافتند بعد از وی ﷺ و آنہا که دخول کرده بآنہا و آنہا که دخول نه کرده و جماعتِ از زنان هستند که آنہا را خواستگاری کرده و در نکاح نه آورده۔

(اشعة اللمعات)

حاصلِ کلام این است که در این موضوع تفصیل و اختلاف است و لیکن آن وقتی که تالیفِ مولانا افضل امجدی (دارالعلوم امجدیه) مسمّٰی "بضیاء ازواجِ مطہرات" را دیدم و چیده چیده عبارت را یکے از مریدان شنیدم، بخیالِ خود می گویم که این اختلاف تقریباً حل شد چنانکه فاضل مصنف در تالیفِ خود از ریزه کاری و بالتفصیل حالاتِ ازواجِ مطہرات نوشته است۔

بہر حال ختمِ سخن باین الفاظ کنم که،

"ضیائے ازواجِ مطہرات عمده و مدلّل است"

دعا می کنم که اللّٰه تبارک و تعالیٰ جلّ جلاله بطفیلِ حبیبِ خود ﷺ خدمتِ این را پذیرد و مقبولِ خاص و عام کند۔

آمین بجاه النبی الکریم الامین صلی اللّٰه علیه و سلم و بجاهِ ولد النبی الکریم السید الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللّٰه عنه

فقط

ابوتراب السّیدعلی شاه (محبت) القادری

۱۷ محرم الحرام ۱۴۲۸ھ

کلماتِ دعا

حضرت علامہ مولانا محمد وسیم ضیائی صاحب

(مہتمم مرکز العلوم الاسلامیہ بادامی مسجد کراچی)

فقیر کے بہت ہی عزیز دارالعلوم امجدیہ کراچی کے (دورۂ حدیث کے) طالبِ علم محمد افضل امجدی صاحب نے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہنّ کے موضوع پر ایک نہایت ہی معطّر و معنبر کتاب تصنیف فرمائی ہے جس کے پڑھنے سے دل و دماغ کو تسکین اور روح کو تازگی ملتی ہے۔

دعا گو ہوں اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے پیارے محبوب ﷺ کی محبوب اور پاکیزہ ازواج رضی اللہ عنہنّ کے صدقہ و طفیل کتابِ مستطاب کو اپنی بارگاہِ صمدیت میں درجۂ مقبولیت عطا فرمائے اور موصوف کو دارین کی سعادتوں و خوش بختیوں سے مالا مال فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ و سلم

محمد وسیم ضیائی

(بادامی مسجد کراچی)

۲۱ محرم الحرام ۱۴۲۸ھ مطابق ۱۰ فروری ۲۰۰۷ء

کلماتِ برکت

فاتح افریقہ قدوۃ العلماء حضور محدّث کبیر حضرت علامہ مولانا مفتی ضیاء المصطفٰی اعظمی دامت برکاتھم القدسیہ (گھوسی شریف انڈیا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

حضور سیّدنا رسول اکرم ﷺ کی تمام ازواجِ مطہّرات بحکم قرآنِ حکیم امہات المؤمنین ہیں ان کا یہی ایک وصف ان کی شان کے لئے کافی ہے۔ دین کی اشاعت اور احکام اسلام کی ترویج میں ازواجِ مطہرات کا بہت بڑا حصّہ ہے اس سلسلہ میں قرآنِ کریم میں ربّ قدیر کا یہ ارشاد روشن دلیل ہے واذکرن ما یتلی فی بیوتکن من ایت اللہ و الحکمۃ. یہی وجہ تھی کہ صحابۂ کرام بعض مشکل مسائل میں ازواجِ مطہرات کی طرف مراجعت فرماتے تھے اور دفعِ اشکال کے مواد وہیں سے حاصل کرتے۔ کئی اجلّہ صحابۂ کرام اور فقہائے تابعین نے بھی ازواجِ مطہرات سے اکتسابِ علم فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ازواجِ مطہّرات کو جملہ اخلاقی وروحانی اسقام سے پاک رکھا تھا اسی لئے ارشاد فرمایا یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا (الاحزاب) یہیں سے اس مسئلہ کا ایک حل نکلا کہ کثرتِ ازواجِ مطہّرات کا ایک سبب دعوتِ اسلام اور اشاعتِ احکام ہے اور یہ فضل بھی کم نہیں ہے خیرکم من تعلم و علم۔

فاضل نوجوان مولانا محمد افضل امجدی صاحب نے فضائلِ ازواجِ مطہرات پر ایک کوشش کی عامۃ المؤمنین کے لئے اس میں خاصی مقدار میں معلومات کا خزانہ ملے گا اور عورتوں کے لئے یہ تالیف ذخیرۂ ہدایت ثابت ہوگی۔ ربّ قدیر ان کی سعی کو مسعود و مقبول بنائے اور انہیں جزائے خیر سے نوازے۔ (آمین)

قلت فرصت کی وجہ سے مجھے ان کی اس تالیف کے مطالعہ کا وقت نہ ملا اس لئے اس کتاب پر کوئی نقد وتبصرہ کرنے سے قاصر ہوں۔ واللہ ولی التوفیق و منہ الرشاد

وارد حال امجدیہ کراچی پاکستان

۲ صفر المظفر ۱۴۲۸ھ ۲۰ فروری ۲۰۰۷ء

پیش لفظ

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

چند ماہ قبل میرے عزیزِ محترم سیّد غلام دستگیر گیلانی (تلمیذ مفتی عطاء المصطفی صاحب مدظلھما) نے فرمائش کی کہ حضور سیّد عالم ﷺ کی مقدس ازواج رضی اللہ عنھنّ کے بارے میں کوئی کتاب لکھی جائے لہٰذا گرامی القدر سیّد صاحب کی فرمائش کو پورا کرنے کے لئے حامی تو بھر لی لیکن ارادہ یہ تھا کہ چند ایک صفحات پر عنوان کو سمیٹ لیا جائے گا اللہ کی شان اور اس کے حبیب کریم ﷺ کی نوازش کہ جب ان مبارک ازواج مطہّرات کے ذکر سے فراغت ہوئی تو یوں محسوس ہوا کہ......

ع : ہوگئی میری غزل بڑھ کر قصیدہ نور کا

اللہ تبارک وتعالیٰ کی جناب میں اس کے پیارے حبیب ﷺ اور آپ علیہ السلام کی ازواجِ مطہّرات کا وسیلہ پیش کر کے دعا گو ہوں کہ وہ فقیر کی اس سعی کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور میرے اور میرے والدین کے لئے ذریعۂ بخشش بنائے اور میرے جملہ اساتذۂ کرام بالخصوص حضور سیّدی شیخ الحدیث علامہ محمد اسماعیل رضوی صاحب و مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی صاحب اور سیّدی علامہ محمد نثار اختر القادری صاحب کو صحت وتندرستی عطا فرمائے اور اس مبارک کتاب کو تشنگانِ علم کے لئے مفید بنائے اور ہم سب کو مذہب اہلسنّت پر استقامت اور اسی پر خاتمہ نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ و سلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انما الاعمال بالنیات (الحدیث)

پہلا باب

ازواجِ مطہّرات رضی اللہ عنہنّ

کتب احادیث میں ازواجِ مطہرات کے ساتھ امّ المؤمنین کا لفظ بھی مستعمل ہوتا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ قرآنِ مقدس نے حضور ﷺ کی ازواج یعنی پاک بیبیوں کو اُمّ المؤمنین یعنی مومنوں کی مائیں قرار دیا ہے۔

علامہ ابن حجر فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ:۔

قوله اُمّ المؤمنین هو ماخوذ من قوله تعالیٰ وازواجه امهاتهم (فتح الباری)

آپ کا قول اُمّ المؤمنین سو وہ ماخوذ ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان وازواجه امھاتھم سے۔

چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

النبی اولی بالمؤمنین من انفسهم وازواجه امهاتهم.

یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے اور اس کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔

(کنز الایمان)

آیت مذکورہ میں لفظ مؤمنین کے استعمال کا راز یہ ہے کہ معلوم ہو جائے کہ مومن وہ ہے جو نبی علیہ السلام کو اپنی جانِ شیریں سے زیادہ محبوب رکھتا ہے دوم مومن وہ ہے جو ازواجِ مطہرات کو اپنی ماں جانتا ہے وہ ماں نہیں جس سے جسمِ عنصری کا ظہور ہوا بلکہ وہ ماں جس کی فرزندی کا شرف اس کو ملتا ہے جس کو محبتِ نبی اور ایمان میں کمال حاصل ہوتا ہے (فیوض الباری) پھر یہ حرمت مومنوں پر ان سے نکاح کرنے کے بارے میں ہے نا کہ دیگر احکام میں چنانچہ جلالین میں ہے۔

وازواجه امهاتهم فی حرمة نکاحهن علیهم. (جلالین)

کہ حضور کی ازواج مومنوں کی مائیں ہیں ان پر ان کے نکاح حرام ہونے کے بارے میں۔

فتح الباری میں ہے۔

ای فی الاحترام وتحریم نکاحهن.

یعنی ازواجِ مطہرات مؤمنوں کی مائیں ہیں ان کی تعظیم وتکریم اور انکے ساتھ تحریم نکاح میں مثل ماں ہیں۔

خزائن العرفان میں ہے کہ:۔

تعظیم وحرمت میں اور نکاح ہمیشہ حرام ہونے میں اور اس کے علاوہ دوسرے احکام میں مثل وراثت اور پردہ وغیرہ کے ان کا وہی حکم ہے جو اجنبی عورتوں کا اور ان کی بیٹیوں کو مومنین کی بہنیں اور ان کے بھائیوں اور بہنوں کو مومنین کے ماموں اور خالہ نہ کہا جائے۔ (خزائن)

نیز فیوض الباری میں ہے کہ البتہ یہ بات ظاہر ہے کہ ازواجِ رسول ﷺ جملہ احکام میں مسلمانوں کی مائیں نہیں ہیں ورنہ امتیوں سے پردہ کیوں ہوتا ماں چونکہ بے حد معظّم ومکرّم ومحترم ہستی ہوتی ہے اور کسی طرح غلیظ خیالات وجذبات ان کے بارے میں انسان کے اندر پیدا نہیں ہوتے اس لئے بطور تعظیم وتکریم ازواجِ رسول ﷺ کو امہات المؤمنین فرمایا گیا۔

(فیوض الباری حصہ اول پ اول ص ٦٢)

خازن میں ہے......

یعنی امهات المؤمنین فی تعظیم الحرمة وتحریم نکاحهن علی التابید لافی النظر الیهن والخلوة بهن فانه حرام فی حقهن کمافی حق الاجانب ولایقال لبناتهن هن اخوات المؤمنین ولا لاخوانهن واخواتهن هن اخوال المؤمنین وخالاتهم قال الشافعی تزوج الزبیر اسماء بنت ابی بکر وهی اخت عائشة اُمّ المؤمنین ولم یقل هی خالة المؤمنین.

یعنی ازواج مطہرات مومنوں کی مائیں ہیں تعظیم حرمت اور ان کے ساتھ ہمیشہ نکاح حرام ہونے میں نہ کہ ان کی طرف نظر کرنے اور ان کے ساتھ خلوت کرنے میں کیونکہ یہ ان کے

حق میں ایسا ہی حرام ہے جیسا کہ اجنبی عورتوں کے حق میں اور ان کی بیٹیوں کو مومنوں کی بہنیں اور نہ ہی ان کے بھائیوں کو مومنوں کی بہنیں اور نہ ہی ان کے بھائیوں کو مومنوں کے خالو اور نہ ہی ان کی بہنوں کو مومنوں کی خالائیں کہا جائے گا امام شافعی نے فرمایا کہ حضرت اسماء کے ساتھ حضرت زبیر نے نکاح فرمایا باوجودیکہ آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں اور آپ کو مومنوں کی خالہ نہ فرمایا (کہ نکاح ناجائز قرار دیا جاتا)

(خازن ج۳ جزء خامس ص ۲۳۱ دار فکر بیروت)

اس سے ظاہر ہوا کہ یہ تحریم صرف نکاح تک محدود ہے اسی لئے بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:۔

ہم مردوں کی مائیں ہیں نہ کہ عورتوں کی (روح البیان)

عن مسروق ان امرأة قالت لعائشة یا امّہ فقالت لست لک بام انّما انا ام رجالکم (خازن)

حضرت مسروق سے روایت ہے کہ:۔

ایک عورت نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو یا امّہ (اے امّاں جان) کہا تو آپ نے فرمایا کہ میں مردوں کی ماں ہوں نہ کہ تمہاری۔

اسی طرح روح المعانی میں ہے:۔

ای منزلات منزلة امهاتهم فی تحریم النکاح واستحقاق التعظیم واما فیما عداذٰلک من النظر الیهن و الخلوة بهن وارثهن ونحو ذٰلک فهن کالاجنبیات (روح المعانی)

یعنی ازواجِ مطہرات تعظیم کے مستحق ہونے اور نکاح کے حرام ہونے میں مومنوں کی ماؤں کے منزلہ میں ہیں رہا اس کے ماسوا احکام میں جیسے ان کی طرف نظر کرنا ان سے خلوت و تنہائی کرنا اور ان کا وارث ہونا اسی طرح دیگر باتوں میں پس وہ اجنبیہ عورتوں کی طرح ہیں۔

فضائل امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی فضیلت

حضور ﷺ کی ازواج رضی اللہ عنہن کی فضیلت دراصل خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت کا ہی ایک شعبہ ہے قرآن پاک میں ہے......

لستن کاحد من النساء۔

اے نبی کی بیبیو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو۔

النساء میں الف جنسی ہے لفظ احد بھی موجود جیسے **لم یکن له کفوا احد** میں ہے۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ ازواج رسول ﷺ کا درجہ و مقام ہر عورت سے بالاتر ہے۔

(فیوض الباری پ اول حصہ اول ص ٦٢ طبعہ لاہور)

اذ احللنالک ازواجک ......

اے محبوب ہم نے تمہاری ازواج کو تمہارے لئے حلال کر دیا۔

اس آیت سے یہ فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ حضور ﷺ کی بیویوں کا ازواج النبی ہونا بمنظوری رب العالمین ہے اور ظاہر ہے کہ یہ منظوری فی الواقعہ ان کے لئے فضیلت عظیمہ ہے۔

وما کان لکم ان تؤذوا رسول الله ولا ان تنکحوا ازواجه من بعده ابدا.

اے ایمان والو تمہیں یہ حق نہیں کہ تم رسول کو ایذا دو اور یہ بھی جائز نہیں کہ رسول کے بعد ان کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے نکاح کرو۔

اس آیت میں ان کی حرمت دوام کا اعلان ہے پھر یہ بھی دیکھئے کہ پہلے اس آیت میں حضور ﷺ کو ایذا دینے سے روکا گیا اس کے بعد حقوق ازواج بیان کئے گئے جس سے یہ ثابت ہوا کہ ایذائے رسول ﷺ کے جس قدر اقسام ہو سکتے ہیں ان میں سب سے زیادہ سخت صورت وہ ہو گی جس میں حضور ﷺ کی ازواج رضی اللہ عنہن کی شان کے خلاف کوئی رویہ اختیار کیا گیا ہو (فیوض الباری

شرح بخاری حصه اول پ اول ص ٦٢) خیال رہے جواللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ایذا دے تو ایسے شخص پر اللہ کی دنیا وآخرت میں لعنت ہے۔

ان الذین یؤذون اللّٰہ ورسولہ لعنہم اللّٰہ فی الدنیا والاخرۃ۔

پتہ لگا کہ حضور ﷺ کی متقی پرہیزگار بیویاں تمام جہان کی پرہیزگار بیویوں سے افضل ہیں کیونکہ وہ حضور کی بیویاں ہیں۔(الکلام المقبول)

تفسیر صاوی میں تحت آیت **یانساء النبی لستن کاحد** ہے کہ **تقدم ان حکمۃ التشدید علیھن شدۃ قربھنّ من رسول اللّٰہ ﷺ وھو دلیل علی رفعۃ قدرھن وعظم رتبتھن فلا یلیق منھن التوغل فی الشھوات وتطلب زینۃ الدنیا لان رسول اللّٰہ ﷺ قال لست من الدنیا ولیست الدنیا منی والمقربون منہ کذلک والمعنی لیست الواحدۃ منکن کالواحدۃ من احادالنساء۔** (حاشیہ صاوی)

یعنی یہ بات پہلے گذر چکی ہے کہ ازواجِ مطہرات رضی اللّٰہ عنہنّ پر شدت کرنے کی حکمت ان کا حضور سے شدت قرب ہے جو کہ ان کے عظیم مرتبے اور رفعتِ مقام پر دلیل ہے تو دنیا کی زینت اور شہوات میں پڑنا ان کی شایان شان نہیں ہے اس لئے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں دنیا سے اور دنیا مجھ سے نہیں اور جو لوگ حضور ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ کے مقرب ہیں ان کا بھی یہی حال ہے اب معنی یہ ہوا کہ تم میں سے کوئی بھی شرافت میں عام دنیا کی عورتوں کی طرح نہیں ہے۔(تمہاری شرافت اور بزرگی بہت زیادہ واونچی ہے)

حضور سیّدی صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ خزائن میں اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں:۔

تمہارا مرتبہ سب سے زیادہ ہے اور تمہارا اجر سب سے بڑھ کر جہاں کی عورتوں میں کوئی تمہاری ہمسر نہیں۔(خزائن العرفان)

اس سے معلوم ہوا کہ اہل بیت نبی ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللّٰہ عنہنّ ہوں یا اولاد

اطہار ہوں سب کو رب نے پاک فرمادیا اس لئے کہ حضور ﷺ کا قبیلہ ہیں اور یہ خصوصی طہارت دوسروں کو میسر نہیں۔ (فیوض الرحمان)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص کی یہ خواہش ہو کہ اسے پورا اور کامل ثواب ملے تو وہ مجھ پر اور میرے اہل بیت پر اس طرح درود پڑھے۔

اللھم صلی علی محمد النبی الامی وازواجہ امھات المؤمنین وذریّاتہ واھل بیتہ کماصلیت علی ابراھم انک حمید مجید. (فیوض الرحمن)

نیز اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:۔

انمایریداللہ لیذھب عنکم الرّجس اھل البیت ویطھّرکم تطھیرا (القرآن)

اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی کو دور فرمائے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے (کنزالایمان)

یعنی گناہوں کی نجاست سے تم آلودہ نہ ہو اس آیت سے اہل بیت کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اور اہل بیت میں نبی کریم ﷺ کے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہنّ اور حضرت خاتونِ جنت فاطمہ زہرا اور علی مرتضیٰ اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم سب داخل ہیں آیات واحادیث کو جمع کرنے سے یہی نتیجہ نکلتا ہے اور یہی حضرت امام ابومنصور ماتریدی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے ان آیات میں اہل بیت رسول کریم ﷺ کو نصیحت فرمائی گئی ہے تاکہ وہ گناہوں سے بچیں اور تقویٰ و پرہیزگاری کے پابند رہیں گناہوں کو ناپاکی سے اور پرہیزگاری کو پاکی سے استعارہ فرمایا گیا کیونکہ گناہوں کا مرتکب ان سے ایسا ہی ملوث ہوتا ہے جیسا جسم نجاستوں سے (خزائن العرفان)

معلوم ہوا کہ اہل بیت خواہ ازواج ہوں یا اولاد اطہار ہوں سب کو رب نے پاک فرمادیا کیوں اس لئے کہ وہ حضور ﷺ کے قبیلے والے ہیں یہ خصوصی طہارت دوسروں کو میسر نہیں۔

(الکلام المقبول)

حضور سیّدی شیخ محقق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے تم میں سے بہترین وہ شخص ہے جس کی سیرت و معاشرت اپنے اہل و عیال کے ساتھ بہتر ہے اور تم سب سے بڑھ کر میں خود اپنے اہل و عیال کے ساتھ بہتر ہوں۔ آنحضرت ﷺ جب سفر پر تیار ہوتے تھے تو ازواج میں قرعہ اندازی فرماتے تھے جن سیّدہ کا نام نکلتا تھا اسے اپنے ہمراہ لے جاتے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہنّ کو مومنین کی مائیں کہا ہے یہ حرمت نکاح اور وجوب احترام میں ارشاد وارد ہوا ہے اور دیکھنے و تنہا رہنے میں نہیں پھر بھی ان کی بیٹیاں عام مسلمانوں کی بہنیں برادر ماموں اور خالاؤں کے شمار میں نہیں اور نہ ہی آنحضرت ﷺ مردوں اور عورتوں کے باپ شمار ہوتے ہیں آنحضرت ﷺ کی ازواج پاک امت کی تمام عورتوں سے افضل ہیں ان کا ثواب و عقاب بھی ان کے مقابلے میں دوگنا ہے اور ساری ازواج پاک میں سے سیّدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سب سے افضل ہیں اور ان دونوں کے درمیان فضیلت کے بارے میں علماء کا اختلاف پایا جاتا ہے اس بارے میں آگے جا کر تحقیق پیش کی جائیگی۔ (مدارج شریف مترجم)

ازواجِ مطہّرات رضی اللہ عنہنّ اہلِ بیت میں داخل ہیں

جیسا کہ گذشتہ اوراق میں فیوض الباری، خزائن العرفان، الکلام المقبول کے حوالہ سے گزرا کہ ازواجِ مطہّرات رضی اللہ عنہنّ بھی اہل بیت اطہار میں داخل ہیں لیکن شیعہ کے نزدیک اہل بیت سے مراد حضرت علی، فاطمہ و حسنین کریمین رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں جب کہ ہم جماعت اہلسنّت و جماہیر علماء و سلف و خلف کے نزدیک ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہنّ بھی اہل بیت میں سے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قالوا اتعجبین من امر اللّٰہ رحمت اللّٰہ و برکاتہ علیکم اهل البیت انه حمید مجید

ترجمہ : فرشتے بولے کیا اللہ کا اچنبا کرتی ہو اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں تم پر اس گھر والو

بے شک وہی ہے سب خوبیوں والا عزت والا (کنز الایمان)

فرشتوں کے کلام کے یہ معنی ہیں کہ تمہارے لیے کیا جائے تعجب ہے تم اس گھر میں ہو جو معجزات اور خوارق عادات اور اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کا مورد بنا ہوا ہے۔

مسئلہ...... اس آیت سے ثابت ہوا کہ بیبیاں اہل بیت میں داخل ہیں۔ (خزائن العرفان)

اسی آیت کے تحت تفسیر خازن میں ہے کہ:۔

وفیه دلیل علی ان ازواج الرجل من اهل بیته

یعنی اس میں اس بات پر دلیل ہے کہ آدمی کی ازواج یعنی بیویاں اس کی اہل بیت میں سے ہیں (خازن)

نیز تفسیر بغوی میں ہے کہ:۔

وفیه دلیل علی ان الازواج من اهل البیت

یعنی اس میں بیویوں کے اہل بیت سے ہونے پر دلیل ہے۔

نیز تفسیر روح المعانی میں اسی آیت کے تحت ہے:۔

واستدلال بالایة علی دخول الزوجة فی اهل البیت وهو الذی ذهب الیه السنّیون (روح المعانی)

یعنی اس آیت سے زوجہ کے اہل بیت میں داخل ہونے پر استدلال کیا گیا ہے اور یہ سنیوں کا مذہب ہے۔

نیز قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری میں رقمطراز ہیں:۔

وفی الایة ردّ علی الروافض حیث لایزعمون ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اهل البیت مع ان اهل البیت من حیث اللغة هی ازواج وغیر من اتباع لهن.

(مظهری)

یعنی اس آیت میں روافض پر رد ہے اس حیثیت سے کہ وہ ازواجِ مطہرات نبی ﷺ کو اہل

بیت سے گمان نہیں کرتے باوجود یکہ اہل بیت من حیث اللغة ازواج ہی ہیں جب کہ ان

کے ماسوا ازواج کے تابع ہیں۔

نیز واذغدوت من اھلک تبوئ المؤمنین مقاعد للقتال واللہ سمیع علیم

ترجمہ:۔اور یاد کرو کہ اے محبوب جب تم صبح کو اپنے دولت خانہ سے برآمد ہوئے مسلمانوں

کو لڑائی کے موروچوں پر قائم کرتے اور اللہ سنتا جانتا ہے (کنز الایمان)

اس آیت میں بھی اہل مستعمل ہے حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے

ہیں کہ اہل کے معنی ہیں گھر والے یہاں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مراد ہیں کہ حضور

انور (ﷺ) جنگ احد کے لئے اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے ہی روانہ ہوئے

تھے قرآن شریف میں اہل یا اہل بیت صرف بیوی کو کہا جاتا ہے اور نبی کے اہل بیت صرف مومن بیویاں

ہیں۔

فائدہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مومنہ متقیہ اور صالحہ ہیں اور نبی کریم (ﷺ) کی

اہل بیت۔ رب تعالیٰ نے انہیں یہاں من اھلک فرمایا کافر اولاد اور کافر بیوی نبی کے اہل بیت نہیں

ہوتے رب تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام سے ان کے بیٹے کنعان کے متعلق فرمایا انہ لیس من

اھلک اور لوط علیہ السلام سے ان کی کافرہ بیوی کے متعلق فرمایا الا امرائتک قرآن کریم نے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حضور علیہ السلام کی اہل بیت فرما کر ان کے ایمان وتقویٰ سب کی

گواہی دے دی خیال رہے کہ قرآن کریم میں صرف بیوی کو اہل بیت کہا جاتا ہے چنانچہ یہاں حضرت

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حضور انور ﷺ کا اہل بیت کہا گیا دوسری جگہ ارشاد ہوا اذقال لاھلہ

امکثوا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی بیوی سے فرمایا یہاں ٹھہرو ایک جگہ فرماتا ہے کہ فرشتوں نے بیوی

سارہ سے کہا رحمة اللہ وبرکاته علیکم اھل البیت (تفسیر نعیمی)

تفسیر خازن میں ہے:۔

قال مجاھد والکلبی والواقدی غدارسول اللّٰہ ﷺ من منزل عائشه

یعنی حضور سیّد عالم ﷺ سیّدہ عائشہ رضی اللّٰہ عنہا کے حجرہ سے برآمد ہوئے تھے (خازن)

نیز تفسیر بغوی میں ہے کہ:۔

قال مجاھد والکلبی والواقدی غدارسول صلی اللّٰہ علیہ و سلم من منزل عائشة رضی اللّٰہ عنھا (تفسیر بغوی) وایضا فی الخازن واذغدوت من اھلک ای واذکر اذغدوت من اھلک یعنی منزل عائشة ففیة منقبة عظیمة لعائشة رضی اللّٰہ عنھا لقوله من اھلک فنصّ اللّٰہ تعالیٰ علی انھا من اھله (خازن)

یعنی اے محبوب یاد کرو جب آپ اپنے دولت خانہ یعنی عائشہ رضی اللّٰہ عنہا کے حجرے سے برآمد ہوئے تو اللہ کے فرمان من اھلک میں سیّدہ عائشہ رضی اللّٰہ عنہا کے لئے بہت بڑی منقبت وتعریف ہے اس لئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سیّدہ عائشہ رضی اللّٰہ عنہا کے حضور کی اہل (بیت) میں ہونے پر نص فرمائی۔

نیز تفسیر قرطبی میں تحت آیت قالوا اتعجبین ہے کہ الثالثة ھذہ الایة تعطی ان زوجة الرجل من اھل البیت ھذا علی ان ازواج الانبیاء من اھل البیت فعائشة رضی اللّٰہ عنھا وغیرھا من جملة اھل بیت النبی صلی اللّٰہ علیہ و سلم ممن قال فیھم ویطھر کم تطھیرا. (قرطبی)

تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ یہ آیت خبر دیتی ہے کہ آدمی کی بیوی اس کے اہل بیت میں سے ہے پس یہ اس بات پر دال ہے کہ انبیاء کی ازواج ان کے اہل بیت میں سے ہیں لہٰذا سیّدہ عائشہ رضی اللّٰہ عنہا ودیگر ازواجِ مطہرات رضی اللّٰہ عنہنّ حضور کے اہل بیت میں سے ہیں جن کی شان میں اللہ تعالیٰ نے ویطھر کم تطھیرا فرمایا نیز تفسیر جلالین شریف میں اللہ کے فرمان ھل اتک حدیث موسیٰ اذرای نارافقال لاھله امکثوا (اور کچھ تمہیں موسیٰ کی خبر آئی جب اس نے ایک آگ دیکھی

تو اپنی بی بی سے کہا ٹھہرو۔ (کنزالایمان) کے کلمہ لاھلہ کی تفسیر لامرأتہ سے فرماکر اسی کی وضاحت فرمائی کہ اہل بیت میں ازواج داخل ہیں مزید برآں اسی کے حاشیہ میں ہے والخطاب لامرأتہ وولدھا والخادم ویجوز ان یکون للمرأۃ وحدھا یعنی خطاب آپ کی بیوی اولاد اور خادم سے ہے جب کہ یہ بھی جائز ہے کہ تنہا آپ کی بیوی سے ہو پھر رہا یہ اعتراض کہ ضمیر جمع کی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ کبھی عظمت کو بتانے کے لئے واحد کے لئے جمع کا بھی صیغہ استعمال ہوتا ہے۔ نیز اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا ترجمہ بھی اسی کی طرف مشیر ہے۔ حکیم الامت علیہ الرحمۃ رقمطراز ہیں کہ بیویوں کا اہل بیت ہونا قرآنی آیات سے ثابت ہے رب نے حضرت سارہ کو جناب ابراہیم کی اہل بیت فرمایا رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اھل البیت حضرت صفورا کو جناب موسیٰ علیہ السلام کا اہل بیت فرمایا۔

اذقال لاھلہ امکثوا انی انست نارا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حضور ﷺ کا اہل بیت فرمایا واذغدوت من اھلک تبوئ المؤمنین مقاعد للقتال اور اولاد کا اہل بیت ہونا حدیث سے ثابت ہے حضور ﷺ نے جناب فاطمہ حسنین کریمین اور جناب علی کے متعلق فرمایا اللھم ھؤلاء اھل بیتی خدایا یہ لوگ بھی میرے اہل بیت ہیں لہٰذا حضور ﷺ کی ازواج اور اولاد سب ہی اہل بیت ہیں رضی اللہ عنھم خلاصہ یہ ہے کہ بیت تین قسم کے ہیں بیت نسب، بیت سکن، بیت ولادت اس لئے اہل بیت بھی تین قسم کے ہیں۔ (مراۃ)

شیخ محقق علیہ الرحمۃ اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں کہ:۔

بدانکہ اطلاق اہل بیت بچند معنی آمدہ کسانیکہ حرام است برایشاں زکوٰۃ گرفتن وایشاں بنوہاشم اندواین شامل است آل عباس وآل علی وآل جعفر وآل عقیل وآل حارث رضی اللہ عنھم اجمعین۔

جان لو کہ اہل بیت کا اطلاق چند معنی میں ہے وہ حضرات کہ جن پر زکوۃ لینا حرام ہے اور وہ بنو ہاشم ہیں اور یہ شامل ہے آل عباس، آل علی، آل عقیل، آل حارث کو رضی اللہ عنھم

اجمعین۔

وگاھی بمعنی اہل وعیال آنحضرت آمدہ شامل مرازواجِ مطہرات **رضی اللہ عنھن** راو بیرون آوردن نساء آنحضرت از اہل بیت مکابرہ است ومخالف است مرسوق آیت کریمہ را **انمایرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اہل البیت ویطھرکم تطھیرا** زیراکہ خطاب بایشان است در اول آیت وآخر آن پس بیرون آوردن ایشاں ازانچہ درمابین واقع شدہ بیرون می آرد کلام راازانساق وانتظام

اور کبھی حضور سیّد عالم ﷺ کے اہل وعیال کے معنی میں جو کہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنھنّ کو شامل ہے اور حضور کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنھنّ کو اہل بیت سے خارج کرنا مکابرہ سینہ زوری اور سوق آیت یعنی آیت **انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس** کی روش کا خلاف کرنا ہے اس لئے کہ آیت کے اول و آخر میں ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنھنّ سے خطاب ہے پس آیت کے درمیانی حصہ سے انہیں خارج کرنا کلام کو نظم ونسق سے باہر لانا ہے یعنی اس سے کلام میں نسق ونظم برقرار نہیں رہے گا۔

امام فخرالدین محمد رازی گفتہ کہ ایں آیت شامل است مرنساء آنحضرت رازیرا کہ سیاق آیت ندامی کندبر آن پس بیرون آوردن ایشاں راازان ومخصوص کردن بغیر ایشاں صحیح نباشد

امام فخر الدین محمد رازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضور ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنھنّ کو شامل ہے اس لیے کہ سیاق آیت اس پر دلالت کرتا ہے پس ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنھنّ کو اہل بیت سے خارج کرنا اور ان کے ماسوا کے ساتھ خاص کرنا صحیح نہ ہوگا

ونیز گفتہ کہ اولیٰ آنست کہ گفتہ شود اہل بیت اولاد آنحضرت وازواج اویند وحسن وحسین رضی اللہ عنھما ازایشا نند وعلی مرتضیٰ نیز اہل بیت اوست بجہت

معاشرت اوبنسبت پیغمبر وملازمت اومروی را ﷺ

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اولیٰ و بہتر یہ ہے کہ اہل بیت حضور کی اولاد و ازواج ہیں جب کہ حسنین کریمین ان میں داخل ہیں اور حضرت علی المرتضیٰ بھی حضور کی اہل بیت میں داخل ہیں حضور کی شہزادی کے ساتھ معاشرت اور آپ کے احکام کی پابندی کرنے کی وجہ سے۔

وگاہے اطلاق اہل بیت چنان آمدہ کہ مضموم می گردد اختصاص آن بفاطمہ زہرا وعلی وحسن وحسین **سلام اللہ علیہم اجمعین**

اور بعض اوقات اہل بیت کا اطلاق اس طرح آیا ہے کہ جس سے سمجھ میں آتا ہے کہ لفظ اہل بیت حضرت فاطمہ زہرا وحسنین وکریمین وعلی **رضی اللہ عنہم اجمعین** کے ساتھ مختص ہے۔

روایت می کند انس **رضی اللہ عنہ** کہ آنحضرت ﷺ می گذشت بخانۂ فاطمہ چون برائے نماز بمسجد می آمد می گفت **الصلوۃ یا اھل البیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا رواہ الترمذی و ابن شیبہ**

وازام سلمہ آمدہ کہ بودم من نزد رسول خدا ﷺ کہ خادم آمد وخبر کرد کہ علی وفاطمہ بر آستانہ ایستادہ اند پس گفت آنحضرت مرا یکسو شو پس من اندرون خانہ رفتم پستر آمد حسن وحسین پس استادند آنحضرت حسن وحسین را در کنار مبارک خود وگرفت علی را بیک دست خود وگرفت فاطمہ را بدست دیگر وبچسپانید بخود وپیچید برایشان گلیم سیاہ کہ پوشیدہ بود آنحضرت **صلی اللہ علیہ و سلم** وگفت خداوندا اینہا اہل بیت من اند آمدہ اند بسوئے تونہ بسوئے آتش من واہل بیت من۔

حضرت انس روایت فرماتے ہیں کہ حضور جب نماز فجر کے لئے مسجد میں تشریف لاتے حضرت فاطمہ کے گھر کے پاس سے گزرتے تو فرماتے اے اہل بیت نماز (پڑھو) اور آیت پڑھتے **انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت**

یعنی اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک

کر کے خوب ستھرا کر دے (کنزالایمان)

حضرت ام سلمہ سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھی کہ خادم نے آکر اطلاع دی حضرت علی و فاطمہ دروازے پر جلوہ افروز ہیں (حاضر ہیں) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا آپ ایک طرف ہو جائیں پس میں گھر کے اندر چلی گئی پھر حسنین کریمین حاضر ہوئے تو حضور نے انہیں آغوش مبارک میں لے لیا اور حضرت علی کو ایک ہاتھ میں جب کہ حضرت فاطمہ کو دوسرے دست مبارک سے پکڑا اور انہیں اپنے ساتھ چمٹا لیا اور وہ سیاہ کمبل کہ جو آپ نے اوڑھا ہوا تھا اس میں انہیں چھپا لیا اور حضور ﷺ نے دعا کی اے خداوند و مالک یہ میرے اہل بیت ہیں تیری بارگاہ کی طرف آئے ہیں نہ کہ آگ کی طرف میں اور میرے اہل بیت

ونیز از امّ سلمہ آمدہ کہ گفت آنحضرت این مسجد من حرام است بر ہر حائض از زنان وہر جنب از مردان مگر بر محمد واہل بیت وی علی وحسن وحسین روایت کردہ این حدیث را بیہقی وتضعیف کردہ

یہ بھی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا کہ یہ میری مسجد حرام ہے عورتوں میں سے ہر حائضہ اور مردوں میں سے ہر جنبی پر سوائے محمد ﷺ اور ان کی اہل بیت اور علی و فاطمہ و حسنین پر اس روایت کو امام بیہقی نے روایت فرما کر ضعیف قرار دیا ہے۔

بالجملہ اطلاق اہل بیت برین چہار تن پاک شائع ومشہور است

حاصل کلام یہ کہ اہل بیت کا اطلاق ان چار پاکیزہ حضرات پر شائع و مشہور و معروف ہے۔

وعلماء در تطبیق این اقوال وتوجیہ این اطلاقات گفتہ اند کہ بیت سہ است بیت نسب وبیت سکن وبیت ولادت

اور علماء حضرات نے ان اقوال کے مابین تطبیق اور ان کے استعمالات کی توجیہ میں فرمایا ہے کہ بیت تین ہیں بیت نسب، بیت سکن، بیت ولادت۔

پس بنوہاشم اولاد عبدالمطلب اہل بیت پیغمبر اند ﷺ ازجہت نسب واولاد

جد قریب راہیت می خوانند ومی گویند خانہ فلانی بزرگ ست

پس حضور کے نسب کے اعتبار سے عبدالمطلب کی اولاد میں سے بنو ہاشم اہل بیت ہیں کیونکہ قریبی دادا کی اولاد کو بیت کہہ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فلاں بزرگ کا بیت ہے۔

وازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن آنحضرت ﷺ اهل بیت سکنی اند واطلاق اهل بیت برزنان مرد را اخص واعرف ست بحسب عرف وعادت

اورازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن حضور کی رہائش کے اعتبار سے اہلِ بیت ہیں اور کسی مرد کی بیویوں پر عرف وعادت کے اعتبار سے خاص طور پر معروف ہے۔

واولاد شریف آنحضرت اهل بیت ولادتند (اشعت اللمعات ج ٤ ص ٦٨٠ کتب خانہ مجیدیہ ملتان) اور حضور ﷺ کی اولاد ازروئے ولادت کے آپ کے اہل بیت ہیں۔

نیز حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:-

قالت خرج النبی صلی اللہ علیہ و سلم غداة وعلیه مرط مُرحّل من شعر اسود ضجا الحسن بن علی فادخله ثم جاء الحسین فدخل معه ثم جاء ت فاطمة فادخلهاثم جاء علی فادخله ثم قال انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا (رواہ مسلم مشکوٰۃ)

ایک صبح حضور ﷺ باہر تشریف لے گئے آپ پر کالی اون کی مخلوط چادر تھی حسن ابن علی آئے حضور نے انہیں داخل کرلیا پھر جناب حسین آئے وہ ان کے ساتھ داخل ہو گئے پھر جناب فاطمہ آئیں انہیں بھی داخل کرلیا پھر جناب علی آئے انہیں بھی داخل کرلیا پھر فرمایا اے نبی کے گھر والوں اللہ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی دور کردے اور تم کو خوب پاک وصاف فرمادے۔ (مراۃ)

روایت مذکورہ کی شرح میں حضرت ملا علی القاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:-

وفیه دلیل علی ان نساء النبی ﷺ من اهل بیته ایضا لانه مسبوق بقوله یانساء النبی لستن کاحد من النساء وملحوق بقوله واذکرن مایتلی فی

بیوتکن فضمیر الجمع امالتعظیم اوتغلیب ذکور اهل البیت علی مایستفاد من الحدیث (مرقاة)

یعنی اس میں حضور کی بیویوں کے اہل بیت میں ہونے پر بھی دلیل ہے اس لئے کے آیت کا مسبوق اللہ کا فرمان یانساء النبی لستن کاحد من النساء ......اے نبی کی بیبیوتم اورعورتوں کی طرح نہیں ہو (کنزالایمان)

اوراس کا ملحوق اللہ تعالیٰ کا فرمان واذکرن مایتلی فی بیوتکن (اوریادکرو جوتمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں اللہ کی آیتیں اورحکمت۔) (کنزالایمان) ہے رہی ضمیر جمع سووہ تعظیم کے لئے یا اہل بیت کے مذکر افراد کی تغلیب کے لئے ہے نیز اسی مرقاۃ شرح مشکوۃ میں ہے کہ:۔

عن ام سلمة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم جعل علی الحسن والحسین وعلی وفاطمة کساء وقال اللهم هؤلاء اهل بیتی وحافتی اذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهیرا اخرجه الترمذی وقال حسن صحیح وفی روایة الترمذی قالت ام سلمة وانامعهم یارسول الله قال انت علی مکانک وانت علی خیر وعن ام سلمة قالت بینا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فی بیته یوما اذقال الخادم ان علیا وفاطمه بالسرای الباب قالت فقال لی قومی فتنحی لی عن اهل بیتی قالت فقمت فتنحیت فی البیت قریبا فدخل علی وفاطمه ومعهما الحسن والحسین وهما صبیان صغیران فاخذ الصبیین فوضعهما فی حجره فقبلهما واعتنق علیا باحدی یدیه وفاطمه با الاخری وقبل فاطمة وقبل علیا واخذف ای ارسل علیهم خمیصة سوداء ثم قال اللهم الیک لاالی النار انا واهل بیتی قالت قلت وانا یارسول الله صلی اللہ علیہ وسلم علیک قال وانت

(اخرجه احمد مرقاة شرح مشکوٰة)

یعنی سیّدہ ام سلمہ سے روایت ہے فرماتی ہیں اللہ کے نبی ﷺ نے حسنین کریمین اور حضرت علی

وفاطمہ پر چادر مبارک ڈالی اور دعا کی اے اللہ! یہ میرے اہل بیت اور قریبی ہیں ان سے گندگی دور فرما اوران کو خوب پاک وصاف فرما اس کی تخریج امام ترمذی نے کی جب کہ حسن نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور ترمذی کی ایک روایت میں یہ ہے کہ ام سلمہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول میں بھی ان کیساتھ ہوں آپ نے فرمایا انت علی مکانک وانت علی خیر یعنی آپ اپنی جگہ بھلائی پر ہیں یعنی آپ تو اہل بیت میں داخل ہیں تمہارے لئے دعا کرنے کی کیا ضرورت ہے اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرماتی ہیں کہ اسی اثنا کہ ہم اللہ کے رسول کے گھر میں تھے کہ خادم نے آکر کہا کہ علی وفاطمہ دروازے پر کھڑے ہیں فرماتی ہیں حضور نے مجھے حکم دیا کہ آپ میری اہل بیت سے ایک طرف ہو جائیں فرماتی ہیں کہ میں اٹھ کر گھر کے اندر چلی گئی تو حضرت علی وفاطمہ اور ان کے ہمراہ حسن وحسین درآنحالیکہ وہ بچے تھے داخل ہوئے تو حضور نے دونوں بچوں کو اپنی گود میں لے لیا اور ان کو بوسہ دیا اور حضرت علی کو ایک دست مبارک جب کہ فاطمہ کو دوسرے دست مبارک سے چمٹا لیا اور ان حضرات کا بوسہ لیا اور ان حضرات پر حضور نے اپنی سیاہ چادر مبارک ڈال کر دعا فرمائی اے اللہ یہ تیری طرف نا کہ آگ کی طرف میں اور میری اہل بیت بھی (آئے ہیں) فرماتی ہیں میں نے عرض کی میں بھی یا رسول اللہ فرمایا تو اپنی جگہ خیر پر ہے۔ اس کے بعد مرقاۃ نے فرمایا والظاہر ان ہذالفعل تکرر منہ صلی اللہ علیہ و سلم فی بیت امّ سلمۃ کہ یہ بات ظاہر ہے کہ حضور کا یہ فعل مبارک امّ سلمہ کے گھر تکرار کیساتھ ہوا اور رہا منع کرنا سو اس وجہ سے تھا کہ خاص طور پر وہ حضرات جو کہ اہل بیت میں داخل نہیں ہیں ان کو داخل کرنا ہے۔ کیونکہ سیّدہ امّ سلمہ تو پہلے ہی اہل بیت میں داخل ہیں ایسا نہیں کہ وہ اہل بیت میں داخل نہیں چنانچہ حضرت ملا علی القاری فرماتے ہیں:۔

لانھا لیست من اھل البیت بل ھی منھم ولذلک قالت فی الحدیث الاخر وانا ولم تقل معھم ای انا ایضا الی اللہ لاالی النار قال وانت الی اللہ لاالی النار وکذالماقالت وانا من اھل البیت فی روایۃ قال وانت من اھل البیت واثبتک ایضا علی انہ قدوردانہ صلی اللہ علیہ و سلم اذن لھا فی الدخول

معهم فی الکساء ۔ (مرقاۃ)

یعنی ایسا نہیں ہے کہ امّ سلمہ اہل بیت میں داخل نہیں بلکہ وہ داخل ہیں اسی وجہ کر کے دوسری حدیث میں انا معهم کے بغیر فرمایا یعنی میں بھی اللہ کی بارگاہ کی طرف (آئی) نہ کہ آگ کی طرف تو حضور نے فرمایا اور تو بھی اللہ کی بارگاہ کی طرف آئی ہے نہ آگ کی طرف اسی طرح ایک روایت میں جب آپ نے عرض کی کہ میں بھی اھل بیت میں ہوں تو حضور نے فرمایا تو بھی اہل بیت میں ہے اور میں تم کو ثابت رکھتا ہوں بر بنائے اس روایت کے کہ جو وارد ہوئی کہ حضور نے سیّدہ امّ سلمہ کو حضرت علی وفاطمہ وحسنین کے ساتھ چادر میں داخل ہونے کی اجازت مرحمت فرمائی اسی کی تصریح صاحب مراۃ نے بایں الفاظ فرمائی کہ یہ آیت کریمہ ازواجِ مطہرات رضی اللّٰہ عنہنّ کے حق میں نازل ہوئی ہے کیونکہ اوپر سے انہیں کا ذکر ہے اور خود اس آیت کے اول میں انہیں سے خطاب ہے اور بعد میں بھی انہیں سے خطاب اگر اتنے ٹکڑے میں یہ حضرات مراد ہوں تو آیات بلکہ ایک آیت کے اجزاء میں سخت بے ربطی ہو جاوے گی مگر چونکہ انہیں ازواج پاک اہل بیت کے لفظ سے یاد فرمایا گیا لہٰذا یطهركم ضمیر مذکر ارشاد ہوئی کہ لفظ اہل بیت مذکر ہے جیسے فرشتوں نے حضرت سارہ زوجہ ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا تھا اتعجبين من امر الله ورحمة الله وبركاته عليكم اهل البيت وہاں بھی عليكم جمع مذکر کی ضمیر ارشاد ہوئی ہے حضور انور ﷺ نے چاہا کہ ان حضرات کو بھی اس میں داخل فرمالیں لہٰذ ادعا فرمائی کہ الٰہی یہ بھی میرے گھر والے ہی ہیں انہیں بھی خوب پاک فرمادے اسی لئے روایات میں ہے کہ جناب ام سلمہ نے عرض کیا یارسول اللہ! مجھے بھی اس کمبل شریف میں داخل فرمالیں فرمایا انت علی خیر تم تو اس آیت خیر میں ہو ہی تمہارے لئے دعا کر کے داخل کرنے کی کیا ضرورت ہے ہم تو ان کو داخل کرنے کی دعا کر رہے ہیں جو اس میں داخل نہیں ۔ الی ان قال بعض روایات میں ہے کہ حضرت ام سلمہ نے حضور سے اس موقعہ پر عرض کیا حضور میں بھی آپ کی اہل بیت ہوں فرمایا تم بھی اہل بیت ہو بعض روایات میں ہے کہ حضور انور ﷺ نے ام سلمہ کو بھی کمبل میں لے لیا پھر یہ دعا فرمائی۔

(مراۃ شرح مشکوٰۃ)

خیال رہے کہ لفظ پنجتن پاک اس حدیث سے لیا گیا ہے اور یہ واقعہ بہت بار ہوا کہ امّ سلمہ کو کمبل شریف میں داخل نہیں کیا اور کبھی داخل فرمالیا (مراۃ)

خیال رہے کہ سوائے انبیاء کرام اور فرشتوں کے کوئی معصوم نہیں ہاں حضرات صحابہ کرام اور بعض اولیاء اللہ محفوظ ہیں اس آیت سے ان حضرات کی معصومیت ثابت نہ ہوگی جیسا کہ روافض نے سمجھا اور معصوم وہ ہوتا ہے جو گناہ نہ کر سکے جب کہ محفوظ وہ ہے جو گناہ نہ کرے نیز یہ آیت انما یرید اللّٰہ الایۃ سے زمانہ جاہلیت کی گھنونی عادات کی گندگی سے دور رکھنا مراد اس سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ پہلے یہ حضرات پاک وصاف نہ تھے اب پاک ہوں گے۔ (مراۃ)

سیما پہلی ماں کہف امن وامان
حق گذار رفاقت پہ لاکھوں سلام
عرش سے جس پر تسلیم نازل ہوئی
اس سرائے سلامت پہ لاکھوں سلام
منزل من قصب لانصب لاصخب
ایسے کوشک کی زینت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

فضائل اُمّ المؤمنین سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کائنات ﷺ کو فرماتے سنا کہ خیر نسائھا مریم بنت عمران وخیر نسائھا خدیجۃ بنت خویلد (متفق علیہ)
اس کی بہترین بی بی مریم بنت عمران ہیں اور اس کی بہترین بی بی خدیجہ بنت خویلد ہیں۔

(مشکوٰۃ ص ۵۷۳ و مراۃ)

وفی روایۃ ابو کریب واشار وکیع الی السّماء والارض

اور ایک روایت میں ہے کہ ابو کریب نے فرمایا کہ وکیع نے اس آسمان وزمین کی طرف اشارہ

کیا شیخ محقق علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔

واشارت کردوکیع کہ از حفاظ حدیث است درمرتبۂ مالک واقران اوست بسوئی آسمان وزمین برائے بیان معنی دنیا یعنی بہتراست از آنہائی کہ در زیر آسمان وبرزمین اند

حضرت وکیع جو کہ حفاظ حدیث میں سے ہیں امام مالک کے مرتبہ وآپ کے پایہ کے ہیں انہوں نے دنیا کا معنی بیان کرنے کے لئے آسمان اورزمین کی طرف اشارہ فرمایا یعنی ان خواتین سے بہتر جو آسمان کے نیچے اورزمین کے اوپر ہیں۔

وازیں حدیث ظاہر شدکہ مریم وخدیجہ ہر یک بہترین امت خود ست ولیکن معلوم نشدنسبت میاں ایں ہردو کہ کدام فاضل ترست نقل کردہ شدہ است از تفسیر نسفی کہ خدیجہ وعائشہ افضل انداز مریم برقول صحیح کہ پیغمبر نیست وایں خود مقررست کہ ایں امت مرحومہ بہتر ست از امتان دیگر باز درعائشہ وخدیجہ نیز اختلاف کردہ اندوھمچنیں درفضل فاطمہ برعائشہ ومالک گفت رحمۃ اللہ علیہ فاطمہ جگر پارہ پیغمبر ست ومن برجگرپارہ پیغمبر ہیچکس رافضل نہ نہم (اشعت اللمعات ج ٤ ص ٧٠٢ کتب خانہ مجیدیہ ملتان)

یعنی اس سے ظاہر ہوا کہ مریم وخدیجہ ہرایک اپنی امت کی بہترین خاتون ہیں لیکن یہ معلوم نہیں ہوا کہ ان دونوں میں کون فاضل تر ہے تفسیر نسفی سے نقل کیا گیا ہے کہ خدیجہ وعائشہ قول صحیح پر مریم سے افضل ہیں کیونکہ مریم پیغمبر نہیں (اور نہ ہی کسی نبی کی زوجہ ہیں) اور یہ بات مقرر وثابت شدہ ہے کہ یہ امت مرحومہ دوسری امتوں سے بہتر ہے پھر حضرت عائشہ وخدیجہ میں بھی اختلاف ہے کہ ان میں سے کون افضل ہیں اسی طرح حضرت فاطمہ کی حضرت عائشہ پر فضیلت میں بھی اختلاف ہے حضرت امام مالک نے فرمایا ہے کہ حضرت فاطمہ حضور کی جگر پارہ ہیں اور میں نبی ﷺ کی جگر پارہ پر کسی کو فضیلت نہیں دیتا ہوں مرقاۃ میں ہے:۔

رواہ الحارث عن عروۃ مرسلا خدیجۃ خیر نساء عالمھا و مریم خیر نساء عالمھا و فاطمۃ خیر نساء عالمھا (مرقاۃ شرح مشکوۃ)

یعنی حارث عروہ سے مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ حضرت خدیجہ اپنے زمانے کی عورتوں میں سب سے افضل ہیں اور حضرت مریم اپنے زمانہ کی عورتوں سے بہتر ہیں اور حضرت فاطمہ اپنے زمانے کی بیبیوں سے افضل ہیں نیز

قال القاضی انما وحد الضمیر لانہ اراد جملۃ طبقات السماء واقطار الارض اوان مریم خیر من صعد بروحھن الی السماء و خدیجۃ خیر نساء علی وجہ الارض والحدیث ورد فی ایام حیاتھا (مرقاۃ شرح مشکوۃ)

یعنی قاضی نے فرمایا یہاں ضمیر کو واحد لایا گیا اس لیے کہ یہاں آسمان کے تمام طبقات اور زمین کے تمام گوشے مراد ہیں یا اس لئے کہ مریم ان عورتوں سے جو اپنی روح کے ساتھ آسمان کی طرف بلند ہوئیں بہتر ہیں اور خدیجہ ان عورتوں سے جو زمین پر ہیں ان سے افضل ہیں کیونکہ حدیث آپ کی حیات کے دنوں وارد ہوئی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت جبرئیل حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے:۔

فقال یارسول اللہ ھذہ خدیجۃ قداتت معھا اناء فیہ ادام وطعام فاذااتتک فاقرء علیھا السلام من ربھا ومنی وبشرھا ببیت فی الجنۃ من قصب لاصخب فیہ ولانصب (مشکوۃ ص۵۷۳)

عرض کی اے اللہ کے رسول (ﷺ) یہ خدیجہ آرہی ہیں ان کے ساتھ برتن ہے جس میں سالن اور کھانا ہے تو جب وہ آپ کے پاس آئیں تو انہیں ان کے رب کا سلام اور میرا سلام فرمائیں اور انہیں جنت کے اس گھر کی بشارت دے دیں جو ایک موتی کا ہے نہ اس میں شور ہے نہ کوئی تکلیف (مراۃ)

اعلیٰ حضرت ﷫ اسی حدیث کی ترجمانی یوں فرماتے ہیں کہ:۔

عرش سے جس پہ تسلیم نازل ہوئی
اس سرائے سلامت پہ لاکھوں سلام
منزل من قصب لانصب لاصخب
ایسے کوشک کی زینت پہ لاکھوں سلام

شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ:۔

گفتہ اند کہ دراینجا فضل ست مرخدیجہ رابر عائشہ کہ درحدیث عائشہ بسلام جبرئیل اکتفا کردہ اند چنانچہ بیائید۔

(اشعت اللمعات ج ٤ ص ٧٠٢ کتب خانہ مجیدیہ ملتان)

یعنی علماء کرام نے فرمایا ہے اس جگہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر سیدہ خدیجہ کی فضیلت ہے کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں حضرت جبرئیل کے سلام پر اکتفاء کیا گیا ہے جیسا کہ آئے گا۔

نیز حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:۔

ماغرت علی احدمن نساء النبی ﷺ ماغرت علی خدیجة ومارئیتها ولکن کان یکثر ذکرها وربما ذبح الشاة ثم یقطعها اعضاءً یبعثها فی صدائق خدیجة فربماقلت له کانه لم تکن فی الدنیا امرأة الا خدیجة فیقول انها کانت وکانت وکان لی منها وُلد (متفق علیہ مشکوٰۃ ص ٥٧٣)

میں نے نبی پاک ﷺ کی ازواج پاک میں سے کسی پر اتنی غیرت نہ کی جتنی جناب خدیجہ پر غیرت کی حالانکہ میں نے انہیں دیکھا نہ تھا لیکن حضور ان کا بہت ذکر کرتے تھے بہت دفعہ بکری ذبح کرتے پھر اس کے اعضاء کاٹتے پھر وہ جناب خدیجہ کی سہیلیوں میں بھیج دیتے تھے تو میں کبھی حضور سے کہہ دیتی کہ گویا خدیجہ کے سوا دنیا میں کوئی عورت ہی نہ تھی تو آپ فرماتے وہ ایسی تھیں وہ ایسی تھیں اور ان

سے میری اولاد ہوئی۔ خیال رہے یہاں غرت عین کے کسرہ کیساتھ غار یغار بروزن خاف یخاف یعنی غیرت وحمیت کے ہے (مرقاة) غرت بمعنی حسد نہیں بلکہ بمعنی رشک یا غبطہ ہے دینی امور میں رشک جائز ہے جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت خدیجہ کی محبوبیت دیکھ کر رشک فرمایا کہ میں بھی ان کی طرح حضور انور ﷺ کی محبوبہ ہوتی کہ مجھے حضور انور ﷺ میری وفات کے بعد اسی طرح تعریفیں فرماتے جیسی ان کی فرماتے ہیں (مراۃ) شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ:۔

همه اولاد آنحضرت از خدیجه است رضی الله عنها الا ابراهیم از ماریه قبطیه وکدام اولاد فاضل تر وکامل تر از فاطمه سیّده نساء العلمین مادر حسن وحسین سلام الله علیهم اجمعین بود ودر اینجا تعریض ست بعائشه که ازوے هیچ ولدی نشده (اشعت اللمعات ج ٤ ص ٧٠٣ کتب خانه مجیدیه ملتان)

یعنی حضور سیّد عالم ﷺ کی تمام اولاد حضرت خدیجہ سے تھی سوائے حضرت ابراہیم کے کہ وہ ماریہ قبطیہ سے تھے اور کون سی اولاد فاضل تر وکامل تر حضرت فاطمہ کی اولاد سے ہوگی جو کہ تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار اور حسن وحسین کی والدہ ہیں اور اس جگہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تعریض ہے کہ ان سے کوئی اولاد نہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور انور کو کنواری ملیں اور جناب خدیجہ کو حضور ﷺ کنوارے آپ مسلمانوں کی پہلی ماں ہیں۔ (مراۃ)

سیما پہلی ماں کہف امن واماں
حق گذار رفاقت پہ لاکھوں سلام
(اعلی حضرت ﷺ)

مرقاۃ میں فرمایا کانت صوامة وقوامة ومحسنة ومشفقة الی غیر ذلک یعنی آپ روزے دار بہت قیام کرنے والی احسان فرمانے والی شفقت کرنے والی تھیں۔

قال المولف خدیجة بنت خویلد بن اسدا لقرشیة کانت تحت ابن هاله بن زراره ثم تزوجها عتیق ابن عائذ ثم تزوجها النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولها یومئذمن

العمر اربعون سنة ولم ينكح صلى الله عليه و سلم قبلها امراة ولاينكح عليها حتى ماتت وهى اول من امن من كافة الناس ذكرهم وانثاهم وجميع اولاده منها غير ابراهيم فانه من مارية وماتت بمكة قبل الهجرة بخمس سنين وقيل باربع سنين وقيل بثلاث وكان قدمضى من النبوة عشرسنين وكان لها من العمر خمس وستون سنة وكان مدة مقامها مع رسول اللهﷺ خمسه وعشرين سنة ودفنت بالحجون (مرقاة شرح مشکوٰۃ)

یعنی حضرت خدیجہ بنت خویلد بن اسد قریشہ ابن ھالہ بن زرارہ کی زوجیت میں تھیں پھر آپ سے عتیق بن عائذ نے نکاح کیا پھر چالیس سال کی عمر میں حضور نے نکاح فرمایا آپ سے پہلے حضور نے نکاح کیا اور نہ ہی آپ کے بعد آپ کے وصال تک کسی سے نکاح فرمایا اور سیّدہ تمام مرد و عورتوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں تھیں اور حضور کی تمام اولاد سوائے حضرت ابراہیم کے جو ماریہ قبطیہ سے تھے حضرت خدیجہ سے تھی آپ کا انتقال قبل ھجرۃ پانچ یا چار یا تین سال ہوا جب کہ اعلان نبوت کے دس سال گزر چکے تھے سیّدہ کی عمر پینسٹھ سال تھی جب کہ پچیس سال حضور کی شریک حیات رہیں مقام حجون میں مدفون ہیں ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ :۔

ان النبى صلى الله عليه و سلم قال حسبك من نساء العالمين مريم بنت عمران وخديجة بنت خويلد وفاطمة بنت محمد وآسية امرأة فرعون رواه الترمذى (مشکوٰۃ ص ۵۷۳)

نبی ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے جہان والی عورتوں میں جناب مریم بنت عمران خدیجہ بنت خویلد فاطمہ بنت محمد اور آسیہ فرعون کی بیوی کافی ہے اس حدیث سے ان چار بیبیوں کی اپنے ماسوا پر فضیلت بیان کی گئی پھر اگر یہ کہا جاوے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تو حدیث مذکور میں تذکرہ نہیں ہے تو اس کا جواب شیخ محقق علیہ الرحمۃ نے یہ دیا کہ

وذکر عائشه دریں حدیث نکرد ازجهت اکتفاء کردن بذکروے در احادیث دیگر کما

قالوا (اشعت اللمعات)

یعنی اس جگہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ذکر اس وجہ سے نہیں فرمایا کہ ان کا ذکر دوسری احادیث میں کیا جا چکا ہے اسی پر اکتفاء کر لیا گیا نیز مرقاۃ نے اس مقام پر فرمایا کہ:۔

ولعل هذالحديث قبل حصول كمال عائشة ووصولها الى وصال الحضرة ثم رايت في الجامع روى احمد والشيخان والترمذی وابن ماجه عن ابی موسى مرفوعا كمل من الرجال كثير ولم يكمل من النساء الاآسية امرأة فرعون ومريم بنت عمران وان فضل عائشة على النساء كفضل الثريد على سائر الطعام (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

یعنی شاید کہ یہ حدیث سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو کمال کے حصول اور حضور کی بارگاہ میں وصول سے پہلے کی ہو پھر میں نے جامع میں دیکھا کہ امام احمد اور شیخین اور ترمذی و ابن ماجہ نے ابوموسیٰ سے مرفوعاً روایت فرمایا ہے کہ مردوں میں بہت کامل ہوئے جب کہ عورتوں میں سوائے فرعون کی بیوی آسیہ اور مریم بنت عمران کے کوئی کامل نہیں ہوا رہی عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت سو وہ تو عورتوں پر ایسی ہیں جیسے تمام کھانوں پر ثرید کی فضیلت ہے۔

خیال رہے کہ امام سیوطی علیہ الرحمۃ نقایہ میں فرماتے ہیں کہ:۔

نعتقد ان افضل النساء مريم وفاطمة وافضل امهات المؤمنين خديجة وعائشة وفى التفضيل بينهما اقوال ثالثها التوقف اقول التوقف فى حق الكل اولىٰ اذليس فى المسئلة دليل قطعى والظنيات متعارضة غير مفيدة للعقائد المبنية على اليقينيات. (مرقاۃ)

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ تمام عورتوں سے افضل مریم اور فاطمہ ہیں جب کہ امہات المؤمنین میں افضل خدیجہ و عائشہ ہیں اور ان کی آپس میں فضیلت کے بارے میں کئی اقوال ہیں جب کہ تیسرا مذھب

توقف ہے اور میرے نزدیک سب کے حق میں توقف بہتر ہے کیونکہ مسئلہ ہذا میں کوئی دلیل قطعی نہیں ہے جب کہ ظنیات متعارض ہیں اور ظنی دلائل عقائد کیلئے جو کہ یقینیات پر مبنی ہیں فائدہ نہیں دیتے۔

خیال رہے احمد اور طبرانی کی حضرت انس سے روایت میں یہ الفاظ ہیں:۔

خیر نساء العالمین اربع مریم بنت عمران و خدیجة بنت خویلد و فاطمة بنت محمد و آسية امرأة فرعون

اور حاکم نے مستدرک میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان الفاظ سے روایت فرمائی

سیّدنساء اهل الجنة اربع مريم وفاطمة وخديجة و آسية

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

یعنی اہل جنت کی بیبیوں کی سردار چار خواتین ہیں حضرت مریم حضرت فاطمہ حضرت خدیجہ اور حضرت آسیہ رضی اللہ عنہنّ

وفی الجامع فاطمة سیّدة نساء اهل الجنة الامريم بنت عمران رواه الحاكم فی مستدرکه (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

یعنی فاطمہ رضی اللہ عنہا جنتیوں کی بیبیوں کی سردار ہیں سوائے مریم بنت عمران کے۔

ایمان کو جلا بخشنے والی بحث

شیخ محقق سیّدی عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ حدیث فاطمہ کے تحت فرماتے ہیں:۔

بدانکہ این حدیث دلالت دارد برفضل فاطمہ برتمامہ نساء مومنات حتی از مریم وآسیہ وخدیجہ وعائشہ ہمچنیں گفتہ است سیوطی ودر بعضی احادیث مریم بنت عمران راازعموم نساء کہ زہرا رضی اللہ عنہا رابرایشان تفضل دادہ استثناء کردہ است ودرحدیث دیگر آمدہ کہ مثل فاطمہ دراین امت مثل مریم ست در قوم خود یعنی افضل تراز غیر خود وتواندکہ اختلاف این اخبار بجہت تدریج اطلاع آنحضرت بود صلی اللہ علیہ و سلم برفضیلت فاطمہ بوحی

واعلام پروردگار تاعموم فضل وے برتمامہ نساء عالم ثابت شد **واللہ اعلم**

(اشعت اللمعات ج ٤ ص ٦٨٤)

یعنی جان لو کہ یہ حدیث حضرت فاطمہ کی تمام مومنہ عورتوں پر فضیلت فاطمہ پر دلالت کرتی ہے حتیٰ کہ حضرت مریم اور آسیہ اور خدیجہ و عائشہ پر بھی اسی طرح امام سیوطی نے فرمایا ہے اور ایک حدیث میں جن عورتوں پر فاطمہ کو فضیلت دی گئی ہے ان میں سے حضرت مریم بنت عمران کو استثناء کیا گیا ہے اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ فاطمہ کی مثل اس امت میں وہ ہے جو مریم کی اپنی قوم میں ہے یعنی اپنے علاوہ سے زیادہ فضل رکھتی ہیں ہوسکتا ہے کہ یہ اختلاف اس بنا پر ہو کہ حضور کو حضرت فاطمہ کی فضیلت وحی الٰہی اور اللہ کی طرف سے تدریجاً خبر دینے کے ذریعہ دی گئی ہو یہاں تک کہ آخر میں تمام عالم کی عورتوں پر آپ کی فضیلت ثابت ہوگئی ہو۔ **واللہ اعلم**

وبعضے علماء عائشہ رافضل نہندبر فاطمہ ازجہت آنکہ عائشہ باپیغمبر دربہشت باشد وفاطمہ باعلی و لا بدمقام ومکان پیغمبر اعلیٰ واشرف از مقام علی است ولیکن دراحادیث واقع شدہ است کہ آنحضرت بافاطمہ خطاب کرد کہ من وتووعلی وحسن وحسین دریک مکان ویک مقام خواہیم بود ونیزگویند عائشہ مجتہدہ بود درزمان خلفائے اربعہ فتوی میداد واجتہاد میکرد وسیوطی درفتاوے میگویددراینجا مذہب است اصح مذہب آنکہ فاطمہ **رضی اللہ عنہا** افضل است از عائشہ **رضی اللہ عنہا** وبعضے بمساوات رفتہ اندو بعضے درتوقف ماندہ واستر دشنی از حنیفہ وبعضے شافعیہ بتوقف مائل ترندوچوں مالک را ازاں پرسید ند گفت **فاطمہ بضعہ من النبی** فاطمہ گوشت پارئہ پیغمبر است **ولا افضل علی بضعة من رسول اللہ ﷺ احدا** فضیلت نمی نہم من برجگر پارۂ پیغمبر ہیچ کس وامام سبکی فرمودہ است کہ آنچہ مختار ماودین ماست آنست کہ فاطمہ افضل است بعد ازوے مادرش خدیجہ بعدازاں عائشہ **رضی اللہ عنہنّ** اجمعین ودرخدیجہ وعائشہ نیز اختلاف دارند

وحق آنست کہ حیثیات مختلف اند وبعضے افضلیت بمعنی کثرت ثواب وارند

کہ علماء اختیار کردہ اندولیکن ہیچ کس بحسب شرف ذات وطہارت وطینت

وپاکی جوہر بفاطمہ وحسن وحسین نرسندو اللہ اعلم

(اشعة اللمعات ج ٤ ص ٦٨٤)

یعنی بعض علماء حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فاطمہ پر فضیلت دیتے ہیں اس وجہ سے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جنت میں حضور کیساتھ ہوں گی اور فاطمہ علی کیساتھ اور یہ بات لابدی ہے کہ حضور کا مکان و مقام حضرت علی کے مقام سے اعلیٰ و اشرف ہے لیکن احادیث میں آیا ہے کہ حضور نے فاطمہ سے خطاب فرمایا کہ میں اور آپ اور علی اور حسن و حسین جنت میں ایک جگہ ایک مقام میں ہوں گے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مجتہدہ تھیں اور خلفائے اربعہ کے زمانہ میں فتویٰ دیتی تھیں اور اجتہاد کرتی تھیں امام سیوطی فتاوی میں فرماتے ہیں کہ اس جگہ تین مذہب ہیں سب سے صحیح یہ ہے کہ سیّدہ فاطمہ سیّدہ صدیقہ سے افضل ہیں جب کہ بعض علماء مساوات کے قائل ہیں اور بعض نے توقف فرمایا ہے استر دشنی احناف میں اور بعض شافعیہ توقف کی طرف مائل ہیں اور جب امام مالک سے اس بارے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ سیّدہ فاطمہ حضور کی لخت جگر اور پارہ پیغمبر ہیں اور کسی کو حضور کے پارہ جگر پر فضیلت نہیں ہے اور میں کسی کو بھی حضور کے پارہ جگر پر افضیلت نہیں دیتا ہوں جب کہ امام سبکی نے فرمایا ہے کہ وہ جو کہ ہمارا پسندیدہ و ہمارا دین ہے وہ یہ ہے کہ فاطمہ افضل ہیں آپ کے بعد آپ کی والدہ حضرت خدیجہ اور ان کے بعد سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت خدیجہ و حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا میں بھی اختلاف ہے اور یہ ہے کہ حیثیات مختلف ہیں جب کہ بعض علماء افضیلت بمعنی کثرت ثواب کے قائل ہیں جس کا انہوں نے اعتبار کیا ہے لیکن کوئی شخص شرافت ذات اور طہارت اصل اور پاکیزگی جوہر میں سیّدہ فاطمہ اور حسنین کریمین کو نہیں پہنچتا۔

مدارج شریف میں ہے کہ شیخ ولی الدین العراقی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ امہات المؤمنین میں سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہر صحیح اور قول مختار کے مطابق افضل ہیں اور بعض سیّدہ عائشہ

رضی اللہ عنہا کو افضل بتاتے ہیں لہجہ میں شیخ الاسلام زکریا نے فرمایا ہے کہ سیّدہ خدیجہ اور سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہنّ میں سب سے افضل ہیں اور ان دونوں کے درمیان فضیلت کے بارے میں علماء میں اختلاف پایا جاتا ہے ابن عماد صراحت سے یوں بیان فرماتے ہیں کہ سیّدہ خدیجہ کو اس وجہ سے فضیلت حاصل ہے کہ یہ بات ثابت شدہ ہے کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے سیّدہ خدیجہ سے بہتر درجہ آپ کو عطا فرمائی ہے اس سے مراد ان کی اپنی ذات تھی اور سیّدہ خدیجہ سے اپنے آپ کو افضل کہا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا نہیں خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے مجھے سیّدہ خدیجہ سے بہتر زوجہ عطا نہ فرمائی کیونکہ خدیجہ اس وقت مجھ پر ایمان لائی تھیں جب کہ دیگر لوگ مجھے جھٹلاتے تھے اور اس وقت اپنے مال سے میری مدد کی تھی جب کہ لوگوں نے مجھے محروم رکھا تھا ابن داؤد سے لوگوں نے دریافت کیا کہ ان ہردو ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہما سے کون زیادہ فضیلت رکھتی ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا وہ اس لئے کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنا سلام نبی کریم ﷺ کی خدمت میں معرفت جبرئیل علیہ السلام کہلوایا تھا جب کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی جانب سے سلام معرفت جبرئیل علیہ السلام بزبان حبیب پاک ﷺ سیّدہ خدیجہ کو کہلوایا اس وجہ سے سیّدہ خدیجہ کو فضیلت حاصل ہے بہ نسبت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ازاں بعد ابن داؤد سے دریافت کیا گیا کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیّدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا میں سے کون افضل ہے تو ابن داؤد نے جواب دیا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ فاطمہ میرالخت جگر ہیں اس زاویہ نگاہ سے دیکھیں تو کوئی اور آنحضرت کا پارہ گوشت نہیں ہے اور آنحضرت کا قول مبارک میری اس بات کا شاہد ہے جو کہ آپ نے سیّدہ فاطمہ زہرا سے فرمایا تھا کہ کیا تم اس سے راضی نہیں ہو کہ تم سیّدۃ النساء اھل جنت ہو سوائے مریم رضی اللہ عنہا کے اور جو علماء سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کے قائل ہیں ان کا استدلال اس سے ہے کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا عالم آخرت میں نبی کریم ﷺ کی معیت میں

ہوں گی جب کہ فاطمہ حضرت علی کے ساتھ ہوں گی درجات میں تفاوت ہے اس کا جواب ابن عماد اس طرح دیتے ہیں کہ سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو ماں ہونے کی حیثیت سے فضیلت دی گئی ہے کہ سیادت کے لحاظ سے علامہ سبکی کے نزدیک حضرت مریم افضل ہیں اس حدیث کی رو سے اور ان کی نبوت کے بارے میں اختلاف کی وجہ سے ابوامامہ ابن النقاش فرماتے ہیں کہ سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو فضیلت کے اسباب میں ان کی اسلام لانے میں سبقت اور دور اسلام کے اول میں ان کی تاثیر اور اللہ تعالیٰ کے دین کے قیام اور مدد میں اور اس کی تقویت کے حصول کے لئے اپنا مال وزر خرچ کردینا شامل ہے اس لحاظ سے ان کاموں میں کوئی دوسرا ان کے ساتھ شریک نہیں سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور دیگر امہات المؤمنین میں سے کوئی بھی نہیں۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بھی ان خوبیوں میں کوئی دوسرا شامل نہ ہے مثلاً آخر اسلام میں ان کی تاثیرامت کے ساتھ حمل دین اور اسلام کی تبلیغ میں سیّدہ کی تلقین اور امتیوں کا سیّدہ سے اسلام کے مسائل اور احکام دریافت کرنا یہ سیّدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا امتیاز ہے جو کسی دوسرے کو میسر نہیں ہوا مختصر یہ کہ حیثیتوں کے اختلاف کے لحاظ سے صورت ہے واللہ اعلم (مدارج مترجم)

حضرت مریم و فاطمہ و عائشہ و خدیجہ رضی اللہ عنہنّ

اس میں اختلاف ہے کہ ان عورتوں میں افضل کون ہے بعض نے فرمایا کہ حضرت مریم سب سے افضل ہیں بلکہ بعض کے نزدیک وہ نبی ہیں کیونکہ اس آیت (واذا قالت الملائکة یمریم ان اللہ اصطفک وطھرک واصطفک علی نساء العلمین اور جب فرشتوں نے کہا اے مریم! بے شک اللہ نے تجھے چن لیا اور خوب ستھرا کیا اور آج سارے جہان کی عورتوں سے تجھے پسند کیا۔ کنزالایمان) میں ارشاد ہوا کہ مریم تمام جہان کی عورتوں سے افضل ہیں اور عالم مطلق ہے فقط رائے سے اس کو خاص نہیں کر سکتے۔

۲۔ نیز ابن جریر نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ حضور علیہ الصلوٰة والسلام نے فرمایا اے فاطمہ تم مریم کے سوا باقی تمام جنتی عورتوں کی سردار ہو۔

۳۔ابن عساکر نے فرمایا کہ جنتی عورتوں کی سردار مریم پھر فاطمہ پھر خدیجہ پھر آسیہ فرعون کی بیوی ہیں۔
۴۔ابن ابی شیبہ نے ابن کہول سے روایت کی کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اونٹ پر سوار ہونے والی عورتوں میں سب سے افضل قریش کی عورتیں ہیں جو اپنے بچوں پر مہربان اور شوہر کی خیر خواہ ہیں اور اگر تحقیق ہوتی کہ مریم بنت عمران اونٹ پر سوار ہوئی ہیں تو ہم ان پر کسی کو فضیلت و بزرگی نہ دیتے۔
۵۔حضرت مریم عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ تھیں اور ان عورتوں کو نبی کی والدہ ہونے کا شرف حاصل نہیں۔
۶۔حضرت مریم نے بچپن میں کلام فرمایا ان عورتوں کو یہ شرف حاصل نہیں۔
۷۔حضرت مریم کی پرورش رب تعالیٰ نے فرمائی ان کی پرورش ان کے والدین نے کی۔
۸۔حضرت مریم کے پاس جنتی میوے آئے ان کے پاس نہ آئے۔
۹۔حضرت مریم حیض ونفاس سے پاک رہیں ان بیبیوں میں یہ خصوصیت نہیں ان وجوہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مریم ان سب سے افضل ہیں اور بعض نے فرمایا کہ حضرت فاطمہ زہرا عائشہ صدیقہ اور خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہما حضرت مریم بلکہ اولین وآخرین تمام عورتوں سے افضل ہیں رب تعالیٰ فرماتا ہے ینساء النبی لستن کاحد من النساء اے نبی آخرالزمان کی عورتوں تم کسی عورت کی مثل نہیں سب سے افضل ہو نیز رب تعالیٰ فرماتا ہے انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھر کم تطھیرا اے محبوب ﷺ کے گھر والوں! رب تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے ہر قسم کی گندگی دور فرمائے اور تمہیں ظاہر و باطن ہر طرح خوب پاک فرمادے حضرت مریم عمران کی نور نظر مگر حضرت فاطمہ زہرا سیّد الانس والجان کی لخت جگر علی مرتضیٰ کی زوجہ مطہرہ سیّد الشھداء کی والدہ محترمہ یہ اوصاف حضرت مریم میں نہیں رب تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ واصطفک علی نساء العلمین ایسا ہی ہے کہ جیسے بنی اسرائیل سے فرمایا گیا تھا وانی فضلتکم علی العلمین اور جیسے اس زمانہ میں بنی اسرائیل دوسری قوموں سے افضل تھے ایسے ہی اس وقت کی ساری عورتوں سے حضرت مریم بڑھ چڑھ کر تھیں اگر حضرت مریم کو جنتی پھل ملے تو حضور علیہ السلام کے غلاموں کو جنتی پانی پلایا گیا اور وہاں

کی نعمتیں کھلائی گئیں احادیث سے ثابت ہے کہ ایک پیالہ پانی سے چودہ سو پیاسے سیراب ہوئے ایک گلاس دودھ سے ستر صحابہ کرام سیراب ہوئے حضرت جابر کے گھر چار سیر جو سے سارے لشکر والوں بلکہ تمام مدینہ والوں کا پیٹ بھر گیا یہ پانی، دودھ، گوشت، آٹا وغیرہ کہاں سے آرہا تھا حضور علیہ السلام نے ان کا رابطہ جنت سے فرما دیا تھا۔

وہاں کی یہ نعمتیں تھیں اگر حضرت مریم کو زکریا علیہ السلام نے پرورش فرمایا تو حضرت فاطمہ زہرا مصطفیٰ ﷺ کی گود میں پلیں اور پروان چڑھیں اگر حضرت مریم عیسیٰ علیہ السلام کی ماں ہیں تو فاطمہ زہرا حضور ﷺ کی بیٹی اور عزت مصطفیٰ ﷺ کی اصل اصول یہ سارا باغ انہیں کا ہے اگر حضرت مریم سے ملائکہ نے کلام کیا تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو جبرئیل نے سلام کیا غرضیکہ کلی عظمت ان عورتوں کو حاصل ہے ہاں مریم جزوی طور پر افضل ہیں مقاتل نے روایت کی کہ چار عورتیں جہاں کی عورتوں کی سردار ہیں۔

۱۔ مریم بنت عمران ۲۔ آسیہ بنت مزاحم (فرعون کی بیوی)

۳۔ خدیجہ بنت خویلد ۴۔ فاطمہ بنت محمد مصطفیٰ ﷺ

نیز ابن جریر نے عمار ابن سعد سے روایت کی مجھ سے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جیسے مریم ساری عورتوں سے افضل تھیں ایسے ہی خدیجہ میری امت کی ساری عورتوں سے افضل ہیں نیز حضور علیہ السلام نے فرمایا میں تم میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں اللہ کی کتاب اور اپنی اولاد یہ دونوں جدا نہ ہوں گی یہاں تک کہ میرے پاس حوض پر آجاؤ۔

نبی کی لاڈلی بانو ولی کی ماں شہیدوں کی
یہاں جلوہ نبوت کا ولایت کا شہادت کا

حضرت مریم کو تہمت لگی تو حضرت عیسیٰ کو بچپن میں گویائی بخش کر ان کی عظمت کی گواہی دلوادی حضرت یوسف علیہ السلام کو تہمت لگی تو بھی ایک شیر خوار بچے ہی کے ذریعے ان کی پاک دامنی بیان فرمائی گئی مگر جب محبوبہ محبوب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو تہمت لگی تو ہوسکتا تھا کہ وہاں

بھی کسی شیر خوار بچے سے یا لکڑی یا پتھر یا درخت وغیرہ کو گویائی بخش کر گواہی دلوادی جاتی مگر ایسا نہ کیا بلکہ رب تعالی نے خود آپ کی پاکدامنی، عصمت، جنتی ہونے کی گواہی اس طرح دی کہ سورۂ نور میں اٹھارہ آیتیں اتاریں جن میں آپ کی پاک دامنی کا ذکر فرمایا اور تہمت لگانے والوں بلکہ دل میں شبہ کرنے والوں بلکہ خاموش رہنے والوں یعنی تردید نہ کرنے والوں پر سخت عتاب فرمایا گیا یہ فرق کیوں ہے اس فرق مراتب کو ظاہر کرنے کے لئے اس سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بی بی مریم سے افضیلت مطلقہ ثابت ہوئی کہ ان کا گواہ شیر خوار بچہ اور صدیقہ کا گواہ خود رب العلمین۔

حضرت عائشہ صدّیقہ وفاطمہ زہرا رضی اللہ عنہما

اس میں بھی اختلاف ہے کہ ان دونوں حضرات میں کون افضل ہے بعض کے نزدیک حضرت فاطمہ زہرا عائشہ صدّیقہ سے افضل اس لئے کہ

☆ ا۔ آپ مصطفیٰ ﷺ کی لختِ جگر ہیں آپ کی شرافت اصلی ذاتی ہے اور سب کی عارضی۔

☆ ۲۔ چونکہ حضور علیہ السلام ہر موجود کے سردار اور فاطمہ زہرا حضور کا جزء لہذا جو کل کا حال وہی جزء کا۔

☆ ۳۔ حضرت فاطمہ زہرا جنتی عورتوں کی سردار ہیں جن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی داخل ہیں۔

☆ ۴۔ حضرت فاطمہ زہرا ہم شکل محبوب ﷺ ہیں چنانچہ آپ کی رفتار گفتار شکل وشباہت بالکل حضور علیہ السلام کی مثل تھی اور فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا حیض ونفاس سے پاک تھیں۔

(مدارج)

☆ ۵۔ فاطمہ زہرا جنت کی کلی ہیں اسی لئے آپ کا لقب شریف زہرا ہے بمعنی آپ کو فاطمہ اور بتول بھی اسی لئے کہا جاتا ہے کہ آپ دنیا میں رہتے ہوئے دنیا سے بے تعلق ہیں فاطمہ فطم سے بنا بمعنی چھوٹنا جس بچہ کا دودھ چھوٹ جائے اسے فطیم کہتے ہیں بتول بتل سے بنا بمعنی الگ ہوجانا وتبتل الیہ تبتیلا۔

☆٦۔ حضور (ﷺ) فاطمہ کو سونگھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ مجھے ان سے جنت کی خوشبو آتی ہے۔

☆٧۔ فاطمہ زہرہ نسل مصطفیٰ (ﷺ) کی اصل ہیں عائشہ صدیقہ میں یہ وصف نہیں۔

مگر بعض کے نزدیک حضرت عائشہ صدیقہ فاطمہ زہرا سے افضل ہیں چند وجوہ سے

☆١۔ رب تعالیٰ نے ینساء النبی لستن کاحد من النساء اے نبی کی بیویو تم کسی عورت کی طرح نہیں اور کسی میں فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا بھی داخل ہیں۔

☆٢۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ماں ہیں اور فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا بیٹی اور یقیناً مائیں بیٹی سے افضل ہیں۔

☆٣۔ جنت میں فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوں گی مگر عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور علیہ السلام کے ساتھ اور یہ جگہ اس جگہ سے افضل ہے۔

☆٤۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا شیطان کے اثر سے پاک کیونکہ نبی کی بیوی ہیں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تمام مسلمانوں کی ماں ہیں کسی کے نکاح میں نہیں آسکتیں فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا یہ حکم نہیں۔

☆٥۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بڑی عالمہ وفقیہہ ہیں حضور ﷺ نے فرمایا کہ دو تہائی دین عائشہ سے لو آپ صحابہ کرام کے علمی اختلاف کا فیصلہ فرماتی تھیں اور اہل علم دوسروں سے افضل ہوتے ہیں۔

☆٦۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو جبرئیل علیہ السلام سلام کرتے تھے۔

☆٧۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بستر میں حضور علیہ السلام پر وحی آتی تھی۔

☆٨۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا لقب محبوبہ محبوب رب العلمین ہے۔

☆٩۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سینہ پاک میں حضور کی وفات ہوئی اور ان کی گود شریف حضور (ﷺ) کی آخری آرام گاہ بنی۔

☆۱۰۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ حضور (ﷺ) کی آخری قیام گاہ قرار پایا کہ یہیں آپ کی قبر انور ہے اور یہ قیامت تک کے لیئے جن وانس وملائکہ کی زیارت گاہ بن گیا۔

☆۱۱۔ جب لوگوں نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو تہمت لگائی تو سورۂ نور کی اٹھارہ آیتوں نے آپ کی نورانیت وبریت کو بیان فرمایا جو مسلمان قرآن مجید پڑھے گا ان کی عصمت کی گواہی دے گا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

وہ جو ہے سورۂ نور جن کی گواہ
ان کی پر نور صورت پہ لاکھوں سلام

☆۱۲۔ آپ صدیقہ باپ، صدیق، شوہر نبیوں کے سردار میکہ بھی اعلیٰ سسرال بھی بالا۔

☆۱۳۔ خود اُمّ المؤمنین اور والد امیر المؤمنین شوہر خاتم النبیین ﷺ۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اس مسئلہ میں ہر قسم کے دلائل ملتے ہیں لہٰذا یا خاموشی اختیار کرو یا یوں کہو کہ بعض لحاظ سے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں اور بعض لحاظ سے فاطمہ زہرہ ایک لختِ جگر نور نظر ہیں دوسری محبوبہ۔ (تفسیر نعیمی)

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہنّ کے گھر قرآن وسنّت کے مرکز ہیں

واذكرن مايتلى فى بيوتكن من ايت الله والحكمة ان الله كان لطيفا خبيرا

(پ ۲۲ س احزاب آیت ۳۴)

اور یاد کرو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں اللہ کی آیتیں اور حکمت بیشک اللہ ہر باریکی جانتا ہے۔ (کنزالایمان)

اس آیہ قرآنیہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب کی ازواج کے گھروں کو وحی الٰہی اور سنّت کا گہوارہ قرار دیا ہے اور اس نعمت عظمیٰ پر ان کو خدا کا شکر ادا کرنے کا حکم دیا ہے چنانچہ تفسیر طبری میں ہے کہ

يقول تعالىٰ ذكره لازواج نبيه محمد ﷺ واذكرن نعمة الله عليكن بان

جعلکن فی بیوت تتلی فیھا آیات اللّٰہ والحکمۃ فاشکرن اللّٰہ علی ذلک واحمدنہ علیہ وعنی بقولہ واذکرن مایتلی فی بیوتکن من آیات اللّٰہ واذکرن مایقرفی بیوتکن من آیات اللّٰہ کتاب اللّٰہ والحکمۃ ویعنی بالحکمۃ مااوحی الی رسول اللّٰہ ﷺ من احکام دین اللّٰہ ولم ینزل بہ قرآن وذلک السنۃ (تفسیر طبری)

یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ ذکرہ اپنے محبوب ﷺ کی ازواج سے فرمارہا ہے کہ یاد کرو اللہ کی ان نعمتوں کو جو اس نے تم پر بایں طور پر نازل فرمائیں کہ تمہیں ایسے گھروں میں آباد فرمایا جن میں اللہ کی آیتیں اور حکمت پڑھی جاتی ہیں تو اس انعام پر اللہ کا شکر اور اس کی حمد بجالاؤ اور اللہ کے فرمان واذکرن مایتلی سے مراد مایقرفی بیوتکن من آیات اللّٰہ ہے اور حکمت سے مراد اللہ کے دین کے وہ احکام ہیں جو اللہ تعالیٰ قرآن نازل کئے بغیر اپنے محبوب کی طرف وحی فرماتا ہے اور وہ سنت ہے۔

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہنّ کو حضور سیّد عالم ﷺ کے لیے اللہ تعالیٰ نے چنا

چنانچہ آیہ مذکورہ کے تحت اسی تفسیر طبری میں ہے کہ:۔

یقول تعالیٰ ذکرہ ان اللّٰہ کان ذا لطف بکن اذجعلکن فی البیوت التی تتلی فیھا آیاتہ والحکمۃ خبیرا بکن اذاختار کن لرسولہ ازواجا (تفسیر طبری)

یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے لطف سے تمہیں نوازا کیونکہ تمہیں ایسے گھروں میں بسایا جن میں اس کی آیات اور حکمت پڑھی جاتی ہے وہ بڑا باخبر ہے کہ اس نے تمہیں اپنے محبوب کی زوجیت کے لئے چنا۔

ازواجِ مطہّرات رضی اللہ عنہنّ کی تعداد

حضور سیّدی شیخ محقق محدّث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

بدانکہ ازواج آنحضرت ﷺ دروقتی نہ بودند ودروقت دیگریازدہ ودروقت دیگر زیادہ برآن ووقتی کمترازآن در جامع الاصول آوردہ است کہ علماء اختلاف دارندد رعددازواج پیغمبر ﷺ ودرترتیب ایشان وعدد آنہائیکہ مردہ اندپیش از آنحضرت وآنہائیکہ مردہ اندبعد ازوی ﷺ وآنہا کہ دخول کردہ باآنہا وآنہا کہ دخول نکردہ وجماعت اززنان ہستندکہ آنہاراخو استکارے کردہ ودرنکاح نہ در آوردہ وآن زنان کہ عرض کردند خودرابرآنحضرت وگفتہ کہ ماذکرمیکنیم مشہورترست ازاقوال پس ازاں ذکر کرد صاحب جامع الاصول اسماء ایشانرا واقوال ایشانرا۔ (اشعت اللمعات، ج ٤، ص ٧٠٠)

یعنی جان لو کہ حضور سیّد عالم ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن ایک وقت میں نوتھیں اور ایک وقت میں گیارہ اور ایک وقت میں اس سے زیادہ اور بسا اوقات اس سے کم جامع الاصول میں ذکر کیا گیا ہے کہ علماء کا ازواج رسول ﷺ کی تعداد میں اختلاف ہے اور ان کی ترتیب میں اور ان ازواج کے بارے میں کہ جو حضور ﷺ سے پہلے وفات پاگئیں یا بعد میں اور ان کے بارے کہ جن سے دخول فرمایا یا نہیں اور ایک گروہ عورتوں کا ایسا ہے جن کو پیغام نکاح دیا لیکن نکاح نہ فرمایا اور ان عورتوں کے بارے کہ جنھوں نے اپنے آپ کو حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا اور جامع الاصول نے ذکر فرمایا کہ ہم اقوال میں سے مشہور تر قول ذکر کریں گے اس کے بعد صاحب جامع الاصول نے ان کے نام اور احوال ذکر فرمائے۔

شیخ محقق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ......

اول ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن اُمّ المؤمنین خدیجہ بنت خویلد ست تزوج کرد اورا آنحضرت ﷺ وخدیجہ چہل سالہ وآنحضرت بیست و پنج سالہ بودوفات یافت پیش ازہجرت سہ سال برقول صحیح

پہلی زوجہ مبارکہ اُمّ المؤمنین خدیجہ بنت خویلد ہیں حضور ﷺ نے جب ان سے نکاح فرمایا تو

ان کی عمر چالیس سال تھی اور آپ ﷺ کی پچیس سال قول صحیح پر ان کی وفات ہجرت سے تین سال قبل ہوئی۔

بعداز وے سودہ بنت زمعہ تزوج درمکّہ کرد وفات درسال پنجاہ وچہار ۔ان کے بعد حضرت سودہ بنت زمعہ سے مکّہ میں نکاح فرمایا اور ۵۴ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

عائشہ صدیقہ بنت ابی بکر صدیق تزوج کرد او رابمکہ ووی شش سالہ بود وبنا کردباو درنہ سالگی ووفات یافت درسال پنجاہ وپنج یاپنجاہ وھشت

حضرت عائشہ صدیقہ بنت ابوبکر صدیق سے مکّہ میں ان سے نکاح فرمایا اس وقت ان کی عمر شریف چھ سال تھی جب کہ نو سال کی عمر میں رخصتی ہوئی ۵۸/۵۵ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

حفصہ بنت عمر بن خطاب تزوج کرد درسال دوم یا سوم از ھجرت ومرددرسال چھل وپنج یاچھل ویک

حضرت حفصہ بنت عمر بن خطاب کے ساتھ ہجرت کر کے دوسرے یا تیسرے سال نکاح فرمایا جب کہ ۴۱/۴۵ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

زینب بنت خزیمہ تزوج کرددرسال سوم ومرددرسال چہارم زینب بنت خزیمہ سے ہجرت کے تیسرے سال نکاح کیا جب کہ چوتھے سال ان کا وصال ہوا۔امّ سلمہ بنت امیہ مخزومی تزوج کرد درسال چہارم یاسوم ومرددرسال پنجاہ ونہ بعضے گفتہ انددرسال شصت ودو واول صحیح ترست. امّ سلمہ بنت امیہ مخزومی ہجرت کے تیسرے یا چوتھے سال ان سے نکاح کیا ۵۹ھ میں ان کی وفات ہوئی بعض علماء نے فرمایا کہ ۶۲ ہجری میں جب کہ پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

وزینب بنت جحش تزوج کرددرسال پنجم ومرددرسال بستم یابست ویکم ووی اول کسی ست کہ رفت از عالم ازازواج بعد ازاں حضرت ﷺ

حضرت زینب بنت جحش سے ہجرت کے پانچویں سال نکاح فرمایا ۲۰/۲۱ھ انتقال ہوا یہ پہلی

زوجہ ہیں جن کا وصال حضور ﷺ کے بعد ہوا۔

ام حبیبہ بنت ابی سفیان خواہر معاویہ واصح واشہر آنست کہ تزوّج کرد اورانجاشی برائے آنحضرت ﷺ بچہار صددرہم درسال ششم درحبشہ کہ ہمراہ شوہرخود عبیداللہ بن جحش رشتہ بود وعبیداللہ نصرانی شدوبمرد

امّ حبیبہ بنت ابوسفیان حضرت امیر معاویہ کی ہمشیرہ زیادہ صحیح اورمشہور تر یہ ہے کہ حضور ﷺ کے ساتھ ان کا نکاح نجاشی نے حبشہ میں چھٹے سال چارسودرھم میں کیا ام حبیبہ اپنے شوہر عبیداللہ بن جحش کیساتھ حبشہ گئی تھیں اور وہ نصرانی ہوکر مرگیا۔

جویریہ بضم جیم وفتح واوبنت حارث بند کرد آنحضرت ﷺ او را در غزوہ مریسیع در سال ششم پس آزاد کرد تزوّج نمود ومرد درسال پنجاہ وشش۔

جویریہ بنت حارث جیم کے ضمہ اورواؤ کے فتحہ کے ساتھ کوغزوہ مریسیع میں چھٹے سال قیدی بنایا پھر آزاد کر کے ان سے نکاح فرمالیا ۵۶ھ میں وصال ہوا۔

میمونہ بنت الحارث تزوّج درسال ہفتم مرد درسال شصت ویک یاپنجاہ ویک ووی خالہ ابن عباس ست۔

میمونہ بنت حارث ساتویں سال ان سے نکاح فرمایا وہ ابن عباس کی خالہ تھیں ۵۱ھ/۶۱ھ میں ان کاانتقال ہوا۔ صفیہ بنت حییّ بن اخطب درسال ہفتم درغزوۂ خیبر اسیر ساخت وآزاد کردہ تزوّج نمود ووی درآن زمان ہفدہ سالہ بودووفات یافت درسنہ **خمسین وقیل اثنین وخمسین وقیل غیر ذلک**۔

صفیہ بنت حیی ابن اخطب ساتویں سال غزوہ خیبر میں ان کو قیدی بنایا اور آزاد فرما کران سے نکاح فرمایا اس وقت ان کی عمر سترہ سال تھی ۵۰ھ میں انتقال فرمایا اور یہ بھی کہا گیا کہ ۵۲ھ ہجری میں اس کے علاوہ بھی اقوال ہیں۔

ریحانہ بنت زید یہودیہ بود بندکردواعتاق کردہ تزوّج نمود درسال ششم

ومردد روقت رجوع ازجحۃ الوداع حضرت ریحانہ بنت زید پہلے یہودیہ تھیں قید ہوئیں حضور ﷺ نے آزاد فرما کر ان سے نکاح فرمایا چھٹے سال اور حجۃ الوداع سے واپسی پر ان کا وصال ہوا۔

این یازدہ زن را تزوج کردہ ودخول نمودہ است وجماعۃ اززنان مقدار بست یا بیشتر بودہ اند کہ ایشان را تزوج فرمودہ وپیش ازدخول مفارقت نمودہ وبعضے راخواستگاری نمودہ وتزوج نفرمودہ وبعضے نزدنزول کریمہ یا ایھا النبی قل لازواجک الایۃ دنیا اختیار کردہ بدر رفتند وتفاصیل آن مذکور ست درجامع الاصول

یہ گیارہ بی بیاں ہیں جن سے حضور ﷺ نے نکاح فرما کر شرف زوجیت بخشا بیس یا اس سے زیادہ خواتین ایسی تھیں جن کے ساتھ نکاح کیا لیکن تعلق زوجیت سے پہلے ان سے مفارقت اختیار فرمالی بعض کو نکاح کا پیغام دیا لیکن نکاح نہ فرمایا بعض وہ ہیں کہ جنہوں نے آیت **یا ایھا النبی قل لازواجک الایۃ** نازل ہونے پر دنیا کو اختیار کیا اور علیحدہ ہوگئیں اور ان کی تفاصیل جامع الاصول میں مذکور ہیں۔

خیال رہے قول بعض کے مطابق حضور ﷺ کی کنیزیں چار تھیں جن میں سے مشہور ماریہ قبطیہ حضور ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم کی والدہ ہیں ان کا وصال ۱۶ھ میں ہوا دوسری حضرت ریحانہ بنت شمعون یا بنت زید ہیں بعض علماء یہ بھی فرماتے ہیں کہ ان سے دخول نہیں ہوا تیسری زینب بنت جحش کی ہبہ کردہ کنیز تھی چوتھی وہ تھیں جو قیدی بن کر آئیں تھیں چنانچہ شیخ محقق علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

واما سراری بعضے گفتہ اند چہار بودہ مشہور ترین آنہا ماریہ قبطیہ امّ ابراھیم بن رسول اللہ ﷺ درسال شانزدہ مردہ وریحانہ بنت شمعون یا بنت زید کہ مذکور شد بعضے گفتہ اند آزاد نکرد ووطی بملک یمین نمود ودیگر جاریہ بود کہ زینب بنت جحش اورا بخشیدہ بود ودیگرے بود از جائے بندکردہ شدہ **واللہ اعلم**

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۷۰۱)

خیال رہے کہ حضور ﷺ کے سامنے فوت ہونے والی ازواج صرف دو ہیں اول حضرت اُمّ المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ دوم اُمّ المؤمنین حضرت زینب اُمّ المساکین رضی اللہ عنہما اور حضور سیّد عالم ﷺ کے وصالِ ظاہری کے وقت نو ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن موجود تھیں۔ (مدارج)

چنانچہ بعض علماء نے ان ازواج کے نام اپنے ان اشعار میں جمع فرمائے:۔

توفی رسول اللّٰہ عن تسع نسوۃ　　الیھن تعزی المکرمات و تنسب

فعائشۃ میمونۃ و صفیۃ　　وحفصۃ تتلوھن ھند و زینب

جویریۃ مع رملۃ ثم سودۃ　　ثلث وست نظمھن مھذب

(حاشیہ صاوی ج۵ ص۱۶۳۵ مکتبہ رحمانیہ)

قریشیہ ازواجِ مطہّرات رضی اللہ عنہنّ

یہ چھ ہیں سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ، سیّدہ عائشہ صدیقہ بنت ابی بکر، سیّدہ حفصہ بنت عمر فاروق، سیّدہ ام حبیبہ بنت ابوسفیان، سیّدہ ام سلمہ بنت ابی امیہ، سیّدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہنّ۔

عربیہ غیر قریشیہ ازواجِ مطہّرات رضی اللہ عنہنّ

سیّدہ زینب بنت جحش، سیّدہ میمونہ بنت الحارث ھلالیہ، سیّدہ زینب بن خزیمہ ام المساکین، سیّدہ جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہنّ

غیر عربیّہ زوجہ مطہّرہ رضی اللہ عنہا

یہ حضرت سیّدہ صفیہ بنت حیی بن اخطب جو کہ بنونضیر سے ہیں رضی اللہ عنہا. (مدارج)

ازواجِ مطہّرات رضی اللہ عنہنّ کا مہر

عن ابی سلمۃ بن عبدالرحمن انہ قال سالت عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ و سلمکم کان صداق رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم قالت کان صداقۃ لازواجہ ثنتی عشرۃ اوقیۃ ونشا قالت اتدری ماالنش قال قلت

لاقالت نصف اوقية فتلک خمس مائة درهم فهذا صداق رسول الله صلى الله عليه و سلم وازواجه. (رواه مسلم)

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ حضور ﷺ کی ازواج کا حق مہر کتنا تھا آپ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کی ازواج کا حق مہر بارہ اوقیہ اور نش تھا سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ آپ جانتے ہو کہ نش کیا ہے؟ میں نے عرض کی نہیں آپ نے فرمایا کہ نصف اوقیہ۔

یعنی ساڑھے بارہ اوقیہ جو کہ ۵سو درہم کے برابر تھا تو یہ تھا حضور ﷺ کا اپنی ازواج کے لئے حق مہر۔

خیال رہے آم حبیبہ رضی اللہ عنہا کا حق مہر چار ہزار درہم یا چار سو دینار تھا (نووی) جب کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا حق مہر چار سو درہم تھا (فیوض الباری) خیال رہے اوقیہ ھمزہ کے ساتھ اور یا مشدّدہ کیساتھ جبکہ نش نون مفتوحہ اور ش مشدّدہ کیساتھ ہے اور اوقیہ سے مراد اوقیہ حجاز ہے اور وہ چالیس درھم کا ایک ہوتا ہے (نووی) اس حساب سے پانچ سو درہم بنتے ہیں۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا مہر بارہ اوقیہ سونا تھا یعنی اکتیس تولے سونا (فیوض الباری)

حضور ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ کا مہر چار سو مثقال یعنی ایک سو پچاس تولہ چاندی تھا۔ (ایضاً)

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہنّ کو اختیار دینا اور واقعہ تحریم

عن عبدالله ابن عباس قال لم ازل حريصاعلى ان اسئل عمرعن المراتين من ازواج النبى صلى الله عليه و سلم اللتين قال الله لهما ان تتوبا الى الله فقد صغت قلوبكما فحجّجت معه فعدل وعدلت معه بالاداوة فتبرز حتى جاء فسكبت على يديه من الاداوة فتوضأ فقلت ياامير المؤمنين من المراتان من ازواج النبى ﷺ اللتان قال الله عزوجل لهماان تتوبا الى الله فقدصغت قلوبكما فقال اعجبى لک یاابن عباس عائشة وحفصة ثمّ

استقبل عمر الحدیث یسوقه فقال انی کنت وجارا لی من الانصار فی بنی امية بن زیدو هی من عوالی المدينة وكنانتناؤب النزول على النبی ﷺ فینزل یوماً وانزل یوما فاذانزلت جئته من خبر ذالک الیوم من الامر وغیره واذا انزل فعل مثله وكنا معشرقریش نغلب النساء فلما قدمنا على الانصار اذاهم قوم تغلبهم نساء هم بعد فطفق نساء نایاخذن من آداب نساء الانصارفصحت على امراتی فراجعتنی فانكرت ان تراجعنی فقالت ولم تنكران اراجعک فو الله ان ازواج النبی ﷺ يراجعنه وان احداهن لتهجره اليوم حتى الليل فافزعنی فقلت خابت من فعل منهن بعظیم ثم رجعت على ثوبی فدخلت على حفصة فقلت ای حفصة اتغاضب احداكن رسول الله ﷺ اليوم حتى الليل فقالت نعم فقلت خابت وخسرت افتأمن ان یغضب الله بغضب رسوله فتهلكين لاتستكثرى على رسول الله ﷺ ولاتراجعيه فی شئی ولا تهجریه وسلینی مابدالک ولایغرنک ان كانت جارتک هی اوضاء منک واحب الى رسول الله ﷺ يريدعائشة وكناتحدثنا ان غسان تنعل النعال لغزونا فنزل صاحبی یوم نوبته فرجع عشاء فضرب بابی ضربا شديد اوقال انائم هوففزعت فخرجت اليه وقال حدث امرعظیم قلت ماهو اجاء ت غسان قال لابل اعظم منه واطول طلق رسول الله ﷺ نساء ہ قال قدخابت حفصة وخسرت كنت اظن ان هذا یوشک ان یکون فجمعت على ثيابی فصليت صلوة الفجر معی النبی ﷺ فدخل مشربة له فاعتزل فيها فدخلت على حفصة فاذا هی تبكی قلت ما يبكيک اولم اكن حذرتک اطلقكن رسول الله ﷺ قالت لاادری هوذافی المشربة فخرجت فجئت المنبر فاذا حوله رهط يبكی

بعضهم فجلست معهم قليلا ثم غلبني ما اجد فجئت المشربة التي هو فيها فقلت بغلام له اسود استاذن لعمر فدخل فكلم النبي ﷺ ثم خرج فقال ذكرتك له فَصَمَتَ فانصرفت حتى جلست مع الرهط الذين عند المنبر ثم غلبني ما اجد فذكر مثله فجلست مع الرهط الذين عند المنبر ثم غلبني ما اجد فجئت الغلام فقلت استاذن لعمر فذكر مثله فلما وليت منصرفا فاذا الغلام يدعوني قال اذن لك رسول الله ﷺ فدخلت عليه فاذا هو مضطجع على رمال حصير ليس له بينه وبينه فراش قد اثر الرمال بجنبه متكى على وسادة من ادم حشوها ليف فسلمت عليه ثم قلت وانا قائم طلقت نساءك فرفع بصره الى فقال لا ثم قلت وانا قائم استأنس يارسول الله ﷺ لو رأيتني وكنا معشر قريش نغلب النساء فلما قدمنا على قوم تغلبهم نساءهم فذكره فتبسم النبي ﷺ ثم قلت لو رأيتني ودخلت على حفصة فقلت لا يغرنك ان كان جارتك هي اوضاء منك واحب الى النبي ﷺ يريد عائشه فتبسم اخرى فجلست حين رايته يتبسم ثم رفعت بصري في بيته فوالله مارايت فيه شيئا يرد البصر غير اهبة ثلاثة فقلت ادع الله فليوسع على امتك فان فارس والروم وسع عليهم واعطوا الدنيا وهم لا يعبدون الله وكان متكاء فقال اوفي شك انت ياابن الخطاب اولئك قوم عجلت لهم طيباتهم في الحيوة الدنيا فقلت يارسول الله ﷺ استغفرلي فاعتزل النبي ﷺ من اجل ذالك الحديث حين افشته حفصة الى عائشه وكان قد قال ماانا بداخل عليهن شهرا من شدة موجدته عليهن حين عاتبه الله فلما مضت تسع وعشرون دخل على عائشه فبدأبها فقالت له عائشه انك اقسمت ان لاتدخل علينا شهرا وانا اصبحنا تسع وعشرين

لیلة اعدها عدافقال النبی ﷺ الشهر تسع وعشرون وكان ذالک الشهر

تسع وعشرون قالت عائشة فانزلت ایه التخییر فبدأبی اول امرأ فقال انی

ذاکرلک امرأة ولاعلیک ان لاتعجلی حتی تستامری ابویک قالت قد

علم ان ابوی لم یکونا یامرانی بفراقه ثم قال ان الله قال یاایها النبی قل

لازواجک الی علیما قلت افی هذا استامر ابوی فانی ارید الله ورسول

والدار الاخرة ثم خیر نساءه فقلن مثل ماقالت عائشة.

(رواه البخاری ج ١ ص ٣٣٤)

حضرت عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے انہوں نے کہا میری یہ خواہش رہی ہے کہ حضرت عمر سے یہ معلوم کروں کہ نبی ﷺ کی بیویوں میں سے وہ دوعورتیں کون سی تھیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے (سورۃ تحریم) میں فرمایا نبی کی دونوں بیبیواگر اللہ کی طرف رجوع کروضرور تمہارے دل راہ سے کچھ ہٹ گئے ہیں پھر میں نے ان کیساتھ حج کیا اور وہ راستے سے مڑے میں بھی چھاگل (چھوٹی سی مشک یامٹی کا وہ برتن جسمیں مسافر پانی بھر لیتے ہیں فیروز اللغات) لے کر ان کے ساتھ مڑا انہوں نے حاجت پوری کی جب وہ واپس آئے تو میں نے چھاگل سے ان کے ہاتھوں پر پانی ڈالا انہوں نے وضو کیا میں نے پوچھا اے امیر المؤمنین! نبی ﷺ کی بیویوں میں وہ دوعورتیں کون سی تھیں جن کے بارے میں اللہ عزوجل نے یہ فرمایا ہے کہ اگر تم دونوں اللہ کی جناب میں توبہ کرو تو بہتر ہے حضرت عمر نے فرمایا اے ابن عباس آپ پر تعجب ہے اس سے عائشہ اور حفصہ مراد ہیں پھر حضرت عمر نے پورا واقعہ بیان کیا کہ میں اور میرا ایک انصاری پڑوسی مدینہ کے بلند دیہات میں بنی امیہ بن زید کے گاؤں میں رہتے تھے اور ہم باری باری نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضری دیا کرتے تھے ایک دن وہ جاتا اور ایک دن میں جس دن میں جاتا تو اسے اس دن کے تمام حالات سے مطلع کرتا اور جس دن وہ جاتا تو وہ بھی ایسا ہی کرتا اور ہم قریش کے لوگ عورتوں پر غالب رہا کرتے تھے۔ جب ہم مدینہ میں انصار کے پاس آئے تو دیکھا کہ ان کی عورتیں ان پر غالب ہیں یہ رنگ دیکھ کر ہماری عورتوں نے بھی انصاری عورتوں کا وطیرہ اختیار

کیا۔ایک بار ایسا ہوا کہ میں اپنی بیوی پر (ناراض ہوا) اس نے مجھ کو جواب دیا میں نے اس پر برا مانا وہ کہنے لگی تم نے میرا جواب دینا کیوں برا سمجھا ہے خدا کی قسم نبی ﷺ کی بیویاں آپ کو جواب دیتی ہیں او ران میں سے کوئی بیوی تو ایسا کرتی ہے کہ دن بھر شام تک آپ سے خفا رہتی ہے یہ سن کر میں گھبرایا میں نے کہا ان میں سے جو ایسا کرتی ہے وہ بڑا نقصان اٹھائے گی۔ پھر میں نے اپنے کپڑے پہنے اور حفصہ کے پاس گیا میں نے اس سے کہا اے حفصہ! کیا تم میں سے کوئی سارا دن رات تک رسول اللہ ﷺ کو غصہ میں رکھتی ہے حفصہ نے کہا ہاں میں نے کہا جو ایسا کرتی ہے وہ تباہ و برباد ہوئی کہا تم اللہ کے غضب سے نہیں ڈرتیں کہ اس کے رسول کو غصہ دلاتی ہو۔یاد رکھو تباہ ہو جاؤ گی۔رسول اللہ ﷺ سے نہ تو بہت فرمائشیں کیا کر اور نہ جواب دیا کر اور نہ آپ سے ناراض ہوا کر اور اگر تجھے کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھ سے مانگ لیا کر تو اس دھوکے میں مت آ۔تیری ہمجولی تجھ سے زیادہ خوبصورت ہے اور رسول اللہ ﷺ تجھ سے زیادہ اسے چاہتے ہیں۔حضرت عمر کا اشارہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف تھا۔حضرت عمر نے کہا کہ ان دنوں یہ باتیں بھی ہو رہی تھیں کہ غسان کے لوگ ہم سے لڑنے کے لئے گھوڑوں کے نعل باندھ رہے ہیں خیر میرا انصاری ساتھی اپنی باری کے دن مدینہ گیا وہاں سے شام کو لوٹ کر آیا تو اس نے میرا دروازہ زور سے کھٹکھٹایا اور کہنے لگا کہ کیا عمر سو رہے ہیں میں گھبرا کر اٹھا اور باہر آیا اس نے کہا بڑا حادثہ رونما ہوا ہے میں نے کہا کیا غسان کے لوگ آپہنچے کہا نہیں بلکہ اس سے بھی بڑا واقعہ ہوا ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے یہ سن کر عمر نے کہا حفصہ تو تباہ و برباد ہو گئی میں تو پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ ایسا ہونے والا ہے الغرض میں نے اپنے کپڑے پہنے اور نبی (ﷺ) کے ہمراہ صبح کی نماز پڑھی آپ نماز سے فارغ ہو کر اپنے بالا خانے میں اکیلے جا کر لیٹ گئے میں حفصہ کے گھر گیا دیکھا تو وہ رو رہی تھیں۔میں نے کہا رو کیوں رہی ہو کیا میں نے تم کو پہلے ہی نہیں سمجھا دیا تھا کیا تم سب کو رسول اللہ ﷺ نے طلاق دے دی ہے؟ وہ کہنے لگیں مجھے نہیں معلوم آپ سامنے بالا خانے میں موجود ہیں وہاں جا کر پوچھ لیجئے میں باہر نکلا اور منبر کے پاس آیا تو دیکھا کہ منبر کے گرد کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں

اوران میں سے بعض لوگ رو رہے ہیں میں ان کے پاس تھوڑی دیر بیٹھا رہا پھر مجھ پر رنج کا غلبہ ہوا تو جس بالا خانے میں آپ تشریف رکھتے تھے اس کے پاس آیا میں نے کالے غلام سے (جو کہ دربان تھا) کہا عمر کے لئے اجازت مانگ وہ اندر گیا اور نبی ﷺ سے کچھ بات چیت کی پھر باہر آیا اور کہنے لگا کہ میں نے آپ سے تمہارا ذکر کیا مگر آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں واپس آکر ان لوگوں کے پاس بیٹھ گیا جو منبر کے پاس تھے مجھ پر پھر رنج کا غلبہ ہوا اور میں بالا خانے پر پہنچ گیا پھر وہی واقعہ پیش آیا اور ان لوگوں کے پاس آکر بیٹھ گیا جو منبر کے پاس تھے۔ مجھ پر پھر رنج کا غلبہ ہوا اور میں غلام کے پاس آیا اور کہا عمر کیلئے اجازت مانگ مگر اس مرتبہ بھی وہی ہوا آخرکار گھر جانے کے لئے مڑنے لگا تو غلام نے مجھے اجازت دے کر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تم کو اجازت عطا فرمادی ہے میں حاضر دربار ہوا تو دیکھا کہ آپ ایک بورئیے پر لیٹے ہوئے ہیں جس پر کوئی بچھونا وغیرہ نہیں ہے اور آپ کے پہلوئے مبارک پر بورئیے کے نشان پڑگئے ہیں اور آپ چمڑے کے تکیے کیساتھ ٹیک لگائے ہوئے ہیں جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی میں نے آپ کو سلام کہا اور کھڑے ہی کھڑے دریافت کیا کہ آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے؟ آپ نے میری طرف نگاہ اٹھائی اور فرمایا نہیں پھر میں نے کھڑے ہی کھڑے آپ کا دل بہلانے کی غرض سے عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ) ذرا میری طرف دیکھئے ہم قریش لوگ عورتوں پر غالب تھے ایسے لوگوں کے پاس آئے جن پر ان کی عورتیں غالب ہیں پھر پورا واقعہ بیان کیا نبی ﷺ سن کر مسکرائے پھر میں نے عرض کیا کاش آپ ملاحظہ فرماتے میں حفصہ کے پاس گیا تھا اور کہا تھا تو اپنی ہجولی برابر والی سے دھوکہ مت کھاؤ کیونکہ وہ تم سے زیادہ خوبصورت اور نبی ﷺ کی چہیتی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو مراد لیا آپ دوبارہ مسکرائے جب میں نے آپ کو مسکراتے ہوئے دیکھا تو بیٹھ گیا اس کے بعد میں نے آنکھ اٹھا کر گھر کا سامان دیکھا تو خدا کی قسم کوئی چیز نہیں دیکھی بجز تین کھالوں کے اور وہ بھی کچی تھیں میں نے عرض کیا آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ آپ کی امت پر فراخی کردے فارس اور روم کے لوگوں پر بڑی ہی فراخی ہے باوجودیکہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کرتے اس وقت تکیہ لگائے ہوئے تھے آپ نے فرمایا اے خطاب کے بیٹے کیا ابھی تجھ کو شک ہے ان لوگوں کے مزے تو دنیا کی

زندگی میں جلدی دیدیئے گئے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرے لئے بخشش کی دعا فرمایئے تو ہوا یہ تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت حفصہ نے آپ کا راز بیان کر دیا تھا اور نبی ﷺ نے اس وجہ سے ایک مہینہ تک کے لئے اپنی بیویوں کے پاس نہ جانے کی قسم کھالی تھی جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر عتاب فرمایا جب انتیس دن گزر گئے آپ سب سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی آپ نے ایک مہینے تک کے لئے ہمارے گھروں میں نہ آنے کی قسم کھائی تھی اور ابھی انتیس راتیں گزری ہیں میں ان کو برابر گن رہی ہوں نبی ﷺ نے فرمایا کہ مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے اور یہ مہینہ انتیس دن کا ہی ہوا تھا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا پھر اللہ تعالیٰ نے تخیر کی آیتیں نازل فرمائیں سب بیویوں سے پہلے آپ نے مجھ ہی سے پوچھا اور فرمایا میں تجھ سے ایک بات کہتا ہوں اور اس کے جواب میں جلدی کی ضرورت نہیں اپنے ماں باپ سے صلاح ومشورہ کر لے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا میرے ماں باپ آپ سے جدا ہونے کا ہرگز مشورہ نہ دیں گے پھر آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے اے نبی اپنی بیویوں سے فرمادیجئے عظیما تک میں نے جواباً عرض کیا کیا اس کے بارے میں اپنے ماں باپ سے مشورہ کروں میں تو اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کی خواہاں ہوں پھر آپ نے دوسری بیویوں کو بھی اختیار دیا سب نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرح جواب دیا۔ (فیوض الباری)

حدیث سے متعلقہ بعض مسائل

حضور سیّدی صدرالافاضل بدرالمماثل خزائن العرفان میں فرماتے ہیں کہ حضور سیّد عالم ﷺ حضرتِ اُمّ المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے محل میں رونق افروز ہوئے وہ حضور کی اجازت سے اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئیں حضور نے حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو سرفراز خدمت کیا یہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا پر گراں گزرا حضور نے

ان کی دلجوئی کے لئے فرمایا کہ میں نے ماریہ کو اپنے اوپر حرام کیا اور میں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ میرے بعد امور امت کے مالک ابوبکر وعمر ہوں گے۔ وہ اس سے خوش ہوگئیں اور نہایت خوشی میں انہوں نے یہ تمام گفتگو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سنائی اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ارشاد فرمایا گیا کہ جو چیز اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے حلال کی یعنی ماریہ قبطیہ آپ انہیں اپنے لئے کیوں حرام کر کے لیتے ہیں اپنی بیبیوں حفصہ وعائشہ رضی اللہ عنہما کی رضاجوئی کے لئے اور ایک قول اس آیت کے شانِ نزول میں یہ بھی ہے کہ اُمّ المؤمنین زینب بنت جحش کے یہاں جب حضور تشریف لے جاتے تو وہ شھد پیش کرتیں اس ذریعہ سے ان کے یہاں کچھ زیادہ دیر تشریف فرما رہتے یہ بات حضرت عائشہ وحفصہ رضی اللہ عنہما کو ناگوار گزری اور انہیں رشک ہوا انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ جب حضور تشریف فرما ہوں تو عرض کیا جائے کہ دہن مبارک سے مغافیر کی بو آتی ہے اور مغافیر کی بو حضور کو ناپسند تھی۔

چنانچہ ایسا کیا گیا حضور کو ان کا منشاء معلوم تھا فرمایا مغافیر تو میرے قریب نہیں آیا زینب کے یہاں شھد میں نے پیا ہے اس کو میں اپنے اوپر حرام کرتا ہوں مقصود یہ تھا کہ حضرت زینب کے یہاں شھد کا شغل ہونے سے تمہاری دل شکنی ہوتی ہے تو ہم شھد ہی ترک فرمائے دیتے ہیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ

یاایھا النبی لم تحرم ما احل اللّٰہ لک تبتغی مرضات ازواجک واللّٰہ غفور رحیم. (پ ۲۸ س التحریم آیت ۱)

اے غیب بتانے والے نبی تم اپنے اوپر کیوں حرام کئے لیتے ہو وہ چیز جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حلال کی اپنی بیبیوں کی مرضی چاہتے ہو اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ کنزالایمان) نازل فرمائی

قدفرض اللّٰہ لکم تحلة ایمانکم واللّٰہ مولکم وھو العلیم الحکیم

(پ۲۸ س التحریم آیت ۲)

بے شک اللہ نے تمہارے لیے تمہاری قسموں کا اتار مقرر فرما دیا اور اللہ تمہارا مولیٰ ہے اور اللہ علم وحکمت والا ہے (کنزالایمان)

یعنی کفارہ تو ماریہ کو خدمت سے سرفراز فرمایئے یا شہد نوش فرمایئے یا قسم کے اوتار سے مراد یہ ہے کہ قسم کے بعد ان شاء اللہ کہا جائے تا کہ اس کے خلاف کرنے سے حنث (قسم شکنی) نہ ہو مقاتل سے مروی ہے کہ سیّد عالم ﷺ نے حضرت ماریہ قبطیہ کی تحریم کے کفارہ میں ایک غلام آزاد کیا اور حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نے کفارہ نہیں دیا کیونکہ آپ مغفور ہیں کفارہ کا حکم تعلیم امت کے لئے ہے (خزائن العرفان)

بخاری شریف میں ہے کہ:۔

عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم یشرب عسلا عندزینب بنت جحش ویمکث عندھا فواطئت اناو حفصة عن ایتنا دخل علیھا فلتقل لہ اکلت مغافیر انی اجد منک ریح مغافیر قال لاولکنی کنت اشرب عسلا عندزینب بنت جحش فلن اعودلہ وقد حلفت لا تخبری بذلک احدا. (بخاری)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اُم المؤمنین زینب بنت جحش کے پاس شہد پیا کرتے اور کافی دیر ٹھہرے رہتے۔ اس پر میں نے اور اُم المؤمنین حفصہ نے آپس میں ٹھہرائی کہ ہم میں سے جس کے پاس حضور تشریف لائیں تو وہ ضرور آپ سے کہے کہ آپ نے مغافیر کھایا ہے کیونکہ مجھے آپ سے مغافیر کی بو آرہی ہے (چنانچہ میں نے یہی کہا) تو آپ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ میں نے تو زینب بنت جحش کے پاس سے شہد پیا ہے بہر حال میں اب یہ بھی نہیں پیوں گا اور میں نے قسم کھالی ہے تم اس کا کسی سے ذکر نہ کرنا۔

خیال رہے اس بات میں اختلاف ہے کہ حضور نے کن کے گھر میں شہد پیا تھا امام بخاری کے نزدیک زینب کے گھر پیا تھا اور مشورہ کرنے والی حضرت عائشہ وحفصہ تھیں جیسا کہ روایت میں منصوص ہے جب کہ ایک روایت میں حضرت حفصہ کے گھر شہد نوش فرمایا اور قائلہ حضرت عائشہ اور سودہ وصفیہ تھیں ایک قول کے مطابق حضرت سودہ کے گھر کیونکہ حضرت سودہ کے یمن والے اقارب آپ کے ہاں

شہد بطور ھدیہ بھیجا کرتے تھے اور حضور کو مغافیر کا قول کرنے والی حضرت عائشہ و حفصہ تھیں لیکن وہ امام بخاری کا مذہب ہے کیونکہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہنّ کے دوگروہ تھے ایک میں حضرت عائشہ، سودہ و حفصہ اور صفیہ تھیں جب کہ دوسرے میں زینب ام سلمہ اور باقی ازواج تھیں۔

کما قال العینی واختلف فی التی شرب النبی ﷺ فی بیتها العسل فعند البخاری زینب کماذکرت وان القائلة اکلت مغافیر عائشة وحفصة وفی روایة حفصة وان القائلة اکلت مغافیر عائشة وسودة وصفیة رضی الله عنهن وفی تفسیر عبدبن حمیدانها سودة وکان لها اقارب اهدوالها عسلا من الیمن والقائلة له عائشه وحفصه والذی یظهر انهازینب علی ماعند البخاری لان ازواجه صلی الله علیه وسلم کن حزبین علی ماذکرت عائشة قالت انا وسودة وحفصة وصفیة فی حزب وزینب وامّ سلمة والباقیات فی حزب (عمدة القاری ص ۳۸۳ ج۱۹ بیروت لبنان)

خیال رہے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ان دنوں بچپن میں تھیں نیز آپ سے اور سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے مذکورہ حادثہ بغیر قصد واقع ہوا نیز یہ بات عورتوں کی جبلت ہی میں ہے کہ وہ اپنی صواحب (سوکنوں) پر غیرت کرتی ہیں لہٰذا یہ اعتراض لازم نہ ہوگا کہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے معاذ اللہ حضور کو ایذاء دی جیسا کہ عینی میں ہے کہ:۔

فان قلت کیف جاز لعائشة وحفصة الکذب والمواطاة التی فیها ایذاء رسول الله صلی الله علیه و سلم قلت کانت عائشة صغیرة مع انها وقعت منهما من غیر قصدالایذاء بل علی ماهومن جبلة النساء فی الغیرة علی الضرائر ونحوها. (عمدة القاری ص ۳۸۳ ج۱۹ لبنان بیروت)

واقعہ تحریم کے بعد حضور ﷺ نے حضرت حفصہ کو ایک راز کی بات بتائی کہ میرے بعد حضرت صدیق اور حضرت عمر خلیفہ ہوں گے اور فرمایا کہ اس کا افشاء مت کرنا لیکن حضرت حفصہ یہ تمام گفتگو

حضرت عائشہ سے پوشیدہ نہ رکھ پائیں جس پر اس آیت کریمہ کا نزول ہوا کہ:۔

واذا سر النبی الی بعض ازواجہ حدیثا فلما نبأت بہ واظہرہ اللہ علیہ عرف بعضہ واعرض من بعض فلما نبأ ھا بہ قالت من انبأک ھذاقال نبأنی العلیم الخبیر۔

اور جب نبی نے اپنی ایک بی بی یعنی حفصہ سے ایک راز کی بات فرمائی (ماریہ کو اپنے اوپر حرام کر لینے کی اور اس کے ساتھ یہ فرمایا کہ اس کا کسی پر اظہار نہ کرنا) پھر جب وہ یعنی حضرت حفصہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا سے اس کا ذکر کر بیٹھی اور اللہ نے اسے نبی پر ظاہر کر دیا تو نبی نے اسے کچھ جتایا اور کچھ چشم پوشی فرمائی۔

یعنی تحریم ماریہ اور خلافت شیخین کے متعلق جو دو باتیں فرمائی تھیں ان میں سے ایک بات کا ذکر فرمایا کہ تم نے یہ بات ظاہر کر دی اور دوسری بات کا ذکر نہ فرمایا یہ شان کریمی تھی کہ گرفت فرمانے میں بعض سے چشم پوشی فرمائی پھر جب نبی نے اسے اس کی خبر دی بولی (حضرت حفصہ رضی اللہ عنھا) حضور کو کس نے بتایا فرمایا مجھے علم والے خبردار نے بتایا جس سے کچھ بھی چھپا نہیں۔

(کنزالایمان و خزائن العرفان سورہ تحریم پ ۲۸)

تفسیر جلالین میں ہے:۔

واذکر اذاسر النبی الی بعض ازواجہ ھی حفصة حدیثا ھو تحریم ماریة وقال لھا لاتفشیہ فلما نبات بہ عائشة ظنا منھا ان لاحرج فی ذلک واظھرہ اللہ اطلعہ علیہ علی المنبأبہ عرّف بعضہ لحفصة واعرض عن بعض تکر مامنہ. (جلالین شریف پ ۲۸ سورہ تحریم ص ٤٦٠ قدیمی کتب خانہ)

یعنی یاد کرو جب نبی نے اپنی بعض ازواج جو کہ حفصہ ہیں سے راز کی بات کہی اور وہ حضرت ماریہ کو حرام کرنا ہے اور ان سے فرمایا کہ اس کا افشاء نہ کرنا تو جب حفصہ گمان کرتے ہوئے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے اس کا ذکر کر بیٹھیں اور اللہ نے اسے اپنے نبی پر ظاہر فرما دیا تو نبی نے حفصہ کے لئے اس

کا کچھ جتایا اور کچھ سے چشم پوشی فرمائی اپنی شان کریمی کی وجہ سے۔حاشیہ جلالین میں ہے کہ:۔

عن ابن عمر قال النبی صلی اللہ علیہ و سلم لاتخبری احداان ام ابراھیم علی حرام فلم یقربھا حتی اخبرت عائشة فنزلت الایة.

یعنی عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ سے فرمایا کہ کسی کومت خبر دینا کہ ام ابراہیم مجھ پر حرام ہے تو آپ نے ان سے قرب نہ فرمایا حتی کہ حضرت حفصہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتادیا تو آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

ولابن المنذر عن ابن عباس نحوہ وقیل فی تفسیر الحدیث ان الخلافة بعدہ لابی بکر وعمر.

یعنی ابن منذر ابن عباس سے اسی طرح روایت فرماتے ہیں اور حدیث کی تفسیر میں یہ کہا گیا ہے کہ وہ حضور کے بعد خلافت ابوبکر وعمر ہے۔

واخرج الطبرانی عن ابن عباس فی الایة دخلت حفصة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لاتخبری عائشة حتی ابشرک ببشارة فان اباک یلی الامر بعدا بی بکر اذ انا مت فذھبت حفصة فاخبرت عائشة فقالت عائشة من انباک ھذا قال نبانی العلیم الجبیر.

یعنی طبرانی نے آیت کے بارے ابن عباس سے تخریج فرمائی کہ حفصہ حضور کی بارگاہ میں حاضر خدمت ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ عائشہ کومت بتانا حتی کہ میں آپ کو اس بات کی بشارت دیتا ہوں کہ میرے ظاہری وصال کے بعد ابوبکر کی خلافت کے بعد آپ کے ابوعمر والی امور ہوں گے تو سیّدہ حفصہ نے جاکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتلایا پس سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور سے پوچھا کہ حضور کو کس نے بتایا تو آپ نے ارشاد فرمایا مجھے علم والے خبردار نے بتایا جس سے کچھ بھی چھپا نہیں۔(حاشیہ جلالین پ ۲۸ سورہ تحریم ص ٤٦٥ حاشیہ ٦)

نیز تفسیر خازن میں ہے۔

واذااسر النبی الی بعض ازواجه حديثا يعنی مامر الی حفصة من تحريم مارية علی نفسه واستكمها ذلك وهو قوله لاتخبری بذلك احدا وقال ابن عباس اسر امر الخلافة بعده فحدثت به حفصة قال الكلبی اسر اليها ان اباك وابا عائشة يكونان خليفتين علي امتي من بعدي وقيل لمارای الغيرة فی وجه حفصة اراد ان يراضيه فسرها بشيئين بتحريم مارية علی نفسه وان الخلافة بعده فی ابی بكر وابيها عمر. (خازن)

اور جب نبی نے اپنی ایک بی بی یعنی حفصہ سے راز کی بات کہی یعنی ماریہ قبطیہ کا اپنے اوپر حرام فرمانا اور اس کے چھپانے کا حکم دیا اور وہ حضور کا فرمان لاتخبری بذالک احدا یعنی کسی کو مت بتانا ہے اور حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ خلافت کے بارے حضور نے اپنے بعد خلافت کے بارے میں راز کی بات فرمائی تو سیّدہ حفصہ نے اس کو بیان فرمادیا۔ کلبی کہتے ہیں کہ حضور نے آپ سے راز کی بات یہ فرمائی کہ آپ کے ابا جان اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ابا جان میرے بعد میری امت پر خلیفہ ہوں گے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب حضور نے حضرت حفصہ کے چہرے پر غیرت کے آثار دیکھے تو حضور نے ان کو راضی کرنے کا ارادہ فرمایا تو آپ نے تحریم ماریہ اور اپنے بعد حضرت ابوبکر وعمر کی خلافت کا راز آپ سے بیان فرمایا۔

خیال رہے اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما کو یہ بات پسند آئی کہ حضور نے حضرت ماریہ کو اپنے اوپر حرام کرلیا ہے حالانکہ حضور پر یہ گراں تھا نیز حضرت حفصہ نے حضور کے راز کو افشاء کردیا تھا نص قرآنیہ:۔

ان تتوبا الی الله فقد صغت قلوبكما وان تظهرا عليه فان الله هو موله وجبرئيل وصالح المؤمنين والملائكة بعد ذلك ظهيرا.

نبی کی بیبیو! اگر اللہ کی طرف تم رجوع کرو تو ضرور تمہارے دل راہ سے ہٹ گئے ہیں اور اگر ان پر زور باندھو تو بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبرئیل اور نیک ایمان والے اس کے بعد فرشتے مدد پر

ہیں (کنزالایمان) میں اسی امر کی طرف اشارہ ہے (کہ تمہیں وہ بات پسند آئی جو سیّد عالم ﷺ کو گراں ہے یعنی تحریم ماریہ۔ خزائن العرفان) اور یہ ہدایت دی گئی ہے کہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہئے جو حضور کو ناگوار نہ ہو ان پر واجب و لازم ہے کہ ہر مرحلہ پر حضور کی رضاجوئی کو مقدم جانیں اور آپ کے شرف خدمت کو ہر نعمت سے زیادہ سمجھیں چنانچہ ازواجِ مطہّرات رضی اللہ عنہن نے اسی کردار کا مظاہرہ کیا اس حدیث (حدیث عمر) میں جس واقعہ کا ذکر ہے اس وقت حضور سیّد عالم نورِ مجسّم ﷺ کی نو بیبیاں تھیں پانچ قریشیہ حضرت عائشہ بنت ابی بکر صدّیق رضی اللہ عنہ، حضرت حفصہ بنتِ فاروق، حضرت اُمّ حبیبہ بنت ابوسفیان، حضرت اُمّ سلمہ بنت ابی امیہ، حضرت سودہ بنت زمعہ اور چار غیر قریشیہ حضرت زینب بنت جحش اسدیہ، حضرت میمونہ بنت حارث ھلالیہ، حضرت صفیہ بنت حیی ابن اخطب خیبریہ، حضرت جویریہ بنت حارث مصطلقیہ رضی اللہ عنہن (فیوض الباری)

علامہ عینی فرماتے ہیں کہ......

وکان تحته یومئذ تسع نسوة خمس من قریش

کہ اس وقت حضور کی شرف زوجیت میں نو ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن تھیں جن میں پانچ قریش سے تھیں (عمدة القاری ص ۱۷۸ ج ۱۹ بیروت)

حضور سیّد عالم ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن بڑے بڑے گھرانوں کی خواتین تھیں والدین نے انہیں بڑے ناز و نعم سے پرورش کیا تھا ان کی پہلی زندگی بھی امیرانہ بلکہ شاہانہ ماحول میں بسر ہوئی تھی حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا رئیس قریش کی صاحبزادی تھیں۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا قبیلہ بنی مصطلق کے رئیس کی بیٹی تھیں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا جن کا باپ خیبر کا رئیس اعظم تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے والد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تھے جب کہ حضور سیّد عالم ﷺ اقلیم فقر و غنا کے تاجدار تھے آپ کا فقر اختیاری تھا خانگی زندگی میں اس فقر کی پوری جھلک نظر آتی تھی۔ (فیوض الباری)

چنانچہ حضور سیدی شرف الدین بوصیری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

وشد من سغب احشائہ وطوی
تحت الحجارۃ کشحا مترف الادم
وراودتہ الجبال الشم من ذھب
عن نفسہ فاراھا ایما شمم
واکدت زھدہ فیھا ضرورتہ
ان الضرورۃ لا تعدوا علی العصم
وکیف تدعوا الی الدنیا ضرورۃ من
لولاہ لم تخرج الدنیا من العدم
محمد سید الکونین والثقلین
والفریقین من عرب ومن عجم

یعنی بلند پہاڑوں نے سونے کا بن کر حضور کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کرانا چاہا تو حضور نے اپنے بلند حوصلہ واستغنا سے انہیں ذلیل دیکھا۔

حضور کے زہد کو ضرورتوں نے اور مضبوط کر دیا اس لئے کہ ضرورتیں پرہیز گاری اور عصمت مآبی پر غالب نہیں آسکتیں اور کیونکہ دنیا کی طرف ضرورتیں ایسے نفس زکی کو کیسے بلا سکتی ہیں کہ اگر وہ نہ ہوتے اور دنیا میں جلوہ افروز نہ فرماتے تو دنیا عدم سے منصۂ شہود پر ظاہر نہ ہوتی۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم سردار اور ملجاء ہیں کائناتِ دنیا و آخرت کے اور جن وانس کے اور دونوں جماعتوں کے عرب کے عجم کے۔ (ترجمہ طیب الوردہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقعہ پر فرمایا:۔

یاعائشۃ والذی نفسی بیدہ لو سئلت ربی ان یجری معی جبال تھامۃ ذھبا لاجراھا حیث شئت من الارض ولکن اخترت الجوع فی الدنیا علی

شبعها وفقر الدنيا على غنائها وخزى الدنيا على فرصها ياعائشه ان الدنيا

لاتنبغی لمحمد ولا لآل محمد.

یعنی اے عائشہ! قسم ہے اس ذات مقدس کی جس کے دستِ قدرت میں جان ہے اگر میں

اپنے رب سے مکہ کے پہاڑوں کو سونا کی شکل میں طلب کروں اور انہیں چلتا ہوا بناؤں کہ جہاں جاؤں وہ

میرے ساتھ ہوں تو اللہ تعالیٰ انہیں چلتا ہوا میرے ساتھ کر دے لیکن میں نے دنیا میں بھوک اختیار کی شکم

سیری سے اور فقر دنیا قبول فرمایا غنا پر اور غم قبول کیا اس کی فرحت پر اے عائشہ دنیا زیبا نہیں محمد ﷺ و آپ

کی آل پر۔

نیز حضرت جبرئیل حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:۔

اتحب ان اجعل هذاالجبال ذهبا وتكون معك اينما كنت فتوقف ساعة

فقال ياجبرئيل ان الدنيا دار من لادار له ومال من لا مال له قد يجمعها من

لا عقل له فقال له جبرئيل ثبتک الله يامحمد بالقول الثابت.

اے محبوب! اگر تمہیں یہ پسند ہو کہ ان پہاڑوں کو ہم سونا بنا دیں اور وہ آپ کیساتھ رہیں جہاں

آپ تشریف لے جائیں تو ابھی ہوسکتا ہے تو حضور نے تھوڑا سکوت فرما کر جواب دیا جبرئیل دنیا ایک

ایسا گھر ہے کہ کسی کا گھر نہیں اور ایسا مال ہے کہ کسی کی ملکیت نہیں اسے وہ جمع کرتا ہے جس میں عقل نہ ہو

تو جبرئیل علیہ السلام نے یہ سن کر عرض کی حضور کو اللہ نے ثابت قدم فرمایا قول ثابت کے ساتھ ایک

اور حدیثِ قدسی میں ہے کہ

الدنيا حرام على اهل الاخرة والاخرة حرام على اهل الدنيا و كلاهما

حرامان على اهل الله تعالىٰ.

یعنی دنیا اہل آخرت پر حرام اور اہل دنیا پر آخرت حرام اور دنیا و آخرت دونوں اہل اللہ

پر حرام ہیں نیز ایک جگہ حضور نے فرمایا:۔

من احب دنيا اضر باخرته ومن احب آخرته اضر بدنياه فاثروامايبقى على

مایفنی.

یعنی دنیا کی محبت سخت مضر ہے آخرت کے لئے اور آخرت کی محبت مضر تر ہے دنیا کے لئے تم ترجیح دو اس نعمت کو جو باقی رہنے والی ہے اس پر جو فنا ہونے والی ہے۔

مولای صل وسلم دائما ابدا

علی حبیبک خیر الخلق کلهم

فلہذا حضور سیّد عالم ﷺ کی اکثر جو کی روٹی ہوتی یا گندم کے ان چھنے آٹے کی ہوتی اور کھجور زینت دستر خوان ہوتی لباس کا معاملہ بھی خوراک سے کچھ مختلف نہ تھا معمولی کپڑا جیسا خود پہنا ازواج مطہرات رضی اللہ عنہنّ کو بھی دے دیا ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہنّ بڑے صبر و شکر کیساتھ حضور ﷺ کے ساتھ فقر و درویشی کی زندگی گذار رہی تھیں اور صرف حضور کی ازواج ہونے کے شرف کے خاطر وہ ان ساری کلفتوں کو اپنے لیے دارین کی سعادتوں کا باعث سمجھتی تھیں لیکن جب فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا اور عام مسلمانوں کی معاشی حالت بدلنے لگی اور ان کی بود و باش اور لباس و خوراک میں خوش آئند تبدیلیاں پیدا ہو گئیں تو یہ دیکھ کر سیّد عالم ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہنّ نے آپ سے دنیوی سامان طلب کئے اور نفقہ میں زیادتی کی درخواست کی یہاں تو کمال زہد تھا سامان دنیا اور اس کا جمع کرنا گوارا ہی نہ تھا اس لئے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہنّ کا نان و نفقہ میں زیادتی کی طلب حضور کی خاطر اقدس پر گراں گزری اور حضور نے ایک ماہ تک ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہنّ کو شرف ملاقات نہ بخشا ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہنّ کو اختیار دے دیا گیا زیر عنوان حدیث میں اسی سلسلہ کے واقعہ کا ذکر ہے اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:۔

یاایها النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوة الدنیا وزینتها فتعالین امتعکن واسرحکن سراحاً جمیلا.

اے غیب بتانے والے نبی! اپنی بیبیوں سے فرما دے اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں مال دوں اور اچھی طرح چھوڑ دوں۔ (کنز الایمان)

اس آیت کے نزول کے بعد سیّد عالم ﷺ نے سب سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ آیت سنا کر اختیار دیا اور فرمایا کہ جلدی نہ کرو اپنے والدین سے مشورہ کر کے جو رائے ہو اس پر عمل کرو انہوں نے عرض کیا حضور کے معاملہ میں مشورہ کیسا میں اللہ اور اس کے رسول کو اور آخرت کو چاہتی ہوں اور باقی ازواج نے بھی یہی جواب دیا۔ (فیوض الباری)

چنانچہ بخاری شریف باب قولہ تعالیٰ وان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا الخ میں ہے کہ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بیان فرماتے ہیں کہ......

ان عائشة زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت لما امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت بتخییر ازواجه بدأبی فقال انی ذاکر لک امرا فلاعلیک ان لا تعجلی حتی تستامری ابویک قالت و قدعلم ان ابویّ لم یکونا یامرانی بفراقه قالت ثم قال ان اللّٰہ قال جل ثناء ہ یاایھاالنبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا وزینتھا الی قوله اجراعظیما قالت فقلت ففی ای ھذا استامر ابوی فانی ارید اللّٰہ ورسوله والدار الآخرۃ قالت ثم فعل ازواج النبی صلی اللّٰہ علیه و سلم مثل مافعلت

(بخاری شریف ج ۲ ص ۷۹۱)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا زوجۂ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہنّ کو پاس رہنے نہ رہنے کا اختیار دے دیجئے تو آپ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا میں تم سے ایک بات کہنے لگا ہوں لیکن اس کا جواب دینے میں جلدی نہ کرنا بلکہ اپنے والدین سے بھی مشورہ کر لینا وہ فرماتی ہیں کہ آپ یہ بات بخوبی جانتے تھے کہ میرے والدین مجھے آپ سے جدا ہونے کا ہرگز حکم نہیں دیں گے حضرت صدیقہ کا بیان ہے کہ پھر آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اے غیب بتانے والے (نبی) اپنی بیویوں سے فرما دو اگر تم دنیا کی زندگی اور آرائش چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں مال دوں اور اچھی طرح چھوڑ دوں وہ فرماتی ہیں کہ میں عرض

گذار ہوئی اس بارے میں اپنے والدین سے میں کیا مشورہ کروں جب کہ میں خود اللہ کی رضا اس کے رسول کی رضا اور آخرت کی بہتری چاہتی ہوں وہ فرماتی ہیں کہ پھر نبی کریم ﷺ نے اپنی دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے بھی اسی طرح فرمایا جس طرح مجھ سے دریافت فرمایا۔

جب کہ حضرت عمر والی روایت میں یہ بھی ہے کہ......

ثم خیر نساء ہ فقلن مثل ماقالت عائشہ

یعنی پھر آپ نے دوسری بیویوں کو بھی اختیار دیا سب نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح جواب دیا کمامرَّ۔

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کا نفقہ میں زیادتی کی درخواست کرنا شرعاً واخلاقاً کوئی ناروابات نہ تھی

چنانچہ حضور سیّدی علامہ سیّد محمود احمد رضوی صاحب علیہ الرحمۃ رقمطراز ہیں کہ واضح ہو کہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کا نبی علیہ السلام سے نان ونفقہ میں زیادتی کی درخواست کرنا شرعاً واخلاقاً کوئی ناروابات نہ تھی نہ اس میں کوئی بے ادبی کا پہلو نکلتا ہے ایک بیوی اپنے شوہر سے اچھا پہننے اچھا کھانے کی فرمائش کرسکتی ہے اگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن یہ فرمائش نہ کرتیں تو عائلی زندگی کے لئے بہت سے مسائل امت پر واضح نہ ہوتے اور خود نبی علیہ السلام نے بھی ان کی اس درخواست کو نہ تو بے ادبی قرار دیا اور نہ ہی شرعاً واخلاقاً ناجائز۔ اگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی یہ فرمائش شرعاً غلط ہوتی تو حضور علیہ السلام اس کی ضرور نشاندہی فرمادیتے۔ البتہ ان کی یہ فرمائش حضور کی طبع اقدس پر گراں اس لیے گزری کہ نبی علیہ السلام نے فقر وغنا کو خود اختیار فرمایا تھا اور حضور علیہ السلام کا قلبی رجحان یہی تھا کہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن بھی فقر وغنا کی دولت سے مالامال رہیں یہی وجہ ہے کہ جب آیہ تخییر نازل ہوئی تو آپ نے کسی غصہ کا اظہار نہ فرمایا بلکہ محبت آمیز الفاظ کے ساتھ سب سے پہلے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے تخییر کے متعلق رائے لی۔

(فیوض الباری)

چنانچہ ترمذی شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرماتی ہیں کہ:۔

عن عائشه قالت لما امر رسول الله صلى الله عليه وسلم بتخيير از واجه بدأ بي فقال ياعائشة انى ذاكر لك امرافلا عليك ان لاتستعجلى حتى تستامرى ابويك قالت وقد علم ان ابوى لم يكونا ليامرانى بفراقه قالت ثم قال ان الله يقول ياايهاالنبى قل لازواجك ان كنتن تردن الحيوة الدنيا وزينتها فتعالين حتى بلغ للمحسنات منكن اجراعظيما قلت فى اى هذا استامرابوىّ فانى اريد الله ورسوله والدار الاخرة وفعل ازواج النبى صلى الله عليه وسلم مثل مافعلت هذاحديث حسن صحيح.

جب اللہ کے رسول ﷺ کو اپنی ازواج کے اختیار کرنے کا حکم دیا گیا تو حضور ﷺ نے مجھ سے ابتدا فرمائی اور فرمایا اے عائشہ! میں تجھ پر ایک بات پیش کرتا ہوں اس میں جلدی نہ کرنا جب تک اپنے والدین سے مشورہ نہ کرلو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں تحقیق حضور ﷺ یہ بات جانتے تھے کہ میرے والدین مجھ کو حضور سے جدائی کا حکم نہ دیں گے فرماتی ہیں پھر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یاایھا النبی یہاں تک کہ حضور ﷺ نے من کن اجراً عظیماً تک پڑھا سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی حضور میں کس بات میں اپنے والدین سے کیا مشورہ کروں جب کہ میں خود اللہ کی رضا اور اس کے رسول کی رضا اور آخرت کی بہتری چاہتی ہوں فرماتی ہیں کہ پھر نبیٔ کریم ﷺ نے اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہنّ سے بھی اس طرح فرمایا جس طرح مجھ سے دریافت کیا۔ امام ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے (ترمذی صفحہ ۱۵۲ جلدثانی) نیز صحیح مسلم شریف کی حدیث کا سارا مضمون اسی امر کا آئینہ دار ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ......

ثمّ نزلت عليه هذه الاية ياايهاالنبى قل لازواجك حتى بلغ للمحسنات

منکن اجراً عظیماًقال فبدء بعائشة فقال یا عائشة انی ارید ان اعرض علیک امراًاحبّ الاتعجلی فیه حتی تستشیری ابویک قالت وماهو یارسول اللّٰه ؟فتلا علیها الایة قالت أفیک یارسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اسشییر ابویّ؟بل اختار اللّٰه ورسوله والدار الاخرة وأسألک الاتخبر امرأة من نسائک بالذی قلت قال لا تسألنی امرأة منهن الا اخبرتها ان اللّٰه لم یبعثنی مغتاً ولا مُتَعَنِتاً ولکن بعثنی معلما میَسرًا (مسلم شریف کتاب الطلاق باب بیان ان تخییر امراته لایکون طلاقا الا بالنیة)

جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اے عائشہ میں تجھ پر ایک بات پیش کرتا ہوں اس میں جلدی نہ کرنا جب تک اپنے والدین سے مشورہ نہ کرلینا جواب نہ دینا (اور حضور اکرم ﷺ کو معلوم تھا کہ ان کے والدین جدائی کے لئے مشورہ نہ دیں گے) اُمّ المؤمنین نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ وہ کیا بات ہے حضور ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی اُمّ المؤمنین نے عرض کی یارسول اللہ حضور کے بارے میں مجھے والدین سے مشورہ کی کیا حاجت ہے بلکہ میں اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کے گھر کو اختیار کرتی ہوں اور میں یہ چاہتی ہوں کہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہنّ میں سے کسی کو میرے جواب کی حضور خبر نہ دیں ارشاد فرمایا جو مجھ سے پوچھے گی کہ عائشہ نے کیا جواب دیا ہے میں اسے خبر کردوں گا اللہ نے مجھے مشقت میں ڈالنے والا اور مشقت میں پڑنے والا بنا کر نہیں بھیجا ہے اس نے مجھے معلم اور آسانی کرنے والا بنا کر بھیجا ہے اور تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہنّ نے بھی بصد مسرت اپنے مطالبات ترک کردیئے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور دارِ آخرت کو اختیار فرمایا اور اجرِ عظیم کی مستحق ہوگئیں جس کا ذکر سورۃ احزاب کی آیت نمبر ۲۹ میں اجراً عظیماً کے الفاظ سے بیان کیا گیا ہے۔(فیوض الباری)

خیال رہے جب ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہنّ نے اللہ اور رسول اور آخرت کو اختیار فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو یوں انعام سے نوازا کہ اپنے محبوب کے لئے انہیں ازواج پر اختصار

فرمایا چنانچہ ارشاد ہوا۔

لا یحل لک النساء من بعد ولا ان تبدل بھن من ازواج ولو اعجبک حسنھن الا ماملکت یمینک وکان اللہ علی شئی رقیبا۔

ترجمہ: ان کے بعد اور عورتیں تمہیں حلال نہیں اور نہ یہ کہ ان کے عوض اور بیبیاں بدلو اگرچہ تمہیں ان کا حسن بھائے مگر کنیز تمہارے ہاتھ کا مال اور اللہ ہر چیز پر نگہبان ہے۔

(کنزالایمان)

حضور سیّدی صدر الافاضل بدر الاماثل سیّد نعیم الدین مرادآبادی رضی اللہ عنہ لا یحل لک کے تحت فرماتے ہیں کہ......

یعنی ان نو بیویوں کے بعد جو آپ کے نکاح میں ہیں جنہیں آپ نے اختیار کیا تو انہوں نے اللہ ورسول کو اختیار کیا نیز فرماتے ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے لئے ازواج کا نصاب نو ہے جیسے کہ امت کے لئے چار نیز فرمایا یعنی انہیں طلاق دے کر ان کی جگہ دوسری عورتوں سے نکاح کر لو ایسا بھی نہ کرو یہ احترام ان ازواج کا اس لیے ہے کہ جب حضور ﷺ نے انہیں اختیار دیا تھا تو انہوں نے اللہ ورسول کو اختیار کیا اور آسائش دنیا کو ٹھکرا دیا چنانچہ رسول کریم ﷺ نے انہی پر اکتفا فرمایا اور آخر تک یہی بیویاں حضور کی خدمت میں رہیں۔ (خزائن العرفان)

خیال رہے کہ جمہور کے نزدیک یہ آیت محکمہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے جائز نہ تھا کہ آپ ان ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہنّ کے سوا کسی اور سے نکاح کریں۔ (روح البیان)

جب کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی کہ آخر میں حضور کے لیے حلال کر دیا گیا تھا کہ جتنی عورتوں سے چاہیں نکاح فرمائیں اس تقدیر پر آیت منسوخ ہے اور اس کی ناسخ آیت انا احللنا لک ازواجک ہے۔ (خزائن العرفان)

ازواجِ مطہّرات رضی اللہ عنہنّ ہر شخص پر ہمیشہ کے لئے حرام ہیں

وما کان لکم ان تؤذوا رسول اللہ ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا ان

ذلکم کان عنداللہ عظیما.

اور تمہیں نہیں پہنچتا کہ رسول اللہ کو ایذا دو اور نہ کہ ان کے بعد کبھی ان کی بی بیوں سے نکاح

کرو بے شک یہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت بات ہے۔ (کنزالایمان)

اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایمان والوں کو دو باتوں کا حکم دیا ہے ایک یہ کہ ایمان والو کو ہرگز یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ رسولِ کائنات ﷺ کو کسی بھی طرح ایذا دیں کیونکہ جو شخص رسولِ کائنات ﷺ کو ایذا دے گا وہ دنیا وآخرت میں ملعونِ بارگاہ ہوگا چنانچہ نص قرآنیہ میں ہے اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔

ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والآخرۃ .

بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا وآخرت میں اللہ کی

لعنت ہے۔

لہٰذا جو شخص ایذائے رسول کا مرتکب ہوا وہ دنیا وآخرت میں بہت بڑے خسارہ ونقصان میں پڑا اور یزید وابوجہل کا وارث بنا خیال رہے حضور کی بارگاہ میں ادنیٰ توہین کا ارتکاب کرنے والا اپنے ایمان واعمال سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے چنانچہ ارشاد ہوا۔

لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولاتجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون .

اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان

کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں

تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ (کنزالایمان)

اس آیہ کریمہ میں حضور کی بارگاہ میں بے ادبی کرنے کی وجہ سے اعمال کے برباد ہونے کی خبر دی گئی ہے اور اعمال ایمان کے برباد ہونے سے برباد ہوتے ہیں لہٰذا حضور کی بے ادبی ایمان کے ضائع وبرباد ہونے کا سبب بنی **والعیاذ باللہ**

دوسرا یہ کہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی عظمت ورفعت کوظاہر فرمانے کے لئے مومنوں کو حکم دیا گیا کہ حضور کی ازواج سے آپ کے ظاہری پردہ فرمانے کے بعد نکاح مت کرو کیونکہ جس عورت سے حضور نے عقدِ نکاح فرمالیا وہ آپ کے سوا ہر شخص پر حرام ہوگئی نیز چونکہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن مومنوں کی مائیں ہیں لہٰذا ان سے نکاح نہیں ہوسکتا اور اس کو معمولی بات مت سمجھو بلکہ یہ تو اللہ کی بارگاہ میں جرم عظیم ہے۔

مزید برآں یہ کہ رسولِ کائنات ﷺ اپنے روضۂ اقدس میں حقیقی جسمانی حیات میں ہیں اس لئے بھی آپ کی ازواج دوسرا نکاح نہیں کرسکتیں۔ جس پر ہم اہلسنّت کے بے شمار دلائل ہیں چنانچہ حضرت ابودرداء سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ......

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم اکثروا علیّ الصلوٰۃ یوم الجمعة فانه مشهود یشهده الملائکة وان احدالم یصل علی الاعرضت علی صلوته حتی یفرغ منها قال قلت وبعد الموت قال ان اللّٰہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء اللّٰہ فنبیّ اللّٰہ حیّ یرزق (رواہ ابن ماجه مشکوٰۃ)

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر جمعہ کے دن درود زیادہ پڑھو کیونکہ یہ حاضری کا دن ہے جس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور مجھ پر کوئی درود نہیں پڑھتا مگر اس کا درود مجھ پر پیش ہوتا ہے حتی کہ اس سے فارغ ہوجائے فرماتے ہیں میں نے عرض کیا کیا موت کے بعد بھی فرمایا کہ اللہ نے زمین پر نبیوں کے جسموں کا کھانا حرام کردیا ہے لہٰذا اللہ کے نبی زندہ ہیں روزی دیئے جاتے ہیں۔

مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ انبیاء بعد وفات زندہ رہتے ہیں مرقاۃ نے فرمایا کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں نمازیں پڑھتے ہیں نیز امام بیہقی فرماتے ہیں کہ حضرات انبیاء کرام بعدِ وفات مختلف وقتوں میں مختلف جگہ تشریف لے جاتے ہیں نیز نصِ قرآنیہ میں ارشاد ہوا کہ ولا تنکحوا ازواجه من بعده ابدا حضور کی بیویوں سے ان کی وفات کے بعد کبھی نکاح نہ کرو اس آیت نے بتایا کہ حضور ﷺ کی وفات کے بعد ان کی بیویاں بدستور ان کے نکاح میں رہتی ہیں بیوہ نہیں ہوتیں ورنہ ازواج نہ فرمایا جاتا

نیز ان سے نکاح کی حرمت ماں ہونے کی وجہ سے نہیں وہ بیویاں احترام میں مائیں ہیں نہ کہ احکام میں ورنہ ان کی میراث امت کو ملتی ان کی اولاد سے نکاح حرام ہوتا یہ آیت حیات النبی ﷺ کی کھلی دلیل ہے شب معراج میں حضور نے موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قبر میں نماز پڑھتے دیکھا جب حضور بیت المقدس پہنچے تو انہیں اور سارے پیغمبروں کو وہاں نماز کا منتظر پایا پھر جب آسمانوں پر تشریف لے گئے تو چوتھے آسمان پر موسیٰ علیہ السلام کو اور مختلف آسمانوں پر دیگر انبیاء کو اپنا منتظر دیکھا۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ)

چنانچہ بخاری کتاب الصلوٰۃ میں ہے کہ......

عن انس ابن مالک قال کان ابو ذر یحدث ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال فرج عن سقف بیتی و انا بمکۃ فنزل جبرئیل علیہ السلام ففرج صدری ثم غسلہ بماء زمزم ثم جاء بطشت من ذھب ممتلیء حکمۃ و ایمانا فافرغہ فی صدری ثم اطبقہ ثم اخذ بیدی فعرج بی الی السماء فلما جئت الی السماء الدنیا قال جبرئیل علیہ السلام لخازن السماء افتح قال من ھذا قال ھذاجبرئیل قال ھل معک احد قال نعم معی محمدفقال ارسل الیہ قال نعم فلما افتح علونا السماء فاذارجل قاعد علی یمینہ اسودۃ وعلی یسارہ اسودۃ اذانظر قبل یمینہ ضحک واذانظر قبل شمالہ بکی فقال مرحبا بالنبی الصالح والابن الصالح قلت لجبرئیل من ھذاقال ھذا آدم وھذہ الاسودۃ عن یمینہ وشمالہ نسم بنیہ فاھل الیمین منھم اھل الجنۃ والاسودۃ االتی عن شمالہ اھل النار فاذانظر عن یمینہ ضحک واذا نظرقبل شمالہ بکی حتی عرج بی الی السماء الثانیہ فقال لخازنھا افتح فقال لہ خازنھا مثل ماقال الاول ففتح قال انس فذکر انہ وجد فی السموات ادم وادریس وموسیٰ وعیسیٰ وابراھیم ولم یثبت کیف منازلھم غیرانہ ذکر انہ وجدادم فی السماء الدنیاوابراھیم فی السماء السادسۃ

قال انس فلما مرجبرئیل علیہ السلام بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم بادریس قال مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح فقلت من ھذ اقال ھذاادریس ثم مررت بموسی فقال مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح قلت من ھذ قال ھذاموسیٰ ثم مررت بعیسیٰ فقال مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح قلت من ھذاقال ھذا عیسیٰ ثم مررت بابراھیم فقال مرحبا بالنبی الصالح والابن الصالح قلت من ھذا قال ھذا ابراھیم. (رواہ البخاری فی کتاب الصلوٰۃ)

یعنی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں مکہ مکرمہ میں تھا کہ میرے مکان کی چھت کھولی گئی اور جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے میرا سینہ کھولا گیا پھر اسے آب زمزم سے دھویا گیا پھر سونے کا ایک طشت لایا گیا جو حکمت وایمان سے بھرا ہوا تھا اور وہ میرے سینہ میں انڈیل دیا گیا پھر اسے بند کر دیا میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے آسمان کی طرف لے چڑھے جب میں آسمان دنیا پر پہنچا تو جبرئیل علیہ السلام نے آسمان کے خازن سے کھولنے کے لئے کہا اس نے کہا کون ہو؟ کہا میں جبرئیل ہوں اس نے کہا کیا تمہارے ساتھ کوئی اور ہے؟ کہا ہاں میرے ساتھ محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں کہا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ کہا ہاں جب کھولا تو ہم آسمان دنیا کے اوپر گئے وہاں ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا جس کے دائیں اور بائیں بہت سے لوگ تھے جب وہ اپنی دائیں جانب دیکھتا تو ہنستا اور جب بائیں جانب دیکھتا تو روتا اس نے کہا صالح نبی اور صالح بیٹے خوش آمدید میں نے جبرئیل سے کہا کہ یہ کون ہیں؟ کہا کہ یہ حضرت آدم ہیں اور ردائیں اور بائیں جو یہ صورتیں ہیں یہ ان کی اولاد ہیں دائیں والے جنتی ہیں اور بائیں جانب والے جہنمی ہیں جب یہ دائیں جانب دیکھتے ہیں تو ہنستے ہیں اور بائیں طرف دیکھتے ہیں تو روتے ہیں یہاں تک کہ مجھے دوسرے آسمان تک لے گئے اور اس کے خازن سے کھولنے کے لئے کہا اور اس کے خازن سے وہی گفتگو ہوئی جو پہلے سے ہوئی تھی اس نے کھول دیا حضرت انس نے فرمایا کہ انہوں نے بیان کیا کہ حضور نے آسمانوں میں حضرت آدم حضرت ادریس حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ اور حضرت ابراہیم سے ملاقات کی اور ان کے مقامات یاد نہیں رہے ہاں حضرت آدم آسمان دنیا پر ملے

اور حضرت ابراہیم چھٹے آسمان پر حضرت انس نے فرمایا کہ جب نبی کریم ﷺ کو لے کر حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت ادریس کے پاس سے گزرے تو انہوں نے کہا صالح نبی اور صالح بھائی خوش آمدید میں نے کہا کہ یہ کون ہیں؟ کہا کہ یہ حضرت ادریس ہیں پھر میں حضرت موسیٰ کے پاس سے گزرا تو انہوں نے کہا صالح نبی اور صالح بھائی خوش آمدید میں نے کہا کہ یہ کون ہیں؟ کہا کہ یہ حضرت موسیٰ ہیں پھر میں حضرت عیسیٰ کے پاس سے گزرا انہوں نے کہا صالح نبی صالح بھائی خوش آمدید میں نے کہا یہ کون ہیں؟ کہا کہ یہ حضرت عیسیٰ ہیں پھر میں حضرت ابراہیم کے پاس سے گزرا انہوں نے کہا کہ صالح نبی اور صالح بیٹے خوش آمدید میں نے کہا کہ یہ کون ہیں؟ کہا کہ یہ حضرت ابراہیم ہیں (شاھجھانپوری)

نیز حضرت اوس بن اوس سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی نے ارشاد فرمایا تمہارے دنوں میں سے سب سے زیادہ فضیلت والا دن یوم جمعہ ہے کیونکہ اسی دن حضرت آدم کی تخلیق ہوئی اور اسی دن آپ نے وصال فرمایا اور اسی دن نفخہ ثانیہ واولیٰ پھونکا جاوے گا فاکثروا علی الصلوٰۃ فان صلوتکم معروضۃ علی پس تم مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ! ہمارا درود آپ کے وصال کے بعد آپ پر کیسے پیش ہوگا فرمایا ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء علیھم السلام بے شک اللہ نے زمین پر حرام فرمادیا ہے کہ وہ انبیاء علیھم السلام کے جسموں کو کھائے۔ (نسائی ج ۱ ص ۱۰۰)

نیز امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ خصائص کبریٰ میں فرماتے ہیں کہ الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون یعنی انبیاء علیھم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں۔

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ مرقاۃ میں فرماتے ہیں لافرق لھم فی الحالین یعنی انبیاء کی دنیوی وبعد وفات زندگی میں فرق نہیں نیز فرماتے ہیں الانبیاء فی قبورھم احیاء یعنی انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ انہ صلی اللہ علیہ وسلم حیّ یرزق ویستمد منہ المدد المطلق یعنی حضور زندہ ہیں ان کو روزی دی جاتی ہے اور آپ سے ہر قسم کی مدد طلب کی جاتی ہے۔

شیخ محقق علیہ الرحمۃ اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں کہ پیغمبر خدا زندہ است بحقیقت حیات دنیاوی یعنی اللہ تعالیٰ کے نبی دنیاوی حقیقی زندگی کیساتھ زندہ ہیں۔

نیز فرماتے ہیں حیات انبیاء متفق علیہ است ہیچ کس رادروے خلافے نیست یعنی حیات انبیاء متفق علیہ ہے کسی کو اس میں اختلاف نہیں مذکورہ بالا حوالہ جات سے پتہ چلا کہ انبیائے کرام بعد وفات زندہ ہوتے ہیں بلکہ ان پر زندوں کے بعض احکام جاری ہوتے ہیں کہ ان کی بیویاں دوسرا نکاح نہیں کر سکتیں ان کی میراث تقسیم نہیں ہوتی خیال رہے انک میت وانھم میتون ہمارے عقیدہ کے خلاف نہیں کیونکہ وہاں موت سے مراد حسی موت ہے جس پر بعض احکام موت جاری ہوتے ہیں اور یہاں زندگی سے مراد حقیقی ہے لہٰذا آیات آپس میں متعارض ہیں اور نہ ہی آیات واحادیث واقوال علماء نیز آیت مذکورہ میں حضور کے لئے میت الگ بولا گیا اور دوسروں کیلئے میتون علیحدہ سے اگر حضور کی وفات بھی دوسروں کی طرح ہوتی تو یوں فرمایا جاتا انک وانھم میتون

مزید برآں یہ کہ حضرت سلیمان کے متعلق فرمایا مادلھم علی موتہ الادابۃ الارض تاکل منساتہ (سورۃ سبا) یعنی حضرت سلیمان بعد وفات عصا پر ٹیک لگائے کھڑے رہے بہت عرصہ کے بعد دیمک نے لاٹھی کھائی تب آپ کا جسم زمین پر آیا اس عرصہ میں نہ جسم بگڑا نہ دیمک نے کھایا وہ شھداء جو حضور کے غلامان ہیں جب ان پر فدا ہو کر زندہ جاوید ہو گئے تو خود حضور کی زندگی کیسی اہم ہے نیز بعد وفات حضور پر اپنی ازواج کا نان نفقہ واجب ہے جیسے زندگی شریف میں تھا چنانچہ بخاری وغیرہ کتب احادیث میں ہے حضور نے فرمایا کہ نہ ہم کسی کے وارث نہ کوئی ہمارا وارث سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میرے حجرے میں حضور اور ابوبکر دفن رہے میں بے حجاب وہاں جاتی تھی مگر جب سے جناب عمر دفن ہوئے میں بے حجاب جاتے عمر سے شرماتی ہوں اگر وہ زندہ نہیں تو یہ شرم کس سے ہے

(مراۃ بتصرف مختصرا)

حضور سیّدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے

مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات
مثل سابق وہی جسمانی ہے
اس کی ازواج کو جائز ہے نکاح
اس کا ترکہ بٹے جو فانی ہے
روح تو سب کی ہے زندہ ان کا
جسم پرنور بھی روحانی ہے

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ثواب میں زیادتی

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری کرنے پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے لئے عام عورتوں کے مقابل دوگنا ثواب رکھا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا کہ ومن یقنت منکن للہ ورسولہ وتعمل صالحا نؤتھا اجرھا مرتین واعتدنا لھا رزقا کریما. (پ ۲۲)

اور (اے نبی علیہ السلام کی بیویو)! جو تم میں فرمانبردار رہے اللہ اور رسول کی اور اچھا کام کرے ہم اسے اوروں سے دونا ثواب دیں گے اور ہم نے اس کے لئے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے۔ (کنزالایمان)

حضرت صدرالافاضل بدرالمماثل خلیفہ اعلیٰ حضرت سیّد محمد نعیم الدین مرآدبادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ......

اگر اوروں کو ایک نیکی پر دس گنا ثواب دینگے تو تمہیں بیس گنا کیونکہ تمام جہان کی عورتوں پر تمہیں شرف وفضیلت ہے اور تمہارے عمل میں بھی دو جہتیں ہیں ایک ادائے اطاعت دوسرے رسول کریم ﷺ کی رضاجوئی اور قناعت اور حسن معاشرت کے ساتھ حضور کو خوش کرنا۔ (خزائن العرفان)

نیز تفسیر بغوی میں ہے کہ:۔

قال مقاتل مكان كل حسنة عشرين حسنة

یعنی مقاتل نے فرمایا کہ ہر نیکی کی جگہ بیس نیکیاں مراد ہیں۔

(تفسیر بغوی المعروف بمعالم التنزیل)

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہنّ کے مابین عدل ومساوات

زمانہ جاہلیت میں لوگ اپنے زیر پرورش یتیم لڑکیوں سے نکاح کرتے جب کہ کچھ لوگ اپنے نکاح میں دس دس عورتیں رکھتے پھران کے ساتھ صحبت وحسن سلوک نہ کرتے جبکہ شریعت مطہرہ نے مسلمانوں کوایک وقت میں چار چار بیویاں رکھنے کی اجازت دی ہے مگران کے حقوق ادا کرنا لازم قرار دیا اوراگران کے حق میں ناانصافی کا خوف ہوتو اتنی ہی عورتوں سے نکاح کرنے کی جازت دی جتنی کے حقوق ادا کرسکتے ہوں چنانچہ نص قرآنیہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وان خفتم الاتقسطوا فی الیتمیٰ فانکحوا ماطاب لکم من النساء مثنی وثلث وربع فان خفتم الا تعدلوا فواحدة اوماملکت ایمانکم ذلک ادنی ان لاتعولوا. (پ ٤)

اوراگرتمہیں اندیشہ ہوکہ یتیم لڑکیوں میں انصاف نہ کروگے (اوران کے حقوق کی رعایت نہ رکھ سکوگے) تو نکاح میں لاؤ جوعورتیں تمہیں خوش آئیں دودواورتین تین اورچار چار پھراگر ڈروکہ دوبیبیوں کو برابر نہ رکھ سکوگے تو ایک ہی کرویا کنیزیں جن کے تم مالک ہو یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ تم سے ظلم نہ ہو (کنزالایمان)

خیال رہے آیت کے معنی میں چند قول ہیں حسن کا قول ہے کہ پہلے زمانہ میں مدینہ کے لوگ اپنی زیرولایت یتیم لڑکی سے اس کے مال کی وجہ سے نکاح کرلیتے باوجودیکہ اس کی طرف رغبت نہ ہوتی پھراس کے ساتھ صحبت ومعاشرت میں اچھا سلوک نہ کرتے اوراسکے مال کے وارث بننے کے لئے اس کی موت کے منتظر رہتے اس آیت میں انہیں اس سے روکا گیا ایک قول یہ ہے کہ لوگ یتیموں کی ولایت سے توبے انصافی ہوجانے کے اندیشہ سے گھبراتے تھے۔اورزنا کی پرواہ نہ کرتے تھے انہیں بتایا گیا کہ

اگر تم ناانصافی کے اندیشہ سے یتیموں کی ولایت سے گریز کرتے ہو تو زنا سے بھی خوف کرو اور اس سے بچنے کے لئے جو عورتیں تمہارے لیے حلال ہیں ان سے نکاح کرو اور حرام کے قریب مت جاؤ۔

ایک قول یہ ہے کہ لوگ یتیموں کی ولایت و سرپرستی میں تو ناانصافی کا اندیشہ کرتے تھے اور بہت سے نکاح کرنے میں کچھ باک (ڈر) نہیں رکھتے تھے انہیں بتایا گیا کہ جب زیادہ عورتیں نکاح میں ہوں تو ان کے حق میں ناانصافی سے بھی ڈرو اتنی ہی عورتوں سے نکاح کرو جتنی کے حقوق ادا کر سکو عکرمہ نے حضرت عباس سے روایت کہ قریش دس دس بلکہ اس سے بھی زیادہ عورتیں کرتے تھے اور جب ان کا بار نہ اٹھ سکتا تو جو یتیم لڑکیاں ان کی سرپرستی میں ہوتیں ان کے مال خرچ کر ڈالتے اس آیت میں فرمایا گیا کہ اپنی استطاعت دیکھ لو اور چار سے زیادہ نہ کرو تا کہ تمہیں یتیموں کا مال خرچ کرنے کی حاجت نہ آئے۔

مسئلہ

اس آیت سے معلوم ہوا کہ آزاد مرد کے لیے ایک وقت میں چار عورتوں تک نکاح جائز ہے خواہ وہ حرہ ہوں یا امہ یعنی باندی۔

مسئلہ

تمام امت کا اجماع ہے ایک وقت میں چار عورتوں سے زیادہ نکاح میں رکھنا کسی کے لئے جائز نہیں سوائے رسول کریم ﷺ کے کہ یہ آپ کے خصائص میں سے ہے ابوداؤد کی حدیث میں ہے کہ ایک شخص اسلام لائے ان کی آٹھ بیویاں تھیں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ان میں چار رکھنا ترمذی کی حدیث میں ہے کہ غیلان بن مسلمہ ثقفی اسلام لائے ان کی دس بیبیاں تھیں وہ ساتھ مسلمان ہو گئیں حضور اکرم ﷺ نے حکم فرمایا کہ ان میں سے چار رکھو۔

مسئلہ

اس سے معلوم ہوا کہ بیبیوں کے درمیان عدل فرض ہے نئی و پرانی باکرہ و ثیبہ سب اس

استحقاق میں برابر ہیں یہ عدل لباس میں کھانے پینے میں سکنٰی یعنی رہنے کی جگہ میں اور رات کو رہنے میں لازم ہے ان امور میں سب کیساتھ یکساں سلوک کرے۔(خزائن العرفان)

خیال رہے عورت کو اپنی استطاعت کے مطابق کھلانا، پہنانا وہ ہائش میں اپنے ساتھ رکھنا عورت کے حقوق ہیں جو خاوند پر عائد ہوتے ہیں چنانچہ ابوداؤد شریف میں حکیم بن معاویہ قشیری نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ قلت یا رسول اللہ ماحق زوجۃ احدنا علیہ قال ان تطعمها اذاطعمت وتکسوها اذا اکتسیت ولاتضرب الوجه ولا تقبح ولاتهجرالا فی البیت (ابوداؤد کتاب النکاح باب فی حق المرأۃ علی زوجها)یعنی میں نے حضور کی بارگاہ میں عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ ہم میں سے کسی پر اس کی بیوی کا حق کیا ہے آپ نے فرمایا کہ جب تو کھائے تو اس کو کھلا جب پہنو تو اسے پہناؤ اور اس کے منہ پر مت مارو اور اسے برامت کہو اور اسے جدانہ کرومگر گھر میں۔ نیز اگر کسی کی دو بیویاں ہوں اور ان میں سے ایک کی طرف زیادہ جھکاؤ ہو تو ایسے شخص پر سخت وعید آئی ہے جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من کانت له امرأتان فمال الی احدهما جاء یوم القیمة وشقه مائل (ابوداؤد کتاب النکاح باب القسم بین النساء) نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس کی دو بیویاں ہوں وہ ان میں سے ایک کی جانب جھک گیا تو قیامت کے روز اس حالت میں آئے گا کہ اس کا جسم ایک جانب سے جھکا ہوا ہوگا۔

بایں ہمہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب کو ازواج کے مابین عدل ومساوات کے حکم سے مستثنیٰ فرمایا چنانچہ ارشاد فرمایا:۔

ترجی من تشاء منهن وتؤی الیک من تشاء ومن ابتغیت ممن عزلت فلاجناح علیک ذلک ادنی ان تقراعینهن ولایحزن ویرضین بما اتینهن کلهن واللہ یعلم مافی قلوبکم وکان اللہ علیما حکیما.

ترجمہ : اور اپنے پاس جگہ دو جسے چاہو اور جسے تم نے کنارے کردیا تھا اسے تمہارا جی چاہے

تو اس میں بھی تم پر کچھ گناہ نہیں یہ امر اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور غم نہ کریں اور تم انہیں جو کچھ عطا فرماؤ اس پر وہ سب کی سب راضی رہیں اور اللہ جانتا ہے جو تم سب کے دلوں میں ہے اور اللہ علم والا حلم والا ہے۔ (کنز الایمان)

اس کے باوجود رسول کائنات ﷺ اپنی ازواج کیساتھ عدل ومساوات فرماتے تھے چنانچہ صدر الافاضل بدر المماثل خلیفہ اعلیٰ حضرت حضور سیّدی نعیم الدین مرآدبادی علیہ الرحمۃ اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ آپ کو اختیار دیا گیا کہ جس بی بی کو چاہیں پاس رکھیں اور بیبیوں میں باری مقرر کریں یا نہ کریں لیکن باوجود اس اختیار کے سیّد عالم ﷺ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہنّ کیساتھ عدل فرماتے اور ان کی باریاں برابر رکھتے بجز حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے جنہوں نے اپنی باری کا دن حضرت اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا تھا اور بارگاہ رسالت میں عرض کیا تھا کہ میرے لئے یہی کافی ہے کہ میرا حشر آپ کی ازواج میں ہو۔ (خزائن العرفان)

نیز حضرت عروہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں:۔

قالت عائشہ یاابن اختی کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایفضل بعضنا علی بعض فی القسم من مکثہ عندنا وکان قل یوم الاوھو یطوف علینا جمیعا فیدنو من کل امرأۃ من غیر مسیس حتی یبلغ الی التی ھو یومھا فیبیت عندھا ولقد قالتُ سودۃ بنت زمعۃ حین اسنت وفرقت ان یفارقھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یارسول اللہ یومی لعائشۃ فقبل ذلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منھا

(ابو داؤد کتاب النکاح باب القسم بین النساء)

حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے بھانجے رسول اللہ ﷺ ہم میں سے ایک کو دوسری پر ترجیح نہیں دیتے تھے ہمارے پاس رہنے کی باریوں میں شاید ہی کوئی ایسا دن ہو ورنہ آپ ہم سب کے پاس پہنچ جاتے پس آپ ہر زوجہ مطہرہ کے نزدیک ہوتے لیکن اسے ہاتھ نہ لگاتے یہاں تک

کہ اس کے پاس پہنچ جاتے جس کی باری ہوتی اور رات اسی کے پاس گزارتے حضرت سودہ بنت زمعہ جب عمر رسیدہ ہوگئیں تو ڈریں مبادا رسول اللہ ﷺ انہیں چھوڑ دیں لہٰذا عرض گزار ہوئیں۔ یا رسول اللہ ﷺ میری باری عائشہ کے لئے ہے پس رسول اللہ ﷺ نے اس بات کو قبول فرمالیا۔

رسولِ کائنات ﷺ کے عدل کا یہ عالم تھا کہ جب سفر میں تشریف لے جاتے تو ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے مابین قرعہ اندازی ہوتی جن کا نام نکلتا ان کو اپنی معیت کا شرف بخشتے چنانچہ عروہ ابن زبیر روایت فرماتے ہیں کہ

ان عائشة زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اراد سفرا اقرع بین نسائه فایتهن خرج سهمها خرج بها معه (ابو داؤد کتاب النکاح باب القسم بین النساء)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب رسول اللہ ﷺ کسی سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے درمیان قرعہ ڈالتے جس کا نام نکل آتا اسے اپنے ساتھ لے جاتے (شاھجھانپوری) جیسا کہ مذکور ہوا کہ سیّد عالم ﷺ اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں باری کا بھی لحاظ فرماتے تھے اور ان کے مابین نان ونفقہ وسکنٰی اور جملہ حقوق ومعاملات میں مساوات فرماتے تھے رہی محبت قلبی کی بات سو اس میں آپ اللہ تبارک وتعالیٰ کی جناب میں دعا فرماتے کہ اے اللہ جن چیزوں میں مجھے قدرت نہیں ان میں مجھے ملامت نہ فرمانا چنانچہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ:۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقسم فیعدل ویقول اللهم هذا قسمی فیما املک فلا تلمنی فیما تملک ولا املک یعنی القلب

(ابو داؤد شریف کتاب النکاح باب القسم بین النساء)

رسولِ کائنات ﷺ انصاف سے باریاں تقسیم فرماتے تھے اور دعا کرتے کہ اے اللہ یہ میری تقسیم ہے جس کا مجھے اختیار ہے اور مجھے اس پر ملامت نہ کرنا جو تیرے اختیار میں ہے اور میں اس پر

اختیار نہیں رکھتا یعنی دل پر۔ (شاھجھانپوری)

کثرت ازواجِ مطہّرات رضی اللہ عنہنّ کی حکمتیں

☆ا۔ شیخ محقق عبدالحق محدثؒ دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں عورتوں کیساتھ کئی نکاح کرنے میں اوران سے محبت کرنے میں نوع انسانی کے کمال اور کامل ترین افرادِ انسانی ہونے کی دلیل پائی جاتی ہے جملہ انبیاء کرام متعدد ازواج رکھتے تھے اور اولا د والے تھے سوائے حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ علیھما السلام کے حضرت ابراہیم علیہ السلام شوق محبت سے ہر روز براق پر سوار ہو کر حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ محترمہ کے پاس مکہ شریف کے مقام پر آیا کرتے تھے یہ اس وجہ سے تھا کہ آپ کو ان کے ساتھ کمال درجہ شغف تھا اور حضرت داؤد علیہ السلام ننانوے ازواج رکھتے تھے ان کے ہوتے ہوئے بھی ان کی خواہش تھی کہ مزید ایک عورت سے نکاح کرلیں تاکہ ایک سو کی تعداد پوری ہوجائے اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کی منکوحہ بیویاں تین سو تھیں جب کہ ان کے ساتھ وہ ایک ہزار باندیاں بھی رکھتے تھے اور ایک رات کے اندر اندر ایک سو پر آپ دورہ فرمایا کرتے تھے (مدارج مترجم) تفسیر صاوی میں ہے کہ فیھا ثلاث مائة منکوحة یعنی حرة وسبع مائة سریة (تفسیرصاوی ج ٤ ص ٢٥٤ بیروت) اس میں سات سو باندیاں ذکر کی گئیں واللہ ورسولہ اعلم۔

خیال رہے حضرت سلیمان کی ازواج کے بارے اور بھی روایات ہیں چنانچہ نووی میں ہے کہ

قوله صلی اللہ علیہ و سلم کان لسلیمان ستون امرأة وفی روایة سبعون وفی روایة تسعون وفی غیر صحیح مسلم تسع وتسعون وفی روایة مائة

(نووی شریف)

یعنی حضور کا فرمان کہ حضرت سلیمان کی ازواج ساٹھ تھیں اور ایک روایت میں ستر تھیں اور ایک روایت میں نوے تھیں یہ صحیح مسلم کی روایات کے مطابق ہے جب کہ اس کے علاوہ دیگر روایتوں میں ننانوے اور سو بھی ہیں۔ پھر اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ یہ روایات کے مابین تعارض ہے تو اس

کا جواب امام نووی نے یہ دیا هذا کله لیس بمتعارض لانه لیس فی ذکر القلیل نفی الکثیر (نووی) یعنی ان روایات میں تعارض نہیں ہے کیونکہ قلیل والی روایت میں کثیر والی روایت کی نفی نہیں ہے۔

وقد سبق بیان هذا مرات وهو من مفهوم العدد ولا یعمل به عند جماهیر الاصولیین وفی هذا بیان ماخص به الانبیاء صلوات الله تعالیٰ وسلامه علیهم من القوة علی الخاصة هذا فی لیلة واحدة (نووی شریف)

یعنی مفہوم عدد کا بیان کئی مرتبہ گزر چکا کہ اس پر جمہور عمل نہیں کرتے بلکہ اس میں یہ بیان مقصود ہوتا ہے کہ یہ بات انبیاء کرام کے ساتھ مخصوص ہے کہ وہ اپنی طاقت کی وجہ سے ایک ہی رات میں تمام ازواج پر دور فرما سکتے ہیں۔

وکان نبینا صلی الله علیه وسلم یطوف علی احدی عشرة امرأة له فی الساعة الواحدة کماثبت فی الصحیح وهذا کله من زیادة القوة (نووی شریف)

جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں ذکر ہے کہ ہمارے نبی ﷺ ایک ہی گھڑی میں اپنی گیارہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو شرف بخشتے تھے اور یہ سب قوت وطاقت کی زیادہ ہونے کی وجہ سے ہے۔

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ:۔

کان النبی صلی الله علیه وسلم یدور علی نسائه فی الساعة الواحدة من اللیل والنهار وهن احدی عشرة قال قلت لانس او کان یطیقه قال کنا نتحدث ان اعطی قوة ثلاثین وقال سعید عن قتادة اناتحدث ان انسا حدثهم تسع نسوة (رواه البخاری فی کتاب الغسل)

رسولِ کائنات ﷺ رات اور دن میں اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو شرف

فرمادیتے تھے اور آپ کی گیارہ بیویاں تھیں قتادہ نے کہا کیا آپ کی اتنی طاقت تھی حضرت انس نے جواب دیا ہم لوگ آپس میں یہ کہا کرتے تھے کہ آپ کو تیس مردوں کی طاقت ملی ہے سعید ابن عروبہ نے حضرت قتادہ سے جو روایت کی کہ حضرت انس نے گیارہ کے بجائے نو بیبیوں کا ذکر کیا ہے۔

خیال رہے کہ اس مقام پر یہ اعتراض بے جا ہوگا کہ اتنی مدت میں ایک آدمی نو عورتوں سے ملاپ نہیں کرسکتا اس لئے کہ یہ عام آدمی کے لئے غیر ممکن ہوگا تو ہو اس سے ہمیں قطعاً مقال نہیں ہم تو انبیاء کرام کی بات کررہے ہیں کہ یہ بات حقیقت واقعیہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں بالخصوص انبیاء کو وہ قدرت وطاقت عطا فرمائی ہے جو انہیں کا حصہ ہے اور بالخصوص رسول کائنات ﷺ کو جو قوت وتوانائی وتصرف حاصل ہے اس تک ہماری عقلوں کا پرندہ پرواز نہیں کرسکتا۔

چاند اشارے کا ہلا حکم کا باندھا سورج
واہ کیا بات شہا تیری توانائی کی

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

ہاں اگر کوئی بے بصیرت وشقی القلب حیرت واستعجاب کا اظہار کرے تو اسے اپنی شقاوتِ قلبی کا علاج کروانا چاہئے کیونکہ رسولِ کائنات ﷺ میں جو قدرت کے کرشمہ آشکارا ہیں اہل بصیرت کو اس میں اعتراض کی گنجائش نہیں خیال رہے علامہ عینی نے فرمایا کہ حضور سیّد عالم ﷺ کو چالیس جنتی مردوں کی طاقت دی گئی چنانچہ فرمایا:۔

قوۃ اربعین رجلا کل رجل من رجال الجنۃ

یعنی حضور کو چالیس جنتی مردوں کی طاقت دی گئی جبکہ ترمذی کی روایت میں ہے کہ:۔

ان قوۃ رجل من اھل الجنۃ کمائۃ رجل

یعنی ایک جنتی مرد کی طاقت دنیا کے ایک سو مردوں کے برابر ہوتی ہے۔

(حاشیہ بخاری شریف)

اب چالیس کو سو میں ضرب دیں تو حاصل چار ہزار ہوتے ہیں اس طاقت وقوت کے پیشِ نظر

اگرآپ نے گیارہ یانوازواج کومشرف فرمایاتواس میں کون سی حیرت کی بات ہے۔(فیوض الباری)

فائدہ

بخاری شریف باب اذاجامع ثم عاد ومن دار علی نسائه فی غسل واحد کی حدیث میں لفظ یدورعلی نسائه اور باب الجنب یخرج ویمشی فی السوق وغیرہ کی حدیث میں لفظ کان یطوف ہے جس سے یوں محسوس ہونے لگتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ہر رات میں اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہنّ کے پاس تشریف لے جانا معمول تھا لیکن حقیقت میں یہ بات نہیں ہے بلکہ آپ صرف حجۃ الوداع کے موقع پر ایک رات میں اپنی جملہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہنّ کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں نوازا تھا دوسری بات یہ بھی مدنظر رکھنی چاہئے کہ حدیث (پہلی روایت) میں گیارہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہنّ کے پاس ایک ہی رات میں تشریف لے جانے کا ذکر بھی موجود ہے لیکن صحیح قول نو ہے کیونکہ تاریخی لحاظ سے ایک وقت میں نو سے زیادہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہنّ کا آپ کے نکاح میں رہنا ثابت نہیں ہے۔(شاھجھانپوری)

☆۲۔ نبی کریم ﷺ نے ایسے معاشرے میں پرورش پائی جہاں خواہشات نفسانی کی آزادانہ تسکین کوئی عیب نہ سمجھی جاتی تھی اس کے باوجود آپ پچیس سال کی عمر مبارک تک کسی عورت کی طرف مائل نہ ہوئے آپ اپنے پاکیزہ کردار اور اعلیٰ اخلاق کی بناء پر صادق وامین کے لقب سے پکارے جاتے تھے آپ کو پچیس سال کی عمر میں آپ سے پندرہ سال بڑی عمر کی خاتون نے شادی کا پیغام دیا جو صاحب اولاد بیوہ تھیں اور جن کے دو شوہر فوت ہو چکے تھے آپ نے عمر کے اس واضح فرق کے باوجود ان دوبارہ بیوہ ہونے والی خاتون سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمالیا قابل توجہ بات یہ ہے کہ پچاس سال کی عمر مبارک ہونے تک وہ تنہا آپ کی زوجہ رہیں یعنی آپ نے عین شباب کا عرصہ پچیس سال اس معمر بیوہ خاتون کیساتھ گزارے اور وہ بھی اس طرح کہ ایک ایک ماہ گھر چھوڑ کر غار حرا میں عبادت میں مشغول رہتے تھے جس مقدس ہستی نے اپنی جوانی کے پچیس سال ایک معمر بیوہ خاتون کیساتھ اس طرح گزارے ہوں کہ کسی دشمن کو بھی اس کے کردار پر انگلی اٹھانے کا موقع نہ ملا ہو اور اپنی

اس زوجہ سے ایسی محبت کی ہو کہ اس کے وصال کے بعد بھی اسے فراموش نہ کیا ہو کیا اس مقدس ہستی کے متعلق کوئی یہ گمان کرسکتا ہے کہ ان کی شادی کی وجہ خواہش نفس ہوسکتی ہے؟ کوئی منصف مزاج ایسا سوچ بھی نہیں سکتا اُمّ المومنین سیّدہ خدیجہ کے انتقال کے کچھ عرصہ بعد سیّدہ سودہ جو کہ ایک بیوہ خاتون تھیں آپ نے ان سے نکاح کر کے انہیں تحفظ اور سہارا دیا سن ۲ ہجری میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی عمل میں آئی جب کہ اس وقت آپ کی عمر چون سال ہوچکی تھی اس عمر میں پہلی بار آپ کی دو ازواج جمع ہوئیں اس کے ایک سال کے بعد سیّدہ حفصہ پھر کچھ ماہ بعد سیّدہ زینب بنت خزیمہ آپ کی زوجیت میں آئیں سیّدہ زینب صرف تین یا آٹھ ماہ آپ کی زوجیت میں رہ کر فوت ہوگئیں۔

سن ۴ ہجری میں سیّدہ اُمّ سلمہ اور سن ۵ ہجری میں سیّدہ زینب بنت جحش آپ کی زوجیت میں آئیں جب کہ آپ کی عمر مبارک ۵۷ سال ہوچکی تھی۔ سیّدہ اُمّ سلمہ سے نکاح کے بعد اتنی بڑی عمر میں آکر آپ کی ۶ بیویاں جمع ہوئیں جب کہ آپ اس سے قبل بھی ۶ نکاح کرسکتے تھے جس وقت امت کو ۴ ازواج کی اجازت ملی تھی لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا حالانکہ آپ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ جتنے چاہیں نکاح فرمائیں ۶ ہجری میں سیّدہ جویریہ اور ۷ ہجری میں سیّدہ ام حبیبہ سیّدہ صفیہ اور سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہن آپ کی زوجیت میں آئیں یہ بات ذہن نشین رہے کہ آپ کی ازواج مطہرات میں سوائے سیّدہ عائشہ کے سب بیوہ تھیں نیز آپ کے اکثر نکاح پچپن (۵۵) سال سے انسٹھ (۵۹) سال کی عمر میں ہوئے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اللہ کے نبی جو کرتے ہیں وہ حق تعالیٰ ہی کی مرضی سے کرتے ہیں یہ پانچ سالہ عرصہ آپ کے پیغمبرانہ مشن کا اہم ترین دور تھا ایک طرف آپ غزوات میں اسلامی فوج کی قیادت فرمارہے تھے تو دوسری طرف اسلامی قوانین کی تشکیل وتعلیم اور مسلمانوں کی تربیت میں مصروف عمل تھے اسی تعلیم وتبلیغ کی دینی ضرورت کے پیش نظر آقا ومولیٰ کے لئے تعدادِ ازواج ایک ضروری امر تھا چونکہ انسانی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس میں رسول کریم ﷺ کی راہنمائی کی ضرورت نہ ہو خصوصاً بیویوں سے تعلقات اور ان میں عدل اپنی اولاد اور سوتیلی اولاد کی تربیت و پرورش طہارت کے مسائل وغیرہ اس طرح کے بے شمار معاملات میں امت کو ازواج مطہرات ہی کے ذریعے راہنمائی

ملی ہے۔(فضائل صحابه واهل بيت)

چنانچہ علامہ سید محمود آلوسی حنفی صاحب روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ......

لتكثره النساء حكمة دينية جليلة ايضا وهى نشرالاحكام الشرعية لا تكاد تعلم الابوا سطتهن

یعنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہنّ کی کثرت میں ایک عظیم دینی حکمت بھی ہے اور وہ ان احکام شرعیہ کی اشاعت ہے کہ جن کو عورتوں کے واسطہ کے بغیر اشاعت نہیں کیا جاسکتا۔

جس سے یہ بات واضح ہوئی کہ رسولِ کائنات ﷺ کی کثرت ازواج کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ عورتوں کو مسائل شرعیہ خاص کر وہ مسائل جو کہ عورتوں کیساتھ مختص ہوتے ہیں جیسے حیض ونفاس وغیرہ پہچانے کے لئے متعدد معلمات تیار ہوں کیونکہ اکثر وبیشتر ایسا ہوتا کہ جب کوئی عورت ان مسائل کو پوچھنے کا ارادہ کرتی تو شرم وحیا میں مغلوب ہوکر رہ جاتی پھر رسولِ کائنات ﷺ کی شرم وحیا تو سبحان اللہ روایتوں میں یہ بات موجود ہے کہ آپ کنواری لڑکی سے بھی زیادہ شرم وحیا والے تھے چنانچہ مسلم شریف میں ہے:۔

كان رسول الله صلى الله عليه و سلم اشدحياء من العذرا فى خدرها

(مسلم ج۲ ص۲۵۵)

یہی وجہ ہے کہ آپ عورتوں کے سوالات کے جوابات بعض اوقات کنایات کے ذریعہ دیا کرتے تھے اور جب سائلہ نہ سمجھ پاتی تو ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہنّ میں سے کوئی مرادِ رسول ﷺ کو واضح فرمایا کرتیں چنانچہ صحیح البخاری شریف میں ہے سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ:۔

ان امراة من الانصار قالت للبنى صلى الله عليه وسلم كيف اغتسل من المحيض قال خذى فرصة ممسكة وتوضئى ثلاثا ثم آن النبى صلي الله عليه وسلم استحياء فاعرض بوجهه اوقال توضئى بها فاخذتها فجذ بتها

فاخبر تها بما يريد النبی صلى الله عليه وسلم.

(بخاری شریف کتاب الحیض باب غسل المحیض ج ١ ص ٤٥)

انصار کی ایک عورت نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ میں غسل حیض کیسے کروں فرمایا کہ مشک آلودہ پھایا لے کر اس کے ساتھ تین دفعہ دھوڈالو پھر نبی کریم ﷺ نے شرماتے ہوئے اپنا چہرہ مبارک ایک طرف کرلیا فرمایا کہ اس کے ساتھ دھوڈالو میں نے اسے پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا اور وہ بات بتائی جو نبی کریم ﷺ بتانا چاہتے تھے۔

جب کہ دوسری روایت کے یہ الفاظ ہیں:۔

ان امرأة سألت النبی صلى الله عليه و سلم عن غسلها من الحيض فامرها كيف تغتسل قال خذى فرصة من مسك فتطهرى بهاقالت كيف اتطهربها قال تطهرى بها قالت كيف قال سبحان الله تطهرى فاجتذبتها الى فقلت تتبعى بهااثرالدم.

(كتاب الحيض باب دلك المرأة نفسها اذا تطهرت من المحيض و كيف تغتسل وتاخذ فرصة ممسكة تتبع بها اثرالدم ج ١ ص ٤٥ ، مشكوة ص ٤٨)

کہ ایک عورت نے حضور سے غسل حیض کے متعلق پوچھا تو آپ نے اسے غسل کا طریقہ بتایا فرمایا کہ بیشک آلودہ پھایا لے کر اس کے ساتھ جسم کو پاک کرو عرض گزار ہوئی اس کے ساتھ کیسے پاکی حاصل کروں؟ فرمایا کہ اس سے پاک کرو عرض گزار ہوئی کس طرح فرمایا سبحان اللہ پاکی حاصل کرو میں نے اسے اپنی طرف کھینچ لیا اور کہا کہ اس کے ساتھ خون کی جگہ صاف کرو۔ (شاهجهانپوری)

☆٣۔زمانہ جاہلیت میں عورت کو دوسرے مملوکہ مال کی طرح ایک مال ہی سمجھا جاتا تھا خاوند مرجاتا تو عورت کے ولی اس کے وارث بن جاتے اگر دوسرا نکاح کرنا چاہتی تو اس سے اولیا مہر واپس لے لیتے نیز اگر ولی چاہتا تو کسی کے ساتھ اس کا نکاح کروادیتا یا خود ہی کرلیتا اور چاہتا تو تازیست

اسے نکاح نہ کرنے دیتا مزید برآں یہ کہ اگر عورت کو حیض آتا تو اس کے ساتھ کھانا پینا ترک کر دیتے حتیٰ کہ گھر سے باہر نکال دیتے چنانچہ حضرت انس بن مالک ﷺ سے روایت ہے کہ:۔

ان الیھود کانت اذاحاضت منھم امراۃ اخرجوھا من البیت ولم یواکلوھا ولم یشار بوھا ولم یجا معوھا فی البیت (ابو داؤد کتاب النکاح ج۱ ص ۳۰۱)

یہودی جب کسی عورت کو حیض آتا تو اسے ساتھ کھلاتے پلاتے اور نہ گھر میں اپنے ساتھ رہنے دیتے الغرض عورتوں سے جانوروں جیسا سلوک کیا جاتا رسولِ کائنات ﷺ نے ان تمام رسم ورواج کو اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنھن کے ذریعہ مٹایا چنانچہ خلاس الھجری فرماتے ہیں کہ میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کو فرماتے سنا کہ:۔

کنت انا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبیت فی الشعار الواحد وانا حائض

میں اور اللہ کے رسول ﷺ ایک ہی کپڑے میں رات گزار لیا کرتے تھے حالانکہ میں حائضہ ہوتی (ابو داؤد کتاب النکاح باب فی ایتان الحائض ومباشرتھا ج۱ ص ۳۰۱)

نیز سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنھا سے روایت ہے کہ فرماتی ہیں:۔

قالت کنت اشرب وانا حائض ثم اناولہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیضع فاہ علی موضع فی فیشرب واتعرق العرق وانا حائض ثم اٰنا ولہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیضع فاہ علي موضع فی

(مشکوۃ ص ۵۶ قدیمی کتب خانہ رواہ مسلم)

فرماتی ہیں کہ میں حالت حیض میں پیتی پھر وہی برتن حضور کو پیش کرتی آپ اپنا منہ میرے منہ والی جگہ رکھ کر پیتے اور میں حالت حیض میں ہڈی چوستی پھر حضور کو پیش کرتی تو حضور اپنا منہ مبارک میرے منہ کی جگہ رکھتے۔

نیز فرماتی ہیں:۔

كان النبى صلى الله عليه وسلم يتكئ فى حجرى وانا حائض ثم يقرأ القرآن

(متفق عليه، مشكوة)

کہ نبی کریم ﷺ میری گود میں تکیہ لگاتے حالانکہ میں حالت حیض میں ہوتی پھر حضور ﷺ قرآن پاک کی تلاوت فرماتے۔

سبحان اللہ حضور نے اپنی رفیق حیات کو کتنا بڑا شرف بخشا کہ سیّدہ کے لعاب کو حالت حیض میں اپنے لعاب دہن سے جمع فرمایا اور سیّدہ کی گود مبارک کو اپنا تکیہ و رحل بنایا قرآن پاک کی تلاوت فرمائی اس سے بڑھ کر ایک عورت کے لئے شرف کی کیا بات ہو سکتی ہے کہ رسولِ کائنات ﷺ نے اتنا زیادہ قرب عطا فرمایا کہ ان کی گود محبوب رب العلمین کی جائے تلاوت ہو اور حجرہ آخری آرامگاہ بنا ہو۔

جس سے واضح ہوا کہ حائضہ کے ساتھ رہنا سہنا اس کے ہاتھ کا کھانا کھانا نیز اٹھنا بیٹھنا بلکہ معانقہ تک جائز و حلال البتہ صحبت حرام ہے ایام حیض میں اس عورت سے جانوروں والا سلوک کرنا یہ جہلاء کا طریقہ ہے رسولِ کائنات ﷺ نے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہنّ کے ذریعہ ان تمام رسوم شنیعہ کو توڑا کیونکہ حیض کا آنا یا نہ آنا عورت کے ہاتھ میں نہیں ہے چنانچہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں

قال لى النبى صلى الله عليه وسلم ناولينى الخمرة من المسجد فقلت انى حائض فقال ان حيضتك ليست فى يدك

(مشكوٰة ص ٥٦ قديمى كتب خانه)

یعنی اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ مسجد سے ہم کو چٹائی دے دو میں نے عرض کی کہ میں حالت حیض میں ہوں تو آپ نے فرمایا کہ حیض تمہارے ہاتھ نہیں یہی تو وجہ تھی کہ جب لوگوں نے حضور سے حیض کے بارے میں پوچھا تو آیہ کریمہ **یسئلونک عن المحیض** نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ **اصنعوا کل شئی الا النکاح** کہ صحبت کے سوا سب کچھ کر سکتے ہو

اور جب یہ خبر یہودیوں کے پاس پہنچی تو کہنے لگے مایرید ھذاالرجل ان یدع من امرنا شیئا الاخالفنا فیہ کہ یہ صاحب ہمارے دینی کاموں میں سے کوئی چیز بغیر مخالفت کئے نہیں چھوڑتے۔(مشکوٰۃ ص٥٦ قدیمی کتب خانہ)

خیال رہے یہود کی یہ بکواس اسلام اور پیغمبرِ اسلام پر بہتان تھی اسلام نے کسی کی ضد میں اچھی چیز کو برا اور بری چیز کو اچھا نہ کہا۔(مراۃ المناجیح)

☆☆☆..............................☆☆☆

دوسرا باب

تذکرۂ اُمّ المؤمنین سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا

سیّدہ کا نام ولقب

آپ کا نام خدیجہ لقب طاہرہ جب کہ کنیت ام ہند ہے۔

سلسلۂ نسب

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ آپ کا نسب نامہ یہ ہے خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد بن اسعد بن عبدالعزی بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی قصی پر پہنچ کر سیّدہ کا نسب آنحضور ﷺ کے نسب پاک سے مل جاتا ہے اور نبی کریم ﷺ نے قصی کی نسل میں سوائے سیّدہ خدیجہ وامّ حبیبہ رضی اللہ عنہما کے دیگر کسی بھی عورت کی خواستگاری نہ فرمائی تھی آپ کی والدہ فاطمہ بنت زاہدہ بن الاصم تھیں یہ بنی عامر بن لوی سے تھیں۔ (مدارج مترجم)

خیال رہے سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ولادت واقعہ فیل سے پندرہ سال قبل مکۃ المکرمہ میں ہوئی شیخ صاحب فرماتے ہیں سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا حضور کے ساتھ چوبیس یا پچیس سال شریک حیات رہیں اور ہجرت سے پانچ یا تین سال قبل وصال فرما گئیں اس وقت آپ کی عمر پینسٹھ سال تھی جب کہ بعثت کو دس سال ہو چکے تھے مقام حجون میں تدفین ہوئی حضور اکرم ﷺ نے بذات خود قبر شریف میں اتر کر دعا فرمائی اس وقت نماز جنازہ مشروع نہ تھی جس سال سیّدہ کا انتقال ہوا اس کو عام الحزن کہتے ہیں کیونکہ آپ کی رحلت کے بعد حضور سیّد عالم ﷺ غمزدہ رہتے تھے (مدارج بتغیر)

اور جتنا عرصہ آپ حضور کی رفاقت میں رہیں رسول کائنات ﷺ نے دوسرا نکاح نہ فرمایا چنانچہ امام مسلم سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت فرماتے ہیں کہ قالت لم یتزوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی خدیجۃ حتی ماتت (رواہ مسلم فی باب من فضائل خدیجۃ ج ۲ ص ۲۸٤)

یعنی رسولِ کائنات ﷺ نے خدیجہ کے وصال تک دوسرا نکاح نہ فرمایا۔

سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے زمانہ جاہلیت ہی میں بت پرستی سے بیزاری فرمائی تھی

چنانچہ مسند امام احمد بن حنبل میں ہے کہ رسولِ کائنات ﷺ نے آپ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا

واللہ لااعبد اللات والعزی واللہ لااعبدابداقال فتقول خدیجة خل اللات خل العزی قال کانت صنمهم التی کانوا یعبدون ثم یضطجعون

(مسند امام احمد بن حنبل جلد رابع ص ۲۲۲)

یعنی قسم بخدا میں کبھی بھی لات وعزی کی پوجا نہ کروں گا راوی فرماتے ہیں کہ سیّدہ خدیجہ فرماتی ہیں کہ لات وعزی کو چھوڑ دیں راوی کہتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں ان کے بت تھے پھر اس سے پہلوتہی کرتے تھے۔

نیز حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ

خط رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فی الارض اربعة خطوط قال تدرون ماهذا فقالوا اللہ ورسوله اعلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم افضل نساء اهل الجنة خدیجة بنت خویلد وفاطمة بنت محمد وآسیة بنت مزاحم امراة فرعون و مریم ابنة عمران رضی اللہ عنهن

(مسند امام احمد بن حنبل جلد اول ص ۲۹۳ بیروت)

رسولِ کائنات ﷺ نے ایک مرتبہ زمین پر چار خطوط کھینچے اور فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ یہ کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں تو رسولِ کائنات ﷺ نے فرمایا جنتی عورتوں میں سب سے زیادہ فضیلت والی یہ عورتیں ہیں خدیجہ بنت خویلد فاطمہ بنت محمد ﷺ آسیہ بنت مزاحم (فرعون کی بیوی) اور مریم بنت عمران۔

اُمّ المومنین سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد یعنی خویلد تاجر تھے اور اپنے قبیلہ میں باعظمت شخصیت ہونے کے ساتھ ساتھ تمام قریش میں بھی بڑے محترم ومعزز مانے جاتے تھے مکّہ میں

قیام کے دوران فاطمہ بنت زائدہ سے آپ کا رشتہ ازدواجی قائم ہوا اور فاطمہ بنت زائدہ ہی کے شکم مبارک سے اُمّ المؤمنین سیّدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تولد فرمایا آپ کے والد نے یمن کے بادشاہ تبع سے جب کہ اس نے کعبہ معظمہ سے حجر اسود لے جانے کا ارادہ کیا تو خویلد نے ان کا مقابلہ کیا تھا۔(طبقات ابن سعد)

ایمان لانے میں سب سے اول

الاصابہ میں ہے کہ:۔

كانت خديجة اول من آمن بالله ورسوله وصدق بماجاء به

یعنی سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سب سے پہلے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا اور رسولِ کائنات جو احکام لے کر آئے ان کی تصدیق فرمائی(الاصابہ ج۸ ص ۱۰۰)

نیز اسد الغابہ میں ہے کہ:۔

اول خلق الله اسلم باجماع المسلمين لم يتقدمها رجل ولا امرأة

یعنی مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ سیّدہ خدیجہ مخلوق خدا میں سب سے پہلے مشرف باسلام ہوئیں آپ سے پہلے خواہ مرد ہو یا عورت کسی نے بھی اسلام قبول نہ کیا تھا

(اسدالغابہ فی معرفة الصحابہ ج۷ ص۸۹)

نیز سیّدہ نماز کی فرضیت سے قبل ایمان لائیں چنانچہ مستدرک میں ہے کہ:۔

كانت خديجة رضى الله عنها اول من آمن بالله ورسوله وصدق رسوله قبل ان تفرض الصلوٰة. (مستدرك)

آپ صاحبِ مال و شرافت تھیں

سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا عرب کی معزز ترین و شریف ترین خاتون تھیں اور آپ کا تعلق نہایت ہی اونچے گھرانے سے تھا شریف النفس نیک طبع ہونے کیساتھ صاحب فہم و فراست تھیں مال کی فراوانی تھی تجارت فرماتی تھیں جس کیلئے اجرت پر مزدور رکھے ہوئے تھے۔چنانچہ الاصابہ میں ہے:۔

كانت خديجة امراة شريفة جلدة كثيرة المال

یعنی آپ شریف صاحب فہم وفراست اور کثیر المال تھیں۔ (الاصابہ ج۸ ص ۱۰۱)

اسد الغابہ میں ہے:۔

كانت خديجة امراة تاجرة ذات شرف ومال تستأ جر الرجال في مالها

یعنی آپ تاجرہ ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب شرف ومال تھیں اور مزدوری پر لوگوں کو تجارت کرنے کے لئے حاصل کرتی تھیں۔ (اسد الغابہ ج۷ ص ۹۰)

حضور ﷺ کے نکاح میں آنے سے قبل شادی

سیّدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور سیّد عالم ﷺ کی زوجیت میں آنے سے پہلے دو نکاح کر چکیں تھیں پہلے شوہر کا نام ابوھالہ بن زرارہ بن نباس بن عدی بن حبیب بن صرد ابن سلامۃ بن جروہ اسید بن عمر بن تمیم التمیمی تھا۔

جب کہ دوسری روایت میں سلسلہ نسب یہ ہے ابوھالہ ہند بن نباش بن زرارہ بن وقدان بن حبیب بن سلامہ بن جروہ بن اسید بن عمرو بن تمیم واللہ ورسولہ اعلم بالصواب

دوسرے شوہر کا نام وسلسلہ نسب یہ ہے عتیق بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم المخزومی۔

خیال رہے اس میں اختلاف ہے کہ پہلے کس سے نکاح ہوا۔ (اسد الغابہ ج۷ ص ۸۹)

سیّدہ کے ہاں عتیق کی زوجیت میں ایک بیٹی تولد ہوئی جس کا نام ہند بنت عتیق تھا

جب کہ ابوھالہ کے پاس ایک بیٹے اور ایک بیٹی کی ولادت ہوئی بیٹی کا نام ہند بنت ابوھالہ اور بیٹے کا نام ھالہ ابن ابی ھالہ تھا (ایضاً)

حضور سیّد عالم ﷺ سے عقد نکاح

علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں کہ:۔

وكان سبب تزوجها برسول الله صلى الله عليه وسلم مااخبرنا ابو جعفر باسناده عن يونس عن ابن اسحاق قال كانت خديجة امرأة تاجرة ذات

شرف ومال تستا جر الرجال فی مالها تضار بهم اياه بشئی تجعله لهم منه
فلما بلغها عن رسول الله صلى الله عليه وسلم مابلغها من صدق حديثه
وعظم امانته وكرم اخلاقه بعثت اليه وعرضت عليه ان يخرج فی مالها الى
الشام تاجرا وتعطيه افضل ماكانت تعطى غيره من التجا رمع غلام لها يقال
له ميسرة فقبله منها وخرج فی مالها ومعه غلامها ميسرة فی قدم الشام
فنزل رسول الله صلى الله عليه وسلم فی ظل شجرة قريبا من صومعة
راهب فاطلع الراهب الى ميسرة فقال من هذالرجل الذی نزل تحت هذه
الشجرة قال هذا رجل من قريش من اهل الحرم فقال له الراهب مانزل
تحت هذه الشجرة قط الا نبی ثم باع رسول الله صلى الله عليه وسلم
سلعته التی خرج بها واشتری ماراد ثم اقبل قافلا الى مكة فلما قدم على
خديجة بمالها باغت ماجاء به فاضعف اوقريبا وحدثها ميسرة عن قول
الراهب وكانت خديجة امراة حازمة لبيبة شريفة مع ماارادالله بها من
كرامتها فلما اخبرها ميسرة بعث الى رسول الله صلى الله عليه وسلم
فقالت له انی قدرغبت فيک لقرابتک منی وشرفک فی قومک
وامانتک عندهم وحسن خلقک وصدق حديثک ثم عرضت عليه
نفسها وكانت اوسط نساء قريش نسبا واعظمهم شرفا واكثرهم مالا فلما
قالت لرسول الله صلى الله عليه وسلم ماقالت ذكر ذلک لاعمامه فخرج
معه حمزة بن عبدالمطلب حتى دخل على خويلد بن اسد فخطبها اليه
فتزوجها رسول الله صلى الله عليه وسلم فولدت لرسول الله صلى الله
عليه وسلم ولده كلهم قبل ان ينزل عليه الوحی زينب وام كلثوم وفاطمة
ورقية والقاسم والطاهر والطيب فاماالقاسم والطيب والطاهر فهلكوا قبل

الاسلام وبالقاسم کان یکنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امابناتہ فادرکن الاسلام فھاجرن معہ واتبعنہ وآمن بہ وقیل ان الطاھر والطیب ولدافی الاسلام. (اسدالغابہ فی معرفت الصحابہ ج۷ ص ۹۰)

یعنی حضرت خدیجہ کے رسولِ کائنات ﷺ کی زوجیت میں آنے کا سبب یہ تھا کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر نے اپنی اسناد کیساتھ یونس سے وہ روایت کرتے ہیں ابن اسحاق سے کہ انہوں نے کہا کہ سیّدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہانہایت شریف مالدارتاجر خاتون تھیں لوگوں کوبطورعقد مضاربت کے مزدوری پر حاصل کرتی تھیں۔ منافع میں سے کچھ ان کو دیتی تھیں جب سیّدہ خدیجہ کورسولِ کائنات ﷺ کی راست گوئی اورامانت داری وکریم اخلاقی ونیک کرداری کی خبرپہنچی تو آپ کو قاصد بھیجااور درخواست پیش کی کہ حضور میرامال تجارت لے کرشام جائیں اور یہ کہ آپ کواس سے زائد دوں گی جو کچھ دیگر تاجروں کو دیتی تھی بایں ہمہ اپناغلام میسرہ بھی دوں گی آپ نے اس تجویز کوقبول فرمایااور سیّدہ کامال اورآپ کا غلام لے کرروانہ ہوئے یہاں تک کہ شام پہنچے اورایک راہب کی خانقاہ کے قریب کسی درخت کے سایہ میں پڑاؤڈالا اس راہب نے میسرہ کودیکھا اور پوچھا یہ شخص جوکہ درخت کے نیچے فروکش ہوا ہے کون ہے؟ میسرہ نے جواب دیا کہ اہل حرم سے ایک قریشی ہے توراہب نے کہا کہ اس درخت کے نیچے سوائے اللہ کے کسی نبی کے اور کوئی شخص آج تک فروکش نہیں ہوا ہے رسولِ کائنات ﷺ نے جو مال لایا تھا بیچ دیااور جو خریدنا تھا خریدا پھرآپ مکہ پلٹے جب آپ خدیجہ کے پاس ان کامال لے آئے تو اس سے دوچند منافع حاصل ہوا اور میسرہ نے راہب کا قول حضرت خدیجہ کوبیان کیا سیّدہ خدیجہ باعزم صاحب عقل وفراست شریف خاتون تھیں بایں ہمہ جو اللہ نے آپ کیساتھ کرامت وبزرگی کاارادہ فرمایا(آپ میں وہ سارے اوصاف موجود تھے) توجب میسرہ نے سیّدہ کوخبردی تو آپ نے رسولِ کائنات ﷺ کی طرف پیغام بھیجااور عرض گذار ہوئیں میں آپ پر گرویدہ ہوں آپ سے اپنی قرابت اورآپ کی اپنی قوم میں شرف وبزرگی اور حسن اخلاق وراست بازی کی وجہ سے اپنے آپ کوحضور کی زوجیت کے لئے پیش کیا سیّدہ خواتین قریش میں اوسط درجہ کی نجیب وشریف خاتون تھیں جب کہ قوم

میں سب سے زیادہ بزرگی ومال والی تھیں تو جب آپ نے حضور کی خدمت میں عریضہ پیش فرمایا تو رسول کائنات ﷺ نے اپنے بچاؤں سے اس کا ذکر فرمایا تو حضرت حمزہ آپ کے ہمراہ سیدہ کے والد خویلد ابن اسد کے پاس تشریف لے گئے اور سیدہ کو شادی کا پیغام دیا اور رسولِ کائنات ﷺ سے شادی کردی (ابراہیم کے علاوہ) نزول وحی سے قبل آپ ﷺ کی تمام اولاد زینب، ام کلثوم، فاطمہ، رقیہ، قاسم، طاہر، طیب سیّدہ رضی اللہ عنہا کے شکمِ مبارک سے ہوئی قاسم طیب وطاہر قبل زمانہ اسلام ہی انتقال فرما گئے۔اور آپ ﷺ کی کنیت ابوالقاسم تھی اور آپ کی پیاری بیٹیوں نے زمانہ اسلام پایا اور حضور کے ساتھ ہجرت فرمائی اور آپ پر ایمان لائیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ طاہر اور طیب کی ولادت زمانہ اسلام میں ہوئی۔

خیال رہے بحیرا نامی راہب نصرانیوں کا بہت بڑا عالم تھا اور اپنی خانقاہ ہی میں رہتا تھا جب قافلہ قریش اس سال اس کے ہاں فروکش ہوا تو راہب نے بہت سا کھانا پکوایا جس کی وجہ یہ تھی کہ اس نے اپنے صومعہ میں حضور کو دیکھا کہ آپ پر ایک بدلی سایہ فگن تھی جب یہ قافلہ راہب کے قریب درخت کے سایہ میں اترا تو اس نے دیکھا کہ بدلی نے درخت کی شاخوں کو حضور پر سایہ کرنے کے لئے جھکا دیا ہے یہ منظر دیکھ کر بحیرا راہب اپنی خانقاہ سے نیچے تشریف لائے اور جونہی نبی رسولِ کائنات ﷺ پر نظر پڑی تو بغور دیکھنے لگے جب کھانے سے فارغ ہوئے تو راہب نے حضور کی حالت بیداری وخواب استراحت کی کیفیت معلوم کی تو اس نے ان تمام علامات کے عین مطابق پایا جن کو وہ جانتا تھا پھر حضور ﷺ کی پشت مبارک پر مہر نبوت کی زیارت کی اور ابوطالب سے کہنے لگے کہ یہ بچہ آپ کا کیا لگتا ہے انہوں نے جواب دیا کہ میرا بیٹا ہے بحیرا راہب نے کہا کہ ہرگز نہیں ان کا باپ تو زندہ نہ ہونا چاہیے پھر ابوطالب نے کہا کہ یہ بچہ میرا بھتیجا ہے راہب نے پوچھا کہ اس کے باپ کا کیا ہوا ابوطالب نے جواباً کہا کہ ابھی یہ شکم مادر ہی میں تھے کہ ان کا انتقال ہوگیا بحیرا نے کہا کہ بالکل ٹھیک ہے اور یہ کہا کہ ان کی یہودیوں سے حفاظت کرنا مبادا کہیں آپ کو نقصان نہ پہنچائیں اور آپ انہیں فوراً گھر لے جایئے یہ

سن کر ابو طالب حضور ﷺ کو لے کر فوراً مکہ روانہ ہو گئے۔

بحیرا راہب کی پیشن گوئی

ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ جب ابو طالب شام روانہ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ بھی قریش وشیوخ کے ساتھ ہو لیئے جب ان کو وہ راہب نظر آیا یہ اترے اور اپنے کجاوے کھولے اس مرتبہ راہب ان کے پاس آیا حالانکہ اس سے قبل جب وہ اس کے پاس سے گزرتے تو راہب کبھی بھی ان کی طرف التفات نہ کرتا تھا راہب ان میں آکر مل گیا اور لوگوں کو دیکھنے لگا یہاں تک کہ حضور ﷺ کو تھام کر کہنے لگا کہ یہ تمام عالم کا سردار ہے یہ رب العالمین کا رسول ہے اللہ اسے رحمۃ اللعالمین بنا کر مبعوث فرمانے والا ہے شیوخ قریش نے پوچھا کہ تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا اس نے کہا کہ جب تم گھاٹی سے برآمد ہوئے تو کوئی درخت یا پتھر ایسا نہ تھا جو سجدہ ریز نہ ہوا ہو اور جمادات ونباتات صرف نبی کے حضور سجدہ کرتے ہیں (طبری وخصائص وغیرہ) خیال رہے سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے حضور ﷺ کی زوجیت میں آنے کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ وہ تمام واقعات جو سفر شام میں پیش آئے تھے مثلاً خرید وفروخت میں برکت ومنافع میں کثرت اور حضور پر بادل کا سایہ کرنا اور درخت کا آپ کی طرف جھک جانا نیز اہل عرب کی طرح خرید وفروخت میں لات وعزیٰ کی قسم نہ کھانا اور واقعہ راہب وغیرہ کو میسرہ نے حضرت خدیجہ کی خدمت میں عرض کیا جس سے آپ بے حد مسرور ہوئیں اور حضور سیّد عالم ﷺ پر گرویدہ ہو گئیں اور آپ کو جتنی رقم دینے کا وعدہ کیا تھا اس سے زائد رقم آپ کی خدمت عالیہ میں پیش کی اور تمام حالات کا تذکرہ ورقہ بن نوفل کو کیا انہوں نے کہا کہ اگر یہ بات صحیح ہے تو یہ اس امت کے نبی ﷺ ہیں اور یہ بات میں خوب جانتا ہوں کہ آخری نبی تشریف لانے والے ہیں اور ان کی آمد بہت قریب ہے چونکہ ورقہ بن نوفل توریت شریف کے عالم تھے اس وجہ سے ورقہ کے بیان سے خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو اور بھی اشتیاق ہوا نیز شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ایک خواب دیکھا تھا کہ آفتاب ان کے گھر میں اترا ہے اور وہاں سے اس کا نور پھیل رہا ہے حتیٰ کہ مکہ شریف کا ہر گھر اس نور کے

باعث چمک اٹھتا ہے خواب سے بیدار ہونے پر انہوں نے اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کو اپنے خواب سے آگاہ کیا تو انہوں نے خواب کی تعبیر یوں بتائی کہ تمہارا نکاح آخرالزمان پیغمبر سے ہوگا (مدارج شریف مترجم) چنانچہ حضور سیّد عالم ﷺ کے شام کے سفر سے واپسی کے چند دن بعد سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور سیّد ﷺ کو نکاح کا پیغام بھیجا جس کو حضور نے اپنے چچاؤں کے مشورہ سے قبول فرمالیا۔

سیّدہ کا حق مہر

شیخ محقق علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ سیّدہ کا حق مہر انتیس جوان اونٹ بندھا تھا جب کہ دوسری روایت میں بارہ اوقیہ تھا۔ (مدارج شریف)

سیّدہ کا خطبۂ نکاح

حضور سیّد عالم ﷺ کے نکاح کے موقع پر ابوطالب نے فصیح وبلیغ خطبہ پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

خطبۂ ابوطالب

حمد وشکر گزاری ہے اس خدا کے لئے جس نے ہمیں فرزندان ابراہیم اور اولاد اسماعیل سے پیدا فرمایا اور ہمیں معد اور مضر کی صلبوں سے پیدا کیا اور اپنے گھر بیت اللہ کا نگہبان اور اپنے حرم کا پیشوا بنایا اور وہ گھر ہمیں عطا فرمایا کہ اطراف وجوانب سے لوگ اس کی زیارت کو آتے ہیں اور ہمیں ایسا حرم عطا کیا کہ ہر شخص وہاں آتا ہے اور اسے امان ملتی ہے اور ہمیں لوگوں پر حاکم بنایا۔

امابعد! حق یہ ہے کہ میرے بھائی عبداللہ بن عبدالمطلب کا یہ بیٹا وہ ہے جس کی مثال قریش میں اور کوئی نہیں اگرچہ اس کے پاس مال کی قلت ہے اور مال ودولت ایک پرچھائیں ہے جو زائل ہو جاتا ہے اور محمد ﷺ وہ شخص ہے جس کی قرابت اور خویشی کو تم سب خوب پہچانتے ہو جو ہمارے ساتھ ہے اور تحقیق کہ وہ خدیجہ بنت خویلد کی خواستگاری کرتا ہے اور اس کا مہر میرے مال میں سے بیس اونٹ

مقرر کرتا ہے اور قسم ہے خدا کی کہ اس کے بعد شان عظیم ہوگی اور اس کے حق میں بہت بڑا امر ظاہر ہوگا۔

اس کے بعد ورقہ بن نوفل جو کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا کا بیٹا تھا اس نے بھی خطبہ پڑھا جس کا مضمون یہ ہے۔

خطبہ ورقہ بن نوفل

اس خدا کی حمد ہے اور سپاس گزاری ہے جس نے ہمیں بنایا جیسا کہ تو نے ذکر کیا اے ابو طالب اور ہمیں فضیلت عطا کی جیسے کہ تو نے بتایا ہے پس ہم تمام عرب کے بزرگ و پیشوا ہیں اور آپ تمام فضیلتوں کے حامل ہیں جن کا انکار کوئی نہیں کر سکتا اور کوئی شخص بھی تمہارے فخر و شرف کو رد نہیں کر سکتا پس ہم نے تمہارے ساتھ پیوند اور رشتہ داری کے لئے رغبت کی ہے اے قریش گواہ رہنا کہ میں نے خدیجہ بنت خویلد کو محمد ﷺ کی زوجگی میں دے دیا ہے چار سو مثقال مہر پر۔

ابو طالب نے کہا اے ورقہ میں چاہتا ہوں کہ اس میں خدیجہ کا چچا عمرو بن اسد بھی شریک ہو پس عمرو بن اسد نے کہا اے گروہ قریش گواہ رہیں کہ میں نے خدیجہ بنت خویلد کو محمد بن عبداللہ (ﷺ) کے نکاح میں دے دیا۔

پھر طرفین سے ایجاب و قبول ہوا۔ (مدراج شریف مترجم)

سیّدہ کے نکاح کے متعلق ایک غلط روایت

سیّدہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے متعلق لوگ ایک غلط واقعہ یہ بیان کرتے ہیں کہ خود خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کو شادی کا پیام دیا تھا یہ ایک نہایت شریف بی بی تھیں قریش کا ہر شخص ان سے شادی کرنے کا خواہشمند تھا اور اس کے لئے انہوں نے بہت سارو پیہ بھی صرف کیا تھا پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے باپ کو بلا کر اتنی شراب پلائی کہ وہ بالکل مدہوش ہو گیا انہوں نے ایک گائے بھی ذبح کی خوشبو لگائی اور کام کیا ہوا حلہ زیب تن کر کے رسول اللہ ﷺ کو ان کے چچاؤں کیساتھ بلا بھیجا وہ خدیجہ کے ہاں آئے ان کے باپ نے رسول اللہ ﷺ سے ان کی شادی کر دی مگر جب

ہوش آیا تو کہنے لگا یہ گائے کیوں ذبح ہوئی یہ خوشبو کیوں لگائی گئی اور یہ اعلیٰ لباس کیوں پہنایا گیا ہے حضرت خدیجہ نے اس سے کہا تم نے مجھے محمد بن عبداللہ (ﷺ) سے بیاہ دیا ہے اس نے کہا ہرگز نہیں قریش کے اکابر نے تمہارا پیام دیا مگر میں نے منظور نہیں کیا واقدی کہتے ہیں کہ یہ روایت ہمارے نزدیک بالکل غلط ہے ان کے والد واقعہ فجار سے پہلے ہی انتقال کر گئے تھے۔ (تاریخ طبری)

ایمانِ ورقہ بن نوفل

یہ حضرت خدیجہ کے چچازاد بھائی تھے جو زمانہ جاہلیت میں نصرانی ہو گئے تھے اور کتب سماویہ کے عالم تھے اگرچہ حضور ﷺ کے اظہارِ نبوت سے قبل ہی وفات پا گئے مگر نزولِ وحی کا واقعہ سن کر انہوں نے حضور ﷺ کی نبوت کی تصدیق کی چنانچہ مستدرک کی حدیث کے یہ الفاظ ہیں کہ ورقہ بن نوفل نے نزولِ وحی کا واقعہ سن کر عرض کی۔

والذی نفسی بیدہ انک نبی مجھے اس کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے آپ نبی ہیں (فیوض الباری حصہ اول پ اول ص ۸۲ مکتبہ رضوان لاہور) نیز رسولِ کائنات ﷺ نے فرمایا کہ:۔

لاتسبوا ورقة فان كان له جنة اوجنتان (عمدة القاری)

یعنی ورقہ کو برا بھلا مت کہو بیشک اس کیلئے ایک یا دو جنتیں ہیں **هذاحديث صحيح على شرط الشيخين.**

(عمدۃ القاری ص ۱۱۶ جزء اول کتاب الوحی مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

مزید برآں یہ کہ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ:۔

عن عائشة قالت سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ورقه فقالت له خديجة انه كان صدقك ولكنه مات قبل ان تظهر فقال النبى صلى الله عليه وسلم رايته فى المنام وعليه ثوب بيض ولو كان من اهل النار لكان عليه لباس غيرذلك

یعنی سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور سے ورقہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو سیّدہ خدیجہ نے فرمایا کہ بے شک ورقہ نے حضور کی تصدیق کرلی تھی لیکن اظہار نبوت سے قبل انتقال کرگئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہم نے ورقہ کو خواب میں سفید لباس میں دیکھا اگر وہ دوزخی ہوتے تو ان کا لباس سفید نہ ہوتا۔

(عمدۃ القاری جزء اول کتاب بدء الوحی ص ۱۱۵ رشیدیہ کوئٹہ)

نیز حضور فرماتے ہیں کہ:۔

رأیت الفتی یعنی ورقه وعلیه ثیاب حریر لانه اول من آمن بی وصدقنی

(عمدۃ القاری ایضاً)

یعنی ہم نے ورقہ کو خواب میں دیکھا ان پر ریشمی کپڑا تھا اس لئے کہ وہ ہم پر ایمان لائے اور ہماری تصدیق کی۔

علامہ عینی مزید لکھتے ہیں:۔

قال المرزبانی کان ورقة من علماء قریش وشعرائهم وکان یدعی القس وقال النبی صلی اللہ علیه وسلم رایته وعلیه حلة خضراء

یعنی مرزبانی نے کہا کہ ورقہ علماء قریش وشعراء قریش میں سے تھے ان کو قس سے پکارا جاتا تھا یعنی قس سے مشہور تھے حضور سیّد عالم ﷺ فرماتے ہیں کہ ہم نے ورقہ بن نوفل کو خواب میں دیکھا ان پر سبز رنگ کا حلہ تھا (عمدۃ القاری) ان احادیث کی روشنی میں شراح حدیث نے آپ کو مسلمان قرار دیا ہے بہر حال اتنا تو ظاہر ہے کہ ورقہ عیسائی تھے کتب سماویہ کے عالم تھے نیک تھے اور حضور کی نبوت کی انہوں نے تصدیق کی تھی حضور کی کیفیت سن کر عرض کی تھی کہ یہ تو وہی ناموس اکبر ہے جو موسیٰ کے پاس آیا تھا۔(فیوض الباری ج۱ ص۸۲)

پہلی وحی اور سیّدہ کا حضور ﷺ کو تسلی دینا

امام بخاری رضی اللہ عنہ کتاب الوحی میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حدیث روایت

فرماتے ہیں:۔

انھاقالت اول مابدئ به رسول الله صلى الله عليه وسلم من الوحى الرويا الصالحة فى النوم فكان لايرى رؤيا الاجاء ت مثل فلق الصبح ثم حبب اليه الخلاء و كان يخلو بغارحِراء فيتحنث فيه وهو التعبد الليالى ذوات العدد قبل ان ينزع الى اهله ويتزودلذلك ثم يرجع الى خديجة فيتزود لمثلها حتى جاء ه الحق وهوفى غارحراءَ فجاء ه الملك فقال اقراء فقال قلت ماانا بقارئ قال فاخذنى فغطنى حتى بلغ منى الجهد ثم ارسلنى فقال اقراء فقلت ماانا بقارئ فاخذنى فغطنى الثانية حتى بلغ منى الجهد ثم ارسلنى فقال اقراء فقلت ما انا بقارئ قال فاخذنى فغطنى الثالثة ثم ارسلنى فقال اقراء باسم ربك الذى خلق ٥ خلق الانسان من علق ٥ اقراء وربك الاكرم٥ فرجع بهارسول الله صلى الله عليه وسلم يرجف فؤاده فدخل على خديجة بنت خويلد فقال زملونى زملونى فزملوه حتى ذهب عنه الروع فقال لخديجة واخبرها الخبر لقد خشيت على نفسى فقالت خديجة كلا والله مايخزيك الله ابدا انك لتصل الرحم وتحمل الكل وتكسب المعدوم وتقرى الضيف وتعين على نوائب الحق فانطلقت به خديجة حتى اتت به ورقة بن نوفل ابن اسد ابن عبدالعزى ابن عم خديجة وكان امراء تنصر فى الجاهلية وكان يكتب الكتاب العبرانى فيكتب من الانجيل بالعبرانية ماشاء الله ان يكتب وكان شيخا كبيرا قدعمى فقالت له خديجة ياابن عم اسمع من ابن اخيك فقال له ورقة ياابن اخى ماذاترى فاخبره رسول الله صلى الله عليه وسلم خبرمارأى فقال له ورقة هذاالناموس الذى نزل الله على موسىٰ ياليتنى فيها جذعاياليتنى اكون حيًا

اذایخرجک قومک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اومخرجی ھم

قال نعم لم یات رجل قط بمثل ماجئت بہ الاعودی وان یدرکنی یومک

انصرک نصرامؤزرا ثم لم ینشب ورقۃان توفی وفترالوحی۔

(بخاری شریف کتاب الوحی ج ۱ ص ۳)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی کی ابتداء اچھے خوابوں سے ہوئی آپ جو خواب دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی طرح ظاہر ہو جاتا پھر آپ خلوت پسند ہو گئے اور غار حرا میں جانے لگے وہاں کئی کئی راتیں ٹھہر کر عبادت کرتے کاشانۂ اقدس کی طرف لوٹنے سے پہلے اور کھانے پینے کی چیزیں لے جاتے پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف لوٹتے اور وہ اسی طرح کھانے پینے کا بندوبست کر دیا کرتیں یہاں تک کہ آپ کے پاس حق آ گیا جب کہ آپ غارِ حرا میں تھے یعنی فرشتے نے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر کہا پڑھیے حضرت صدیقہ فرماتی ہیں میں نے کہا میں پڑھنے والا نہیں ہوں اس نے مجھے پکڑ کر بڑے زور سے دبایا پھر چھوڑتے ہوئے کہا پڑھیے حضور ﷺ نے فرمایا میں نے کہا میں پڑھنے والا نہیں ہوں اس نے مجھے پکڑ کر دوبارہ بڑے زور سے دبایا پھر چھوڑ دیا اور کہا پڑھیے میں نے کہا میں پڑھنے والا نہیں ہوں اس نے مجھے پکڑا اور سہ بارہ دبایا پھر مجھے چھوڑ کر کہا پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم ہے رسول اللہ ﷺ اس کے ساتھ واپس لوٹے آپ کا دل کانپ رہا تھا۔ پس حضرت خدیجہ بنت خویلد کے پاس آئے اور فرمایا مجھے کمبل اوڑھادو مجھے کمبل اوڑھادو انہوں نے کمبل اوڑھا دیا یہاں تک کہ خوف دور ہو گیا حضرت خدیجہ کو سارا واقعہ بتاتے ہوئے فرمایا کہ مجھے اپنی جان کا ڈر ہے حضرت خدیجہ نے کہا کہ خدا کی قسم ہرگز نہیں اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے محتاجوں کے لئے کماتے مہمان کی ضیافت کرتے اور راہ حق میں مصائب برداشت کرتے ہیں پس حضرت خدیجہ آپ کو ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزی کے پاس لے گئیں جو حضرت خدیجہ کے چچازاد تھے وہ جاہلیت میں نصرانی ہو گئے تھے اور عبرانی میں کتابت کیا کرتے تھے پس جو اللہ چاہتا انجیل

سے عبرانی میں لکھا کرتے تھے وہ بوڑھے اور بینائی سے محروم تھے حضرت خدیجہ نے ان سے کہا اے چچا کے بیٹے اپنے بھتیجے کی بات سنئے ورقہ نے آپ سے کہا اے بھتیجے تم کیا دیکھتے ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے جو دیکھا تھا اسے بتا دیا پس ورقہ نے آپ سے کہا کہ یہی تو وہ ناموس ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ پر اتارا تھا اے کاش میں جوان ہوتا اے کاش میں زندہ رہتا جب کہ آپ کی قوم آپ کو نکالے گی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا وہ مجھے نکالیں گے کہا ہاں جب بھی کوئی شخص یہ چیز لے کر آیا جیسی آپ لائے ہیں تو اس کے ساتھ عداوت کی گئی اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو آپ کی بھرپور مدد کروں گا۔ چند دنوں کے بعد ورقہ بن نوفل نے وفات پائی اور وحی کا سلسلہ بھی رک گیا۔ (شاھجھانپوری) الغرض جب رسولِ کائنات ﷺ کو کلام الٰہی کے نزول وشدت وثقالت وحی کی وجہ سے رعب واضطراب حاصل ہوا تو اس کو حضور نے اپنے الفاظ لقد خشیت علی نفسی سے تعبیر فرمایا چونکہ جب حضور پر وحی نازل ہوئی اور انوار وبرکات صمدیت متوجہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی سب سے زیادہ ثقیل وشدید چیز کا بارِ دوشِ نبوی پر رکھا تو اس کی سرگذشت سنانے کے بعد حضور اکرم ﷺ نے جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ وحی کی ثقالت اور کلام الٰہی کی ہیبت کا یہ عالم تھا کہ ایسا معلوم ہونے لگا کہ اب جان چلی چنانچہ وحی کو خود قرآن نے قول ثقیل فرمایا ہے اور تصریح فرمائی اگر وحی کسی پہاڑ پر اتار دی جاتی تو وہ جلال الٰہی سے پاش پاش ہو جاتا مگر یہ تو ذاتِ نبوی ہی تھی جس نے بتوفیق الٰہی پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر دینے والی چیز کی شدت کو برداشت فرما لیا اور اس کے اثرات جو آپ پر طاری ہوئے تھے چادر اوڑھا دینے تک رہے اس کے بعد حضور نے سیّدہ کو غارِ حرا والا واقعہ سنایا تو سیّدہ کو چونکہ حضور سے والہانہ محبت تھی لہٰذا حضور کو تسلیاں دینے لگیں اور آپ کی خوبیاں بیان فرمانے لگیں کہ آپ تو ایسی عظیم خوبیوں کے مالک ہیں آپ کی جان کو خطرہ کیسے ہو سکتا ہے پھر آپ کو ورقہ ابن نوفل کے پاس لے گئیں۔

(فیوض الباری حصہ اول پ اول ص ۷۹ بتصرف)

علامہ عینی فرماتے ہیں:۔

وفی سیَر سلیمان بن طرحان التیمی انها رکبت الی بحیرا بالشام فسألته

عن جبرئیل علیه السلام فقال لها قدوس یا سیدة قریش انی لک بهذا الا

سم فقالت بعلی وابن عمی اخبرنی انه یأتیه فقال ماعلم به الا نبی فانه

السفیربین الله وبین انبیائه وان الشیطان لایجتریٔ ان یتمثل به ولاان

یتسمی باسمه.(عمدة القاری ص ۱۱۶ جزء اول بدء الوحی رشیدیه کوئٹه)

یعنی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بحیرا شام کی طرف گئیں اوران سے جبرئیل کے بارے میں سوال کیا راہب نے کہا اے سیدۂ قریش وہ مقدس فرشتہ ہے آپ کواس نام کے بارے میں کیسے علم ہوا سیّدہ نے فرمایا کہ میرے خاوند جوکہ میرے چچازاد ہیں کہتے ہیں کہ میرے پاس جبرئیل آئے ہیں۔

راہب کہتے ہیں سوائے نبی کے جبرئیل کوکوئی نہیں جانتا کیونکہ وہ اللہ اوراس کے نبیوں کے درمیان سفیر ہیں اور شیطان ان کی شکل وصورت نہیں بناسکتا اورنہ ہی ان کے نام سے اپنانام رکھ سکتا ہے نیز علامہ عینی ہی فرماتے ہیں کہ:۔

ان خدیجة رضی الله عنها خرجت الی الراهب ورقة وعداس فقال ورقة اخشی ان یکون احد شبه بجبرئیل علیه السلام فرجعت وقدنزل ن والعلم ومایسطرون فلما قرأ علیه السلام هذاعلی ورقة قال اشهد ان هذا کلام الله تعالیٰ

یعنی حضرت خدیجہ راہب ورقہ وعداس کی طرف تشریف لے جاتی ہیں ورقہ کہتے ہیں کہ میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ کسی نے جبرئیل کی شبیہ بنائی ہو آپ واپس آئیں تو ن والقلم ومایسطرون وحی الٰہی نازل ہوچکی تھی تو حضور نے اس کو ورقہ پر تلاوت فرمایا تو ورقہ فرماتے ہیں کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ کا کلام ہے حاصل کلام یہ کہ ابتدائے وحی کے موقع پر سیّدہ ہی نے حضور کوتسلی دی اورآپ کوورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں اورخود بھی اسی وجہ سے ورقہ وعداس وراہب بحیرا کے پاس تشریف لے گئیں مزید برآں یہ کہ اظہارِنبوت کے انہی ابتدائی دنوں سیّدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور سیّد عالم ﷺ سے عرض گزار ہوئیں......

یاابن عم هل تستطیع ان تخبرنی بصاحبک الذی یاتیک اذاجاء ک قال نعم فبینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عندها اذاجاء ہ جبرئیل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هذاجبرئیل قد جاء نی فقالت اتراہ الآن قال نعم قالت اجلس علی شقی الایسر فجلس فقالت هل تراہ الآن قال نعم قالت فاجلس علی شقی الایمن فجلس فقالت هل تراہ الان قال نعم قالت فتحول فاجلس فی حجری فتحول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجلس فقالت هل تراہ قال نعم قال فتحسرت والقت خمارها فقالت هل تراہ قال لاقالت ماهذاشیطان ان هذالملک یاابن عم اثبت وابشرثم آمنت بہ وشهدت ان الذی جاء بہ الحق.

(اسدالغابہ فی معرفۃ الصحابہ الجزء السابع ص ۹۲،۹۳)

یعنی اے میرے چچازاد کیاایسا ہوسکتا ہے کہ جب حضرت جبرئیل آپ کے پاس آئیں تو آپ مجھے خبردیں؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جی ہاں، اسی اثنامیں کہ آپ حضرت خدیجہ کے پاس تشریف فرماتھے کہ جبرئیل حاضر ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا یہ جبرئیل آئے ہیں سیّدہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کیااس وقت آپ انہیں دیکھ رہے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جی ہاں سیّدہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی حضور میرے بائیں پہلوپرتشریف فرماہوجائیں حضورتشریف فرماہوئے سیّدہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کیا حضوراب ان کودیکھ رہے ہیں آپ نے فرمایا جی ہاں عرض کی حضور میرے دائیں پہلوکو شرف بخشئے رسولِ کائنات ﷺ نے آپ کو یہ سعادت بھی بخشی سیّدہ نے پوچھا حضور کیا آپ جبرئیل کواب بھی دیکھ رہے ہیں فرمایا جی ہاں گزارش کی حضور میری آغوش میں رونق افروز ہوجائیں آپ نے سیّدہ کی کوشک کوبھی زینت بخشی سیّدہ نے عرض کی حضور کیااب بھی آپ جبرئیل کودیکھ رہے ہیں آپ نے فرمایا جی ہاں اس پرسیّدہ رضی اللہ عنہا نے مکشوف الراس ہوکرفرمایا کیااب آپ جبرئیل کودیکھ رہے ہیں فرمایا جی نہیں سیّدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا یہ شیطان نہیں ہے اے میرے چچازادے یہ تو

فرشتہ ہے آپ ثابت قدم رہیں اور آپ کو بشارت وخوشخبری ہو پھر سیّدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ پر ایمان لائیں اور گواہی دی کہ بے شک حضور جو کچھ لے کر آئے وہ حق ہے۔

خیال رہے سیّدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تورات شریف کی عالمہ تھیں۔

(مراۃ المناجیح)

نیز ایک دفعہ سیّدہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سیّدہ خدیجہ پر رشک کرنے پر حضور سیّد عالم ﷺ نے فرمایا:۔

واللہ ما ابدلنی اللہ خیرامنہا آمنت اذاکفر الناس وصدّ قتنی وکذبنی الناس وواستنی فی مالہا اذاحرمنی الناس ورزقنی اللہ منہا اولادا اذحرمنی اولاد النساء قالت عائشۃ فقلت فی نفسی لااذکرھا بسیٔۃ ابدا.

(اسدالغابہ فی معرفۃ الصحابہ ج۷ ص ۹۵)

یعنی قسم بخدا مجھے خدیجہ سے اچھی زوج نہ ملی وہ ایمان لائیں جب لوگ کافر تھے انہوں نے میری تصدیق کی جب لوگوں نے میری تکذیب کی اور جب لوگوں نے مجھے مال سے محروم رکھا انہوں نے مجھ پر اپنا مال نچھاور کیا اور اللہ نے مجھے ان کے شکم سے اولاد عطا فرمائی جب اور عورتوں کی اولاد نے مجھے محروم کیا سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں کبھی بھی سیّدہ خدیجہ کو نازیبائی سے یاد نہ کروں گی۔

فائدہ

بعض علماء فرماتے ہیں حضرت جبرئیل کا اصلی نام عبدالجلیل جب کہ کنیت ابوالفتح ہے اور میکائیل کا نام عبدالرزاق کنیت ابوالغنائم اسرافیل کا نام عبدالخالق کنیت ابوالمنافح جب کہ حضرت عزرائیل کا نام عبدالجبار کنیت ابویحییٰ ہے۔

(عینی کتاب بدء الوحی جزء اول ص ۱۴۷ رشیدیہ کوئٹہ)

☆......حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں بارہ مرتبہ

☆......حضرت ادریس علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں چار مرتبہ

☆......حضرت نوح علیہ السلام کی بارگاہ میں پچاس مرتبہ

☆......حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں بیالیس مرتبہ

☆......حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جناب میں چار سو مرتبہ

☆......حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں دس مرتبہ

☆......جب کہ حضور سید عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں چوبیس ہزار مرتبہ حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

(قسطلانی کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ رقم الحدیث ۲ المجلد الاول ص ۱۰۱، امام شہاب الدین احمد قسطلانی علیہ الرحمۃ دار الفکر بیروت لبنان وفیوض الباری)

شعر......

بے لقائے یار ان کو چین آجاتا اگر
بار بار آتے نہ یوں جبریل سدرہ چھوڑ کر

(حضرت حسن رضا خان علیہ الرحمۃ)

حاصل یہ کہ کفارِ قریش آنحضور ﷺ کو جھٹلاتے تھے تو اس سے حضور کو بڑا غم اور تکلیف ہوتی تھی لیکن جب آپ سیدہ کو دیکھ لیتے تھے تو آپ کو وہ تمام رنج و آلام بھول جایا کرتے تھے اور آپ کو خوشی محسوس ہوتی تھی اور سیدہ خدیجہ کے پاس آپ تشریف فرما ہوتے تو وہ آپ کی نہایت خاطر داری کیا کرتی تھیں اس سے آنحضرت ﷺ کو اپنی جملہ مشکلات آسان محسوس ہونے لگتی تھیں۔

(مدارج شریف مترجم)

اُمّ المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دارِ فانی سے رحلت

سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آنحضرت کیساتھ چوبیس یا پچیس سال کا عرصہ شریک حیات رہیں اور ہجرت سے پانچ یا تین سال قبل ان کا وصال ہو گیا تھا جب کہ آپ پینسٹھ سال کی عمر میں

تھیں رسول اللہ ﷺ کی بعثت مبارک سے دس سال بعد رمضان میں ان کی رحلت ہوئی اور مقبرہ حجون (جنت المعلیٰ) میں ان کی تدفین ہوئی رسول اللہ ﷺ نے بذات خود قبر شریف میں اتر کر دعائے خیر فرمائی اور اس وقت جنازہ مشروع نہ ہوا تھا سیّدہ کی رحلت کے بعد حضور سید عالم ﷺ غمزدہ رہتے تھے اور جس سال سیّدہ نے وصال فرمایا وہ سال عام الحزن کہلاتا ہے۔(مدارج شریف)

اُمّ المؤمنین سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ

امام اہلسنت محدّثِ بریلوی رضی اللہ عنہ اپنے فتاوٰی میں رقمطراز ہیں کہ فی الواقع کتبِ سیر میں علماء نے ہی لکھا کہ امّ المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے جنازۂ مبارکہ کی نماز نہ ہوئی کہ اس وقت یہ نماز (مشروع) ہوئی ہی نہ تھی اس کے بعد اس کا حکم ہوا ہے۔زرقانی علی المواہب میں

فی رمضان بعد البعث بعشر سنین ماتت الصدیقة الطاهرة خدیجة رضی الله عنها و دفنت بالحجون و نزل رسول الله صلی الله علیه و سلم حفرتها و لم تكن يومئذ الصلوة علی الجنازة

یعنی صدّیقہ طاہرہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بعثت کے دس سال بعد ماہِ رمضان میں وفات پائی اور مقامِ حجون میں دفن کی گئیں رسول اللہ ﷺ ان کی قبر میں اترے اس وقت نمازِ جنازہ نہ تھی واللہ تعالی اعلم. (فتاوی رضویہ شریف ج۹ ص ۳۶۹ برکات رضا انڈیا)

اُمّ المؤمنین سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی اولاد

جیسا کہ سابق میں گذرا کہ حضور سیّد عالم ﷺ کی زوجیت میں آنے سے قبل سیّدہ دو نکاح کر چکی تھیں آپ کا پہلا نکاح عتیق ابن عائذ سے جب کہ دوسرا ابو ہالہ ہند بن نباس سے ہوا۔

عتیق ابن عائذ سے ایک بیٹی ہوئی جن کا نام ہند تھا ابو ہالہ سے دو بچے ہوئے جن میں سے ایک کا نام ھالہ جب کہ دوسرے کا نام ہند تھا خیال رہے ہند نام مذکر و مونث دونوں کے لئے مستعمل تھا۔

اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کی کنیت اسی کے نام پر تھی۔

حضور سیّدِ عالم ﷺ کی اولادِ پاک

سیّدہ کے حضور کی زوجیت میں آنے کے بعد اولاد میں کثیر اختلاف ہے شیخ محقق علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جس اولاد پاک پر تمام علماء کا اتفاق ہے وہ رسول زادے چھ افراد ہیں ان میں دو صاحبزادے حضرت قاسم اور حضرت ابراہیم اور چار صاحبزادیاں سیّدہ زینب سیّدہ رقیہ سیّدہ ام کلثوم وسیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنھم ہیں ان کے سوا پر علماء کا اختلاف ہے۔(مدارج شریف) کیونکہ بعض علماء نے طیب اور طاہر کو بھی شمار فرمایا اس طرح صاحبزادے چار ہوتے ہیں بعض نے فرمایا ابراہیم وقاسم کے علاوہ ایک فرزند عبداللہ بھی تھے انہوں نے مکہ ہی میں صغرسنی میں رحلت فرمائی ان ہی کا لقب طیب وطاہر تھا اس قول پر صاحبزادوں کی تعداد تین ہوتی ہے اور یہ بھی منقول ہے کہ طیب اور طاہر عبداللہ کے علاوہ ہیں اس طرح تعداد پانچ بنتی ہے یہ بھی منقول ہے کہ ایک حمل سے طیب ومطیب اور دوسرے سے طیب وطاہر کی ولادت ہوئی اس طرح سات صاحبزادوں کیساتھ کل تعداد گیارہ بنتی ہے یہ بھی منقول ہے کہ قبل از بعثت کے ایک فرزند عبدمناف بھی ہوئے تھے اس شمار سے کل تعداد بارہ ہوتی ہے ان جملہ اقوال کا ماحصل آنحضرت کے آٹھ صاحبزادے جن میں دو متفق علیہ ہیں باقی مختلف فیہ اول الذکر حضرت قاسم اور حضرت ابراہیم جب کہ ثانی الذکر عبدمناف، عبداللہ، طیب، مطیب طاہر مطہر ہیں اور اصح یہ ہے کہ صاحبزادے تین ہی ہیں قاسم، ابراہیم اور عبداللہ اور صاحبزادیاں چار ہیں اور حضور سیّد عالم ﷺ کی یہ تمام اولاد پاک سوائے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے سیّدۃ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے ہے۔(مدارج مختصرا)

اُمّ المؤمنین سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے

ا۔ حضرت قاسم بن رسول اللہ ﷺ

یہ سیّدہ کے حضور کی زوجیت میں آنے کے بعد اولین فرزند ہیں اظہار نبوۃ سے قبل ان کی پیدائش ہوئی حضور کی انہی کے ساتھ کنیت ابوالقاسم ہے یہ اپنے پاؤں پر چلنے کی عمر تک بقید حیات رہے

بعض نے یہ بھی فرمایا کہ سواری پر سوار ہونے تک جب کہ بعض کے ہاں سترہ ماہ اور دو سال تک باحیات رہے یہ صاحبزادے اظہار نبوت سے قبل ہی وصال فرما گئے ایک روایت یہ بھی ہے کہ عہد اسلام کے دوران رحلت فرمائی۔ (ایضاً)

جب سیّد عالم ﷺ کے فرزند حضرت قاسم کا وصال ہوا تو کفار نے آپ کو ابتر یعنی منقطع النسل کہا اور یہ کہا کہ اب ان کی نسل نہیں رہی ان کے بعد ان کا ذکر بھی نہ رہے گا یہ سب چرچا ختم ہو جائے گا اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کفار کی تکذیب کی اور ان کا رد فرمایا چنانچہ ارشاد فرمایا.........

انا اعطینک الکوثر o فصل لربک وانحر o ان شانئک ھو الابتر o

اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں (اور فضائل کثیرہ عنایت کر کے تمام خلق پر افضل کیا حسن ظاہر بھی دیا حسن باطن بھی نسب عالی بھی نبوت بھی کتاب بھی حکمت بھی علم بھی شفاعت بھی حوض کوثر بھی مقام محمود بھی کثرت امت بھی اعدائے دین پر غلبہ بھی کثرت فتوح بھی اور بے شمار نعمتیں جس کی نہایت نہیں) تو تم اپنے رب کے لئے نماز پڑھو (جس نے تمہیں عزت و شرافت دی) اور قربانی کرو بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے نہ آپ کیونکہ آپ کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا آپ کی اولاد میں بھی کثرت ہوگی اور آپ کے متبعین سے دنیا بھر جائے گی آپ کا ذکر منبروں پر بلند ہوگا قیامت تک پیدا ہونے والے عالم اور واعظ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ آپ کا ذکر کرتے رہیں گے بے نام و نشان اور ہر بھلائی سے محروم تو آپ کے دشمن ہیں۔

(کنز الایمان و خزائن العرفان)

۲۔ حضرت عبداللہ بن رسول اللہ ﷺ

آپ مکہ میں ظہور اسلام کے بعد تولد ہوئے اور یہیں رحلت فرمائی۔ (مدارج شریف)

خیال رہے شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ جب آپ کی رحلت کی خبر عاص بن وائل نے سنی جب کہ اس سے قبل وہ حضرت قاسم ﷺ کے وصال کی خبر سن چکا تھا تو کہنے لگا کہ محمد (ﷺ) کے صاحبزادے فوت ہو گئے ہیں اور وہ ابتر یعنی بے نسل ہو گئے ہیں لغت میں ابتر کے معنی دم کٹا بے فرزند و بے خبر ہونا ہے

اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی ان شانئک ھو الابتر اس میں کوئی شک نہیں کہ نبی کریم ﷺ کا دشمن اور عیب جو جو کہ آپ کی شان میں بدگو ہے۔ وہی ابتر ہے۔ (مدارج شریف)

ممکن ہے کہ دونوں موقعوں پر آیت کا نزول ہوا ہو لہٰذا دونوں اقوال میں تعارضہ ہوگا ان اصبت فمن اللہ والا فمنی واللہ اعلم بالصواب

فائدہ

حضرت ابراہیم ؑ (جو کہ سیّدہ ماریہ قبطیہ کے شکم مبارک سے ہیں) ان کا ذکر حضرت سیّدہ ماریہ قبطیہ کے تذکرہ کے بعد کیا جائے گا انشاء اللہ العزیز

اُمّ المؤمنین سیّدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صاحبزادیاں

ا۔ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا بنتِ رسول ﷺ

حضرت اُمّ المؤمنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے بعثت سے دس سال قبل آپ کی ولادت ہوئی آپ حضور کی تمام صاحبزادیوں میں بڑی تھیں ان کا نکاح حضرت ابوالعاص سے سیّدہ نے خود کروایا تھا اور ابوالعاص اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن ہند بنت خویلد کے بیٹے تھے ابوالعاص اپنی کنیت کیساتھ مشہور ہیں جب کہ ان کا نام لقیط یا مقسم یا قاسم یا پھر یاسر ہے خیال رہے ابوالعاص اسیران بدر میں شامل تھے اہل مکہ نے اپنے عزیزوں کا فدیہ مدینہ شریف بھیجا تو حضرت زینب ؓ نے بھی اپنے گلے کا ہار اتار کر بطور فدیہ بھیجا رسولِ کائنات ﷺ نے جب وہ ہار دیکھا تو آبدیدہ ہو گئے کیونکہ یہ وہی ہار تھا جو سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان کو جہیز میں دیا تھا یہ دیکھ کر صحابہ کرام پر بھی رقت طاری ہوگئی پھر حضور ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ اگر یہ دیکھو کہ اسیر زینب کو رہا کر دیا جائے اور اس کا فدیہ کا مال بھی واپس کر دیا جائے تو چاہو تو ایسا کرو صحابہ نے عرض کی ہاں یارسول اللہ ﷺ جس طرح آپ کی رضا ہے پھر حضور ﷺ نے ابوالعاص سے وعدہ لیا کہ وہ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کو آنحضرت کے پاس بھیج دیں گے ابوالعاص نے یہ تسلیم کرلیا اور حضور ﷺ نے زید ابن

حارثہ اور ایک اور شخص کو مکہ بھیجا تا کہ وہ سیدہ کو مدینہ لے آئیں اور ہدایت فرمائی کہ آپ لوگ مکہ میں داخل مت ہونا چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:۔

لـمـا بعث اهل مكة في فداء اسرائهم بعثت زينب في فداء ابي العاص بمال وبعثت فيه بقلادة لها كانت عند خديجة ادخلتها بها على ابي العاص فلما راهـا رسول الله صلى الله عليه وسلم رق لها رقة شديدة وقال ان رأيتهم ان تُطْلِقُوا لها اسيرها وتَرُدُّوا عليها الذى لها فقالوا نعم وكان النبى صلى الله عليه وسلم اخذ عليه ان يَخلِىَ سبيل زينب اليه وبعث رسول الله صلى الله عليـه وسـلـم زيد بن حارثه ورجلا من الانصار فقال كونا ببطن ياجج حتى تمر بكما زينب فتصحبا ها حتى تأتيا بها.

(رواہ احمد و ابو داؤد، مشکوٰۃ ص ۳۴۶)

یعنی جب اہل مکہ نے اپنے قیدیوں کے فدیے بھیجے تو حضرت زینب نے بھی ابوالعاص کے لئے فدیہ میں کچھ مال بھیجا اسمیں اپنا وہ ہار بھیجا جو حضرت خدیجہ کے پاس تھا جسے دے کر زینب کو ابوالعاص کے ہاں رخصت فرمایا تھا تو جب حضور ﷺ نے وہ ہار دیکھا تو حضور ﷺ کو اس پر بہت رقت طاری ہوئی اور فرمایا اگر تم لوگ مناسب سمجھو تو زینب کا قیدی چھوڑ دو اور ان کی چیزیں انہیں واپس کر دو سب نے کہا ہاں ضرور اور حضور نے ابوالعاص سے عہد لیا کہ وہ جناب زینب کا راستہ خالی کر دیں اور اللہ کے رسول ﷺ نے زید ابن حارثہ کو اور ایک اور انصاری کو بھیجا ان سے فرمایا کہ تم دونوں بطن یاجج میں رہنا تا آنکہ تم پر زینب گزریں تو انہیں اپنے ساتھ لے لینا۔

خیال رہے یہ واقعہ غزوۂ بدر کا ہے جس میں ستر بڑے بڑے کفار قتل ہوئے اور اتنے ہی قیدی بنے ان قیدیوں کے بارے میں حضرت عمر نے قتل کا مشورہ دیا تھا جب کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فدیہ لے کر چھوڑنے کا اس امید پر کہ ہوسکتا ہے یہ لوگ مشرف باسلام ہوں۔

نیز اسوقت مومنہ کا کافر سے نکاح جائز تھا اس لیے حضرت زینب بنت رسول

اللہ ﷺ ابوالعاص کے نکاح میں رہیں حالانکہ آپ مومنہ تھیں جب کہ ابوالعاص نے بعد میں ایمان قبول کیا بعد میں یہ حکم منسوخ ہوا لہٰذا اب مومنہ عورت نہ تو کافر سے نکاح کر سکتی ہے اور نہ ہی اس کے نکاح میں رہ سکتی ہے۔

چنانچہ مرقاۃ نے فرمایا:۔

ان اباالعاص هوابن الربيع ابن عبدالعزى بن عبدشمس بن عبدمناف امه هاله بنت خويلد و كانت زينب بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم تحت ابى العاص بن الربيع فهاجرت وابو العاص على دينه

یعنی ابوالعاص کی زوجیت میں سیّدہ زینب تھیں سیّدہ نے ہجرت فرمائی اور ابوالعاص اپنے دین پر تھے (بدستور شرک میں ملوث تھا) خیال رہے ابوالعاص نے اپنا وعدہ ایفاء کیا کہ مکہ جاتے ہی سب سے پہلا کام یہ کیا کہ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کو مقام یاجج پہنچا دیا اس واقعہ کو ڈھائی سال کا عرصہ گذرا کہ ابوالعاص مکہ سے تجارت کے لئے نکلا جب یہ قافلہ شام کے تجارتی سفر سے واپس ہوا تو مسلمانوں نے چاہا کہ ان کا مال چھین کر انہیں گرفتار کرلیں لیکن حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے ابوالعاص کو امان دے دی یہ سن کر صحابہ ابوالعاص سے ملے اور انہیں تبلیغِ اسلام کی انہوں نے جواب دیا کہ ابھی میرے پاس کفارِ مکہ کی کچھ امانتیں ہیں میں وہ واپس کرنے کے بعد مسلمان ہوں گا چنانچہ مکہ میں جا کر تمام امانتیں واپس کیں اور مسلمان ہو گئے اب اس میں اختلاف ہے کہ حضور ﷺ نے سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کو سابقہ نکاح ہی میں واپس فرمایا یا کہ نکاحِ جدید کیساتھ بہرحال حضور ﷺ کو حضرت ابوالعاص بہت محبوب تھے آپ خلافتِ صدیقی میں غزوۂ یمامہ میں شہید ہوئے حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ سے سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک بیٹا جن کا نام علی اور ایک بیٹی جن کا نام امامہ تھا علی بن ابوالعاص قریب البلوغ ہی تھے کہ رحلت فرما گئے حضرت امامہ سے حضور ﷺ بہت محبت رکھتے تھے حتیٰ کہ ایک دفعہ حضور ﷺ حضرت امامہ کو اپنے دست مبارک پر لیئے ہوئے نماز ادا فرماتے تھے بوقت رکوع ان کو زمین پر اتار دیتے اور جب قیام فرمانے لگتے تو پھر دوش

اقدس پر بٹھا لیتے اور یہ بھی کہا گیا کہ امامہ خود آ کر بیٹھتی اور خود ہی نیچے اتر جاتی تھیں لہٰذا عملِ کثیر والا اعتراض وارد نہ ہوگا جب حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے وصال فرمایا تو حضرت علی ﷺ نے ان کی وصیت کے مطابق امامہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا اور حضرت علی کرم اللہ وجهه الکریم سے ان کے بطن سے ایک صاجزادے تولد ہوئے جن کا نام محمد اوسط تھا حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا وصال آٹھ ہجری میں ہوا۔ آپ کو غسل دینے میں حضرت سودہ بنت زمعہ اُمّ سلمہ، اُمّ ایمن واُمّ عطیہ رضی اللہ عنہن شامل تھیں۔

حضرت اُمّ عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:۔

دخل علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن نغسل ابنته فقال اغسلنها ثلاثا او خمسا او اکثر من ذالک ان رایتن ذالک بماء وسدر واجعلن فی الاخرۃ کافورا فاذا فرغتن فاذنّنی قالت فلمافرغنا القی الینا حقوہ فقال اشعر نها ایاہ ولم یزد علی ذلک ولا ادری ای بناته .

کہ رسولِ کائنات ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم آپ کی صاجزادی کو غسل دے رہی تھیں فرمایا کہ اسے تین یا پانچ یا اس سے زیادہ مرتبہ غسل دینا اور مناسب نظر آئے تو پانی اور بیری کے پتوں سے اور آخر میں کافور ملانا جب فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع کرنا جب ہم فارغ ہوئیں تو آپ نے ہماری طرف اپنی ازار ڈال دی اور فرمایا کہ اس میں لپیٹ دینا اور اس سے زائد کچھ نہ ہو مجھے معلوم نہیں کہ آپ کی کون سی صاجزادی تھی۔ صحیح مسلم میں ہے کہ یہ حضور ﷺ کی بڑی صاجزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا تھیں جو ابو العاص بن ربیع کی زوجہ اور امامہ کی والدہ تھیں یا پھر یہ سیّدہ اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا تھیں جو کہ حضرت عثمان ذوالنورین کی زوجہ تھیں جس طرح کہ یہ ابن ماجہ میں روایت کیا گیا ہے۔ ام عطیہ فرماتی ہیں کہ ہم نے ان کے بالوں کی تین لٹیں بنالیں اور پشت پر ڈال دیں آنحضرت نے بذاتِ خود ان کو قبر میں اتارا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(بخاری ج ۱ ص ۱۶۸، مشکوٰۃ، مرقاۃ، مدارج النبوۃ، مرأۃ، فیوض الباری وغیرہ)

فائدہ

علامہ عینی ونووی ودیگر شارحین نے یہ تصریح فرمائی ہے کہ یہ حدیث آثارِ صالحین سے برکت لینے کی اصل ہے چنانچہ علامہ عینی نے فرمایا کہ:۔

وھو اصل بالتبرک باثار الصالحین لمعات میں ہے **ھذا الحدیث اصل فی التبرک باثار الصالحین و لباسھم کمایفعلہ بعض مریدی المشائخ من لبس اقمصھم فی القبر**

ابونعیم نے معرفۃ الصحابہ میں اور دیلمی نے مسند الفردوس میں بسند حسن عبداللہ ابن عباس سے روایت کیا کہ حضور ﷺ نے حضرت علی کی والدہ فاطمہ بنت اسد کو اپنی قمیص میں کفن دیا اور کچھ دیر ان کی قبر میں خود لیٹے لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا:۔

انی السبتھا لتلبس من ثیاب الجنۃ واضطجعت معھا فی قبرھا لاخفف عنھا عن ضغطۃ القبر

یعنی میں نے قمیص اس لئے پہنائی کہ ان کو جنت کالباس ملے اور ان کی قبر میں اس لیے لیٹا تاکہ ان سے قبر کی تنگی دور ہو۔(فیوض الباری عینی وغیرہ)

۲۔سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ

آپ حضور ﷺ کی دوسری صاحبزادی ہیں جو کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہیں سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کے تین سال بعد آپ کی ولادت ہوئی ابتداء آپ کا اور حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح ابولہب کے دو بیٹوں عتبہ اور عتیبہ سے ہوا تھا جب آیۂ کریمہ **تبت یدا ابی لھب وتب** نازل ہوئی تو ابولھب نے اپنے دونوں بیٹوں کو کہا **راسی من رؤوسکما حرام ان لم تطلقا ابنتی محمد صلی اللہ علیہ وسلم** (اسدالغابہ) کہ اگر تم دونوں نے محمد (ﷺ) کی دونوں بیٹیوں کو طلاق نہ دی تو میرا سر تمہارے سے حرام یعنی میں تم دونوں سے بیزار ہوں اب ان دونوں

نے دونوں صاحبزادیوں کو طلاق دے دی عتیبہ بعد میں مسلمان ہو کر صحابہ میں شمار ہوئے جب کہ عتبہ نے حضور ﷺ کی بارگاہ کی توہین کی چنانچہ جس وقت عتبہ نے سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے جدائی اختیار کرلی تو وہ نبی پاک ﷺ کی خدمت میں آ کر یوں کہنے لگا میں آپ کے دین سے کافر ہوں مجھے آپ کا دین پسند نہیں ہے اور نہ ہی مجھے آپ پسند ہیں علاوہ ازیں وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ گستاخی کا مرتکب ہوا اور آنجناب کی قمیص پاک کو پھاڑ دیا نیز اپنے پلید منہ کا لعاب بھی آنحضرت ﷺ کی طرف پھینکا اور کہا میں نے رقیہ کو طلاق دے دی ہے (مدارج شریف) جلالین شریف کے حاشیہ پر ہے

وکان ولده عتیبه شدید الاذی للنبی صلی الله علیه وسلم

(ص ۵۰۸ حاشیہ نمبر ۱۰)

یعنی ابولھب کا لڑکا عتیبہ حضور ﷺ کو شدت سے اذیت دیتا تھا۔

تنبیہ: اس عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عتیبہ گستاخ تھا واللہ اعلم بالصواب

اس پر آنجناب ﷺ نے فرمایا **اللهم سلط علیه کلبامن کلابک** اے اللہ اس گستاخ پر اپنے کتوں میں سے ایک کتا مسلط فرمادے اس وقت ابوطالب بھی مجلس میں تھا اس نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی دعا کے تیر سے کوئی بچا سکے گا (مدارج) اور ابولھب بھی یہ بات خوب اچھی طرح جانتا تھا کہ یہ دعا اس کو پہنچے گی۔

فسافر الی الشام فاوصی به الرفاق لینجوه من هذه الدعوة فکانوا یحدقون به اذا نام لیکون وسطهم (حاشیہ جلالین)

جب اس نے شام کی طرف سفر کیا تو ابولھب نے اپنے خادموں کو وصیت کی اس کے بیٹے کو حضور کی دعا پہنچنے سے بچائیں وہ خدام جب عتبہ (یا پھر عتیبہ واللہ اعلم بالصواب) سوتا تو اس کو چاروں طرف سے گھیر لیتے تا کہ وہ بیچ میں ہو جائے مدارج میں ہے کہ ابولھب اہل قافلہ سے کہنے لگا کہ آج کی رات تمام لوگ ہمارا تعاون کریں کیونکہ میں خدشہ محسوس کرتا ہوں کہ آج کی رات محمد (ﷺ) کی

دعا میرے بیٹے پر اثر نہ کر جائے پس تمام لوگوں نے اپنا تمام اسباب وسامان جمع کر کے نیچے اوپر کر کے ایک جگہ پر رکھ دیا اور اس ڈھیر کے اوپر عتبہ کے لئے سونے کی جگہ تیار کی گئی دیگر تمام لوگ اس جگہ کو گھیرے میں لئے ہوئے بیٹھ گئے (مدارج)

فلم ينفعه ذلک بل جاء الاسد فتشم الناس حتى وصل اليه

(حاشیه جلالین)

اس تمام نے عتبہ کو کچھ نفع نہ دیا بلکہ ایک شیر آیا باری باری ان کو سونگھتا جاتا لیکن کسی کو ضرر نہ پہنچایا پھر چھلانگ لگا کر عتبہ پر کودا اور پنجہ کی ضرب لگائیں اور سینہ چاک کر دیا ایک روایت میں ہے کہ عتبہ کی گردن دبوچ لی۔(مدارج شریف)

معلوم ہوا کہ اس بارگاہ میں بے ادبی کرنے والوں کے منہ سے ایسی بدبو نکلتی ہے کہ جس کو جانور معلوم کر لیتے ہیں کہ گستاخ کا منہ یہ ہے۔

(سلطنت مصطفی ص ۱۲ بزم عروج اسلام کراچی)

عتبہ سے طلاق کے بعد سیّدہ کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مکہ میں ہوا آپ کے ساتھ سیّدہ نے ہجرت بھی فرمائی پہلے جانب حبشہ پھر سوئے مدینۃ المنورہ جب سیّدہ کا انتقال ہوا تو سیّدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک کے سرہانے بیٹھی روتی تھیں اور سید عالم ﷺ آپ کے آنسو پونچھ رہے تھے۔(مدارج شریف) خیال رہے یہ رونا رحمت ورقت کے سبب تھا۔

۳۔ سیّدہ امِ کلثوم رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ

رسولِ کائنات ﷺ کی تیسری لختِ جگر ہیں آپ کی والدہ بھی حضرت خدیجۃ الکبریٰ ہیں سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بڑی ہیں یا پھر رقیہ اس میں اختلاف ہے چنانچہ اسد الغابہ میں ہے:۔

قال الزبير ام كلثوم اسن من رقية ومن فاطمة وخالفه غيره والصحيح انها اصغر من رقيه لان رسول الله صلى الله عليه وسلم زوج رقية من عثمان

فلما توفيت زوجه ام كلثوم وماكان ليزوج الصغرى ويترك الكبرى والله اعلم (اسد الغابہ)

یعنی زبیر نے کہا ہے کہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا وفاطمہ سے بڑی تھیں دوسروں نے ان کے خلاف قول کیا ہے اور صحیح یہی ہے کہ آپ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے چھوٹی تھیں اس لئے کہ حضور ﷺ نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے اور یہ بات مناسب نہ تھی کہ حضور ﷺ بڑی لختِ جگر کو چھوڑ کر چھوٹی جگر پارہ کو بیاہتے واللہ اعلم۔

خیال رہے ہجرت کے تیسرے سال سیّدہ کی شادی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ نے فرمائی اس وقت حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جبرئیل اس وقت میرے قریب کھڑے ہیں اور خبر دے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمادیا ہے کہ میں ان کو تمہاری زوجیت میں دے دوں سیّدہ کا ہجرت کے نویں سال وصال ہوا حضور ﷺ نے خود نماز جنازہ پڑھائی اور ان کی قبر کے پاس حضور ﷺ تشریف فرما تھے تو حضور کی چشمانِ مبارک سے آنسو بہنے لگے حضرت طلحہ کو قبر میں اترنے کا حکم فرمایا سیّدہ کے وصال کے بعد حضور ﷺ نے حضرت عثمان ذوالنورین سے فرمایا کہ اگر کوئی تیسری بیٹی بھی میری ہوتی تو میں وہ بھی تمہاری زوجیت میں دے دیتا جب کہ ایک روایت میں ہے کہ اگر میرے پاس دس صاجزادیاں بھی ہوتیں تو ان کو باری باری تمہارے نکاح میں دیتا جاتا اور ان کی رحلت ہوتی جاتی۔

(مدارج شریف)

۴۔ سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بنت رسول ﷺ

رسولِ کائنات ﷺ کی سب سے زیادہ چہیتی بیٹی حضرت فاطمہ ہیں آپ کے سن ولادت کے بارے میں علامہ ابن حجر دو قول ذکر فرماتے ہیں پہلا یہ کہ:۔

ولدت فاطمة والكعبة تبنى والنبى صلى الله عليه وسلم ابن خمس وثلاثين سنة

یعنی سیّدہ کی ولادت اور تعمیر کعبہ کے وقت حضور ﷺ کی عمر شریف پینتیس سال تھی دوسرا یہ کہ

انها ولدت سنة احدى واربعين من مولد النبى صلى الله عليه وسلم کہ سیّدہ کی ولادت اکتالیسویں نبوی میں ہوئی آپ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کم وبیش پانچ سال بڑی ہیں۔

(الاصابہ ج۸ ص ۲۶۳ کتاب النساء)

آپ بھی سیّدہ خدیجہ کے شکم مبارک سے ہیں چنانچہ اسد الغابہ میں ہے:۔

امها خديجة بنت خويلد وكانت هى وام كلثوم اصغر بنات رسول الله صلى الله عليه وسلم (اسد الغابہ ج۷ ص ۲۳۸)

یعنی آپ کی والدہ سیّدہ خدیجہ بنت خویلد ہیں سیّدہ فاطمۃ الزہرا اور سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہما حضور کی صاحبزادیوں میں سے سب سے چھوٹی تھیں خیال رہے ان دونوں صاحبزادیوں میں کون چھوٹی ہے اس میں بھی اختلاف ہے وقد اختلف فى ايتهن اصغر (ایضاً)

البتہ الاصابہ میں ہے:۔

والذى يسكن اليقين ان اكبرهن زينب رضى الله عنها ثم رقية رضى الله عنها ثم ام كلثوم ثم فاطمة

یعنی وہ قول جس میں یقین بالسکون حاصل ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ سب میں بڑی سیّدہ زینب ہیں پھر رقیہ پھر ام کلثوم پھر خاتون جنت رضی اللہ عنہن۔

شیخ محقق علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ آپ کے نام فاطمہ کا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیّدہ کو اور آپ سے محبت رکھنے والے تمام مسلمانوں کو دوزخ کی آگ سے محفوظ رکھا ہے اور آپ کا نام بتول اس لیے ہے کہ آپ اپنے زمانہ کی تمام عورتوں سے بہ لحاظ فضیلت دین اور حسن وجمال میں منفرد تھیں اور آپ ماسوائے اللہ سے بالکل ہی بے نیاز تھیں آپ کا نام زہرا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ آپ

زہریت وبہجت اور حسن و جمال میں کمال رکھتی تھیں آپ کے القاب زکیہ اور راضیہ بھی ہیں۔

(مدارج شریف)

روت عن ابيها روى عنها ابناها و ابوهما وعائشة وامّ سلمه وسلمى ام رافع وانس (الاصابه)

آپ نے حضور ﷺ سے احادیث روایت فرمائیں اور آپ سے آپ کے دونوں صاحبزادوں اور ان کے والد گرامی اور حضرت عائشہ، حضرت اُمّ سلمہ اُمّ رافع و حضرت انس نے روایت حدیث فرمائی۔ حضور کی اولاد آپ ہی سے چلی چنانچہ اسد الغابہ میں ہے:۔

وانقطع نسل رسول اللہ صلى اللہ عليه وسلم الامنها فان الذكور من اولاده ماتوا صغارا و اما البنات فان رقية رضى اللہ عنها ولدت عبداللہ بن عثمان فتوفى صغيرا واما ام كلثوم فلم تلد واما زينب رضى اللہ عنها فولدت عليا ومات صبيا وولدت امامه بنت ابى العاص فتزوجها على ثم بعده المغيره بن نوفل وقال الزبير انقرض عقب زينب رضى اللہ عنها.

یعنی سیّد عالم ﷺ کی اولاد سیدہ فاطمہ سے منقطع نہ ہوئی یعنی آپ ہی سے چلی کیونکہ حضور ﷺ کی اولاد نرینہ بچپن میں وصال فرما گئی رہی صاحبزادیاں تو حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں عبداللہ بن عثمان کی ولادت ہوئی اور وہ صغر سنی میں وفات فرما گئے اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے ہاں اولاد نہ ہوئی جب کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے شکم مبارک سے علی نے تولد فرما کر بچپن میں ہی رحلت فرمائی اور حضرت امامہ کی پیدائش ہوئی ان سے حضرت علی نے نکاح فرمایا آپ کے بعد مغیرہ بن نوفل نے زبیر نے کہا کہ حضرت زینب کی اولاد ختم ہوگئی۔

سیّدہ خاتونِ جنت کا حضرت علی سے عقدِ نکاح

آنحضرت ﷺ غزوۂ بدر سے لوٹے تو آپ نے سیّدہ کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرما دیا تھا یہ رمضان کا مقدس مہینہ اور سن دو ہجری تھا بعض علماء نے کہا ہے کہ غزوۂ احد کے بعد ہوا تھا دیگر ایک قول

کے مطابق نکاح رجب میں ہوا جب کہ ماہِ صفر کی بھی روایت ہے آپ کا نکاح اللہ تعالیٰ کے حکم اور وحی کے مطابق کیا گیا اس وقت آپ کی عمر شریف پندرہ سال ساڑھے پانچ ماہ یا سولہ سال یا پھر اٹھارہ برس تھی جب کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر شریف اکیس سال تھی (مدارج شریف) خیال رہے حضرت خاتون جنت کے نکاح کے لئے پہلے حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے بھی حضور سیّد عالم ﷺ کو پیغام دیا تھا لیکن حضور ﷺ نے منع فرمادیا چنانچہ اسد الغابہ میں ہے

عن علی قال خطب ابوبکر و عمر یعنی فاطمة الی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فابی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم علیهما

یعنی حضرت علی سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ شیخین کریمین نے حضرت فاطمہ کے نکاح کا پیغام حضور ﷺ کی بارگاہ میں بھیجا لیکن آپ نے دونوں کو انکار فرمادیا۔(اسد الغابہ)

اس کے بعد حضرت عمر یا ام ایمن یا پھر اہل وخواص نے حضرت علی سے فرمایا (ممکن ہے کہ سب نے کہا ہو) کہ حضور ﷺ کی خدمت میں جاؤ اور فاطمہ کے لئے نکاح کا پیغام دو حضرت علی شیرِ خدا نے فرمایا کہ مجھے شرم آتی ہے نیز انہوں نے ابوبکر و عمر کو انکار فرمادیا تو مجھے کیونکر ہاں کریں گے ان سے کہا گیا کہ تم حضور ﷺ کے نزدیک ترین ہو ان کے چچا کے بیٹے ہو پس آپ حضور کی بارگاہ میں آئے سلام عرض کیا آپ ﷺ نے جواب دے کر پوچھا کس غرض سے آئے ہو عرض کی حضور ﷺ فاطمہ کے لئے درخواست پیش کرنے آیا ہوں پس حضور ﷺ نے مرحبا فرمایا اس کے بعد حضور ﷺ پر وحی الٰہی آئی اور آپ نے حضرت انس کو فرمایا اے انس پروردگارِ عرش کی طرف سے جبرئیل آئے اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے کہ فاطمہ کا نکاح علی کیساتھ کردو اے انس جاؤ اور ابوبکر، عمر، عثمان وطلحہ اور زبیر وانصار کی جماعت کو بلا لاؤ پس جب یہ لوگ آئے تو حضور نے خطبہ ارشاد فرمایا اور سیّدہ کا حضرت علی سے نکاح فرمادیا چار سو مثقال چاندی حق مہر مقرر ہوا۔(مدارج شریف)

جب سیّدہ خاتون جنت کو خبر پہنچی تو آپ رونے لگیں تو حضور نے فرمایا

مالک تبکین یافاطمة فواللہ لقد انکحتک اکثرھم علما و افضلھم صلحا واولھم مسلما

اے صاحبزادی! آپ کو کیا ہوا کہ روتی ہو قسم بخدا میں نے سب سے زیادہ جاننے والے اور حلم والے اور سب سے پہلے اسلام قبول فرمانے والے سے آپ کا نکاح کیا ہے (اسد الغابہ)

حضرت علی کیساتھ سیدہ کا نکاح کرنے کے بعد حضور ﷺ گھر میں تشریف فرما ہوئے اور سیدہ سے فرمایا کہ میرے لئے پانی لاؤ آپ لکڑی کا پیالہ بھر کر پانی لائیں حضور ﷺ نے اس میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور سیدہ کو فرمایا کہ آگے آؤ پھر آپ نے وہ پانی سیدہ کے سینہ مبارکہ اور سر مبارک پر چھڑک دیا اور دعا کی اے اللہ میں اسے تیری پناہ میں دیتا ہوں اور اس کی اولاد کو بھی مردود شیطان سے اسی طرح حضرت علی کے سر مبارک اور دہن مبارک پر بھی پانی ڈالا اور دعا کی

اللھم انی اعیذہ بک و ذریتہ من الشیطان۔ (مدارج شریف)

فضائلِ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا

☆ ۱..... نصاریٰ نجران کا ایک وفد سید عالم ﷺ کی خدمت میں آیا اور وہ لوگ کہنے لگے آپ گمان کرتے ہیں کہ عیسیٰ اللہ کے بندے ہیں فرمایا ہاں اس کے بندے اور اس کے رسول اور اس کے کلمے جو کہ کنواری بتول عذرا کی طرف القاء کیے گئے نصاریٰ یہ سن کر بہت غصہ میں آئے اور کہنے لگے یا محمد (ﷺ) کیا تم نے کبھی بے باپ کا انسان دیکھا ہے اس سے ان کا مطلب یہ تھا کہ وہ خدا کے بیٹے ہیں (معاذ اللہ) اس پر یہ آیت (ان مثل عیسیٰ عنداللہ کمثل آدم خلقه من تراب ثم قال له کن فیکون کہ عیسیٰ کی کہاوت اللہ کے نزدیک آدم کی طرح ہے اسے مٹی سے بنایا پھر فرمایا ہو جا وہ فوراً ہو جاتا ہے) نازل ہوئی اور یہ بتایا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف بغیر باپ ہی کے ہوئے اور حضرت آدم علیہ السلام تو ماں اور باپ دونوں کے بغیر مٹی سے پیدا کیے گئے تو جب انہیں اللہ کا مخلوق اور بندہ مانتے ہو تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا مخلوق و بندہ ماننے میں کیا تعجب ہے

اور فرمایا گیا کہ الحق من ربک فلاتکونن من الممترین اے سننے والے یہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے تو شک والوں میں نہ ہونا جب حضور ﷺ نے نجران کے نصاری کو یہ آیت پڑھ کر سنائی تو وہ لاجواب ہو گئے اور جھگڑنے لگے تو اتمام حجت کے لئے آیات مباہلہ پیش کی گئی چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا فمن حاجک فیہ من بعد ماجاء ک من العلم فقل تعالوا ندع ابناء نا وابناء کم ونساء نا ونساء کم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکذبین یعنی پھر اے محبوب جو تم سے عیسیٰ کے بارے میں حجت کریں بعد اس کے کہ تمہیں علم آ چکا ان سے فرما دو آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔ جب رسول کریم ﷺ نے نصاری نجران کو یہ آیت پڑھ کر سنائی اور مباہلہ کی دعوت دی تو کہنے لگے کہ ہم غور اور مشورہ کر لیں کل آپ کو جواب دیں گے جب وہ جمع ہوئے تو انہوں نے اپنے سب سے بڑے عالم اور صاحب رائے شخص عاقب سے کہا کہ اے عبدالمسیح آپ کی کیا رائے ہے اس نے کہا کہ اے جماعت نصاریٰ تم جان چکے ہو کہ محمد نبی مرسل تو ضرور ہیں اگر تم نے ان سے مباہلہ کیا تو سب ہلاک ہو جاؤ گے اب اگر نصرانیت پر قائم رہنا چاہتے ہو تو انہیں چھوڑو اور گھر لوٹ چلو۔

حضرت سعد ابن ابی وقاص ﷺ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور نے حضرت علی اور فاطمہ اور حسن وحسین کو بلایا اور اللہ کی بارگاہ میں عرض گزار ہوئے اللھم ھؤلاء اھل بیتی اے اللہ میرے گھر والے یہ ہیں۔

نصاری آپس میں مشورہ کرنے کے بعد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ حضور ﷺ کی گود میں تو امام حسین ہیں اور دست مبارک میں حسن کا ہاتھ اور فاطمہ وعلی حضور کے پیچھے ہیں رضی اللہ عنھم اور حضور ان سب سے فرما رہے ہیں کہ جب میں دعا کروں تو تم آمین کہنا نجران کے سب سے بڑے نصرانی عالم پادری نے جب ان حضرات کو دیکھا تو کہنے لگے اے جماعت نصاری میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ لوگ اللہ سے پہاڑ کو ہٹا دینے کی دعا کریں تو اللہ تعالیٰ پہاڑ

رہے گا یہ سن کر نصاری نے حضورﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ مباہلہ کی تو ہماری رائے نہیں ہے آخر کار انہوں نے جزیہ منظور کیا مگر مباہلہ کے لئے تیار نہ ہوئے سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ اس کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے نجران والوں پر عذاب قریب آ ہی چکا تھا اگر وہ مباہلہ کرتے تو بندروں اور سوروں کی صورت میں مسخ کر دیئے جاتے اور جنگل سے آگ بھڑک اٹھتی اور نجران اور وہاں کے رہنے والے پرند تک نیست و نابود ہو جاتے اور ایک سال کے عرصہ میں تمام نصاری ہلاک ہو جاتے۔

خیال رہے اس مقام پر یہ اعتراض وارد نہیں ہوتا کہ اگر حضور کی چار بیٹیاں تھیں تو دیگر صاحبزادیاں مباہلے میں کیوں نہ شریک ہوئیں کیونکہ جب مباہلہ ہوا اس وقت سیدہ زینب و رقیہ اور ام کلثوم کا انتقال ہو چکا تھا اس لئے کہ واقعہ مباہلہ دس ہجری میں ہوا جب کہ صاحبزادیوں کا انتقال بالترتیب دو اور آٹھ و نو ہجری کو ہو چکا تھا نیز ایسے موقع پر اپنے بچوں کی قسم کھائی جاتی ہے نا کہ بیویوں و دوستوں کی مزید برآں یہ کہ حضرت علی اہل بیت سکونت اہل بیت نسب ہیں اور فاطمہ زہرا و حسنین کریمین اہل بیت ولادت میں داخل ہیں اس لئے حضور ﷺ ان کو اپنے ہمراہ لے گئے اور ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن واصحاب کو ساتھ نہ لے کر گئے اور فرقہ شیعہ پر اتمام حجت یہ ہے کہ ان کی معتبر کتاب اصول کافی سے حضور ﷺ کی چار صاحبزادیوں کا ہونا ثابت ہے۔ (کنزالایمان و خزائن العرفان، تفسیر نعیمی، تفسیر حسنات، مسلم، مشکوۃ، اشعت اللمعات، مراۃ وغیرہ)

☆ ۲...... حضرت مسعود بن مخرمہ روایت فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فاطمة بضعة منی فمن اغضبها اغضبنی وفی روایة یریبنی مارابها ویوذینی ماأذاها (بخاری ج ۱ ص ۵۳۲، مسلم ج ۲ ص ۲۹۰، مشکوۃ ص ۵۶۸)

کہ فاطمہ میرا ٹکڑا ہے جس نے انہیں ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا اور ایک روایت میں ہے کہ جو چیز انہیں پریشان کرے مجھے کرتی ہے اور جو چیز انہیں تکلیف دے وہ مجھے ستاتی ہے (مشکوۃ، مراۃ)

اس حدیث سے امام سبکی نے استدلال فرمایا ہے جو شخص سیّدہ فاطمہ کو گالی دے وہ کافر ہے۔

(اشعة اللمعات)

☆۳...... حضرت فاطمۃ الزہرا حضور ﷺ کی رازدان ہم شکل تھیں حتیٰ کہ چال ڈھال وضع قطع میں حضور ﷺ سے مشابہ تھیں جب سیّدہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں آتیں تو حضور ﷺ آپ کے استقبال میں خوشی سے کھڑے ہو جاتے پیشانی مبارک پر بوسہ دیتے اور اپنی مسند شریف پر بیٹھا لیتے چنانچہ حضرت اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:۔

کنا ازواج النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم عندہ فاقبلت فاطمۃ ماتخفی مشیتھا من مشیۃ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فلما راھا قال مرحبا بابنتی ثم اجلسھا ثم سارھا فبکیت بکاء شدیدا فلمارای حزنھا سارھا الثانیۃ فاذاھی تضحک فلما قام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم سألتھا عما سارک قالت ماکنت لافشی علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم سرہ فلما توفی قلت عزمت علیک بمالی علیک من الحق لما اخبرتنی قالت اما الآن فنعم اما حین سارنی فی الامر الاول فانہ اخبرنی ان جبرئیل کان یعارضنی القرآن کل سنۃ مرّۃ وانہ عارضنی بہ العام مرتین ولا اری الاجل الا قد اقترب فاتقی اللّٰہ واصبری فانی نعم السلف انا لک فبکیت فلما رأی جزعی سارنی الثانیۃ قال یا فاطمۃ الا ترضین ان تکونی سیدۃ نساء اھل الجنۃ او نساء المؤمنین وفی روایۃ فسارنی فاخبرنی انہ یقبض فی وجعہ فبکیت ثم سارّنی فاخبرنی انی اول اھل بیتہ اتبعہ فضحکت (متفق علیہ، مشکوۃ ص۵۶۸)

کہ نبی پاک ﷺ کی بیویاں آپ کے پاس تھیں جناب فاطمہ آئیں آپ کی چال رسول اللہ ﷺ کی چال سے بالکل مختلف نہ تھی تو جب انہیں حضور ﷺ نے دیکھا تو فرمایا خوش آمدید اے میری

بچی پھرانہیں بٹھالیا پھران سے سرگوشی کی آپ بہت سخت روئیں تو جب ان کا رنج ملاحظہ فرمایا توان سے دوبارہ سرگوشی فرمائی تو وہ ہنس پڑیں پھر جب حضور ﷺ تشریف لے گئے تو میں نے ان سے سرگوشی کے متعلق پوچھا آپ بولیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کا راز فاش نہیں کرسکتی پھر جب حضور کی وفات ہوگئی تو میں نے کہا کہ میں تم کواس کی وجہ سے جو میرا تم پر حق ہے قسم دیتی ہوں کہ تم مجھے بتادو آپ بولیں لیکن اب تو ہاں ضرور جس وقت حضور ﷺ نے پہلی بار مجھ سے سرگوشی کی تو آپ نے مجھے بتایا کہ حضرت جبرئیل ہر سال مجھ پر قرآن مجید ایک بار پیش کرتے تھے اور انہوں نے اس سال مجھ پر دوبار پیش کیا میں نہیں خیال کرتا مگر یہ کہ میری وفات قریب ہے تم اللہ سے ڈرتی رہنا اور صبر کرنا میں تمہارا بہترین پیش رو ہوں تو میں رونے لگی تو جب حضور ﷺ نے میری گھبراہٹ دیکھی تو مجھ سے دوبارہ سرگوشی کی فرمایا اے فاطمہ کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم جنتی لوگوں کی بیویوں یا مومنوں کی بیویوں کی سردار ہو اور ایک روایت میں ہے کہ مجھ سے حضور ﷺ نے سرگوشی فرمائی کہ اس بیماری میں وفات ہوگی تو میں روئی پھر مجھ سے دوبارہ سرگوشی کی مجھے خبر دی کہ میں ان کے گھر والوں میں پہلی ہوں گی جو ان کے پیچھے پہنچوں گی تو میں ہنس پڑیں۔

خیال رہے فضیلت فاطمہ زہرا کے متعلق چند قول ہیں ایک یہ کہ حضرت فاطمہ زہرا دنیا بھر کی تمام عورتوں سے افضل ہیں حتیٰ کہ بی بی مریم جناب عائشہ اور جناب خدیجہ الکبریٰ سے بھی دوسرے یہ کہ حضرت خدیجہ و عائشہ جناب فاطمہ زہرا سے افضل ہیں تیسرے یہ کہ تینوں حضرات یعنی خدیجہ الکبریٰ عائشہ صدیقہ و فاطمۃ الزہرا ہم رتبہ ہیں ترجیح دوسرے قول کو ہے کہ جناب عائشہ و خدیجہ حضرت فاطمہ زہرا سے افضل ہیں (مراۃ) والتفضیل مرّ فارجع الیہ۔

☆۴...... حضرت عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

ان فاطمة احصنت فرجها فحرم الله ذريتها على النار

کہ بے شک فاطمہ نے اپنی عزت کی حفاظت فرمائی پس اللہ تبارک وتعالی نے سیّدہ خاتون جنت کی ذریت کو آگ پر حرام فرمادیا (الصواعق المحرقہ ص ٢٣٤)

☆٥......اسی الصواعق المحرقہ میں ہے کہ:۔

وجاء بسند رواته ثقات انه صلى الله عليه وسلم قال لفاطمة ان الله غير معذبك ولا ولادك.

یعنی ایسی سند کیساتھ جس کے روات ثقہ ہیں اللہ کے رسول نے فاطمہ الزہراء سے فرمایا کہ (اے فاطمہ) اللہ آپ کو اور آپ کی اولاد کو عذاب نہ دے گا۔

☆٦......حضرت جمیع بن عمیر ﷺ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں اپنی پھوپھی کیساتھ حضرت اُمّ المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا:۔

اى الناس كان احب الى رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت فاطمة فقيل من الرجال قالت زوجها

کہ لوگوں میں حضور ﷺ کو سب سے زیادہ کون محبوب تھا سیّدہ نے فرمایا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور پوچھا گیا کہ مردوں میں کون محبوب تھا فرمایا ان کے خاوند (حضرت علی) رضی اللہ عنهم اجمعين.

(ترمذی باب فضل فاطمة الجلدالثانی ص٢٢٧ ، اسدالغابه الجزء السابع الرقم ٢٤٢)

☆٧......حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا

اينا احب اليك انا او فاطمة قال فاطمة احب الى منك وانت اعز على منها (الجزء السابع من اسدالغابه)

اے اللہ کے رسول آپ کو مجھ اور جناب فاطمہ میں سے کون زیادہ محبوب ہے میں یا خاتون جنت اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا فاطمہ آپ سے زیادہ مجھے محبوب ہیں اور آپ ان سے زیادہ عزیز ہو۔

☆۸......حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ:۔

انما سمیت فاطمة لان اللہ تعالیٰ فطمها و ذریتها عن النار یوم القیمة رواه ابن عساکر عن ابن مسعود رضی اللہ عنه

فاطمہ زہرا کا نام فاطمہ اس لئے ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اور اس کے نسل کو قیامت میں آگ سے محفوظ فرمادیا۔ (اراۃ الادب لفاضل النسب لمحدث بریلوی امام احمد رضا ﷺ)

☆۹......حضرت ابوجحیفہ حضرت علی سے روایت فرماتے ہیں کہ حضرت علی نے فرمایا میں نے رسولِ کائنات کو فرماتے سنا:۔

اذا کان یوم القیمة نادی مناد من وراء الحجاب یااهل الجمع غضوا ابصارکم عن فاطمة بنت محمد حتی تمر (الجزء السابع من اسد الغابه)

اور جب قیامت کا دن ہوگا تو حجاب کے پیچھے سے ایک منادی ندا کرے گا اے اہلِ محشر اپنی نگاہیں فاطمہ رضی اللہ عنہا سے جھکا لو حتی کہ سیّدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا گزریں۔

سیّدہ زاہدہ طیبہ طاہرہ
جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت ﷺ)

سیّدہ کا وصال

سیّدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کا وصال حضور ﷺ کی وفات کے چھ ماہ بعد ہوا هذا اصح ماقیل (اسد الغابه) ومارویت ضاحکة بعد وفاة رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم حتی لحقت باللہ عزوجل (ایضا) حضور ﷺ کی وفات کے بعد سیّدہ فاطمہ کو ہنستے ہوئے نہ دیکھا گیا یہاں تک کہ آپ مولیٰ حقیقی سے جا ملیں۔

سیّدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا نے حضرت اسماء بنت عمیس کو قبل از وصال فرمایا

یا اسماء انی قد استقبحت ما یصنع بالنساء یطرح علی المرأة الثوب فیصفها

اے اسماء میں یہ بات برا جانتی ہوں جو کہ عورتوں کیساتھ کیا جاتا ہے کہ عورت پر کپڑا ڈال دیا جاتا ہے اور اس کے جسم کی ہیئت ظاہر ہوتی ہے۔

قالت اسماء یا ابنة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا اریک شیئا رایته بارض الحبشة فدعت بجرائد رطبة فحسنتها ثم طرحت علیها ثوبا

حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ اے صاحبزادی رسول اللہ ﷺ میں آپ کو نہ دکھاؤں جو میں نے حبشہ میں دیکھا ہے پھر آپ نے تر شاخیں منگوائیں اور ان کو سیدھا کیا اور اوپر سے کپڑا ڈال دیا۔

فقالت فاطمة ما احسن هذا و اجمله فاذامت فاغسلینی انت و علی ولا تدخلنی علی احدا

اور سیدہ نے فرمایا کہ یہ کتنا اچھا طریقہ ہے پس جب میرا وصال ہو تو مجھ کو آپ اور علی غسل دیں اور مجھ پر کسی اور کو داخل نہ ہونے دیں چونکہ آپ نے یہ وصیت فرمائی تھی اس لیے جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں تو حضرت اسماء نے انہیں منع کر دیا اُمّ المؤمنین نے حضرت صدیق اکبر کو شکایت کی اور فرمایا کہ یہ خاتون ہمارے اور حضور ﷺ کی صاحبزادی کے مابین حائل ہو گئی پھر حضرت صدیق اکبر دروازے پر جا کر فرماتے ہیں کہ اے اسماء آپ کو کس بات نے برانگیختہ کیا کہ آپ نے ازواجِ رسول کو بنتِ رسول پر داخل ہونے سے منع کر دیا حضرتِ اسماء جواباً عرض کرتی ہیں سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس کا مجھے حکم دیا تھا کہ ان پر کوئی بھی نہ آئے تو سیدنا صدیق اکبر نے فرمایا فاصنعی ما امرتک کہ جیسا سیّدہ نے آپ کو حکم دیا ویسے ہی کرو لہٰذا آپ کو حضرت علی و حضرت اسماء بنت عمیس نے غسل دیا آپ کی نماز جنازہ حضرت علی نے پڑھائی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت عباس نے پڑھائی چونکہ سیّدہ نے یہ بھی وصیت فرمائی تھی کہ آپ کی تدفین رات میں کی جائے لہٰذا حکم کے مطابق کیا گیا اور آپ کی قبر میں حضرت علی اور حضرت عباس و فضل بن عباس اترے (اسد الغابہ) آپ نے تیس یا پھر پینتیس سال عمر پائی (ایضاً) آپ کے چھ بچے ہوئے حسن، حسین، محسن، زینب، ام کلثوم،

رقیہ۔ مراۃ میں ہے کہ آپ نے اٹھائیس سال عمر پائی نیز فرمایا صحیح یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کا جنازہ پڑھایا (مراۃ جلد۸) نیز قیامت میں سیدہ ستر ہزار حوران بہشتی کے ہمراہ بجلی کی طرح گزریں گی۔ (ایضاً، صواعق و مرقاۃ)

شعر:

جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے
اس ردائے نزہت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

حضور سیّد عالم ﷺ کی صاحبزادیاں

جیسا کہ مذکورہ بالا صفحات میں گذرا کہ حضور سید عالم ﷺ صاحبزادیاں چار تھیں اور یہی حق وصواب ہے جب کہ شیعہ حضرات بر بنائے بغض وعناد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ماسوا تمام صاحبزادیوں کا انکار کرتے ہیں اور چند ایک اعتراضات اہلسنت پر کرتے ہیں لہٰذا یکے بعد دیگرے اعتراضات مع جوابات پیش کیے جاتے ہیں۔

اعتراض نمبر۱

اگر حضور کی فاطمہ کے علاوہ بھی صاحبزادیاں تھیں تو مباہلہ میں شریک ہوتیں جب کہ وہ شریک نہ ہوئیں جس سے واضح ہوا کہ جناب زینب ورقیہ وام کلثوم حضور ﷺ کی حقیقی بیٹیاں نہ تھیں۔

جواب: واقعہ مباہلہ کے وقت حضرت فاطمہ کے علاوہ تمام صاحبزادیوں کا انتقال ہو چکا تھا جیسا کہ شیعہ کی مستند کتاب حیات القلوب میں ہے کہ زینب در مدینہ در سال ہفتم ہجرت برحمت ایزدی واصل شد کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا مدینہ شریف میں سات ہجری کو وصال ہوا۔

رقیہ رضی اللہ عنہا درمدینہ برحمت ایزدی واصل شد درھنگامی کہ جنگ بدر رو داد یعنی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ۲ھ کو غزوۂ بدر کے موقع مدینہ شریف میں ہوا۔

سوم ام کلثوم واورانیز عثمان بعد از رقیہ رضی اللہ عنہا تزویجنمود وگویند کہ درسال ھفتم ھجرت برحمت ایزدی واصل شد یعنی تیسری حضرت ام کلثوم جن کے ساتھ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد حضرت عثمان نے نکاح فرمایا ان کا انتقال سات ہجری میں ہوا جب کہ واقعہ مباہلہ دس ہجری میں ہوا۔

اعتراض نمبر۲

حضور سید عالم ﷺ کی صاحبزادیوں کا نکاح حضرت عثمان سے کیونکر جائز ہوگا جب کہ حضرت عثمان تو حضور ﷺ کے امتی ہیں۔

جواب : اگر امتی ہونا نکاح کے عدم جواز کی تمہارے ہاں دلیل ہے تو پھر حضرت علی کیساتھ کیونکر نکاح جائز ہوا کیونکہ وہ بھی تو حضور ہی کے امتی ہیں اور اگر ان کو امتی نہ مانو تو پھر دو صورتیں ہوں گی یا تو وہ خود نبی ہوں گے ورنہ دین اسلام کے علاوہ کسی دین پر ہوں گے اور یہ دونوں ہی صورتیں باطل ہیں اول اس وجہ سے کہ ختم نبوت کا انکار لازم آتا ہے اور یہ کفر ہے ثانی اس وجہ سے کہ اس سے حضرت علی کا مشرف باسلام نہ ہونا لازم آوے گا اور یہ بھی کفر ہے۔ (نعوذ باللہ من ذلک)

حاصل یہ کہ جس طرح امتی ہونے کے باوجود حضرت علی کا جناب فاطمہ سے نکاح درست رہا اسی طرح حضرت عثمان کا بھی دو صاحبزادیوں سے نکاح کرنا درست وروا رہے گا۔

اعتراض نمبر۳

اگر حضور سیّد عالم ﷺ کی چار صاحبزادیاں تھیں تو خطبات جمعہ میں ان کا بھی سیّدہ فاطمہ کے نام کیساتھ نام کیوں نہیں ذکر کرتے ہو معلوم ہوا کہ حضور سیّد عالم ﷺ کی ایک ہی صاحبزادی تھی۔

جواب : کسی صاحبزادی کے نام کا خطبہ میں ذکر نہ کرنے سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ نفس الامر میں وہ آپ کی صاحبزادی ہی نہ تھی نیز سیّدہ فاطمہ کا ذکر خطبۂ جمعہ میں اس وجہ سے کیا جاتا ہے کہ وہ حضور سیّد عالم ﷺ کی زیادہ محبوب تھیں کیونکہ وہ سب سے چھوٹی تھیں نیز حضور سیّد عالم ﷺ کی نسل بھی آپ سے چلی

اور آپ ہی جنتی عورتوں کی سردار ہیں لہٰذا اس سے یہ بات قطعاً لازم نہیں آتی کہ آنجناب کی اور صاحبزادیاں نہ تھیں۔

اعتراض نمبر ۴

اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ حضور ﷺ کی چار صاحبزادیاں تھیں تو ان کا نکاح کن کن کیساتھ ہوا۔

جواب: حیات القلوب میں ہے کہ......

فاطمہ رابہ امیرالمؤمنین تزویج نمودند حضرت فاطمہ کا نکاح حضرت علی سے کیا

وبابوالعاص بن ربیعہ زینب را اور ابوالعاص کیساتھ زینب کا

وبعثمان بن عفان ام کلثوم راحضرت رقیہ رضی اللہ عنھا راباوتزویج نمود

اور حضرت عثمان بن عفان کیساتھ ام کلثوم رضی اللہ عنھا کا اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنھا کا نکاح ہوا۔

مذکورہ بالا عبارات سے وضاحت ہوئی کہ حضور سیّد عالم ﷺ کی چار صاحبزادیاں تھیں اور اس بات کی بھی تصریح کردی گئی کہ کس صاحبزادی کا نکاح کن کیساتھ ہوا تھا پھر بھی اگر شیعہ اس مسلمہ حقیقت سے انکار کریں تو یہ ہٹ دھرمی اور بغض وعناد نہیں ہے تو پھر کیا ہے حاصل کلام یہ کہ شیعہ حضرات حضور سیّد عالم ﷺ کی دوسری صاحبزادیوں کا انکار محض عداوت عثمان بن عفان کی وجہ سے کرتے ہیں تا کہ ان کے لئے حضور ﷺ کا صہری رشتہ ثابت نہ ہو اللہ کی شان کہ جن سے زیادہ بغض ان حضرات نے کیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو دو دو نور عطا فرمائے اور ان کی قدر وشرافت کو اور بڑھایا۔

اعلیٰ حضرت محدثِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

نور کی سرکار سے پایا دوشالہ نور کا
ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

حضور سیّد عالم ﷺ کی صاحبزادیاں چار ہونے پر کتب شیعہ کا اعتراف

اوّل...... مشہور آنست کہ دختران آنحضرت چہار بودند از حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

یعنی مشہور وہی ہے کہ حضور ﷺ کی چار صاحبزادیاں تھیں اور سب حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے تھیں۔ (حیات القلوب)

ثانی...... از حضرت صادق روایت کردہ است کہ ازبرائے رسول خدا از خدیجہ متولد شدند طاہر وقاسم وفاطمہ وام کلثوم ورقیہ وزینب یعنی حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سیّد عالم ﷺ کی جو اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے تولد ہوئی وہ حضرت طاہر، قاسم، فاطمہ، ام کلثوم، رقیہ اور زینب تھیں۔ (ایضاً)

ثالث...... عیاشی روایت کردہ است کہ از حضرت صادق پرسیدند کہ آیا رسول اللہ ﷺ دختر خود رابعثمان داد حضرت فرمود بلے۔ (ایضاً)

یعنی عیاشی نے روایت کی ہے حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے پوچھا کہ کیا حضور نے اپنی صاحبزادی حضرت عثمان کے نکاح میں دی تھی؟ تو حضرت نے جواب دیا جی ہاں۔

رابع...... چہار دختر ازبرائے حضرت رسول آوردزینب ورقیہ وام کلثوم وفاطمہ۔ (ایضاً)

یعنی حضور ﷺ کی سیّدہ خدیجہ سے چار صاحبزادیاں پیدا ہوئیں زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ۔

خامس...... حضرت امیر المؤمنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے فرمایا انت اقرب الی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم وشیجۃ رحم منہما وقدنلت من صہرہ مالم ینالا یعنی آپ حضور سیّد عالم ﷺ سے سلسلۂ قرابت میں ان دونوں سے قریب تر ہو اور تحقیق آپ نے حضور سیّد عالم ﷺ کے رشتہ صہری سے وہ پایا جو کہ ان دونوں (شیخین) نے نہ پایا۔

سادس...... اما فضیلۃ علیہما فی الصہر فلانہ تزوج بنتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (نہج البلاغۃ) رقیہ رضی اللہ عنہا وام کلثوم (حاشیہ نہج البلاغۃ)

یعنی حضرت عثمان کو شیخین پر فضیلت حضور ﷺ کے داماد ہونے کی وجہ سے ہے کیونکہ آپ نے حضور سید عالم ﷺ کی دو صاحبزادیوں رقیہ رضی اللہ عنہا و ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔

شعر:

اہل بیت پاک سے گستاخیاں بے باکیاں
لعنۃ اللہ علیکم دشمنانِ اہلِ بیت

(حضرت حسن رضا خان ﷺ)

نوٹ

حضور سید عالم ﷺ کی چار صاحبزادیاں تھیں جیسا کہ ماقبل بیان کیا گیا جس میں شیعہ کی معتبر کتاب حیات القلوب کا بھی حوالہ دیا گیا اس کا مصنف باقر مجلسی ہے اب اس کا ترجمہ بھی مارکیٹ میں ملتا ہے جو کہ تین جلدوں پر مشتمل ہے جس پر کہیں کہیں اردو میں حاشیہ بھی موجود ہے مترجم کا نام بشارت حسین ہے مترجم صاحب بھی ظاہر ہے ان کے کوئی پنڈت ہی ہونگے کیونکہ وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ذکر کے تحت لکھتے ہیں کہ "معلوم ہوا یہ (رقیہ، امّ کلثوم، زینب اور فاطمہ رضی اللہ عنہن) چار بیٹیاں جنابِ خدیجہ کے شکم سے تھیں لیکن رقیہ و زینب و امّ کلثوم کے متعلق حضرت کے یہاں سے یہ تصدیق نہیں ہوئی کہ وہ بھی آپ کی بیٹیاں تھیں جناب فاطمہ کا آپ کی صلبی دختر ہونا تو اظھر من الشمس ہے"

(سیرت رسول ترجمہ حیات القلوب مصنف باقر مجلسی مترجم بشارت حسین)

نیز آگے چل کر آنحضرت کی اولاد امجاد کا تذکرہ جو کہ صفحہ نمبر از ۸۶۹ تا ۸۷۹ پر مشتمل ہے کے تحت وہ بات جو کہ گرو جی نے لکھی ہے اس کو رد کر دیتے ہیں نیز حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تبارک و تعالی عنہ کی بارگاہ میں حد درجہ کی گستاخی کا ارتکاب کرتے ہیں جس کو لکھتے ہوئے کلیجہ لرزتا

ہے اور قلم کانپتا ہے نقل کفر کفر نباشد معاذ اللہ آپ ﷺ کی طرف کفر وارتداد تک کو منسوب کیا گیا۔

اس بیان سے یہ بات روشن ہوگئی کہ اب وہ فرقہ جو اپنے آپ کو شیعہ نام سے موسوم کرتا ہے وہ شیعہ ابلیس (شیعانِ شیطان) ہے کیونکہ شیطان نے ان کی عقلوں پر قابو پا کر انہیں کھلی گمراہی میں ڈال دیا ہے۔(الصواعق المحرقہ ص ۱۶۱ کتب خانہ مجیدیہ ملتان)

احبابِ اہلسنت سے گذارش ہے کہ وہ اپنے آپ کو ایسے لوگوں سے دور رکھیں اور خصوصیت کے ساتھ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت محدّثِ بریلوی مجدد اعظم رضی اللہ عنہ کی کتب ورسائل کا مطالعہ کریں۔

شیعہ حضرات

چونکہ شیعہ حضور سیّد عالم ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن اور آپ کے اصحاب کی بارگاہ میں سب وشتم کا ارتکاب کرتے ہیں نیز حضور ﷺ کی صاحبزادیوں پر طرح طرح کے اعتراضات گھڑتے ہیں اس لیے مناسب سمجھا گیا کہ شیعہ فرقہ کی کہانی عبدالحکیم شاہجہانپوری کی زبانی بیان کردی جائے چنانچہ موصوف فرماتے ہیں کہ شیعہ فرقے کا ظہور ایک یہودی سازش ہے عبداللہ بن سبا یہودی نے ۳۵ ہجری میں اسلام کی عداوت سے سرشار ہوکر ازراہ منافقت مسلمان ہونے کا دعویٰ کیا اور امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاں سے دھتکارے جانے کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی وافر عقیدت کا دم بھرنے لگا اس لحاظ سے شیعان علی نے سر آنکھوں پر جگہ دی اور اپنے مخصوص حلقے میں پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا شوشہ چھوڑا اور اس کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر سب وشتم کا دروازہ کھولا جب ان دونوں قسم کے خیالات بعض حضرات نے قبول کر لئے اور اس کا حلقہ قائم ہوگیا تو اصحاب ثلاثہ اور ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن پر زبان طعن دراز کرنی شروع کردی اور یہ دعویٰ کردیا کہ خلافت بلافصل درحقیقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حق تھا جن لوگوں نے انہیں اس حق سے محروم کیا وہ غاصب اہلِ بیت کے دشمن اور مسلمانوں کے بدخواہ ہیں۔

اس بد بخت عبداللہ بن سبا کے اس پروپیگنڈے سے بعض لوگ ایسے متاثر ہوئے کہ ان ظالموں نے خلیفۂ ثالث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خون ناحق اپنے سر لے کردارین کی روسیاہی خریدی اس حادثہ فاجعہ سے خلافت کی آب وتاب جاتی رہی اور ملت اسلامیہ کا شیرازہ کچھ اس طرح منتشر ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسے زیرک ترین اور قابلِ فخر وعدیم المثال مدبّر کے سنبھالنے پر بھی نہ سنبھل سکا حتی کہ ایسے ہی حالات میں ایک بد بخت سبائی ابن ملجم کے قاتلانہ حملے سے زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جنت الفردوس میں تشریف فرما ہوئے۔

شیعہ حضرات کی منافقت نے شیرِ خدا کو ایک دن بھی آرام سے کارِ خلافت انجام دینے کی مہلت نہ دی اور ان جھوٹے عقیدت مندوں کی دھوکے بازی سے اسلام کا وہ بطل جلیل اور خدا کا عدیم النظیر شیر خلیفۂ وقت ہونے کے باوجود اپنے ہی ایک صوبے پر تا زیست قابو نہ پا سکا لیکن ان کی وفات سے لے کر آج تک انہیں بلا فصل خلافت دلانے اور وصی رسول بنانے کی مہم چلائے ہوئے ہیں جب حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کی حمایت کرنے جانبازی دکھانے کا وقت تھا تو روپوشی کامل ہو گئے شیرِ خدا کا وصال ہوا تو یہی حضرات انگلی کٹا کر حمایتی شہیدوں میں آ شامل ہوئے بعدہ امام حسن رضی اللہ عنہ کو حمایت کا یقین دلا کر خلافت پر آمادہ کر لیا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مقابلہ کرنے ایک لشکر جرار نکل کھڑا ہوا اس کے بعد سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے تھوڑی دیر کے لئے ان لوگوں کی حمایت کے بلند بانگ دعوے کو ذرا سی اہمیت دے دی امامِ مسلم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اپنی بیعت کرنے والوں کو اپنا حمایتی سمجھ لیا تو ان حمایتی حضرات کے ہاتھوں گلستانِ مرتضی کے ہر گل بوٹے اور چمنستانِ زہرا کی بے کھلی کلیوں پر بھی میدان کربلا میں جو قیامت گزر گئی وہ شیعانِ علی کے ماتھے پر ایسا انمٹ داغ ہے جو قیامت تک ان کے ماتم کرنے اور حمایتِ اہل بیت کے فرضی ڈھول پیٹنے سے مٹ نہیں سکتا دستِ مسلم پر بیعت کرنے والوں کے گھروں امامِ مسلم اور ان کے بیٹوں کو پناہ تک نہ مل سکی ان بے گناہوں کے لاشے ان حمایتوں کے سامنے تڑپ تڑپ کر ٹھنڈے ہو گئے لیکن حمایتی اس درجہ سنگدل بلکہ سیاہ دل بلکہ دوستی کے پردے

میں دشمنی سے بھرپور تھے کہ کسی پھوٹی آنکھ میں آنسو نہ آیا حالانکہ اب ماتم کرتے پھرتے ہیں کسی بدبخت کی زبان سے ہمدردی کا ایک کلمہ نہ نکلا حالانکہ وقت گزرنے کے بعد حمایت میں گلے پھاڑ پھاڑ کر چلاتے آ رہے ہیں انہیں لوگوں کے بارے حضور سیّد عالم ﷺ نے فرمایا تھا کہ لیس منا من ضرب الخدود وشق الجیوب ودعا بدعوا الجاھلیة یعنی جو رخسار پیٹے، گریبان پھاڑے اور دورِ جاہلیت کی طرح چیخے چلائے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (بخاری کتاب الجنائز)

ان لوگوں نے کتنے ہی ایسے نظریات کو اسلامی عقائد منوانے کی مہم چلائی جو قرآن وحدیث کے سراسر خلاف ہیں مثلاً

۱......بارہ اماموں کو انبیائے کرام کی طرح معصوم مانتے قرار دیتے ہیں

۲......ائمہ کا مرتبہ انبیائے کرام کے برابر بلکہ ان سے بھی زیادہ بتاتے ہیں

۳......ائمہ کو خدائی میں دخیل اور بالکل مالک ومختار ٹھہراتے ہیں یہاں تک کہ وہ مرتے بھی اپنے اختیار سے ہیں۔

۴......حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مرتبہ جملہ انبیائے کرام سے بھی بلند ٹھہراتے ہیں۔

5......روافض بعض فرقے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو الوہیت کا حامل بتاتے ہیں۔

۶......حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کو غارِ سرمن رائے میں چھپا ہوا بتاتے ہیں۔

۷......دعویٰ کرتے ہیں کہ پورا اور اصلی قرآن امام مہدی کے پاس ہے جو بوقت ظہور لے کر آئیں گے۔

۸......حدیثیں گھڑتے ہیں انتہائی جری ہیں اور اپنے مذہب کی بنیاد اسی گھڑنت پر رکھی ہوئی ہے۔

۹......باغ فدک کو چھیننے اور یار غار رسول کو ناحق بدنام کرنا اپنا مشن بنائے ہوئے ہیں۔

۱۰......حدیثِ قرطاس کو ناحق بہانہ بنا کر فاروقِ اعظم جیسی جلیل القدر ہستی کو خواہ مخواہ مطعون کرتے رہتے ہیں۔

۱۱......خمِ غدیر کے واقع کو بغیر کسی ادنیٰ قرینے کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل دلیل بناتے ہیں۔

۱۲......اسلامی کلمہ پر محض سینہ زوری سے اضافہ کر کے اپنا مسلمانوں سے علیحدہ کلمہ گھڑا ہوا ہے۔

انکارِ قرآن

شیعہ حضرات کے متقدمین ومتاخرین قرآن کریم کی صحت کے منکر اور اسے تحریف شدہ نسخہ بتاتے ہیں نیز بیاضِ عثمانی ٹھہراتے ہیں چنانچہ ان حضرات کی مشہور ومعروف کتاب اصولِ کافی کی روایت میں ہے۔

عن جابر قال سمعت اباجعفر یقول مادعی احد من الناس انه جمع القرآن کله کمانزل الا کذاب وماحفظه کمانزله الله الاعلی ابن طالب والائمة من بعده.

جابر سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر سے سنا کہ لوگوں میں سے کذاب کے سوا کوئی یہ دعویٰ نہیں کرے گا کہ جتنا قرآن نازل ہوا تھا وہ سب جمع کر لیا گیا ہے قرآن کو علی بن ابی طالب اور ان کے بعد والے ائمہ کے سوا کسی نے اس طرح جمع اور محفوظ نہیں کیا جس طرح اللہ تعالیٰ نے اسے نازل کیا۔

ان کے نزدیک جو قرآن مکمل اور معتبر ہے اس کی آیات کی تعداد کے بارے میں یہ روایت ملاحظہ ہو۔

عن هشام بن سالم عن ابی عبدالله علیه السلام قال ان القران الذی جاء به جبرئیل علیه السلام الی محمد صلی الله علیه وسلم سبعة عشرالف ایة۔

ہشام بن سالم امام جعفر صادق سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا جس قرآن کو جبرئیل علیہ السلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آئے تھے اس کی سترہ ہزار آیتیں

تھیں۔

صحابہ کرام سے دشمنی

اس بارے میں فروع کافی میں ایک روایت یوں لکھی گئی ہے

عن ابی جعفر قال کان الناس اھل ردة بعد النبی الاثلاثة فقلت ومن الثلاثة فقال المقداد ابن الاسود وابوذر غفاری وسلمان الفارسی

یعنی امام محمد باقر سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ نبی مکرم ﷺ کی وفات کے بعد تین کے علاوہ باقی سب مرتد ہوگئے تھے میں نے پوچھا وہ تین کون ہیں فرمایا مقداد بن الاسود ابوذر غفاری اور سلمان فارسی۔

ستم ظریفی تو ملاحظہ ہو کہ یہاں سرورِ کون ومکان ﷺ کے وصال کے بعد جن تین حضرات کا اسلام پر قائم رہنا بیان ہوا ہے اس کی رو سے سارے اہلِ بیت بلکہ سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بھی اسلام سے پھر جانے والوں میں شامل کر دیا۔

مسلمانوں سے بغض وعداوت

ان حضرات کے نزدیک مسلمانان اہلسنّت وجماعت ہر حالت میں غیر مسلم اور قابلِ لعنت ہیں چنانچہ لکھا کہ کسی سنّی کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہئے اور اگر کسی غیر شیعہ کی نمازِ جنازہ پڑھنی پڑ جائے تو چوتھی تکبیر سے پہلے یوں بددعا کرے:۔

اللّٰھم اخذل عبدک فی عبادک اللھم اصله حرنارک اللھم اذقه اشدعذابک۔

یعنی اے اللہ! اس بندے کو اپنے بندوں میں ذلیل کر۔ اے اللہ! اسے نارِ جہنم میں ڈال اے اللہ! اسے سخت عذاب چکھا۔

انا للّٰہ وانا الیه راجعون ○

خیال رہے مذکورہ بالا سطور عبدالحکیم شاہجہانپوری علیہ الرحمۃ کی تصنیف برطانوی مظالم سے ماخوذ ہیں۔

مزید تفصیل کے لئے علماء اہلسنت کی کتب کی طرف رجوع کیا جائے۔

مسئلہ باغِ فدک

مسلمانوں کو کفار سے جو اموال حاصل ہوتے ہیں اس کی دو قسمیں ہیں یا تو بطریق قہر وغلبہ حاصل ہوں گے یا پھر بغیر لڑائی کے پہلی قسم کو مال غنیمت اور دوسری کو مال فئی کہتے ہیں۔

مالِ غنیمت

مال غنیمت کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

واعلموا انما غنمتم من شئی فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربی والیتمیٰ والمسکین وابن السبیل. (الانفال)

اور جان لو کہ جو کچھ غنیمت لو تو اس کا پانچواں حصہ خاص اللہ اور رسول وقرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کا ہے

حضور سیّدی صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غنیمت کا پانچواں حصہ پھر پانچ حصوں پر تقسیم ہوگا ان میں سے ایک حصہ جو کل مال کا پچیسواں حصہ ہو وہ رسول اللہ ﷺ کے لئے ہے اور ایک حصہ آپ کے اہل قرابت کے لئے اور تین حصے یتیموں اور مسکینوں مسافروں کے لئے۔

مسئلہ

رسول کریم ﷺ کے بعد حضور ﷺ اور آپ کے اہل قرابت کے حصے بھی یتیموں اور مسافروں کو ملیں گے اور یہ پانچواں حصہ انہیں تین پر تقسیم ہو جائے گا یہی قول ہے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا (ترجمہ کنزالایمان وحاشیہ خزائن العرفان) جب کے چار حصے مجاہدین میں تقسیم ہوں گے۔

مال فئی

مال فئی کی تقسیم کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ......

وماافآء اللّٰہ علی رسوله منهم فمااوجفتم عليه من خيل ولاركاب ولكن اللّٰہ يسلط رسله علی من يشاء .

اور جوغنیمت دلائی اللہ نے اپنے رسول کوان سے توتم نے ان پر نہ اپنے گھوڑے دوڑائے تھے اور نہ اونٹ ہاں اللہ اپنے رسولوں کے قابو میں دے دیتا ہے جسے چاہے۔ (کنزالایمان)

نیز فرمایا......

ماافاء اللّٰہ علی رسوله من اهل القرى فلله وللرسول ولذى القربى واليتمى والمسكين وابن السبيل .

جوغنیمت دلائی اللہ نے اپنے رسول کوشہر والوں سے اور اللہ اور رسول کی ہے اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے ۔ (کنزالایمان)

اوراس کے بعد فرمایا......

للفقرآء المهاجرين الذين اخرجوا من ديارهم واموالهم يبتغون فضلا من اللّٰہ ورضوانا وينصرون اللّٰہ ورسوله اولئک هم الصدقون.

ان فقیر ہجرت کرنے والوں کے لئے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے اللہ کا فضل اوراس کی رضا چاہتے اور اللہ ورسول کی مدد کرتے وہی سچے ہیں۔ (کنزالایمان)

جس سے پتہ چلا کہ مال فئی اللہ ورسول اور دیگر مابعد اصناف کے لئے ہے نا کہ کسی مخصوص شخص کے لئے۔

فدک

مدینہ شریف سے چند منزل پر ایک علاقہ تھا جس میں کھجور کے باغ چشمے وغیرہ تھے باغ فدک اور خیبر وغیرہ مال فئی میں سے تھا جس کی آمدنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہنّ ودیگر مسلمانوں کے

لئے وقف تھی۔

چنانچہ ابوداؤد شریف میں ہے:۔

عن المغيرة قال ان عمر بن عبدالعزيز جمع بنی مروان حين استخلف فقال ان رسول الله صلی الله عليه وسلم کانت له فدک فکان ينفق منها و يعود منها علی صغير بنی هاشم و يزوج منها ايمهم و ان فاطمة سألته ان يجعلها لها فابا فکانت کذلک فی حيات رسول الله صلی الله عليه و سلم حتی مضی لسبيله

یعنی حضرت مغیرہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز کی خلافت کا زمانہ آیا تو آپ نے بنی مروان کو اکٹھا فرمایا اور کہا کہ حضور ﷺ کے پاس باغ فدک تھا جس کی آمدنی سے وہ اپنے اہل وعیال پر خرچ فرماتے تھے اور بنی ہاشم کے بچوں کو پہنچاتے تھے اور اس سے بے شوہر عورت و مجرد مرد کا نکاح فرماتے تھے اور سیّدہ فاطمہ نے حضور ﷺ سے سوال کیا کہ فدک ان کے لئے مقرر فرما دیا جاوے تو آپ نے انکار فرما دیا تو آپ کی حیات ظاہری میں ایسے ہی رہا یہاں تک کہ حضور ﷺ کی وفات ہوگئی

نیز مرقاۃ المفاتیح میں ہے:۔

حکما ان يکون ولکافة المسلمين

یعنی مال فئی کا حکم یہ ہے کہ تمام مسلمانوں کے لئے ہے جس سے وضاحت ہوئی کہ مال فئی وقف ہوتا ہے اور کسی کی ملکیت میں نہیں ہوتا یہی تو وجہ ہے کہ حضور ﷺ آمدنیٔ فدک کو اپنے اہل وعیال ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن اور بنو ہاشم اور مسکینوں وغیرہ پر خرچ فرماتے تھے تو جب فئی مال وقف ہے تو اس میں میراث جاری نہ ہوگی پھر یہ بات بھی مسلم ہے کہ انبیاء کرام کسی کو مال کا وارث نہیں بناتے ہیں۔

انبیاء کرام کسی کو مال کا وارث نہیں بناتے

مشکوٰۃ شریف کتاب العلم میں حضرت ابوالدرداء سے روایت ہے فرماتے ہیں

ان العلماء ورثة الانبياء وان الانبياء لم يورثوا دينارا ولادرهما وانما ورثوا العلم فمن اخذها اخذ بحظ وافر رواه احمد والترمذی وابوداؤد وابن ماجه والدارمی. (مشکوٰۃ ص ٣٤)

یعنی انبیاء کے وارث علماء ہیں اور انبیاء نے کسی کو دینار اور درھم کا وارث نہیں بنایا ہے بے شک انبیاء نے تو علم کا وارث بنایا ہے تو جس نے علم حاصل کیا اس نے وافر حصہ پایا۔

جس سے وضاحت ہوئی کہ انبیاء کی وراثت علم ہے نا کہ مال نیز انبیاء کرام کا بچا ہوا مال صدقہ ہوتا ہے اس میں وراثت کے احکام جاری نہیں ہوتے چنانچہ حضور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول نے ارشاد فرمایا:۔

لانورث ماترکناه صدقة

یعنی ہم گروہ انبیاء کسی کو وارث نہیں بناتے جو کچھ ہم چھوڑیں وہ تو صدقہ ہے

(مشکوٰہ باب وفاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ٥٥٠)

مسلم شریف باب حکم الفئی میں اُمّ المؤمنین سیدہ صدیقہ سے روایت ہے فرماتی ہیں:۔

ان ازواج النبی صلی الله علیه وسلم حین توفی رسول الله صلی الله علیه وسلم اردن ان یبعثن عثمان بن عفان الی ابی بکر فیسألنه میراثهن من النبی صلی الله علیه وسلم

کہ حضور ﷺ کے وصالِ ظاہری کے بعد حضور ﷺ کی ازواج رضی اللہ عنہن نے چاہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں بھیجیں تا کہ ان کے ذریعہ سے

حضور ﷺ کے مال سے اپنی میراث کا سوال کریں۔

تو سیّدہ نے ان سے فرمایا:۔

الیس قد قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لانورث ماترکنا فھو صدقۃ.

(جلد ثانی ص ۹۱)

کہ کیا حضور ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ ہم گروہ انبیاء کسی کو مال کا وارث نہیں بناتے جو کچھ ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا

لایقتسم ورثتی دینارا ماترکت بعد نفقۃ نسائی ومؤنۃ عاملی فھو صدقۃ

متفق علیہ (مشکوٰۃ ص ۵۵۰ باب وفاۃ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم)

میرے وارث دینار تقسیم نہیں کریں گے میں جو کچھ چھوڑوں میری ازواج کے نفقہ اور عاملوں کے خرچ کے بعد وہ صدقہ ہے۔

اسی طرح حضرت عمرو ابن الحارث سے جو کہ حضرت جویریہ اُمّ المؤمنین کے بھائی ہیں روایت ہے فرماتے ہیں:۔

ماترک رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عندموتہ دینارا ولادرھما ولاعبداولاامۃ ولاشیأ الابغلتہ البیضاء وسلاحہ وارضا جعلھا صدقۃ رواہ البخاری (مشکوٰۃ ایضاً)

کہ حضور ﷺ نے بوقتِ وصال دینار ودرہم غلام اور باندی اور کوئی شے نہ چھوڑی الا یہ کہ ایک سفید رنگ کا خچر اور اپنا ہتھیار اور زمین جس کو آپ نے صدقہ کر دیا تھا۔

نیز مسلم وبخاری شریف میں حضرت مالک بن اوس سے ایک طویل حدیث مروی ہے جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مجمع میں حضرت عثمان وعلی، عبدالرحمٰن بن عوف، زبیر بن العوام اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنھم موجود تھے اور حضرت فاروق اعظم نے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:۔

انشدکم باللّٰہ الذی باذ نہ تقوم السماء والارض ھل تعلمون ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لانورث ماترکنا صدقۃ یرید رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نفسہ قال الرھط قد قال ذالک فاقبل عمر علی علی وعباس فقال انشدکما باللّٰہ اتعلمان ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قد قال ذلک قالا قد قال ذلک۔

کہ میں آپ کو اس خدا کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہیں کیا آپ کو معلوم ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہمارا (انبیائے کرام) کا کوئی وارث نہیں بلکہ جو مال ہم چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے یہ حضور ﷺ نے اپنے متعلق فرمایا ہے حضرت عثمان کے گروہ نے کہا واقعی یہی فرمایا ہے حضرت عمر اب اس کے بعد حضرت علی وعباس کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا میں آپ دونوں کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ آپ حضرات کے علم میں ہے کہ حضور ﷺ نے یہ بات فرمائی ہے دونوں حضرات نے جواب دیا جی ہاں

ان مذکورہ تصریحات سے ثابت ہوا کہ انبیاء کا کوئی وارث نہیں بنتا لہٰذا یہ اعتراض بے جا ہوگا کہ حضور ﷺ نے اپنی حیات ظاہرہ میں فاطمہ کو باغِ فدک نہیں دیا تو وفات کے بعد بطور ترکہ ملنا چاہئے تھا کیونکہ اول تو فدک مال فئی تھا جس پر میراث کے احکام جاری نہیں ہوتے اور اگر مال غنیمت بھی ہوتب بھی حضور ﷺ کی وفات کے بعد حضور ﷺ کا اور آپ کے اہلِ قرابت کا حصہ یتیموں اور مسافروں کو ملے گا جیسا کہ خزائن کے حوالہ سے گزرا۔

پھر اگر فرض کرلیا جائے کہ باغِ فدک میں احکام میراث جاری ہوں گے تو پھر حق وراثت فقط سیّدہ فاطمہ کے لئے نہ ہوگا بلکہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہنّ وحضرت عباس ودیگر ورثاء کو بھی ہوگا ورنہ نصوصِ قرآنیہ کا خلاف لازم آئے گا۔ نیز حضور ﷺ تو اس قدر فیّاض تھے کہ جو کچھ آتا فقراء ومساکین میں بانٹ دیا کرتے تھے چنانچہ بخاری شریف میں حضرت عقبہ بن حارث سے روایت ہے فرماتے ہیں

کہ حضور ﷺ نے نماز عصر پڑھائی اور پھر جلدی سے کاشانۂ اقدس میں داخل ہوئے تھوڑی دیر میں تشریف لائے تو میں نے عرض کی تو فرمایا:۔

کنت خلفت فی البیت تبرا من الصدقة فکرهت ان ابیته فقسمته

(کتاب الزکوٰۃ باب من احب تعجیل الصدقة من یومها)

میں گھر میں سونا چھوڑ آیا تھا مجھے یہ بات نہ پسند ہوئی کہ اس کے ساتھ رات گزاروں پس اس کو تقسیم کر دیا۔

نیز سیّدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:۔

کان لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضه ستة دنانیرا وسبعة

کہ حضور ﷺ کی مرض الوفات میں میرے پاس چھ یا سات دینار تھے

فامرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان افرقها

تو حضور نے مجھے ان کو بانٹنے کا حکم دیا مگر مجھے حضور ﷺ کی تکلیف نے تقسیم کرنے سے مشغول رکھا۔

پھر آپ نے مجھ سے اس کے بارے پوچھا **مافعلت** کہ آپ نے دینار کو کیا کیا میں نے عذر خواہی پیش کی پھر حضور نے منگوا کر اپنی کفِ مبارک میں رکھا اور فرمایا:۔

ماظن نبی اللہ لونفی اللہ عزوجل وهذه عنده

کہ اللہ کا نبی اللہ تبارک وتعالیٰ سے اس حال میں ملے کہ دینار اس کے پاس ہوں اس بارے میں کیا گمان ہے؟ (مشکوٰۃ ص ۱٦٧)

نیز سیّدہ اُمّ المؤمنین صدیقہ فرماتی ہیں:۔

توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومافی بیتی من شئی یاکله ذو کبد الاشطر شعیر فی رفٍّ لی فاکلت منه حتی طال علی فکلتهُ ففنی

کہ جب حضور ﷺ کا وصال ہوا تو اس وقت میرے گھر میں کوئی ایسی چیز موجود نہ تھی جس

کوکوئی جاندار کھا سکتا مگر تھوڑے سے جو جنھیں میں نے گٹھلیا میں ڈال رکھا تھا ایک مدت تک اس میں سے کھاتی رہی تھی لیکن ایک روز انہیں ماپ لیا تو وہ ختم ہو گئے۔

(بخاری کتاب الجہاد والسیر)

خیال رہے لانورث والی حدیث کو روایت فرمانے والے خلفائے اربعہ کے علاوہ حضرت عباس و عائشہ، حضرت طلحہ و زبیر و حضرت عبدالرحمٰن بن عوف و حضرت سعد بن ابی وقاص وابو ہریرہ رضی اللّٰہ عنہم بھی ہیں لہٰذا حضرت صدیق اکبر سے جب سیّدہ نے باغ فدک کا مطالبہ فرمایا تو آپ نے عین قرآن و حدیث کے حکم کے مطابق باغ فدک دینے سے انکار فرمایا تھا نہ کہ بطور تعصب کے نیز آپ نے سیّدہ کو حدیثِ رسول بھی سنائی چنانچہ اُمّ المؤمنین سیّدہ صدیقہ رضی اللّٰہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ:۔

ان فاطمة عليها السلام ابنة رسول الله صلى الله عليه وسلم سالت ابابكر الصديق بعدوفاة رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يقسم لهاميراثها مماترك رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال لها ابوبكر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لانورث ماتركنا صدقة

کہ حضرت خاتونِ جنت نے صدیق اکبر ؓ سے حضور ﷺ کی وفات کے بعد میراث سے اپنے حصہ کا سوال کیا اور جو حضور نے اس مال سے چھوڑا جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بطور فئی مرحمت فرمایا تھا حضرت صدیق اکبر ؓ نے جواب دیا کہ حضور ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ ہم (انبیائے کرام) میراث نہیں چھوڑتے بلکہ جو مال چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے۔

(بخاری شریف کتاب الجہاد)

پھر اگر فرض کر لیا جائے کہ حضور سیدنا صدیق اکبر ؓ نے بطور تعصب سیّدہ کو باغ فدک نہ دیا تو پھر یہی الزام دیگر صحابۂ کرام حتیٰ کہ حضرت علی پر بھی لازم آئے گا جیسا کہ مالک ابن اوس کی روایت میں ہے جب حضرات عباس و علی کے درمیان مال فئی کے بارے میں حضرت عمر سے فیصلہ چاہا گیا

آپ نے یہی حدیث سنا کر مجمعِ صحابہ وحضرت عباس وعلی سے تصدیق کراوئی پھر فرمایا:۔

انی احدثکم عن هذاالامر

کہ میں آپ کیساتھ اس جھگڑے میں گفتگو کرتا ہوں۔

اور فرمایا:۔

ان اللّٰہ قد خصّ رسوله صلی اللہ علیه وسلم فی هذاالفیٔ بشئی لم یعطه احداغیره ثم قرأمّاافآء اللہ علی رسوله منهم الی قوله قدیر

یعنی بے شک اللہ نے مالِ فئی کو خاص اپنے رسول کا حق قرار دیا تھا اور کسی دوسرے کو اس میں سے ایک چیز بھی نہیں دی پھر آپ نے سورۃ الحشر کی تلاوت قدیر تک فرمائی اور فرمایا پس یہ مالِ فئی خاص حضور ﷺ کے لئے ہے قسم بخدا انہوں نے تمہیں محروم بھی نہیں رکھا اور تم پر کسی کو ترجیح دے کر کسی ایک کو عطا بھی نہیں فرمایا وہ تمہارے درمیان بانٹتے رہتے تھے یہاں تک کہ اس میں سے یہی مال (خیبر وفدک وکچھ اراضی) باقی رہ گیا ہے تو حضور ﷺ اس سے اپنے اہل وعیال کا سال بھر کا خرچ رکھ لیتے پھر باقی کو لے کر صدقہ کے مال کی طرح راہِ خدا میں صرف فرمادیتے اور حضور کا تا زیست یہی معمول رہا فرماتے ہیں کہ انشدکم باللّٰہ هل تعلمون ذلک قالوا نعم میں آپ لوگوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا یہ آپ کے علم میں ہے لوگوں نے کہا جی ہاں پھر آپ نے حضرت علی وحضرت عباس سے فرمایا انشدکما باللہ هل تعلمان ذلک کہ میں آپ دونوں کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا آپ دونوں حضرات کے علم میں یہ بات ہے حضرت عمر فرماتے ہیں پھر حضور کا وصال ہوگیا۔

تو حضرت صدیق اکبر نے فرمایا کہ میں حضور ﷺ کا جانشین ہوں تو یہ انہوں نے اپنی تحویل میں رکھا اور آپ نے اسے اسی طرح خرچ کیا جس طرح حضور ﷺ خرچ کرتے تھے اور اللہ جانتا ہے کہ وہ اس معاملہ میں سچے تھے اور نیکوکار راہِ ہدایت پر چلنے والے حق وانصاف پر کاربند تھے پھر آپ کا وصال ہوگیا تو میں ان کا جانشین ہوں دو سال سے اسے میں نے اپنی تحویل میں رکھا ہوا ہے اور اسے اسی طرح خرچ کرتا ہوں جس طرح حضور ﷺ خرچ فرماتے تھے اور پھر جس طرح صدیق اکبر نے خرچ فرمایا

اور اللہ جانتا ہے کہ میں اس معاملے میں سچا نیکوکار ہدایت پر اور حق کا تابع ہوں پھر آپ میرے پاس آئے ہیں اور اس سلسلے میں مجھ سے گفتگو کر رہے ہیں حالانکہ آپ دونوں حضرات کا مقصد ایک اور بات بھی ایک ہے یعنی اے عباس! آپ اپنے بھتیجے کے مال میں سے اپنا حق مانگتے ہیں اور حضرت علی اپنے سسرِ مبارک کے مال میں سے اپنا حق چاہتے ہیں تو میں آپ کے سامنے بیان کر چکا کہ حضور ﷺ نے فرمایا لانورث ما ترکنا صدقة ہمارا کوئی وارث نہیں جو مال ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔

(بخاری شریف)

پھر اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اللہ کا فرمان:۔

یوصیکم اللّٰہ فی اولادکم لذکر مثل حظ الانثیین

(کہ اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے)

میں عموم ہے جو کہ نبی وغیر نبی دونوں کو شامل ہے فلہذا نبی کی میراث بھی تقسیم ہونی چاہئے اس کا جواب یہ ہے کہ بہت سی آیاتِ قرآنیہ بظاہر عام ہوتی ہیں لیکن من وجہ ان میں تخصیص ہوتی ہے جیسے اللہ کا فرمان **فانکحوا ماطاب لکم من النساء مثنیٰ وثلٰث وربٰع** عام ہے جس میں چار بیویاں جائز قرار دی گئی ہیں جب کہ حضور اس سے مخصوص و مستثنیٰ ہیں چنانچہ آپ نے بیک وقت چار سے زائد ازواج اپنے نکاح میں رکھیں جس کی تفصیل گذری اسی طرح آیت ہذا سے بھی حضور ﷺ مخصوص و مستثنیٰ ہیں اور لانورث والی حدیث مخصص یا ناسخ ہے **اعتراض** پھر اگر یہ کہا جائے کہ آپ کی پیش کردہ حدیث خبرِ واحد ہے جو صدیق اکبر نے سنی اور خبر واحد سے نہ تو قرآن کو منسوخ کر سکتے ہیں اور نہ ہی اس میں تخصیص لہٰذا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سیّدہ کو میراث نہ دینا صریح ظلم ہے سیّدہ نے اسی آیت کے پیشِ نظر مطالبہ فرمایا تھا کہ جب تمہاری اولاد تمہارا ورثہ لے گی تو میں تو رسول کی بیٹی ہوں میں اپنے والدِ گرامی کی میراث سے کیسے محروم ہوں گی اس کا یہی معنی تو ہے کہ خبرِ واحد قرآن کے مقابلہ میں قابل اعتبار نہ ہوگی۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث خبرِ واحد نہیں کیونکہ یہ حدیث جس طرح سیّدنا صدیق اکبر سے مروی ہے اسی طرح دیگر صحابہ یعنی حضرت حذیفہ ابن یمان، زبیر ابن عوام ابوالدرداء، ابوہریرہ،

عباس، علی، عثمان عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے جیسا کہ
ماسبق میں گزرا کہ جب حضرت عباس وعلی کا مقدمہ عدالتِ فاروق میں پیش ہوا تو وہاں یہ تمام مذکور صحابہ
موجود تھے اور آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں قسم دیتا ہوں اس اللہ کی جس کے حکم سے زمین وآسمان قائم ہیں
کیا تم جانتے ہو کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہمارا کوئی وارث نہیں جو ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے سب نے یک
زبان ہوکر عرض کی تھی کہ ہاں ہم جانتے ہیں اور حضرت علی وعباس سے بھی پوچھنے پر یہی جواب ملا تھا
جس سے وضاحت ہوتی ہے کہ یہ حدیث خبر مشہور ہے اور خبر مشہور کے ذریعہ قرآن میں تخصیص جائز۔
حکیم الامت فرماتے ہیں کہ نیز خبرِ واحد و مشہور کا فرق ہمارے لئے ہے جنہوں نے خود حضور ﷺ سے سنا
ان کے لئے وہ حدیث قرآن کی طرح قطعی ویقینی ہے نیز خود سیّدہ حضرت صدّیق سے روایت سن کر ایسی
خاموش ہوئیں کہ آپ نے وفات تک یہ مطالبہ کبھی نہ کیا۔

نیز بعد والے خلفاء حضرت عمر وعثمان وعلی وامام حسن نے اس حدیث پر عمل کیا کسی نے
حضور ﷺ کی میراث تقسیم نہ فرمائی (شیعہ کو چاہئے کہ سب کو غاصب وظالم کہا کریں ہائے افسوس ہے
تمہاری عقلوں پر)

پھر اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ یہ حدیث نصوص قرآنیہ کے خلاف ہے کیونکہ **ورث
سلیمان و داؤد** اور **رب هب لی من لدنک ولیّا یرثنی ویرث من ال یعقوب** سے معلوم
ہوتا ہے کہ انبیاء نے ترکہ چھوڑا اور وہ وارث ہوئے

تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان آیتوں میں وراثتِ علم مراد ہے نا کہ مالی کیونکہ اگر دنیوی وراثت
مراد ہوتی تو حضرت داؤد علیہ السلام کے انیس بیٹے تھے وہ سب کے سب وارث ہونے چاہئے تھے
صرف حضرت سلیمان ہی کو کیوں خاص کیا گیا تو چونکہ میراث علم ونبوّت صرف سلیمان ہی کو عطا ہوئی اس
وجہ کرفرمایا گیا کہ **ورث سلیمان داؤد** جس سے پتہ چلا کہ انبیاء کی میراث علم ونبوّت ہوتی ہے نہ کہ
مال یہی وجہ ہے کہ علماء کو انبیاء کا وارث ٹھہرایا گیا چنانچہ ارشاد فرمایا **العلماء ورثة الانبیاء** کہ انبیاء
کے حقیقی ورثا وہی ہیں جو کہ منصبِ حکمت ونبوّت کو سنبھالتے ہیں نیز دوسری آیات سے اس کی تائید بھی

ہوتی ہے کہ فرمایا **ولقد اتینا داؤد وسلیمان علما** کہ ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم عطا فرمایا نیز اگر حضرت یحییٰ علیہ السلام حضرت زکریا و آل یعقوب کے مالی وارث تھے تو کیا حضرت زکریا علیہ السلام کے زمانہ تک حضرت یعقوب علیہ السلام کا سارا موروثی مال بغیر تقسیم پڑا رہا ان کی اولاد در اولاد سارے بنی اسرائیل محروم رہے پھر حضرت زکریا علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام سے کم وبیش دو ہزار سال بعد ہیں کیسے ہوسکتا تھا کہ اتنے سال ان کا مال بغیر تقسیم میراث پڑا رہتا۔

تو ماننا پڑے گا کہ یہاں آپ کی دعا برائے وراثتِ علم ہے کہ الٰہی ایک ایسا فرزندِ صالح عطا فرما جو ورثۂ نبوت کو سنبھالے حاصلِ کلام یہ کہ یہاں وراثت سے مراد وراثتِ علم ہے نہ کہ مال۔ خیال رہے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کو حضور کی تلوار اور خچر نیز حضرت زبیر بن عوام کو چادر اور محمد بن مسلمہ کو دیگر چیزیں بطور تبرک دی تھیں نیز حضرت عمر نے حضرت عباس و علی کو باغِ فدک بطور تولیت دیا تھا نہ کہ بطور وراثت کے لہٰذا یہ اعتراض نہیں ہوگا کہ حضرت علی و عباس کو تو باغ فدک دیا گیا اسی طرح حضرت علی کو تلوار، دلدل، خچر اور حضرت زبیر کو چادر شریف محمد بن مسلمہ کو دوسری اشیاء دی گئیں اور سیدہ فاطمہ کو محروم رکھا گیا نیز صحابہ کرام حضور کے تبرکات محفوظ رکھتے تھے اور ان کی زیارت فرمایا کرتے تھے نیز حدیث شریف میں جو **غضبت** کے الفاظ ہیں اس سے مراد فطری افسوس تھا کہ مجھے اس حدیث کے بارے میں علم نہ تھا یہ جائے افسوس ہے اور یہ شانِ اہل بیت کے خلاف نہیں ہے کہ **فوق کل ذی علم علیم**۔

اُمّ المؤمنین سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے نواسے

نواسۂ رسول ﷺ سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ

آپ حضرت علی کے صاحبزادے اور نواسۂ رسول ﷺ ہیں کنیت ابو محمد تھی رمضان المبارک کی ۱۵ تاریخ ۳ھ میں پیدا ہوئے اور بعمر ۴۷ سال ۵۰/۵۸ ہجری میں وصال فرمایا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے اور شکل وشباہت، چال ڈھال، رنگ وروپ میں حضور ﷺ سے مشابہ تھے بڑے عابد وزاہد تھے

۲۵ حج پیدل ادا کیے بہت ہی سخی، حلیم، ذی وقار و صاحب حشمت تھے زندگی بھر فحش کلمہ زبان سے نہیں نکالا اپنے والد کی شہادت کے بعد چھ یا پھر سات ماہ مسند خلافت پر متمکن رہے جب اہلِ کوفہ نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تو جناب امیر معاویہ سے لڑائی کی شکل پیدا ہوگئی آپ نے مسلمانوں کی باہم لڑائی خونریزی کو پسند نہ کیا اور چند شرائط کے ساتھ خلافت جناب امیر معاویہ کے سپرد کردی اور صلح ہوگئی اور حضور کی وہ پیشن گوئی پوری ہوئی جس میں آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ میرا بیٹا حسن مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرائے گا۔

حضرت علی کی شہادت کے بعد آپ کے ہاتھ اہلِ کوفہ نے بیعت کی تھی جن کی تعدا چالیس ہزار تھی آپ سے تیرہ (۱۳) احادیث مروی ہیں حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ ان الحسن والحسین سیدا شباب اهل الجنة کہ حسن وحسین جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں حضور ﷺ نے حضرت حسن کو کندھوں پر بٹھایا تو کسی نے کہا سواری بڑی شاندار ہے حضور ﷺ نے جواب دیا سوار بھی تو بہت اچھا ہے بوقتِ سجدہ حضور ﷺ کی پیٹھ مبارک پر بیٹھ جاتے تو حضور ﷺ اس وقت تک سرِ اقدس نہیں اٹھاتے جب تک کہ جناب حسن اتر نہ جاتے آپ کو زہر دیا گیا اور اسی کے اثر سے آپ شہید ہوئے۔

(فیوض الباری ج ۳ ص ۸۴ کتاب الزکوۃ)

وہ حسن مجتبیٰ سیّد الاسخیا

راکب دوش عزت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ)

نواسۂ رسول ﷺ سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ

سیّد الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت ۵ شعبان ۴ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی حضور ﷺ نے آپ کا نام حسین اور شبیر رکھا اور آپ کی کنیت ابو عبداللہ اور لقب سبطِ رسول ﷺ اور ریحانِ رسول ﷺ ہے (سوانح کربلا) سیّدہ خاتونِ جنت حضرت حسن کی ولادت سے پچاس رات بعد

حضرت حسین کی حاملہ ہوئیں۔

آپ کا نسب یہ ہے حسین بن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف القرشی الہاشمی۔

والدہ کی طرف سے حسین بن فاطمہ بنت رسول وخدیجہ رضی اللّٰہ عنہم **وشبهه من الصدر الی اسفل منه** (اسدالغابه الجزء الثانی صفحه ۲۵)

آپ حضور ﷺ کے سینۂ اقدس سے لے کر قدمین شریفین تک مشابہ تھے۔

امه فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم سيدة نساء العالمين الا مريم (ایضاً)

آپ کی والدہ حضرت فاطمہ بنتِ رسول کریم ﷺ ہیں جو کہ مریم کے علاوہ تمام جہاں کی عورتوں کی سردار ہیں۔

جب کہ آپ اہلِ جنت کے نو جوانوں کے سردار ہیں۔ (ایضاً)

اسدالغابہ ہی میں ہے کہ

الحسن والحسين من اسماء اهل الجنة لم يكونا في الجاهلية

کہ حسن اور حسین اہل جنت کے ناموں میں سے ہیں جو کہ زمانۂ جاہلیت میں نہ تھے

حضور ﷺ فرماتے ہیں

حسين منی وانا من حسين احب الله من احب حسينا. (ایضاً)

کہ حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں جو حسین سے محبت کرے اللہ اسے محبوب رکھتا ہے

حضور ﷺ کو آپ کیساتھ کمال درجہ محبت تھی حدیث شریف میں ارشاد ہوا **عن ابن عباس من احبهما فقد احبنني ومن ابغضهما فقد ابغضنی** یعنی جس نے ان دونوں (حسنین کریمین) سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان سے عداوت کی اس نے مجھ سے عداوت کی۔

(سوانح کربلا)

ترمذی شریف کی روایت میں ہے کہ حضرت حسن سینۂ مبارک سے سرِ اقدس تک جب کہ حضرت حسین سینۂ مبارک سے پاؤں مبارک تک حضور ﷺ سے سب سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔

معدوم نہ تھا سایۂ ثقلین
اس نور کی جلوہ گہ تھی ذاتِ حسین
تمثیل نے اس سائے کے دو حصے کیے
آدھے سے حسن بنے آدھے سے حسین

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

حضور اقدس ﷺ ان دونوں نونہالوں کو پھول کی طرح سونگھتے اور سینہ سے لپٹاتے۔

(رواہ الترمذی)

حضرت ام الفضل فرماتی ہیں میں نے ایک روز حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر امام حسین کو آپ کی گود میں دیا کیا دیکھتی ہوں کہ چشمِ مبارک سے آنسوؤں کی لڑیاں جاری ہیں میں نے عرض کی یا نبی اللہ میرے ماں باپ حضور ﷺ پر قربان یہ کیا حال ہے؟ فرمایا جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے یہ خبر دی کہ میری امت میرے اس فرزند کو قتل کرے گی میں نے کہا کیا اس کو؟ فرمایا ہاں اور میرے پاس اس کے سرخ مقتل کی مٹی بھی لائے۔ (رواہ البیہقی، سوانح کربلا)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ ہمیں خطبہ ارشاد فرما رہے تھے

اذجاء الحسن والحسين عليها قميصان احمران تمشيان ويعثران فنزل رسول الله صلى الله عليه وسلم من المنبر فحملهما ووضعهما بين يديه

کہ حسنین کریمین جن پر دو قمیص سرخ رنگ کی تھیں گرتے پڑتے چلے آرہے تھے تو حضور منبر سے نیچے تشریف لائے اور ان دونوں کو اپنے سامنے بٹھالیا۔

اور فرمایا:۔

صدق الله انما اموالكم واولادكم فتنه

کہ اللہ نے سچ فرمایا ہے کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد آزمائش ہیں (ترمذی ص ۲۱۸)

حضرت انس سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ اپنے اہل بیت سے آپ کو سب سے زیادہ کون محبوب ہے تو حضور نے فرمایا الحسن والحسین کہ حسن اور حسین اور آپ حضرت فاطمہ سے فرمایا کرتے:۔

ادعی لی ابنی فیشمھما ویضمھما الیه

کہ اے فاطمہ میرے بچوں کو میرے پاس لاؤ پھر آپ دونوں کو سونگھتے اور اپنے ساتھ لپٹاتے۔ (ترمذی ص ۲۱۸)

واقعۂ کربلا کے بعد حضرت حسین کا سرِ مبارک ایک طشت میں رکھ کر ابن زیاد کے سامنے لایا گیا وہ مردود ایک چھڑی لے کر آپ کے دندانِ مبارک و ناک مبارک میں ٹھونکنے لگا اور بطورِ تمسخر کے آپ کے حسن کے بارے میں کچھ کہا حضرت انس نے جو کہ اس وقت وہاں موجود تھے فرمایا:۔

واللہ انه کان اشبھھم برسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم

کہ قسم بخدا یہ سب سے زیادہ حضور ﷺ کے ہمشکل تھے لہٰذا تمہیں اس کا مقابلہ کرنے میں شرم کرنی چاہیے تھی۔

ہائے افسوس...... تو نے کس چاند کو خاک میں ملا دیا طبرانی کی روایت میں ہے کہ ابن زیاد نے حضرت حسین کی آنکھوں اور ناک شریف میں چھڑی لگائی میں نے کہا کہ یہاں سے اپنی چھڑی ہٹا لے کیونکہ میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ ان مقامات کو بوسہ دیتے تھے جہاں تو چھڑی لگا رہا ہے تب وہ باز آیا اللہ کی شان ایک موقعہ ایسا آیا کہ جب ابنِ زیاد اور اس کے ساتھیوں کے کٹے ہوئے سر لائے گئے یہ سب سر ایک طشت میں تھے کہ شور مچا آیا وہ آیا دیکھا تو ایک سانپ آیا جو ابن زیادہ کے منہ ناک اور آنکھوں میں پھرا اور چلا گیا پھر شور مچا وہ آیا وہ آیا پھر وہی سانپ آیا اور اسی طرح ابن زیاد کے منہ و ناک میں گرا اور چلا گیا رب نے اس کی گستاخی کی سزا دنیا میں یہ دی اخروی سزا باقی ہے (مشکوٰۃ، مراۃ وغیرہ)

حضرت حسین کی شہادت دسویں محرم ۶۱ھ جمعہ کے دن بعدِ زوال کربلا میں ہوئی کربلا عراق میں کوفہ

اور حلہ کے درمیان ایک بستی کا نام ہے حضرت کو سنان بن انس غی یا شمر ذی الجوشن نے شہید کیا جب کہ خولی ابن یزید انجی نے آپ کا سرِ مبارک تنِ مبارک سے جدا کیا پھر ابن زیاد کے پاس لے کر پہنچا اور کچھ اشعار پڑھے اور انعام کا خواست گار ہوا چنانچہ کہا:۔

وفر رکابی فضة وذهبا

انی قتلت الملک المحجبا

قتلت خیر الناس امّا وابا

وخیرهم اذینسبون نسبا

ترجمہ:

......میری رکاب کو سونے اور چاندی سے بھر دے

......بیشک میں نے قتل کیا بڑے شہزادے کو

......میں نے قتل کیا جو کہ ماں وباپ کے اعتبار سے سب سے بہتر ہے

......اور لوگوں میں جس کا نسب سب سے اچھا اور اشرف ہے۔

قیل انه قتل مع الحسین من ولده واخوته واهل بیته ثلثة وعشرون رجلا.
یہ قول کیا گیا ہے کہ آپ کی معیت میں آپ کے خاندانی بھائی اولاد بھتیجوں میں سے ۲۳ مرد شہید کئے گئے اس وقت آپ کی عمر مبارک اٹھاون سال تھی روی عنه ابوهریرة رضی الله عنه وابنه علی زین العابدین وفاطمة وسکینة ابنتاه یعنی آپ سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ امام زین العابدین اور آپ کی صاحبزادیاں سکینہ وفاطمہ نے احادیث روایت فرمائیں خیال رہے ۶۷ھ میں عاشورہ ہی کے دن ابن زیاد کا قتل ہوا اور اس کو ابراہیم بن مالک الاشتر النخعی نے قتل کیا وبعث به المختار الی ابن الزبیر وبعث به ابن الزبیر الی علی بن الحسین یعنی اس کا سر مختار کے پاس بھیجا اور مختار نے عبداللہ ابن زبیر کے پاس اور انہوں نے حضرت امام زین العابدین کے پاس بھیجا۔(اکمال)

حضرت امام زین العابدین

آپ کی کنیت ابوالحسن نام علی بن حسین بن امیر المومنین علی بن ابی طالب ہے جب کہ کثرت عبادت کی وجہ سے حضرت کا لقب زین العابدین ہے علمِ حدیث میں اپنے والد ودیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے وارث ہیں آپ کے تلامذہ میں سے آپ کے صاحبزادے امام محمد باقر اور امام زہری خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں امام زہری فرماتے ہیں کہ میں نے کسی قریشی کو امام زین العابدین سے افضل واعلیٰ نہیں دیکھا یزید کے دور میں آپ کو کربلا سے دمشق تک زنجیروں میں جکڑ کر لایا گیا پھر عبدالملک بن مروان نے آپ کو اپنی حکومت میں گلے میں بھاری طوق ڈال کر مدینہ سے شام تک چلنے پر مجبور کیا آپ نے ان تمام مشقتوں کو بردباری سے برداشت فرمایا اور زبان سے اف تک جاری نہ فرمایا جب آپ کے شاگرد امام زہری کو خبر ہوئی تو دمشق میں عبدالملک بن مروان کے دربار میں پہنچے اور آپ کو رہا کروایا کان مع ابیہ یوم قتل وھو مریض فسلم آپ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن آپ کی معیت میں تھے لیکن مریض ہونے کی وجہ سے بچ رہے۔

ابن عیینہ زہری سے راوی فرماتے ہیں کہ مارأیت احدا کان افقہ منہ کہ میں نے آپ سے بڑھ کر کسی کو فقیہ نہ دیکھا۔

حضرت سعید بن مسیب فرماتے ہیں کہ مارأیت اورع منہ کہ میں نے آپ سے بڑھ کر کوئی صاحبِ تقویٰ نہ دیکھا۔

ایک دفعہ آپ نے احرام حج باندھا تو آپ کا رنگ پیلا ہو گیا اور تلبیہ نہ پڑھ سکے فقیل لہ مالک لاتلبی جب آپ سے کہا گیا کہ حضور آپ تلبیہ کیوں نہیں پڑھتے ہو فرمایا اخشی ان اقول لبیک فیقال لالبیک کہ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ میں لبیک کہوں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے لالبیک کی صدا نہ آجائے اور جب آپ سے کہا گیا کہ تلبیہ کہنا تو ضروری ہے تو آپ نے تلبیہ پڑھا اور آپ پر غشی طاری ہو گئی اور اپنی سواری سے نیچے آلیئے اور یہی حالت آپ پر پھر طاری رہی کہ جب لبیک کہتے تو خشیتِ الٰہی سے آپ بے ہوش ہو جاتے اور اسی حالت میں حج کی ادائیگی فرمائی

کان یصلی فی کل یوم ولیلة الف رکعة الی ان مات پوری زندگی روزانہ ایک ہزار رکعت ادا فرماتے وکان یسمی زین العابدین لعبادته کثرتِ عبادت کی وجہ سے آپ کا نام زین العابدین رکھا گیا۔(تهذیب التهذیب و اکمال وغیره)

ایک سال ہشام بن عبدالملک مروان حج کے لئے آیا اور طواف میں مشغول ہوا حجرِ اسود کو بوسہ دینا چاہتا تھا لیکن بھیڑ کی وجہ سے نہ دے سکا اسی اثنا میں حضرت امام زین العابدین مسجدِ حرام میں اس شان وشوکت سے داخل ہوئے کہ آپ کا چہرہ تاباں رخسار منور لباس معطر تھا طواف شروع فرمایا جب حجرِ اسود کو بوسہ دینے نزدیک گئے تو لوگ احترام وتعظیم کی خاطر وہاں سے ہٹ گئے تا کہ آپ بوسہ دے سکیں۔

شامیوں نے جب آپ کی یہ شان دیکھی تو ہشام سے کہنے لگے اے امیر المؤمنین آپ کو لوگوں نے بوسہ دینے کے لئے راہ نہ دی اور یہ خوبرو نوجوان جیسے ہی آیا لوگ ہٹ گئے اور جگہ خالی کردی ہشام کہنے لگا کہ میں اسے نہیں جانتا اس انکار کا مقصد یہ تھا کہ شامی لوگ انہیں نہ پہچانیں اور ان کی پیروی میں کہیں ان کی امارت کا شوق پیدا ہو جائے فرزدق شاعر نے کہا میں انہیں خوب جانتا ہوں لوگوں نے کہا ہمیں بتاؤ کہ یہ کون ہیں پھر فرزدق شاعر نے فی البدیہ یہ قصیدہ موزوں کر کے پڑھا۔

قصیدہ مدحیہ در شانِ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ

هذا الذی تعرف البطحا وطأته — والبیت یعرفه والحل والحرم

یہ وہ شخص ہے جس کے نشان قدم بطحا والے جانتے ہیں — اور خانۂ کعبہ، حل وحرم اس کو جانتے ہیں

هذا ابن خیر عباد الله کلهم — هذا التقی النقی الطاهر العلم

یہ شخص اللہ کے سارے بندوں میں سب سے بہتر بندے کا فرزند ہے — یہ پرہیزگار، پاکیزہ، نیکی میں مشہور ہے

هذاابن ابن فاطمة الزهراء ان كنت جاهله — بجده انبياء الله قد ختم

یہ فاطمہ زہرا کے فرزند کا فرزند ہے اگر ناواقف ہو — ان کے نانا پر اللہ تعالیٰ نے سلسلۂ نبوت ختم فرمادیا

يبين نورالدجى عن نورطلعته — كالشمس ينجاب عن اشراقها الظلم

ان کی منور پیشانی سے نور ہدایت اس طرح جلوہ فگن ہے — جس طرح آفتاب کی روشنی سے تاریکیاں جاتی رہتی ہیں

يغضى حياء ويغضى مهابة — فما يكلم الاحين يتبسم

یہ اپنی آنکھیں تو حیا سے نیچی رکھتا ہے اور لوگوں کی آنکھیں دبدبہ سے نیچی ہیں — اسی لئے رعب ودبدبہ ہٹانے کے لئے ہنس کر کلام کرتا ہے

اذارأته قريش قال قائلها — الى مكارم هذاينتهى الكرم

جب کوئی قریشی انہیں دیکھتا ہے تو وہ کہنے لگتا ہے کہ — ان کی بزرگیوں پر تمام بزرگیاں ختم ہیں

ينمى الى ذروة العز التى قصرت — عن نيلها عرب الاسلام والعجم

عزت ومنزلت کی ایسی بلندی پر فائز ہے جہاں — عرب وعجم کے مسلمان ان سے فخر نسبت پاتے ہیں

من جده وان فضل الانبياء له — وفضل امته وانت له الامم

ان کے نانا کی فضیلت سب نبیوں کی فضیلتوں سے زیادہ ہے — ان کی فضیلت سب امتوں سے زیادہ ہے

يكاد يمسكه عرفان راحته — ركن الحطيم اذاماجاء يستلم

جب حجر اسود کے بوسہ کے لئے قریب ہوں تو ان کی امنگوں کی راحت کی معرفت سے رکن حطیم بند ہو جائے

فی کفہ خیزران ریحہ عبق من کف اروع من عرنینہ شمم

ان کے ہاتھ میں شاہانہ چھڑی ہے جس کی خوشبو دل نواز ہے ان کی ہتھیلی کی خوشبو ہر طرف پھیل رہی ہے

سہل الخلیقة لایخفی بوادرہ یزینہ اثنان حسن الخلق والشیم

نرم اخلاق والے ہیں اچانک غصہ کا ان سے ڈر نہیں یہ اپنی دو خوبیوں حسن اخلاق اور عادت سے مزین ہیں

مشتقة عن رسول اللہ بنعمتہ طابت عناصرہ والجیم والشیم

رسول اللہ ﷺ کے اوصاف سے ان کی فضیلت نکلی ہے ان کے عناصر اور خوبو پاکیزہ ہے

فلیس قولک من ھذا بضائرہ العرب تعرف من انکرت والعجم

اے ہشام تیرا انکار انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاتا انہیں تو عرب و عجم سب پہچانتا ہے

کلتا یدیہ غیاث عم نفعھما تستوکفان ولا یعروھما العدم

ان کے دونوں ہاتھ فریادرس ہیں ان کا نفع عام ہے یہ ہاتھ خوب بخشش کرنے کے باوجود خالی نہیں ہوتے

عم البریة بالاحسان فانقشعت عنھا الغیابة والاملاق والظلم

مخلوق خدا پر ان کا احسان عام ہے جس سے گمراہی تنگدستی اور ظلم پراگندہ ہو کر رہ گئے

لایستطیع جواد بعد غایتھم ولا یدانیھم قوم وان کرم

کوئی بخشش کرنے والا ان کی بخشش کی حد سے نہیں بڑھ سکتا اور کوئی قوم ان کی ہمسر نہیں ہو سکتی اگرچہ کتنی ہی بزرگ ہو

هم الغیوث اذا ما ازمّة ازمت	والاُسُدُ اسدُالشری والناس محتدم
قحط سالی کے وقت یہ بارش ہیں	یہ شیر شیر ببر ہیں اور لوگ ملنے والے
من معشر حبهم دین وبغضهم	کفر و قربهم منجا و معتصم
یہ اس زمرہ میں سے ہیں جن سے محبت دین ہے اور ان سے عداوت	کفر ہے اور ان کا قرب باعث نجات اور جائے پناہ ہے
ان عداهل التقی کانوا ائمتهم	وقیل من خیراهل الارض قیلهم
اگر پرہیز گاروں کا شمار کیا جائے تو یہ سب کے امام ہیں	اگر اہل زمین سے اچھے لوگ شمار کیے جائیں تو یہی کہا جائے گا کہ یہی ہیں
سیان ذلک ان اثروا وان عدموا	لاینقص العسر بسطامن اکفهم
ان کے نزدیک تونگری اور مفلسی دونوں برابر ہیں	ان کے ہاتھوں کی فراخی کو تنگدستی کم نہیں کرتی
اللّٰه فضله کرماوشرفه	جری بذلک له فی اللوح والقلم
اللہ نے انہیں شرافت ومنزلت سے فضیلت دی	یہی حکم فضیلت لوح وقلم میں جاری ہوا
مقدم بعد ذکر اللّٰه ذکرهم	فی کل بدومختومٌ به الکلم
ذکر الٰہی کے بعد ان کا ذکر مقدم ہے	ہر میدان میں انہی کا کلمہ بول رہا ہے
ای القبائل لیست فی رقابهم	لاوّلیته هذا اوله نعم
وہ کون سا قبیلہ ہے جن کی گردنوں پر	ان کے اور ان کے اجداد کے احسان نہیں ہیں

(کشف المحجوب للسیّدی داتا گنج بخش علی هجویری رحمۃ اللہ علیہ)

آپ اہلِ مدینہ کے گھروں میں پوشیدگی سے کچھ مال بھیجا کرتے تھے

فلمامات علی بن الحسین فقدوا ما کانوا یوتون به

جب آپ کا وصال ہوا تو لوگوں کو پتہ چلا کہ یہ کس کی سخاوت تھی۔

کسی نے آپ سے پوچھا کہ شیخین کا مرتبہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں کیسا تھا؟ فاشار بیده الی القبر وقال منزلتهما منه الساعة آپ نے قبر انور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ان دونوں حضرات کا حضور ﷺ کی بارگاہ میں مرتبہ و مقام وہی تھا جو اس وقت ہے۔

(تهذيب التهذيب ج ٤ ص١٩٢)

حضرت اصمعی فرماتے ہیں کہ میں چاندنی رات کعبہ معظمہ کا طواف کر رہا تھا کہ میں نے ایک نہایت غمگین وحزین آواز سن تو طواف چھوڑ کر اس آواز کی طرف چلا دیکھا تو ایک حسین نوجوان کعبہ معظمہ کے پردوں سے لٹکا ہوا کہہ رہا تھا اے اللہ! اس وقت لوگ سو گئے اور ستارے اپنی تابانی سے رہ گئے تو ہی مالک حی قیوم ہے دنیا کے بادشاہوں نے دروازے بند کر دیئے اور ان دروازوں پر نگران پہرے دار کھڑے ہیں اور انہوں نے گداگروں سے ڈرتے ہوئے پردے لٹکا دیئے ہیں لیکن تیرا دروازہ ہر سائل کے لئے ہر وقت کھلا ہے اس لیے میں تیرے دروازے کا سائل ہوں اگرچہ گنہگار ہوں فقیر اور مسکین وقیدی ہوں تاہم تیری رحمت کا امیدوار ہوں اس لیے کہ تو ارحم الراحمین ہے۔

پھر یہ اشعار پڑھے:۔

يامن يجيب دعاء المضطر في الظلم — يا كاشف الضر والبلوى مع القسم

اے وہ ذات جو اندھیروں میں سب کی سنتی ہے — اے دکھ درد ٹالنے والے رب

قدنام وفدي حول البيت وانتبهوا — وانت ياحي ياقيوم لم تنم

میرے تمام ساتھی تیرے گھر کے گرد سو کر بیدار ہو گئے — اور تو حی قیوم نہیں سویا

ادعوك ربي ومولاي ومستندي — فارحم بكائي بحق البيت والحرم

اے رب میں تجھے پکار رہا ہوں تو میرا مولا وسہارا ہے — بیت الحرام کے واسطے میرے رونے پر رحم فرما

انت الغفور فجدلي منك مغفرة — اواعف عن ياذا الجود والنعم

توغفور ہے مجھے اپنی بارگاہ سے مغفرت عطا فرمادے
اور مجھے معاف فرمادے اے جود اور نعمتوں والے

ان کان عفوک لایرجوہ ذوجرم
فمن یجود علی العاصین بالکرم

اگر مجرم تیری معافی کی امید نہ رکھے
تو گنہگاروں پر کون کرم کرے گا

اس کے بعد آسمان کی طرف سر اٹھا کر عرض کی الٰہی وسیّدی ومولائی اگر میں اطاعت کرتا ہوں تو تیری منت واحسان ہے اگر میں نافرمانی کروں تو وہ میری جہالت ہے اور تیرے لئے مجھ پر حجت اور تیری حجت میرے ہاں موجود میرے حال پر رحم فرما اور میرے گناہ بخش دے اور مجھے میرے دادا میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور اپنے حبیب اور اپنے صفی اور اپنے نبی ﷺ کی زیارت سے محروم نہ فرما۔

(روح البیان)

شعر:

صدقہ پیارے کی حیا کا کہ نہ لے مجھ سے حساب
بخش بے بوجھے لجائے کو لجانا کیا ہے
کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا
تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

(اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

اس کے بعد مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:۔

الا ایھا المامول فی کل شدۃ
الیک شکوت الضر فارحم شکایتی

اے وہ ذات جو ہر سختی میں کام آتی ہے
میں نے اپنے دکھ کا تجھ سے شکوہ کیا تو میری شکایت پر رحم فرما

الا یا رجائی انت کاشف کربتی
فھب لی ذنوبی کلھا واقض حاجتی

اے میری امید گاہ تو ہی میرے غم کھولتا ہے میرے تمام گناہ بخش دے اور میری ضرورت پوری فرما

فزادی قلیل ما اراہ مبلغی علی الزاد ابکی ام لبعد مسافتی

ہائے افسوس! میرا رختِ سفر کم ہے میں منزلِ مقصود پر نہیں پہنچ سکوں گا اب میں زادِ راہ کو روؤں یا سفر کی بعد مسافت کو

اتیت باعمال قباح ردیئة وما فی الوری خلق جنی کجنایتی

تیری بارگاہ میں گندے ردی گناہ لے کر حاضر ہوں اور دنیا میں مجھ جیسے اور کسی کے گناہ نہ ہوں گے

فرماتے ہیں کہ یہ اشعار پڑھتے پڑھتے وہ بے ہوش ہو کر گر پڑے میں نے قریب جا کر دیکھا تو وہ امامِ زین العابدین تھے میں نے فوراً اٹھا کر انہیں گود میں لے لیا اور ان کے رونے پر خوب رویا یہاں تک کہ میری آنکھوں سے بہتے ہوئے آنسوان کے چہرۂ اقدس پر پڑے تو انہوں نے آنکھ اٹھا کر دیکھا اور فرمایا تو کون ہے؟ تو نے مجھے اپنے محبوب مشغلے سے روکا۔

میں عرض گذار ہوا حضور میں آپ کا غلام اصمعی ہوں اور عرض کی حضور اتنی جزع وفزع کیوں جب کہ آپ خاندانِ نبوت اور معدنِ رسالت سے ہیں آپ حضرات کے بارے میں ہے انما یرید اللّٰہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھر کم تطھیرا آیہ کریمہ نازل ہوئی یہ سن کر سیدھے ہو بیٹھے اور فرمایا اے اصمعی یہ کیا کہا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بہشت اپنے مطیعین کے لئے پیدا فرمائی اگر چہ وہ حبشی غلام ہوں اور دوزخ اپنے نافرمانوں کے لئے پیدا فرمائی ہے اگر چہ وہ بادشاہ اور قریشی ہوں کیا تو نے نہیں سنا فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینھم یومئذ ولا یتساء لون ۔

خیال رہے اس مقام پر حضرت امامِ زین العابدین کا مذکورہ آیت پڑھنا بطورِ عجز وکمالِ انکساری کے ہے کیوں کہ اس نسب سے مراد وہی ہیں جو دنیا میں لوگ ایک دوسرے پر فخر کرتے تھے اور

آپس کے نسبی تعلقات پر بحث کرتے تھے اس دن یہ سب منقطع ہو جائے گا قریش کو اوس پر اور اوس کو خزرج پر کوئی فخر نہ ہوگا اس دن تو ان اکرمکم عند اللہ اتقکم کا ظہور ہوگا کہ جو اللہ سے زیادہ ڈرنے والا ہے وہی عزت والا ہوگا۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ:۔

اذا کان یوم القیمة جمع اللّٰه الاولین والاخرین

جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ اولین وآخرین کو جمع فرمائے گا۔

اور ایک روایت میں ہے:۔

یوخذ بیدا العبد او الامة یوم القیمة علی رؤس الاولین والاخرین ثم ینادی مناد الا ان هذا فلان بن فلان فمن کان له حق قبله فلیات الی حقه

کہ اس دن بندہ یا بندی کا ہاتھ پکڑ کر اولین وآخرین کے سامنے اعلان ہوگا کہ یہ فلان ابن فلان ہے، تو جس کسی کا کوئی حق اس کے ذمہ ہو وہ اپنا حق پیش کرے۔

اور ایک روایت میں ہے:۔

من له مظلمة فلیجیء لیأخذ حقه فیفرح واللّٰه المرء ان یکون له حق علی والده او ولده او زوجته وان کان صغیرا

کہ اعلان ہوگا کہ جس پر کوئی ظلم ہوا ہے وہ آئے تا کہ اپنا حق لے لے اس وقت آدمی خوش ہوگا اس سے کہ اس کا حق باپ یا اولاد یا بیوی پر ہو اگرچہ وہ کم عمر ہی کیوں نہ ہو۔

(تفسیر حسنات)

اور رہا حضور ﷺ کا نسب تو فرماتے ہیں:۔

کل سبب ونسب منقطع یوم القیمة الاسببی ونسبی

کہ ہر علاقہ ورشتہ روزِ قیامت قطع ہو جائے گا مگر میرا علاقہ اور رشتہ (نہ ٹوٹے گا)

نیز فرماتے ہیں:۔

کل نسب وصهر ينقطع يوم القيمة الانسبى وصهری

کہ نسبی وسرالی سب رشتے قیامت میں منقطع ہو جائیں گے مگر میرے رشتے

ایک روایت میں یوں ہے کہ حضور ﷺ نے لوگوں کو جمع کیا اور منبر پر تشریف لے گئے پھر فرمایا

ما بال اقوام يزعمون ان قرابتی لاتنفع کل سبب ونسب ينقطع الانسبى وسببى فانها موصولة فى الدنيا والاخرة

کہ کیا حال ہے ان لوگوں کا کہ گمان کرتے ہیں کہ میری قرابت نفع نہ دے گی ہر علاقہ ورشتہ قیامت میں منقطع ہو جائے گا مگر میرا رشتہ وعلاقہ کہ دنیا وآخرت میں بڑھا ہوا ہے۔

دوسری حدیث میں یوں فرمایا:۔

ما بال يقولون ان رحم رسول الله صلى الله عليه وسلم لاتنفع قومه يوم القيمة والله ان رحمى موصولة فى الدنيا والاخره ۔۔۔۔

کیا خیال ہے ان شخصوں کا کہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی قرابت روزِ قیامت ان کی قوم کو نفع نہ دے گی خدا کی قسم میری قرابت دنیا وآخرت میں پیوستہ ہے

نیز حضور ﷺ فرماتے ہیں:۔

ما بال اقوام يزعمون ان رحمى لاتنفع بل حتى حاء وحكم

کیا حال ہے ان لوگوں کا گمان کرتے ہیں کہ میری قرابت نفع نہ دے گی ہاں نفع دے گی یہاں تک کہ قبائل حاء وحکم دو قبیلۂ یمن کو

نیز حضور فرماتے ہیں:۔

رأيت كانى دخلت الجنة لجعفر درجه فوق درجة زيد فقلت ماكنت اظن ان زيدا دون جعفر فقال جبرئيل زيد ليس بدون جعفر ولكنا فضلنا جعفر لقرابة منك.

کہ میں نے جنت کو ملاحظہ فرمایا کہ جعفر بن ابی طالب کا درجہ زید بن حارث کے درجہ سے

اوپر ہے میں نے کہا مجھے گمان نہ تھا کہ زید جعفر سے کم ہے جبرئیل نے عرض کی زید جعفر سے تو کم نہیں مگر ہم نے جعفر کا درجہ اس لیے زیادہ کیا ہے کہ آپ کو حضور سے قرابت ہے۔

(رسالۂ مبارکہ اراۃ الادب لفاضل النسب لامام احمد رضا محدث بریلوی)

خیال رہے مذکورہ بالا احادیث نصِ قرآنیہ کے معارض نہیں ہیں کیونکہ نسبتوں کا ختم ہو جانا ایک مخصوص وقت میں ہوگا کیونکہ قیامت میں مختلف مواقف ومجالس ہوں گی ہر مجلس دوسری سے الگ نوعیت کی ہوگی کہ کہیں گھبراہٹ وشدّت زیادہ ہوگی تو ایک دوسرے سے بے خبر ہوں گے اور کہیں افاقہ ہوگا تو ایک دوسرے سے سوال کریں گے مزید برآں یہ کہ اللہ کا فرمان **فاقبل بعضهم علی بعض یتساء لون** سوال کرنے کی تصریح فرما رہا ہے لہٰذا پہلی آیت کا ظہور صعقۂ اولیٰ کے وقت ہوگا جب کہ دوسری کا افاقہ کے بعد اور **فاذا نفخ فی الصور** بھی اسی پر دلالت کر رہا ہے۔

اسی طرح حدیث **لا اغنی عنکم شیأ** میں اغنائے ذاتی مراد ہے نہ کہ اغنائے عطائی کیونکہ اگر اغنائے عطائی مراد لیا جائے تو یہ احادیثِ متواترۂ شفاعت واجماعِ اہلسنت کے خلاف ہے۔

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا وصال

۹۶ھ میں ہوا اس وقت آپ کی عمر مبارک اٹھاون ۵۸ سال تھی

اور جتنے ہیں شہزادے اس شاہ کے
ان سب اہل مکانت پہ لاکھوں سلام
ان کی بالا شرافت پہ اعلیٰ درود
ان کی والا سیادت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رضی اللہ عنہ)

مزارِ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ

حضرت امام حسن وحسین کا سرِ مبارک اور امامِ زین العابدین اور امام باقر اور امامِ جعفر صادق اور حضرت فاطمہ کے مزارات جنت البقیع قبۂ سیّدنا عباس میں ہیں۔ (انوار البشارۃ)

تعظیمِ سادات

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سادات کرام کی تعظیم فرض ہے اوران کی توہین حرام ہے

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جو میری اولاد اور انصار اور عرب کا حق نہ پہنچائے وہ تین علتوں سے خالی نہیں یا تو منافق ہے یا حرام یا حیضی بچہ نیز محبتِ آلِ اطہار میں متواتر حدیثیں بلکہ قرآن عظیم کی آیت کریمہ ہے

قل لااسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربی.

خلاصۂ کلام یہ کہ سادات کرام کی محبت مسلمان کا دین ہے اوراس سے محروم ناصبی خارجی جہنمی ہے والعیاذ باللہ

حضور سیّدی شیر بیشۂ اہل سنت مولانا حشمت علی خان صاحب علیه الرحمة کے پاس ایک سیّدزادے پڑھتے ذہن کند تھا سبق یاد نہ ہو پاتا تھا آپ نے اعلیٰ حضرت محدثِ بریلوی رضی اللہ عنہ سے عرض کی حضور سیّدلڑکا اگر سبق یاد نہ کرتا ہو تو کیا سزا دی جاسکتی ہے؟

حضور سیّدی اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ عنہ نے فرمایا

مولانا کیا فرماتے ہیں سیّدزادہ اور سزا ہرگز نہیں اس پر عرض گزار ہوئے تو پھر پڑھے گا نہیں جاہل رہے گا۔

فرمایا جب مجبور ہو جائے تو یہ نیت کرلی جائے کہ شہزادے کے پاؤں میں مٹی لگی ہے اسے صاف کر رہا ہوں۔

نیز ایک مقام پر فرماتے ہیں:۔

”ذلیل خدمت اس سے لینا جائز نہیں اور نہ ہی ایسی خدمت پر اسے ملازم رکھنا جائز اور جس خدمت میں ذلّت نہیں اس پر ملازم رکھ سکتے ہیں بحالِ شاگرد بھی جہاں تک عرف اور معروف شرعاً جائز ہے لے سکتا ہے اور مارنے سے مطلقاً احتراز کرے۔

ضروری ہدایات

☆۱۔زکوٰۃ سادات کرام وسائر بنی ہاشم پر حرامِ قطعی ہے جس کی حرمت پر ہمارے ائمہ ثلاثہ بلکہ ائمہ اربعۂ مذاہب کا اجماع قائم ہے۔

(تجلی المشکوٰۃ تصنیف لطیف سیّدنا اعلیٰ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ۔)

☆۲۔بنو ہاشم یہ ہیں۔ (۱) آلِ علی (۲) آلِ عباس (۳) آل جعفر (۴) آل عقیل (۵) آل حارث بن عبدالمطلب۔ (تجلی المشکوٰۃ)

☆۳۔زکوٰۃ کے حرام ہونے کی علت ان حضرات کی عزت وکرامت ہے کہ زکوٰۃ مال کا میل اور گناہوں کا دھوون جو اس ستھری نسل والوں کے قابل نہیں۔ (اعلیٰ حضرت ایضاً)

☆۴۔ہاشمی کے آزاد شدہ کو بھی زکوٰۃ جائز نہیں۔ (ایضاً)

☆۵۔فاطمہ عورت کا بیٹا جب کہ ہاشمی نہ ہو اس کو زکوٰۃ جائز ہے۔

(تجلی مشکوٰۃ شائع کردہ مرکزی مجلس رضا لاہور)

☆۶۔شرع میں نسب باپ سے ہے بعض مشہورین کہ ماں کے سیّدانی ہونے سے سیّد بن بیٹھے ہیں اور باوجود تفہیم اس پر اصرار کرتے ہیں بحکمِ حدیثِ صحیح مستحقِ لعنتِ الٰہی ہوتے ہیں والعیاذ باللہ (فتاویٰ رضویہ شریف ج۱۰ ص۱۰۹ جدید)

☆۷۔سیّد اگر اسلام سے خارج ہو جائے مثلاً ہندو، سکھ، مرزائی، رافضی وغیرہ بن جائے تو نہ وہ سیّد ہے نہ ہی اس کے یہ فضائل کیونکہ کفر کی وجہ سے اس کا نسب حضور ﷺ سے ٹوٹ گیا۔ الغرض جو اپنے آپ کو سیّد کہے لیکن عقائد کفریہ رکھے وہ مسلمان ہی نہیں سیّد ہونا تو بڑی بات ہے۔

(الکلام المقبول)

☆۸۔حضرت علی کی وہ اولاد جو حضرت خاتون جنت سے ہے اسے سیّد کہتے ہیں نیز سیّد وہ ہوگا جس کا باپ سیّد ہو اگر ماں سیّدانی اور باپ غیر سیّد ہے تو وہ سیّد نہیں نہ ہی اس پر سادات والے احکام جاری ہوں گے۔اور اگر باپ سیّد ماں غیر سیّد ہو تو وہ سیّد ہوگا اور اگر ماں باپ دونوں سیّد ہیں تو وہ نجیب

طرفین سیّد ہے جیسے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ۔ (الکلام المقبول)

☆ ۹۔ ساری قومیں گمراہ ہو سکتی ہیں مگر سارے سیّد کبھی گمراہ نہیں ہو سکتے۔

(رسالۂ مبارکہ امیر معاویہ)

☆ ۱۰۔ امام مہدی سیّد ہی ہوں گے جو دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔ (ایضاً)

☆ ۱۱۔ خلافتِ ظاہری اگرچہ اہلِ بیت سے منتقل ہوگئی مگر خلافت باطنی تا قیامت سادات میں رہے گی چنانچہ ہر زمانہ میں قطب الاقطاب سیّد ہی ہوگا۔ (الصواعق، ورسالۂ مبارکہ امیر معاویہ)

☆ ۱۲۔ سیّد سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو ہم اس گناہ کو برا سمجھیں سیّد کو برا نہ سمجھیں۔

(رسالۂ مبارکہ امیر معاویہ)

☆ ۱۳۔ سنی سیّد کی بے توقیری سخت حرام ہے صحیح حدیث میں ہے:۔

ستة لعنتهم لعنهم الله و كل نبى مجاب الزائد فى كتاب الله و المكذب بقدر الله و المستحل من عترتى ما حرّم الله. (ترمذی شریف کتاب القدر)

چھ شخص ہیں جن پر میں نے لعنت کی ان پر اللہ لعنت کرے اور ہر نبی کی دعا مقبول ہے ازانجملہ ایک وہ جو کتاب اللہ میں اپنی طرف سے کچھ بڑھائے اور وہ جو خیر وشر سب کچھ اللہ کی تقدیر سے ہونے کا انکار کرے اور وہ جو میری اولاد سے اس چیز کو حلال رکھے جو اللہ نے حرام کیا۔

(فتاویٰ رضویہ شریف ج ۲۴ جدید ص ۳۴۱)

☆ ۱۴۔ اس میں شک نہیں جو سیّد کی تحقیر بوجہ سیادت کرے وہ مطلقاً کافر ہے اس کے پیچھے نماز محض باطل ہے ورنہ مکروہ۔ (ایضاً ص ۳۴۲)

☆ ۱۵۔ اور جو سیّد مشہور ہو اگرچہ واقعۃً نہ معلوم ہو اسے بلا دلیلِ شرعی کہہ دینا کہ یہ صحیح النسب نہیں اگر شرائطِ قذف کا جامع ہے تو صاف کبیرہ ہے اور ایسا کہنے والا اسّی کوڑوں کا سزاوار اور اس کے بعد اس کی گواہی ہمیشہ کے لئے مردود اور اگر بشرطِ قذف نہ ہو تو کم از کم بلاوجہ شرعی ایذائے مسلم ہے اور بلاوجہ شرعی ایذائے مسلم حرام۔ (فتاویٰ رضویہ شریف ج ۲۴ جدید ص ۳۴۲)

☆۱۶۔رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں **لاتقولوا للمنافق سید فانہ ان یکن سید فقد استخطتم ربکم عزوجل** منافق کو سیّد نہ کہو کہ اگر وہ تمہارا سیّد ہو تو بے شک تم پر تمہارے رب کا غضب ہوا **اذ قال الرجل للمنافق یا سیّد فقد اغضب ربہ عزوجل** جو کسی منافق کو اے سیّد کہے اس نے اپنے رب عزوجل کا غضب اپنے اوپر لیا **والعیاذ باللّٰہ**۔

☆۱۷۔جو کافر ہو وہ قطعاً سیّد نہیں نہ اسے سیّد کہنا جائز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **انہ لیس من اھلک**۔

☆۱۸۔سیّد صحیح النسب سے کفر واقع نہ ہوگا۔

☆۱۹۔کوئی عقیدہ کفریہ رکھنے والا رافضی، وہابی، متصوف، نیچری ہرگز سیّد صحیح النسب نہیں۔

(ختم النبوّت تصنیفِ لطیف محدثِ بریلوی)

☆۲۰۔متوسط حال والے اگر مصارف مستحبہ کی وسعت نہیں دیکھتے تو **بحمد اللہ** وہ تدبیر ممکن ہے کہ زکوٰۃ کی زکوٰۃ ادا ہو اور خدمتِ سادات بھی بجا ہو یعنی کسی مسلمان مصرفِ زکوٰۃ معتمد علیہ کو کہ اس کی بات سے نہ پھرے مالِ زکوٰۃ سے کچھ روپے بہ نیتِ زکوٰۃ دے کر مالک کردے پھر اس سے کہے تم اپنی طرف سے فلاں سیّد کی نذر کردو اس میں دونوں مقصود حاصل ہو جائینگے کہ زکوٰۃ تو اس فقیر کو گئی اور یہ جو سیّد نے پایا نذرانہ تھا اس کا فرض ادا ہو گیا اور خدمتِ سیّد کا کامل ثواب اسے اور فقیر دونوں کو ملا۔

(فتاویٰ رضویہ شریف ج۱۰ ص۱۰۶ جدید)

☆۲۱۔بڑے مال والے اگر اپنے خالص مالوں سے بطورِ ہدیہ ان حضراتِ علیہ (سادات کرام) کی خدمت نہ کریں تو ان مال والوں کی بے سعادتی ہے۔

(فتاویٰ رضویہ شریف ج۱۰ ص۱۰۵ جدید)

اشعار:

باغِ جنت کے ہیں ہر مداح خوانِ اہلِ بیت

تم کو مژدہ نار کا اے دشمنانِ اہلِ بیت

کس زبان سے ہو بیان عز و شانِ اہلِ بیت

مدح خوان مصطفیٰ ہے مدحِ خوان اہلِ بیت

بے ادب گستاخ فرقے کو سنا اے حسن

یوں کہا کرتے ہیں سنی داستان اہلِ بیت

(مولانا حسن رضا خان رضی اللہ عنہ)

لطیفہ

کسی نے حضور سیّدی امیرِ ملت قطب الوقت سیّد جماعت علی شاہ صاحب رضی اللہ عنہ (بانیٔ پاکستان) سے پوچھا کہ حضور سیّد دوزخ میں جاسکتے ہیں یا نہیں؟ فرمایا رب تو نہیں چاہتا کہ سیّد دوزخ میں جائیں اگر ان میں سے کوئی خود ہی دوزخ میں چھلانگ لگائے تو اس کی مرضی۔

(تفسیر نعیمی ج ٤ ص ١٧٨)

الحمدللہ راقم الحروف کو حضور سیّدی پیر سیّد جماعت شاہ صاحب رضی اللہ عنہ کے مزار پر انوار کی حاضری کا شرف سال رواں کے ماہ ربیع الاوّل میں اپنے شفیق استاد حضرت مفتی عطاء المصطفیٰ وقبلہ گرامیٔ القدر سیّد واجد علی شاہ صاحب (چشم وچراغ آستانہ کوٹلی میانی) ودیگر احباب کے ہمراہ حاصل ہوا فللہ الحمد صاحب مزار کو پندرہ ہزار احادیث بسند حفظ تھیں ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء.

☆☆☆..........☆☆☆..........☆☆☆

تیسرا باب

تذکرہ اُمّ المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا

اُمّ المؤمنین سیّدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کو حضور سیّد عالم ﷺ کی زوجیت میں آنے کا شرف حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد حاصل ہوا اب اس میں اختلاف ہے کہ آیا پہلے آپ حضور ﷺ کی زوجیت میں آئیں یا پھر اُمّ المؤمنین سیّدہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا جس کی وجہ یہ ہے کہ آپ دونوں کا نکاح چند دنوں کے فرق سے ہوا۔

نام ونسب

آپ کا نام ونسب الاصابہ میں یوں بیان فرمایا گیا:۔

سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس آپ قریش قبیلہ سے تعلق رکھتی ہیں۔

اور آپ کا والدہ کی طرف سے سلسلہ نسب یہ ہے سودہ بنت شموس بنت قیس بن زید الانصاریہ بنونجار سے آپ تعلق رکھتی ہیں۔(الاصابہ ج ۸ ص ۱۹۶)

سیّدہ کی کنیت ام الاسود ہے۔ سیّدہ کا نسب حضور ﷺ سے لوی میں مل جاتا ہے۔(مدارج)

نکاح اوّل

پہلے آپ اپنے چچازاد کے نکاح میں تھیں جن کا نام سکران بن عمرو بن عبد الشمس ہے جو کہ سہیل بن عمرو کے بھائی ہیں سیّدہ اور آپ کے ساتھ آپ کے شوہر اوائلِ بعثت میں ہی مکۂ مکرمہ میں مشرّف باسلام ہوئے اور اپنے شوہر کیساتھ ہی ہجرتِ حبشہ بھی فرمائی پھر وہاں سکران کا انتقال ہوا ایک روایت یہ بھی ہے کہ مکّہ مکرمہ میں ہوا۔(مدارج شریف)

اُمّ المؤمنین سیّدہ سودہ بنت زمعہ کا خواب

مدارج شریف، طبقات ابن سعد میں فرمایا گیا سیّدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا جب

مکۃ المکرمہ واپس آئیں تو آپ نے خواب میں دیکھا کہ سیّد عالم ﷺ آپ کے پاس تشریف لائیں ہیں اور قدمِ اقدس ان کی گردن پر رکھا ہے۔

جب آپ نے اس خواب کو اپنے شوہر سے بیان فرمایا تو انہوں نے کہا کہ اگر آپ سچ فرماتی ہیں تو عنقریب میں انتقال کر جاؤں گا اور اللہ کے رسول ﷺ آپ کو چاہیں گے۔

دوسرا خواب

اس کے بعد اُمّ المؤمنین سیّدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا نے ایک اور خواب دیکھا کہ وہ ٹیک لگائے ہوئے ہیں اور آسمان سے چاند ان پر آپڑا ہے اس کو جب آپ نے سکران پر بیان فرمایا تو انہوں نے وہی کہا جو کہ پہلے کہا تھا اس کے بعد سکران کی حالت خستہ ہوگئی اور چند ہی دنوں میں وصال فرما گئے سیّدہ کا سکران سے ایک صاحبزادہ ہوا جن کا نام عبدالرحمٰن تھا۔

سیّدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کا حضور ﷺ سے عقدِ نکاح

اُمّ المؤمنین سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد حضور افسردہ رہتے تھے کیونکہ سیّدہ کے وصال کے بعد آپ کی صاحبزادیاں اکیلی رہ گئی تھیں لہٰذا اس حالت کو دیکھ کر حضور پریشان رہتے جس کی وجہ سے صحابہٴ کرام بھی غمگین رہتے حتیٰ کہ حضرت خولہ بنت حکیم نے عرض کی حضور ﷺ آپ کو ایک غم گسار رفیقِ حیات کی ضرورت ہے پھر حضور کی اجازت ملنے پر آپ نے دو خواتین کے نام پیش فرمائے جن میں کی ایک اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں اور دوسری اُمّ المؤمنین سیّدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

اس کے بعد حضرت خولہ بنت حکیم سیّدہ سودہ بنت زمعہ کے ہاں پیغام نکاح لے کر گئیں تو انہوں نے قبول فرمالیا اور آپ کے والد جو کہ ان دنوں ضعیف العمر تھے انہوں نے بھی آپ کو حضور سے نکاح کرنے کی اجازت دے دی چنانچہ حضور ﷺ ان کے گھر تشریف لے گئے اور زمعہ نے خطبہٴ نکاح پڑھا اور چار سو درہم حق مہر طے ہوا۔ (مسند امام احمد بن حنبل)

امام الانبیاء کی اقتداء میں نماز

اُمّ المؤمنین سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کو ہنسایا کرتی تھیں ایک دفعہ فرمانے لگیں کہ حضور ﷺ گذشتہ شب میں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی فرکعت بی حتی امسکت بانفی مخافة ان یقطر الدم فضحک تو آپ نے رکوع کو اتنا طول دیا کہ میں نے اس خوف سے کہ کہیں نکسیر نہ پھوٹ جائے اپنے ناک کو پکڑے رکھا تو اس پر حضور مسکرا دیئے۔(الاصابہ ج۸ ص ۱۹۷)

حضور کے فرمان پر عمل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع حضور ﷺ نے اپنی تمام ازواج سے فرمایا کہ یہ حجۃ الاسلام تھا جو گردنوں سے اتر چکا ہے اس کے بعد اب تم اپنے کو غنیمت جانو اور اپنے گھروں سے باہر نہ نکلو حضور ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد تمام ازواج نے حج ادا فرمائے لیکن سیّدہ سودہ بنت زمعہ اور سیّدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہما حج پر نہ گئیں اور فرماتی تھیں کہ حضور ﷺ کے بعد ہم سوار نہ ہوں گے جس طرح کہ ہمیں آپ نے وصیت فرمائی ہوئی ہے۔

(مسند امام احمد و مدارج)

حضور ﷺ کی معیت میں حج

اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ:۔

استاذنت سودة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلة المزدلفة تدفع قبله وقبل حطمة الناس و كانت امرأة ثبطة

اُمّ المؤمنین سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ سے اجازت طلب کی حضور ﷺ سے اور لوگوں کی بھیڑ سے پہلے مزدلفہ جانے کی تو آپ نے سیّدہ کو اجازت عطا فرمائی اور آپ بھاری جسم کی تھیں۔(مسلم شریف کتاب الحج باب استحباب تقدیم دفع الضعفة من النساء وغیرهن ج۱ ص۴۱۷)

اُمّ المومنین سیّدہ سودہ کا اپنی باری حضرت صدّیقہ کو دینا

حضرت ابن عباس سے سند صحیح کے ساتھ امام ترمذی نے تخریج فرمائی ہے کہ سیّدہ سودہ کو جب حضور ﷺ کے طلاق دینے کا خوف ہوا تو آپ نے عرض کی **لا تطلقنی وامسکنی واجعل یومی لعائشة ففعل** کہ حضور ﷺ مجھے طلاق نہ دیں حضور مجھے اپنے ساتھ رکھیں اور میں اپنی باری عائشہ کو دیتی ہوں تو حضور نے ایسا ہی کیا جس پر یہ آیت:۔

فلا جناح علیهما ان یصلحا بینهما صلحا و الصلح خیر.

تو ان پر گناہ نہیں کہ آپس میں صلح کرلیں اور صلح خوب ہے نازل ہوئی

(ترمذی و ابو داؤد و اصابه)

ایک دوسری روایت میں حضرت صدّیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:۔ **ان سودة لما کبرت قالت یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدجعلت یومی منک لعائشة فکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقسم لعائشة یومین یومها ویوم سودة متفق علیه** (مشکوٰۃ ص ۲۷۹، مسلم ج ۱ ص ۴۷۳)

کہ سیّدہ سودہ جب بڑی عمر کی ہوئیں تو عرض گزار ہوئیں اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے اپنی باری کا دن عائشہ کو دیا چنانچہ حضور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے دو دن دیتے تھے ایک ان کا اور دوسرا سودہ کا۔ چونکہ سیّدہ سودہ چاہتی تھیں کہ قیامت کے دن حضور ﷺ کی زوجیت میں اٹھوں اس وجہ سے انہوں نے اپنا دن عائشہ کو ہبہ فرما دیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ بیوی اپنی باری اپنی سوکن کو دے سکتی ہے کیونکہ حقوق کا ہبہ درست ہے لیکن بعد میں چاہے تو رجوع بھی کرسکتی ہے اسی طرح مہر و نفقہ وغیرہ بھی معاف کرسکتی ہے۔ (مراۃ)

اُمّ المومنین سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا کی مرویات

آپ سے پانچ روایات کتب متداولہ میں موجود ہیں جن میں سے ایک بخاری میں ہے

اور باقی چار سنن اربعہ میں پائی جاتی ہیں۔ (مدارج ونزھۃ القاری وغیرہ)

آپ سے ابن عباس، یحییٰ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن سعد بن زرارہ وغیرہ نے روایات بیان فرمائیں۔ (تہذیب التہذیب ج ٦ ص ٥٩٩)

سیّدہ سودہ وعائشہ رضی اللہ عنہما کا ایک دوسرے کو حریرہ ملنا

ایک دفع اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حریرہ (آٹا دودھ میں ملا کر پکاتے ہیں اور یہ کھیر کی طرح رقیق ہوتا ہے) بنایا اور اُمّ المؤمنین سودہ کو کھانے کے لئے کہا مگر آپ نے انکار فرمادیا اس پر سیّدہ صدیقہ نے حریرہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے منہ پر مل دیا یہ دیکھ کر حضور سیّد عالم ﷺ نے جناب سودہ سے فرمایا کہ آپ بھی عائشہ کے منہ پر مل دو اس پر سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے منہ پر مل دیا یہ دیکھ کر حضور سیّد عالم ﷺ تبسم فرمارہے تھے اور آپ کی دونوں ازواج بھی مسکرا رہی تھیں اسی دوران حضرت عمر نے دروازے سے اجازت چاہی تو حضور نے فرمایا کہ تم دونوں اپنے منہ دھولو عمر آرہے ہیں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اسی دن سے میں عمر سے ہیبت کرتی ہوں۔ (مرقاۃ)

آیتِ حجاب

اُمّ المؤمنین سیّدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کی ازواج رات میں مناصع جو کہ ایک چوڑا میدان ہے کی طرف رفع حاجت کے لئے جایا کرتی تھیں اور حضرت عمر حضور سے عرض کیا کرتے تھے کہ حضور ﷺ اپنی ازواج کو پردے کا حکم دیں پھر بھی حضور ﷺ ایسا نہ کرتے فخرجت سودۃ بنت زمعہ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ من اللیالی عشاء تو سیّدہ سودہ بنت زمعہ زوجۂ نبی ﷺ ایک رات عشاء کے وقت قضائے حاجت کے لئے نکلیں تو چونکہ آپ طویل القامت تھیں تو حضرت عمر نے ندا کی یاسودۃ حرصا علی ان ینزل الحجاب کہ اے سودہ ہم نے آپ کو پہچان لیا آپ کی خواہش یہ تھی کہ حجاب

نازل ہو۔(بخاری شریف ج۲ ص۹۲۲)

توجب حضرت عمر نے یہ کہا بخدا تم ہم سے چھپ نہیں سکتیں دیکھو کیسے نکلتی ہوتو آپ لوٹ آئیں ام المؤمنین سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ میرے گھر کھانا تناول فرمارہے تھے حضور ﷺ کے دستِ مبارک میں گوشت والی ہڈی تھی حضرت سودہ اندر آئیں اور عرض گزار ہوئیں اے اللہ کے رسول ﷺ میں اپنی ضرورت کے لئے نکلی تو عمر نے ایسے ایسے کہا صدیقہ فرماتی ہیں کہ اللہ نے حضور ﷺ کی طرف وحی فرمائی پھر وحی کی کیفیت ختم ہوئی اور وہ ہڈی حضور ﷺ کے دستِ مبارک ہی میں رہی۔(بخاری ج۲ ص۷۸۸ ، نزھۃ القاری ج۱ ص۴۷۱)

اُمّ المؤمنین سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا کی بکری

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ امّ المؤمنین کی ایک بکری مرگئی تو آپ نے حضور کو اس کی خبر دی حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تو تم نے اس کے چمڑے کو لے لیا ہوتا سیدہ عرض گذار ہوئیں **نأخذ مسک شاة قد ماتت** ہم مردہ بکری کا چمڑا کیسے لیتے حضور ﷺ نے فرمایا

انما قال اللہ قل لا اجد فی ما اوحی الی محرما علی طاعم یطعمه (الاية)

ترجمہ: تم فرماؤ میں نہیں پاتا اس میں جو میری طرف وحی ہوئی کسی کھانے والے پر کوئی کھانا حرام مگر یہ کہ مردار ہو یا رگوں کا بہتا خون یا بد جانور کا گوشت وہ نجاست ہے۔(کنزالایمان)

اس لئے اگر تم مردہ بکری کو دباغت دیتے اور اس سے نفع حاصل کرتے تو اس میں کوئی حرج نہیں تھا سیّدہ فرماتی ہیں کہ **فارسلت الیها فسلخت مسکها فدبغته فاتخذت منه قربة حتی تخرقت** میں نے اس کی طرف آدمی روانہ کیا اور بکری کی کھال کھچوادی اور اس کو دباغت دی گئی تو میں نے اس سے مشکیزہ بنایا یہاں تک کہ وہ پھٹ گیا۔

(زجاجۃ المصابیح (حنفی مشکوۃ) ج۱ ص۳۳۲)

فائدہ

چمڑے سے اس کی ناپاک رطوبتوں کو زائل کردینے کو دباغت کہتے ہیں جس سے چمڑا پاک ہوجاتا ہے۔اب خواہ دباغت نمک، انار کے چھلکے یا پھر دھوپ یا مٹی وغیرہ میں بار بار ڈال کردی جائے۔

مسئلہ

جس چیز کی حرمت شرع میں وارد نہ ہو اس کو ناجائز و حرام کہنا باطل ہے (خزائن العرفان)

اُمّ المؤمنین سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا کا وصال

ابن ابی خیثمہ کہتے ہیں کہ توفیت سودہ بنت زمعہ فی آخر الزمان عمر بن الخطاب کہ آپ کی وفات حضرت عمر بن خطاب کے دورِ خلافت کہ اواخر میں ہوئی ویقال ماتت سنة اربع وخمسين یعنی آپ کی وفات کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ۵۴ھ میں ہوئی (الاصابہ ج۸ ص ۱۹۷) جب کہ تہذیب التھذیب میں ہے کہ ماتت سنة خمس وستين کہ آپ کا وصال ۶۵ھ میں ہوا (تھذیب التھذیب ج ٦ ص ٥٩٦) خیال رہے پہلے قول کو واقدی نے ترجیح دی ہے (الاصابة ج۸ ص ۱۹۷) چونکہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا لمبے قد کی اور فربہ و جسیم تھیں اس لیے حضرت عمر نے آپ کا جنازہ رات میں لے جانے کا حکم فرمایا حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حبشہ میں میں نے دیکھا کہ عورتوں کے واسطے ایک مسہری بنائی جاتی تھی لہٰذا انہوں نے ان کے لئے اسی طرح کی ایک مسہری بنائی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر اس پر پڑی تو دیکھ کر حضرت اسماء کے حق میں دعا دی اور فرمایا آپ نے ان کا ستر قائم کیا اللہ تعالیٰ تمہارا ستر فرمائے سترتھا سترک اللہ

کچھ علماء نے یوں بھی فرمایا ہے کہ اصل میں پردہ دار مسہری سیدہ زینب بنت جحش کے لئے بنائی گئی تھی اور یہ بات تحقیق شدہ ہے کہ سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے لئے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے مسہری تیار فرمائی تھی اور سیّدہ خاتونِ جنت کی رحلت ان سے قبل ہوئی تھی پس ثابت ہوا کہ سب سے پہلے سیّدہ فاطمہ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کے لئے پردہ دار مسہرہ بنائی گئی

تھی۔(مدارج شریف)

خویش واقارب

مالک بن زمعہ

آپ سیّدہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں حبشہ کی جانب ہجرت فرمائی اور آپ کی معیت میں آپ کی بیوی عمیرہ بنت السعدی بن واقدان بھی تھیں اور حبشہ ہی میں مقیم رہے حتیٰ کہ حضرت جعفر بن ابی طالب کیساتھ واپس تشریف لائے۔(الاصابہ ج ۵ ص ۵۳۸ ، اسدالغابہ ج ۵ ص ۲۶)

عبدالرحمٰن بن زمعہ

یہ حضور سیّد عالم ﷺ کے عہدِ مبارک میں پیدا ہوئے ان کے بارے میں حضرت سعد بن ابی وقاص اور عبد بن زمعہ کا جھگڑا ہوا چنانچہ بخاری و مسلم میں ہے کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی حضرت سعد سے عہد لیا کہ زمعہ کی باندی کا لڑکا میرا ہے لہٰذا آپ اس کو لے لینا جب فتحِ مکہ ہوا تو حضرت سعد نے ان کو پکڑا اس پر عبد بن زمعہ نے کہا کہ یہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ زمعہ کی باندی کا لڑکا ہے اور میرے باپ کے فراش و بچھونا پر پیدا ہوا ہے جب حضور کی بارگاہ میں مقدمہ پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ الولد للفراش وللعاهر الحجر بچہ صاحبِ فراش کے لئے اور زانی کے لئے پتھر اور فیصلہ عبد بن زمعہ کے حق میں فرمایا اور سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ آپ ان سے پردہ کرو۔(الاصابہ ج ۵ ص ۲۹ ، بخاری شریف ج ۲ ص ۱۰۶۵)

عبد بن زمعہ

آپ حضرت ام المومنین سودہ کے بھائی ہیں ان کے والد زمعہ فتحِ مکہ سے قبل وصال کر گئے تھے جب کہ آپ فتحِ مکہ کے دن اسلام لائے اور یہ وہی عبد بن زمعہ ہیں جن سے حضرت سعد بن ابی وقاص نے مخاصمت کی تھی اور آپ کے حق میں فیصلہ ہوا تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور کا نکاح حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے ہوا اس وقت یہ حج کرنے گئے ہوئے تھے واپسی

پر جب نکاح کی خبر سنی تو اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگے اللہ کی شان جب اسلام کی دولت سے مشرف ہوئے تو فرمایا کہ جس دن میں نے اپنے سر پر مٹی ڈالی تھی اس دن میں بیوقوف تھا۔(الاصابہ ج ٤ ص ٣٢٢)

قرظہ بن عمرو

ان کا نسب یوں بیان کیا گیا ہے کہ قرظہ بن عبد بن عمرو بن نوفل بن عبد مناف یہ عبد بن زمعہ کے ماں شریکے ہیں ان دونوں کی والدہ عاتکہ بنت اخیف ہیں۔(الاصابہ ج ٤ ص ٣٢٢)

☆☆☆..........☆☆☆..........☆☆☆

چوتھا باب

فضائلِ اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے فضائل ومناقب سے کتبِ احادیث مزین و متحلّی ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی اس محبوبہ زوجہ کو ایسے کمالات وخصوصیات سے نوازا ہے کہ جن کی کوئی حد نہیں۔

تبرکاً چند ایک فضائل سے کتاب ہذا کو آراستہ کیا جاتا ہے۔

عن ابی سلمة ان عائشة قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یاعائشة هذا جبرئیل یقرئک السلام قالت وعلیه السلام ورحمة الله قالت وهو یری مالاارى (متفق علیه، مشکوٰۃ)

☆۱۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا اے عائشہ یہ جبرئیل علیہ السلام ہیں آپ کو سلام پیش کرتے ہیں سیّدہ جواباً فرماتی ہیں کہ ان پر بھی سلام اور اللہ کی رحمت نازل ہوں اور فرمایا حضور ﷺ وہ کچھ دیکھتے ہیں جو میں نہیں دیکھتی۔

نیز سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے فرماتی ہیں:۔

قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم اریتک فی المنام ثلث لیال یجئی بک الملک فی سرقة من حریر فقال لی هذه امرائک فکشفت عن وجهک الثوب فاذا انت هی فقلت ان یکن هذا من عندالله یمضه

(متفق علیه، مشکوٰۃ)

☆۲۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم مجھے تین رات خواب میں دکھائی گئیں تھیں آپ کو فرشتہ ریشمی عمدہ کپڑے میں لاتا تھا اس نے ہمیں کہا کہ یہ آپ کی زوجہ ہیں میں نے تمہارے رخ سے کپڑا اٹھایا تو اچانک وہ تم تھیں میں نے کہا کہ اگر یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ہے تو اسے

پورا فرمائے گا۔

☆۳۔دوسری حدیث یہ ہے کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جبریل نازل ہوئے اور میری تصویر حضور کے دستِ اقدس میں دی ان دونوں روایتوں میں تطبیق یہ ہے کہ تصویر ریشمی کپڑے پر تھی اور وہ حضور سیّد عالم ﷺ کے دستِ اقدس میں دی اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دو مرتبہ اترے ہوں ایک مرتبہ تصویر ہاتھ میں دی اور دوسری مرتبہ ریشمی کپڑے میں (اشعة اللمعات) یعنی سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا رب تعالیٰ کی طرف سے آپ کی زوجیت کے لئے منتخب ہیں یہ آپ کے لئے رب تعالیٰ کا تحفہ ہیں سمجھ لو رب کا تحفہ کس شان کا ہوگا۔ (مراة المناجيح)

☆۴۔سیّدہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے فرماتی ہیں:۔

ان الناس كانوا يتحرون بهداياهم يوم عائشة يبتغون بذلك مرضاة رسول الله صلى الله عليه وسلم وقالت ان نساء رسول الله صلى الله عليه وسلم كن حزبين فحزب فيه عائشة وصفية وسودة والحزب الاخر ام سلمة وسائر نساء رسول الله صلى الله عليه وسلم فكلم حزب ام سلمة فقلن لها كلمي رسول الله صلى الله عليه وسلم يكلم الناس فيقول من اراد ان يهدى الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فليهده اليه حيث كان فكلمته فقال لها لا تؤذيني في عائشة فان الوحي لم يأتني وانا في ثوب امرأة الا عائشة قالت اتوب الى الله من اذاك يا رسول الله ثم انهن دعون فاطمة فارسلن الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فكلمته فقال يابنية الاتحبين ماحب قالت بلى قال فاحبي هذه (متفق عليه ،مشكوٰة)

یعنی صحابہ کرام اپنے تحائف کے لئے جنابِ عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری تلاش کرتے تھے اس سے وہ رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی تلاش کرتے تھے فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کی بیویاں دو گروہ تھیں ایک گروہ میں سیّدہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا اور صفیہ رضی اللہ عنہا

اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا تھیں اور دوسرا گروہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضور کی دیگر ازواج کا تھا حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے گروہ نے گفتگو کی ان سے کہا کہ تم حضور سیّد عالم ﷺ سے بات کرو کہ آپ صحابہ سے فرمائیں کہ جو بھی حضور ﷺ کی بارگاہ میں تحفہ بھیجنا چاہے تو آپ کو بھیج دیا کرے حضور ﷺ جہاں بھی ہوں چنانچہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ سے گذارش کی تو حضور نے فرمایا کہ مجھے عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں تکلیف نہ دو کیونکہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا کوئی بیوی نہیں جن کے بستر میں میں ہوں اور وحی آئے سیّدہ نے عرض کی حضور ﷺ آپ کو ایذاء رسانی سے میں اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں پھر تمام بیویوں نے سیّدہ بتول فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا آپ نے عرض کی اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا اے پیاری بیٹی جس سے میں محبت کرتا ہوں ان سے تم محبت نہیں کرتیں عرض کی کیوں نہیں یعنی محبت کرتی ہوں حضور ﷺ نے فرمایا پس عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے محبت کرو۔

☆۵۔ امام ترمذی روایت فرماتے ہیں:۔

ان جبرئیل جاء بصورتها فی خرقة حریر خضراء الی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فقال هذه زوجتک فی الدنیا والاخرة

(مشکوٰۃ ص ۵۷۳، ترمذی ج۲ ص ۲۲۸ مطبوعه ضیاء القرآن)

بے شک حضرت جبرئیل امین علیہ السلام ریشم کے سبز ٹکڑے میں ان کی تصویر حضور سیّد عالم ﷺ کی بارگاہ میں لائے اور عرض کی حضور ﷺ یہ دنیا و آخرت میں آپ کی بیوی ہیں۔ اشعۃ اللمعات میں شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس جگہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے جنت کی بشارت ہے اور تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہنّ جنتی ہیں جنتی ہونے کی بشارت دس حضرات (عشرۂ مبشرہ) کے ساتھ خاص نہیں ہے۔

خیال رہے تصویر کی حرمت قدوم مدینہ کے بعد ہے۔ (حاشیہ ترمذی ج۲ ص ۲۲۸)

☆٦۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی صحیح میں حدیث روایت فرماتے ہیں کہ:۔

عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمل من الرجال کثیر ولم یکمل من النساء الامریم بنت عمران وآسیۃ امراۃ فرعون وفضل عائشۃ علی النساء کفضل الثرید علی سائر الطعام .(صحیح البخاری کتاب المناقب ج ١ ص ٥٣٢)

یعنی ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مردوں میں کامل بہت سے افراد ہوئے لیکن عورتوں میں مریم رضی اللہ عنہا بنت عمران وآسیہ رضی اللہ عنہا زوجۂ فرعون کے سوا کوئی کامل نہ ہوئی جب کہ عائشہ کی فضیلت تمام عورتوں پر اس طرح ہے جیسے ثرید کی تمام کھانوں پر۔

☆٧۔نیز حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فضل عائشۃ علی النساء کفضل الثرید علی الطعام

یعنی میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے سنا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسے ہے جیسے ثرید کی فضیلت کھانوں پر ہے۔(بخاری ج ١ ص ٥٣٢)

☆٨۔نیز امام ترمذی ودیگر محدثین روایت فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے حضور سیّد عالم ﷺ سے عرض کی حضور ﷺ آپ کو دنیا میں سب سے زیادہ کون محبوب ہے

قال عائشۃ قلت من الرجال قال ابوھا (ترمذی ابواب المناقب ص ٢٢٨)

فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا میں نے عرض کی حضور ﷺ مردوں میں کون محبوب ہے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا کے والد یعنی حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ۔

☆٩۔نیز عبداللہ ابن زیاد الاسدی فرماتے ہیں کہ میں نے عمار کو کہتے سنا کہ

هی زوجة فی الدنیا والاخرة یعنی عائشة (ترمذی ابواب المناقب)

حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی دنیا و آخرت میں زوجہ ہیں۔

☆ ۱۰۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ روایت فرماتے ہیں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہو گیا تو رسولِ کائنات ﷺ نے اپنے اصحاب کو تلاش کے لئے بھیجا نماز کا وقت ہوا تو پانی نہ ہونے کی وجہ سے بغیر وضو کے نماز ادا کی جب حضور ﷺ کی بارگاہ میں شکایت پہنچی فنزلت آیة التیمم قال اسید بن حضیر جزاک اللہ خیرا فواللہ مانزل بک امرقط الاجعل اللہ لک منه مخرجاوجعل للمسلمین فیه برکة

(الصحیح البخاری فضل عائشة رضی اللہ عنها)

تو آیت تیمّم نازل ہوئی اس پر حضرت اسید بن حضیر نے فرمایا کہ اللہ آپ کو جزائے خیر دے آپ پر جب بھی کوئی آزمائش نازل ہوئی تو اللہ نے آپ کو اس سے نجات دی اور مسلمانوں کے لئے اس میں برکت رکھی خیال رہے تیمّم خصوصیات امّت محمدیہ ﷺ میں سے ہے جو کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے طفیل حاصل ہوئی جیسا کہ مذکورہ روایت سے معلوم ہوا۔

☆ ۱۱۔ نیز سیّدہ رضی اللہ عنہا کو یہ فضیلت بھی حاصل ہے کہ آپ کے دہن مبارک کا لعاب اور حضور ﷺ کا لعاب دہن اکٹھا ہوا چنانچہ فرماتی ہیں ان اللہ جمع بین ریقی وریقه عند موته یعنی حضور ﷺ کی وفات کے وقت اللہ تعالیٰ نے میرے اور حضور ﷺ کے لعاب دہن کو اکٹھا فرمایا۔ (رواہ البخاری، مشکوٰۃ وفات النبی ص ۵۴۷)

فائدہ

امام نووی فرماتے ہیں کہ مذکورہ حدیث میں اس بات پر دلیل ہے کہ جس شخص سے پانی و مٹی دونوں معدوم ہوں تو اس پر اسی حالت میں نماز پڑھنا واجب ہے جب کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اس بارے میں چار اقوال ہیں قول اوّل جو کہ زیادہ صحیح ہے وہ یہ ہے کہ ایسے شخص پر اسی حالت میں نماز پڑھنا واجب

ہے پھر بعد میں اعادہ بھی بطور وجوب ہے دوسرا قول یہ ہے کہ اس حالت میں نماز پڑھنا حرام ہے جب کہ بعد میں اعادہ واجب تیسرا قول یہ ہے کہ فی الحال پڑھنا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے البتہ بعد میں قضاء واجب ہے چوتھا قول یہ ہے کہ فی الحال پڑھنا واجب ہے اور اعادہ واجب نہیں ہے۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ اس حالت میں نماز پڑھنے سے رک جائے گا اور اس پر تشبہ بالصلوٰۃ بھی واجب نہیں جب کہ صاحبین فرماتے ہیں کہ اس پر تشبہ بالصلوٰۃ واجب ہے البتہ اس نماز کی قضا کرنے میں تینوں حضرات یعنی امام اعظم وابو یوسف وامام محمد رضی اللہ عنہم کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔(عمدۃ القاری الجزء السادس عشر بیروت لبنان)

☆۱۲۔امام بخاری روایت فرماتے ہیں کہ رسولِ کائنات ﷺ اپنے مرض الوفات میں فرماتے تھے کہ کل میں کہاں ہوں گا؟ کل میں کہاں ہوں گا؟ حرصا علی بیت عائشۃ قالت عائشۃ فلما کان یومی سکن (صحیح البخاری باب فضل عائشۃ)

یعنی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری پر حرص کرنے کی وجہ سے آپ فرماتی ہیں کہ جب میری باری تھی تو آپ کو سکون واطمینان ہوا سبحان اللہ یہ فضیلت بھی سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حاصل ہے کہ حضور ﷺ نے آپ کے حجرۂ مبارکہ میں آپ کی آغوش میں وصال فرمایا چنانچہ فی روایۃ مسلم فلما کان یومی قبضہ اللہ بین سحری ونحری (عمدۃ القاری) یعنی جب میری باری تھی اور میرے سینے کے اوپر والے حصے میں رسولِ کائنات ﷺ نے وصال فرمایا (اللہ نے ان کو قبض فرمایا) اور دیگر کتب میں اس طرح بھی ہے کہ توفی فی بیتی وفی یومی وبین سحری ونحری حاصل یہ کہ حضور سیّد عالم ﷺ نے اپنے آخری ایام میں سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی کو مشرف فرمایا خیال رہے کہ اس سے کوئی یہ وہم نہ کرے کہ حضور ﷺ نے ازواج کے درمیان عدل نہیں کیا کیونکہ حضور ﷺ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں اس کے باوجود آپ ﷺ تمام ازواج رضی اللہ عنہن کو شرف بخشا کرتے تھے حتیٰ کہ جب سفر پر جاتے تو ازواج کے مابین قرعہ ڈالا جاتا جس کا نام نکلتا وہ حضور کی

معیت میں سفر میں جاتیں چنانچہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ:۔

کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم اذا اراد السفر اقرع بین نسائه فایتهن خرج سهمها خرج بهامعه (متفق علیه ، مشکوٰۃ)

یعنی اللہ کے رسول ﷺ جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواجِ پاک کے مابین قرعہ ڈالتے پھران میں سے جس کا حصہ نکلتا اسے اپنے ساتھ لے جاتے۔

نیز دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللّٰہ عنہنّ نے اس کی اجازت بھی دی تھی اور تمام اس پرخوش تھیں چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں:۔

انّ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم کان یسأل فی مرضه الذی مات فیه این انا غدا این انا غدا یرید یوم عائشة فاذن له ازواجه یکون حیث یشاء فکان فی بیت عائشة حتی مات عندها

کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اس مرض میں پوچھتے تھے جسمیں آپ کی وفات ہوئی کہ ہم کل کہاں رہیں گے ہم کل کہاں رہیں گے حضرت عائشہ رضی اللّٰہ عنہا کا دن ڈھونڈتے تھے پھر تمام ازواج پاک نے آپ کو اجازت دے دی کہ حضور ﷺ جہاں چاہیں رہیں چنانچہ آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں رہے حتیٰ کہ انہیں کے ہاں وفات پائی۔

مراۃ المناجیح میں ہے کہ یہ ان پاک بیویوں کا انتہائی ادب ہے ورنہ وہ تمام جانتی تھیں کہ حضور ﷺ حضرت عائشہ رضی اللّٰہ عنہا کے گھر تشریف لے جانا چاہتے ہیں آپ ہی کی باری میں آپ ہی کے گھر میں آپ کے سینہ انور پر وفات پائی اور آپ ہی کے گھر میں تا قیامت آرام فرما ہوئے۔ (مشکوٰۃ ، مراۃ)

☆۱۳۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللّٰہ عنہا کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ رسولِ کائنات ﷺ آپ کے ہاں دو راتیں قیام فرماتے جب کہ دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہنّ کے ہاں ایک ایک۔

چنانچہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ فرماتی ہیں:۔

انّ سودة لما كبرت قالت يارسول الله صلى الله عليه وسلم قد جعلت يومى منك لعائشة فكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقسم لعائشة يومين يومها ويوم سودة (متفق علیہ ، مشکوٰۃ)

کہ بی بی سودہ رضی اللہ عنہا جب عمر رسیدہ ہوگئیں تو عرض گزار ہوئیں اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے اپنی باری کا دن سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا پھر رسول اللہ ﷺ جناب عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے دو دن دیتے تھے ایک ان کا اپنا اور دوسرا حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا۔

☆۱۴۔خیال رہے دس خصوصیات سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں ایسی تھیں جن کی وجہ سے آپ دیگر ازواج پر فخر فرمایا کرتیں تھیں جب آپ سے پوچھا گیا کہ وہ کیا ہیں تو فرمایا:۔

نزل الملک بصورتی وتزوجنی رسول الله صلى الله عليه وسلم لسبع سنين واهديت له تسع سنين۔

☆۱۔فرشتہ میری تصویر کے ساتھ آپ کے پاس آیا۔

☆۲۔حضور سیّد عالم ﷺ نے مجھ سے سات سال کی عمر میں عقد (نکاح) فرمایا اور نویں سال میں رخصت ہوئی۔

☆۳۔وتزوجی بكرالم يشركه فى احد من الناس. میرا عقد نکاح حالت بکر (کنواری حالت) میں ہوا۔

☆۴۔و اتاه الوحى وانا واياه فى لحاف واحد میں اور حضور ﷺ ایک جگہ ہوتے اور وحی آتی۔

☆۵۔وكنت من احب الناس اليه اور میں حضور ﷺ کو محبوب ترین تھی۔

☆۶۔ونزل فى آيات من القرآن كادت الامة تهلك فيهن میری شان میں

اٹھارہ آیتیں قرآن کریم کی نازل ہوئیں جب کہ امت قریب بہلاکت تھی۔

☆۷۔ورایت جبرئیل علیہ السلام ولم یرہ احدمن نسائہ غیری میں نے جبرئیل روح الامین کو دیکھا اور میرے سوا ازواج میں سے کسی نے نہ دیکھا

☆۸۔وقبض فی بیتی اور میرے گھر میں حضور ﷺ نے وفات پائی جب کہ میرے اور فرشتہ کے سوا کوئی قریب نہ تھا۔

☆۹۔میری شان میں آسمان سے برأت آئی اور میں پاک تھی اس پاک ذات کے نزدیک۔

☆۱۰۔ولقد وعدت مغفرہ واجرا عظیما مجھے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ ہوا۔
(تفسیر الحسنات)

☆۱۵۔شیخ صاحب مدارج النبوۃ شریف میں فرماتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی ایسی عورت سے شادی نہ فرمائی جس کے باپ اور ماں نے راہ خدا میں ہجرت کی ہو سوائے میرے (مدارج شریف مترجم)

☆۱۶۔حاصل کلام یہ کہ جناب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فضائل ریت کے ذرّوں آسمان کے تاروں کی طرح بے شمار ہیں۔(مراۃ المناجیح)

تذکرہ اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا نام عائشہ بنت عبداللہ بن ابی قحافہ بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک ہے والدہ کی طرف سے سلسلہ نسب یہ ہے۔

عائشہ بنت اُمّ رومان بنت عامر بن عویمر بن عبد شمس (بن عتاب) بن اذنیۃ ابن سبیع بن دھمان بن الحارث بن غنم بن مالک بن کنانہ الکنانیہ۔(اسد الغابہ)

فائدہ

آپ خود صدیقہ ہیں اور صدیق کی بیٹی ہیں ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنھن میں سب سے زیادہ مشہور ہیں۔(اسد الغابہ)

آپ کی کنیت امّ عبداللہ ہے حضور ﷺ نے آپ کو یہ کنیت عطا فرمائی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے نام پر کیونکہ وہ آپ کے بھانجے ہیں چنانچہ عمدۃ القاری میں ہے:۔

تکنی بام عبداللّٰہ کناھا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بابن اختہا عبداللّٰہ بن الزبیر (عمدۃ القاری ج ۱ ص ۷۵)

ایک روایت کے مطابق یوں ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی پیدائش کے موقع پر آنحضرت ﷺ نے تحنیک فرمائی ان کے منہ میں آپ نے اپنا لعابِ دہن ڈالا اور سیّدہ عائشہ رضی اللّٰہ عنہا کو فرمایا کہ یہ عبداللہ ہیں اور آپ اُمّ عبداللہ۔(مدارج شریف)

جیسا کہ مذکور ہوا آپ کی والدہ کا نام اُمّ رومان ہے جو کہ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر کی والدہ ہیں اور حضرت اسماء سیّدہ صدیقہ کی بہن ہیں لقب صدیقہ اور کبھی حضور ﷺ آپ کو حمیرا سے خطاب فرماتے تھے۔

بوقتِ نکاح ورخصتی سیّدہ رضی اللّٰہ عنہا کی عمر

تزوجھا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بمکۃ قبل الھجرۃ بسنتین وقیل بثلاث وقیل سنۃ ونصف اونحوھا فی شوال (عمدۃ القاری)

اللہ کے رسول ﷺ نے آپ سے نکاح مکۃ المکرمہ میں ہجرت سے دو سال یا تین سال یا ڈیڑھ سال قبل شوال کے مہینے میں فرمایا:۔

وقال الزبیر تزوجھا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بعد خدیجۃ بثلاث سنین وتوفیت خدیجۃ قبل الھجرۃ بثلاث سنین وقیل باربع سنین وقیل

بخمس سنین (اسدالغابہ)

یعنی زبیر نے یہ کہا ہے کہ حضور ﷺ نے سیّدہ صدیقہ سے نکاح سیّدہ خدیجہ کے تین سال بعد فرمایا جب کہ حضرت خدیجہ کا وصال ہجرت سے تین سال یا چار سال یا پانچ سال قبل ہوا۔

بہر حال سیّدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عمر نکاح کے وقت چھ سال یا پھر سات سال تھی جب کہ رخصتی کے وقت نو سال تھی عمدۃ القاری میں ہے:۔

وھی بنت ست سنین وقیل سبع (عمدۃ القاری)

یعنی آپ نکاح کے وقت چھ یا سات سال کی تھیں

وبنی بھا وھی بنت تسع سنین المدینۃ (اسدالغابہ)

اور آپ کو حضور ﷺ نے مدینہ منورہ ہی میں شرف بخشا درآنحالیکہ آپ نو سال کی تھیں۔

مشکوٰۃ شریف میں ہے:۔

عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تزوجھا وھی بنت سبع سنین وزفت الیہ وھی بنت تسع سنین ولعبھامعھا ومات عنھا وھی بنت ثمانی عشرۃ۔ (رواہ مسلم)

یعنی سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے ان سے نکاح کیا جب وہ سات سال کی لڑکی تھیں اور رخصت ہوئیں جب وہ نو برس کی لڑکی تھیں ان کے کھلونے ان کے ساتھ تھے اور حضور ﷺ نے انہیں چھوڑ کر وفات پائی جب وہ ۱۸ سال کی تھیں۔

ابوداؤد شریف میں ہے:۔

عن عائشہ قالت تزوجنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا بنت سبع قال سلیمان اوست ودخل بی وانا بنت تسع (ابوداؤد شریف کتاب النکاح)

سیّدہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے میرے ساتھ نکاح فرمایا تو میں سات سال کی تھی سلیمان نے کہا چھ سال کی اور میرے ساتھ خلوت فرمائی تو میں نو سال کی تھی۔

خیال رہے صحیح بات وہی ہے جو اس روایت میں بیان فرمائی گئی ہے اور تاریخ وسیرت کی کتابوں میں اکابر علمائے اسلام نے ایسا ہی لکھا ہے اور اسی پر اعتماد وجزم فرمایا واللہ اعلم بالصواب (شاھجھانپوری)

خیال رہے سیدہ چھ سال کی ہو کر ساتویں سال میں داخل ہو چکی تھیں (مراۃ المناجیح) لہٰذا روایات میں تعارض نہ ہوگا۔

واقعۂ نکاح

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد حکیم کی بیٹی حضرت خولہ جو کہ عثمان ابن مظعون کی زوجہ ہیں حضور سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں عرض گزار ہوئیں اے اللہ کے رسول ﷺ کیا آپ شادی نہ فرمائیں گے حضور ﷺ نے فرمایا کس سے عرض کی حضور ﷺ اگر آپ چاہیں تو کنواری سے اور اگر حضور ﷺ کی رضا ہو تو خواہ ثیبہ سے آپ نے فرمایا کنواری کس سے؟ عرض کی حضور ﷺ کی بارگاہ کے مخلوق میں محبوب ترین شخص کی صاحبزادی سے یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا ثیبہ میں سے کس سے؟ عرض کی حضور ﷺ سودہ بنت زمعہ سے جو کہ آپ پر ایمان لا چکی ہیں اور حضور ﷺ کی بارگاہ کی پیروکار ہیں پھر اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت خولہ کو حکم فرمایا کہ جا کر ان کو نکاح کا پیغام دو حضرت خولہ فرماتی ہیں:۔

فدخلت بيت ابی بکر فقالت يا ام رومان ماذا ادخل الله عزوجل عليكم من الخير والبركة قالت وماذاک قالت ارسلنی رسول الله صلى الله عليه وسلم اخطب عليه عائشة قالت انتظری ابابکر حتی یأتی فجاء ابوبکر فقالت یاابابکر ماذاادخل الله عليكم من الخير والبركة قال وماذاک قالت ارسلنی رسول الله صلى الله عليه وسلم اخطب عليه عائشة قال هل تصلح له انما هی ابنتاخیه فرجعت الی رسول الله صلى الله

علیه وسلم فذکرت له ذلک قال ارجعی الیه فقولی له انا اخوک وانت

اخی فی الاسلام وبنتک تصلح لی فرجعت فذکرت ذالک له قال

انتظری وخرج قالت ام رومان ان مطعم بن عدی قد کان ذکرها علی ابنه

فواللّٰہ ماوعد وعدا قط فاخلفه لابی بکرفدخل ابوبکرعلی مطعم بن عدی

عنده امرأته ام الفتی فقالت یاابن ابی قحافة لعلک مصب صاحبنا مدخله

فی دینک الذی انت علیه ان تزوج الیک قال ابوبکر للمطعم بن عدی

اقول هذه تقول قال انها تقول ذلک فخرج من عنده وقد اذهب اللّٰہ

عزوجل ماکان فی نفسه من عدته التی وعده فرجع فقال لخولة ادعی لی

رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فدعته فزوجها ایاه وعائشة یومئذ بنت

ست سنین (مسند احمد بن حنبل ج٦ ص ٢١١)

یعنی میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر گئی اور حضرت ام رومان سے کہا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے کس قدر بھلائی اور برکت کا سامان مہیا فرمایا ہے حضرت امّ رومان نے کہا وہ کیا ہے خولہ نے کہا کہ رسولِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو آپ کی صاجزادی کے رشتہ کے لئے بھیجا ہے امِّ رومان نے فرمایا ابوبکر کے آنے تک انتظار کرو پس حضرت ابوبکر تشریف لے آئے حضرت خولہ نے سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے کس قدر آپ کے لئے خیر و برکت کا سامان کیا ہے آپ نے فرمایا وہ کیسے حضرت خولہ نے کہا کہ مجھے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے رشتہ کے لئے بھیجا ہے آپ نے فرمایا کیا عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ٹھیک ہے اس لئے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بھتیجی ہے حضرت خولہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آ کر عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ ان سے جا کر کہو کہ وہ میرے اور میں ان کا اخ فی الدین ہوں لہٰذا عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح مجھ سے ہوسکتا ہے آپ نے واپس آ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ماجرا عرض کیا

آپ نے فرمایا کہ انتظار کرو اور باہر تشریف لے گئے ام رومان نے کہا کہ مطعم بن عدی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کیلئے اپنے بیٹے کے لئے (رشتے کا) ذکر کیا تھا اور قسم بخدا حضرت صدیق نے زمانہ جاہلیت میں بھی کبھی وعدہ خلافی نہیں فرمائی اس کے بعد حضرت صدیق مطعم بن عدی کے پاس پہنچے ان کے پاس ان کی زوجہ (بیوی) تھی اس نے کہا کہ ہمیں اس بات کا خوف ہے کہ اگر یہ لڑکی ہمارے گھر آوے گی تو ہمارا لڑکا بے دین ہو جائے گا اس دین پر جس دین پر آپ تھے حضرت صدیق نے مطعم بن عدی کو کہا کیا یہ آپ کا قول ہے اس نے کہا جو میری زوجہ کہتی ہے وہی میرا قول ہے پس آپ واپس آ گئے اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے وعدہ سے سبکدوش فرمایا واپس آ کر آپ نے حضرت خولہ سے فرمایا کہ حضور ﷺ کو بلوالو تو حضرت صدیق نے بیٹی کا نکاح اسی دن حضور ﷺ سے کر دیا اور اس وقت عائشہ کی عمر ۶ سال تھی۔

سیّدہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا دنیائے علم میں

۱۔ ابو بردہ بن ابی موسیٰ نے اپنے والد سے روایت کی کہ اصحابِ رسول ﷺ جب کسی بات میں شک کرتے تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی پوچھتے تھے اور ان کے پاس اس کا علم پاتے تھے۔

۲۔ مسروق سے مروی ہے کہ ان سے کہا گیا کہ آیا عائشہ رضی اللہ عنہا فرائض اچھی طرح جانتی تھیں انہوں نے کہا کیا خوب اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے میں نے انہیں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی استانی دیکھا اکابر صحابہ ان سے فرائض پوچھتے تھے۔

۳۔ ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ کسی کو سنت رسول ﷺ کا عالم نہ پایا اور نہ فقیہ اور نہ کسی آیت کے شانِ نزول میں ان سے زیادہ عالم دیکھا نہ ہی فرائض میں۔

۴۔ محمود بن لبید سے مروی ہے کہ ازواجِ نبی ﷺ نے کثیر احادیث حفظ کر لیں مگر نہ عائشہ و امّ سلمہ رضی اللہ عنہما کے برابر۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت عمر و حضرت عثمان رضی

اللہ عنہما کے عہد میں اپنی وفات تک فتوی دیتی رہیں ان پر اللہ کی رحمت ہو حضور ﷺ کے بعد اکابر صحابہ حضرت عمر و حضرت عثمان رضی اللہ عنہما آپ سے احادیث دریافت کرواتے تھے۔

(طبقات ابن سعد)

۵۔علم واجتہاد میں سب سے زیادہ بڑھی ہوئیں تھیں حضرات خلفاء راشدین کے عہد ہی سے فتوی دیتی تھیں (نزھة القاری)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمة فرماتے ہیں:۔

شمعِ تاباں کاشانہ اجتہاد
مفتی چہار ملت پہ لاکھوں سلام

۶۔ وروت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کثیرا روی عنها عمر بن الخطاب و کثیر من الصحابة ومن التابعین مالایحصی

(اسد الغابہ فی معرفة الصحابة الجزء السابع)

حضور ﷺ سے کثیر روایات کیں اور آپ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ و دیگر کثیر صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم نے احادیث روایت فرمائیں جو کہ شمار سے باہر ہیں۔

۷۔قال عروة مارأیت احدا منهم اعلم بفقه ولا بطب ولا بشعر من عائشة.

(ایضاً)

عروہ کہتے ہیں کہ میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کوئی فقیہ و علم طب میں ماہر اور نہ ہی علم شعر میں کامل جانا۔

۸۔وکان اکابر الصحابة یسألونها عن الفرائض وقال عطاأ بن ابی رباح کانت عائشة من افقه الناس واحسن الناس رأیافی العامة. (ایضاً)

اکابر صحابہ آپ سے مسائل پوچھتے تھے عطا ابن ابی رباح نے کہا کہ آپ تمام لوگوں سے بڑھ کر فقیہ تھیں اور عامة الناس میں قیاس کے اعتبار سے سب سے اچھی رائے والی تھیں۔

۹۔ وکان مسروق اذاروی عنها یقول حدثتنی الصدیقة بنت الصدیق البریة المبرأة۔ (ایضاً)

اور مسروق جب ان سے روایت فرماتے تو کہتے مجھ سے حدیث بیان فرمائی صدیقہ جو کہ صدیق کی بیٹی ہیں اور جو کہ ہر عیب سے بری اور اللہ کی بارگاہ میں براءت یافتہ ہیں۔

۱۰۔ وکانت من اکبر فقهاء الصحابة (عمدة القاری) آپ اکبرِ فقہائے صحابہ میں سے تھیں۔

۱۱۔ نیز ان چھ صحابہ میں سے تھیں جنہوں نے سب سے زیادہ احادیث روایت فرمائیں چنانچہ عمدۃ القاری میں ہے واحد الستة الذین هم اکثر الصحابة روایة (عمدة القاری)

۱۲۔ ترمذی شریف میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ما اشکل علینا اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم حدیث قط فسألنا عائشة۔ الاوجدنا عندها منه علما (ترمذی من فضل عائشة) یعنی ہم اصحابِ رسول اللہ ﷺ پر کوئی حدیث مشکل نہ ہوئی کبھی بھی پھر ہم نے جناب عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا۔ مگر ہم نے ان کے پاس اس کا علم پایا۔

۱۳۔ باوجودیکہ جب رسولِ کائنات ﷺ نے اس دنیا سے ظاہری پردہ فرمایا اس وقت آپ کی عمرِ مبارک اٹھارہ سال تھی جیسا کہ علامہ عینی فرماتے ہیں وتوفی عنها رسول الله صلی الله علیه وسلم وهی بنت ثمانی عشرة۔ (عمدة القاری)

جب کہ بوقتِ رخصتی عمر شریف نو سال تھی جیسا کہ گذرا آپ سے دو ہزار دو سو دس احادیث مروی ہیں جن میں سے ایک سو چوہتر پر شیخین نے اتفاق فرمایا جب کہ چون امام بخاری نے اور اٹھاون امام مسلم نے منفرداً روایت فرمائی ہیں نیز آپ سے روایت کرنے والے صحابہ و تابعین کی تعداد تقریباً دو سو ہے۔ (عمدة القاری کتاب بدء الوحی)

۱۴۔ احادیث میں وارد ہوا ہے کہ خذوا ثلثی دینکم من هذه الحمیراء یعنی تم عائشہ حمیرا سے اپنا دو تہائی دین حاصل کرو۔ (مدارج شریف)

۱۵۔عن موسیٰ بن طلحة قال مارأیت احدا افصح من عائشة .
(رواہ الترمذی مشکوٰۃ باب مناقب ازواج النبی ﷺ فصل ثالث)

حضرت موسیٰ بن طلحہ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے عائشہ سے کسی کو زیادہ فصیح نہ دیکھا۔

مرویاتِ اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی چند ایک مرویات ذکر کی جاتی ہیں

۱۔عن عائشة اُمّ المؤمنین رضی اللّٰہ عنہا ان الحارث بن ھشام قال یارسول اللّٰہ کیف یأتیک الوحی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احیانا یأتینی مثل صلصلة الجرس وھواشد علی فیفصم عنی وقد وعیت عنہ ماقال واحیانا یتمثّل لی الملک رجلا فیکلمنی فاعی مایقول قالت عائشة ولقدرأیتہ ینزل علیہ الوحی فی الیوم الشدید البردفیفصم عنہ وان جبینہ لیتفصد عرقا .(الصحیح البخاری کتاب الوحی ج ۱ ص ۲)

ترجمہ: اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت حارث بن ہشام ﷺ عرض گزار ہوئے یارسول اللہ ﷺ آپ کی طرف وحی کیسے آتی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کبھی تو گھنٹی کی آواز کی طرح آتی ہے اوروہ مجھ پرسب سے سخت ہوتی ہے جب وہ تمام ہوتی ہے تو جو کہا میں اسے یاد کرلیتا ہوں اور کبھی میرے پاس فرشتہ آدمی کی شکل میں آکر گفتگو کرتا ہے جو وہ کہے میں یاد کرلیتا ہوں حضرت عائشہ رضی اللّٰہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے آپ کو دیکھا کہ سخت سردی کے دن میں آپ پروحی نازل ہوتی اوروہ موقوف ہوتی تو آپ کی پیشانی سے پسینہ بہہ رہا ہوتا۔(ترجمۂ شاھجھانپوری)

۲۔عن عائشة قالت قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اعظم النکاح برکة ایسرہ مؤنة (رواہ البیھقی فی شعب الایمان، مشکوٰۃ کتاب النکاح فصل ثالث ص ۲٦۸ قدیمی کتب خانہ کراچی)

سیّدہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ زیادہ برکت والا وہ نکاح ہے جس میں بوجھ کم ہو۔

۳. عن عائشة قالت اتى رسول الله صلى الله عليه وسلم بسارق فقطعه فقالوا ماكنا نراك يبلغ به هذا قال لو كانت فاطمة لقطعتها

(رواه النسائى مشكوٰة كتاب الحدود باب قطع السرقة فصل ثالث ص ۳۱۴ قديمى كتب خانه كراچى)

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں ایک چور لایا گیا تو آپ نے اس کا ہاتھ کٹوا دیا لوگ عرض گزار ہوئے حضور ہم گمان نہ کرتے تھے کہ یہ یہاں تک پہنچ جائے گا فرمایا اگر فاطمہ ہوتیں تو میں ان کے بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔

۴. عن عائشة قالت مانظرت اومارأيت فرج رسول الله صلى الله عليه وسلم قط (رواه ابن ماجه مشكوٰة كتاب النكاح باب النظر الى المخطوبة وبيان العورات فصل ثالث ص ۲۷۰ قديمى كتب خانه كراچى)

فرماتی ہیں کہ میں نے کبھی بھی رسول کائنات ﷺ کا ستر نہ دیکھا۔

۵. عن عائشة اُمّ المؤمنين انها قالت اتى رسول الله صلى الله عليه وسلم بصبى فبال على ثوبه فدعابماء فاتبعه اياه (الصحيح البخارى كتاب الوضوء ج۱ ص۳۵)

فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کی خدمت میں ایک شیر خوار بچہ لایا گیا جس نے آپ کے کپڑے پر بول کر دیا آپ نے پانی منگوا کر اس پر ڈال دیا۔

۶۔ عن عائشة عن النبى صلى الله عليه وسلم قال كل شراب اسكر فهو حرام (بخارى كتاب الوضوء)

فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر وہ مشروب جو نشہ لائے حرام ہے۔

۷۔ عن عائشة ان رجلا قال للنبى صلى الله عليه وسلم ان امى افتلتت

نفسها و اظنها لو تكلمت تصدقت فهل لها اجر ان تصدقت عنها قال نعم

(بخاری شریف کتاب الجنائز ج ۱ ص ۱۸۶)

فرماتی ہیں کہ ایک آدمی حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض گزار ہوا کہ میری والدہ اچانک فوت ہوگئی ہیں میرا خیال ہے کہ اگر وہ گفتگو کرتیں تو صدقہ دیتیں اگر میں ان کی طرف سے خیرات کروں تو کیا انہیں ثواب ملے گا فرمایا ہاں۔ (شاهجهانپوری)

۸۔عن عائشة قالت كان النبی صلی الله عليه وسلم لاتسبوا لاموات فانهم قد افضوا الی ماقدموا (بخاری شریف کتاب الجنائز ج ۱ ص ۱۸۷)

فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مردوں کو سب وشتم نہ کرو کیونکہ جو انہوں نے آگے بھیجا تھا اس تک پہنچ گئے ہیں۔

۹۔عن عائشة قالت كان النبی صلی الله عليه وسلم يصغی الی رأسه وهو مجاور فی المسجد فارجله و انا حائض.

(بخاری شریف کتاب الاعتکاف ج ۱ ص ۲۷۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنا سر مبارک میری طرف جھکا دیتے جب کہ آپ مسجد میں اعتکاف کئے ہوتے تو میں کنگھی کردیتی حالانکہ میں حائضہ ہوتی۔ (شاهجهانپوری)

۱۰۔عن عائشة قالت كان رسول الله صلی الله عليه وسلم يجاور فی العشر الاواخر من رمضان ويقول تحروا ليلة القدر فی العشر الاواخر من رمضان (بخاری شریف کتاب الصیام ج ۱ ص ۲۷۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھتے اور فرمایا کرتے کہ شب قدر کو رمضان کے آخری عشرے میں تلاش کرو۔ (ایضاً)

۱۱۔عن عائشة قالت كان النبی صلی الله عليه وسلم يكثر ان يقول فی

رکوعہ وسجودہ سبحنک اللھم ربنا وبحمدک اللھم اغفرلی یتاول

القرآن فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ اپنے رکوع وسجدوں میں اکثر یہ دعا پڑھتے اے اللہ

ہمارے رب اور ساتھ اپنی تعریف کے اے اللہ مجھے بخش دے آپ قرآن مجید کی تعمیل

کرتے۔(بخاری کتاب الصلوٰۃ ج۱ ص۱۱۳)

۱۲۔عن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی

وانا راقدۃ معترضۃ علی فراشہ فاذا اراد ان یوتر ایقظنی فاوترت.

(بخاری ابواب الوتر ج۱ ص۱۳۶)

سیّدہ رضی اللہ عنھا نے فرمایا نبی کریم ﷺ نماز پڑھتے اور میں آپ کے بستر پر ترچھی لیٹی

رہتی جب آپ وتر پڑھنا چاہتے تو مجھے جگادیتے تو میں وتر پڑھ لیتی۔

حصول برکت کے لئے بارہ روایات پیش کی گئیں۔

اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنھا کی سخاوت

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنھا کی سخاوت وفیاضی کا یہ عالم تھا کہ گھر میں جو مال ہوتا بانٹ دیا

کرتی تھیں حتیٰ کہ خود پیوندوالے کپڑے استعمال فرماتیں چنانچہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔

لقدرأیت عائشۃ رضی اللہ عنھا تقسم سبعین الفا وانھا لترقع جیب درعھا

کہ میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنھا کو دیکھا کہ آپ نے ستر ہزار اللہ کی راہ میں خیرات

کئے حالانکہ خود آپ اپنی قمیص کی جیب میں پیوند لگاتی تھیں۔(حلیۃ الاولیاء ج۲ ص۵۸)

اسی طرح مرقاۃ میں حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں ایک بار امّ المؤمنین انگور کھارہی تھیں کہ

کوئی سائل آیا اور آپ کے پاس ایک ہی دانہ انگور کا بچا تھا سیّدہ نے سائل کو وہی عطا فرمادیا جس پر وہ

ناراض ہوا تو امّ المؤمنین نے فمن یعمل مثقال ذرۃ خیر یرہ ترجمہ: تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی

کرے اسے دیکھے گا(کنزالایمان) پڑھ کر فرمایا انگور کا ایک دانہ بھی ذرہ کو مشتمل ہے۔

(باب فضل الفقراء الفصل الثانی تحت حدیث انس)

بخاری شریف کتاب الزکوٰۃ میں حضرت عروہ رضی اللہ عنہ اپنی خالہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ سیّدہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:۔

دخلت امرأة معها ابنتان لها تسأل فلم تجدعندی شیأ غیر تمرة فاعطیتها ایاها

کہ ایک عورت میرے پاس کچھ مانگتے ہوئے اپنی دو بیٹیوں کیساتھ آئی اس وقت میرے پاس ایک کھجور کے سوا اس نے کچھ نہ پایا اس کے سوال کرنے پر میں نے وہ کھجور اسے دے دی۔ (الصحیح البخاری)

نیز حضرت عروہ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ایک لاکھ درہم بھیجے **فو اللہ ماغابت الشمس عن ذلک الیوم حتی فرقھا** قسم بخدا اس دن کے سورج غروب ہونے سے قبل آپ نے ان کو بانٹ دیا پھر آپ کی کنیزہ نے عرض کی **لو اشتریت من ھذالدراھم بدرھم لحما** کہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ آپ ان درہموں میں سے کسی درہم سے گوشت خرید لیتیں آپ نے فرمایا **لو قلت قبل ان افرقھا لفعلت** اگر آپ یہ بات میرے تقسیم کرنے سے قبل کہتی تو میں گوشت خرید لیتی۔

(حلیة الاولیاء حافظ ابو نعیم ج ۲ ص ۵۸)

حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے کپڑے چاندی اور دیگر اشیاء بھیجیں سیّدہ رضی اللہ عنہا نے جب دیکھا تو رونے لگیں اور فرمایا کہ حضور ﷺ نے ان کو نہ پایا (کیونکہ آپ فقرِ اختیاری کے بادشاہ تھے) پھر آپ نے ان تمام اشیاء کو تقسیم فرما دیا اور آپ حضور ﷺ کے بعد روزے رکھا کرتی تھیں تو جب افطاری روٹی اور روغن کیساتھ فرمائی تو ایک عورت نے عرض کی اے اُمّ المؤمنین اگر آپ حکم دیتیں تو ہم ایک درہم کا گوشت خرید کر (روٹی کیساتھ) کھا لیتے **فقالت عائشة کلی فو اللہ مابقی عندنا منه شیٔ** آپ نے فرمایا کہ کھانا کھاؤ کیونکہ قسم بخدا ہمارے پاس کچھ بھی نہ بچا۔ (سب کا سب راہِ خدا

میں بانٹ دیا) (ایضاً)

حضرت ابن زبیر سیّدہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے تھے اور آپ کو بہت محبوب تھے چونکہ سیّدہ رضی اللہ عنہا کے پاس جو کچھ بطورِ عطیہ کے آتا اس کو صدقہ کر دیتیں جس کی چند ایک مثالیں گذریں ایک دفعہ آپ نے اونٹنی کا بچہ بیچا یہ دیکھ کر حضرت ابن زبیر نے فرمایا کہ میں اس کو صدقہ کرنے سے سیّدہ کو روک دوں گا جب یہ بات اُمّ المؤمنین کو پہنچی تو فرمایا للّٰہ علی ان لا کلم ابن الزبیر حتی افارق الدنیا کہ اللہ کی قسم میں ابن زبیر سے بات چیت نہ کروں گی حتیٰ کہ دنیا کو داغِ فرقت دے دوں پس ہجر (قطعِ کلام) نے طول پکڑا تو جب ابن زبیر یہ برداشت نہ کر سکے تو ہر ایک سے سیّدہ کی بارگاہ میں اپنی سفارش کروائی لیکن آپ نے گفتگو کرنے سے انکار فرما دیا اور فرمایا کہ قسم بخدا میں اپنی قسم توڑ کر گناہ گار نہ ہوں گی آخر کار مسور بن مخرمہ اور عبد الرحمٰن بن اسود سیّدہ کی بارگاہ میں گئے اور حضرت ابن زبیر بھی ساتھ ہو لیئے پس آپ سیّدہ رضی اللہ عنہا سے جا کر لپٹ گئے اور رونے لگے تو سیّدہ رضی اللہ عنہا بھی زار و قطار رونے لگیں پھر حضرت ابن زبیر نے اللہ کا واسطہ دیا تو آپ نے ناراضگی ختم فرمائی اور اپنی قسم توڑ دی آپ کے لئے چالیس غلام خریدے گئے اور آپ نے ان سب کو بطورِ کفارہ آزاد فرمایا حضرت عوف فرماتے ہیں بعد میں اُمّ المؤمنین جب اپنی نذر یاد کرتیں تو اس قدر روتیں کہ آپ کی چادر مبارک تر ہو جاتی تھی۔ (حلیۃ الاولیاء و بخاری شریف کتاب المناقب)

اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا و حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا

حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ باندی و خادمہ ہیں پہلے کسی یہودی کی ملک میں تھیں جس نے حضرت بریرہ کو پانچ اوقیہ بطورِ قسط ہر سال ایک اوقیہ میں مکاتبہ کیا تھا حضرت بریرہ بدلِ کتابت ادا کرنے سے عاجز ہوئیں۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے معاونت چاہی اُمّ المؤمنین نے فرمایا:۔

ارجعی الی اھلک فان احبوا ان اقضی عنک کتابتک ویکون ولاءک لی فعلت کہ آپ اپنے مالک کی طرف جاؤ اور جا کر کہو کہ اگر وہ پسند کریں تو میں آپ کا بدلِ کتابت ادا کردوں

اور حق ولاء مجھے حاصل ہو تو میں ایسا کرتی ہوں حسب حکم حضرت بریرہ اپنے مالک کے پاس جا کر کہتی ہیں تو وہ انکار کر دیتا ہے مگر اس شرط پر کہ حق ولاء اس کے لئے ہو گا پس حضرت بریرہ نے اُمّ المؤمنین کو سارا ماجرا عرض کیا حضور ﷺ کو جب خبر پہنچی تو ارشاد فرماتے ہیں:۔

خذیها فاعتقیها واشترطی لهم الولاء فانما الولاء لمن اعتق

کہ آپ حضرت بریرہ کو خرید کر آزاد کر دو اور حق ولاء مشروط کر و اس لئے کہ حق ولاء آزاد کرنے والے کو حاصل ہو گا۔

چنانچہ حضرت بریرہ کو خرید کر آزاد فرما دیتی ہیں چونکہ باندی کو آزادی کے بعد اختیار عتق حاصل ہوتا ہے کہ خواہ وہ اپنے شوہرِ سابق کیساتھ رہے یا کہ نہ رہے۔

فخيرها النبی صلی الله علیه وسلم فاختارت نفسها

حضور ﷺ نے حضرت بریرہ کو اختیار دیا تو انہوں نے نکاح سے آزاد رہنے کا فیصلہ فرمالیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ:۔

ان زوج بريرة كان عبدا اسود يسمى مغيثا فخيرها يعنی النبی صلی الله علیه وسلم وامرها ان تعتد

حضرت بریرہ کے خاوند مغیث نامی ایک کالے رنگ کا غلام تھا پس حضور ﷺ نے حضرت بریرہ کو اختیار دیا اور انہیں عدت پورا کرنے کا حکم فرمایا خیال رہے حضرت مغیث کے غلام و آزاد ہونے ہر دونوں کی روایت ملتی ہے اب حضرت بریرہ کی آزادی کے بعد چونکہ آپ کے خاوند آپ سے بہت محبت کرتے تھے اس وجہ سے وہ اس حد تک روتے کہ آنسو رخساروں پر بہہ جاتے لیکن آپ ان کو پسند نہ فرماتی تھیں اس وجہ سے آپ نے آزادی کے بعد ان کو چھوڑ دیا حضرت ابن عباس سے روایت ہے فرماتے ہیں:۔

ان مغيثا كان عبدا فقال يارسول الله صلی الله علیه وسلم اشفع لی اليها قال رسول الله صلی الله علیه وسلم يابريره اتقی الله فانه زوجک وابو

ولدک فقالت یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتأمرنی بذاک قال لا انما انا شافع وکان دموعہ علی خدہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للعباس الاتعجب من حب مغیث بریرۃ وبغضھا ایاہ

یعنی مغیث غلام حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض گذار ہوا یا رسول اللہ بریرہ کے پاس میری سفارش فرما دیجئے حضور ﷺ نے فرمایا اے بریرہ اللہ سے ڈرو کیونکہ مغیث آپ کا خاوند اور آپ کے لڑکے کا باپ ہے عرض کی حضور ﷺ کیا اس کا آپ مجھے حکم دیتے ہیں فرمایا نہیں بلکہ میں تو سفارش کر رہا ہوں (کیونکہ) مغیث کے آنسو رخساروں پر بہہ رہے تھے پھر حضور ﷺ نے حضرت عباس سے فرمایا کہ کیا مغیث کی بریرہ سے محبت اور بریرہ کی مغیث سے نفرت آپ کو حیران نہیں کرتی۔ (بخاری شریف وابوداؤد شریف)

فائدہ:

میت کے ترکہ کے ساتھ چار حقوق ترتیب وار متعلق ہوتے ہیں۔

ا۔ سب سے پہلے میّت کی تجہیز اور تکفین کی جائے گی تجہیز سے مراد ہر وہ چیز جس کی قبر تک میت محتاج ہو اور تکفین سے مراد میّت کو کفن دینا ہے اور تجہیز و تکفین میں نہ تو کسی چیز کی کمی کی جائے گی اور نہ ہی زیادتی مثلاً مرد کو کفن میں تین کپڑے دو چادریں اور ایک قمیص جب کہ عورت کو پانچ کپڑے دو چادریں اور ایک قمیص، سینہ بند اور دوپٹہ دیئے جائینگے اس سے زائد کرنے کو تبذیر کہتے ہیں اور کم کرنے کو تقتیر کہتے ہیں البتہ ضرورت وحاجت کے وقت کفنِ کفایت دیا جائے گا۔

۲۔ میت کی تجہیز و تکفین کے بعد اس کا قرضہ ادا کیا جائے گا پھر اگر مرنے والے نے کسی حق اللہ کی وصیت کی ہو تو قرضے کی ادائیگی کے بعد اس کا نفاذ کیا جائے گا جیسے مرنے والے کے ذمے کچھ نمازیں تھیں اور وہ فدیہ دینے کی وصیّت کر کے مرا ہو تو اس صورت میں ورثاء پر فدیہ ادا کرنا لازم ہوگا ہاں اگر بغیر وصیت کئے مر جائے تو اولیاء میں سے کوئی از خود ادا کرے گا تو اللہ کی بارگاہ میں امید ہے کہ قبول

فرمائے ورنہ کم ازکم اس کی طرف سے صدقہ ہو جائے گا۔

۳۔قرض کی ادائیگی کے بعد باقی ماندہ مال کے تہائی سے اگر مرنے والے نے کوئی وصیت کی ہوتو اس کو پورا کیا جائے گا۔

۴۔اس کے بعد جو بچے اس مال کو مرنے والے کے ورثاء پر اسی طرح بانٹ دیا جائے گا جیسا کہ کتاب وسنت اور اجماع سے ثابت ہے۔

اب اصحابِ فرائض سے اگر کچھ مال بچ رہے تو وہ میت کے عصبہ کو دیا جائے گا اور عصبہ میت کے ان رشتہ داروں کو کہا جاتا ہے جو اصحابِ فروض سے بچا ہوا مال پاتے ہیں اور اگر اصحابِ فروض نہ ہوں تو جمیع مال لے لینگے ان کو عصبہ نسبی کہتے ہیں اور اگر میت کے عصبہ نسبی نہ ہوں تو پھر عصبہ سببی کو دیا جائے گا اور عصبہ سببی سے مراد مولائے عتاقہ ہے یعنی اگر کسی مرد یا عورت نے کوئی غلام خواہ باندی آزاد کی ہو تو یہ آزاد کرنے والا اپنے آزاد شدہ کا مال پائے گا اور اس استحقاق کو حقِ ولاء کہتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا الولاء لحمة کلحمة نسب چونکہ آزادی انسان کی حیات ہے کیونکہ اس کے ذریعے صفتِ مالکیت حاصل ہوتی ہے جس سے انسان اپنے ماعدا حیوانات وجمادات سے ممتاز ہوتا ہے جبکہ رقیت صفتِ ملکیت کو تلف وضائع کرنے والی ہوتی ہے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آزاد کرنے والا شخص آزاد شدہ کی حیات کا سبب ہوا جیسا کہ باپ بیٹے کے وجود کا سبب ہوتا ہے تو جس طرح بیٹا اپنے باپ کی طرف منسوب ہوتا ہے نسبی سبب کی وجہ سے اور مرنے پر باپ کے لئے حق ارث ثابت ہوگا اسی طرح ولاء کی وجہ سے بھی آزاد کرنے والے آقا کو حقِ ارث ملے گا اور جس طرح باپ کے نہ ہونے کی صورت میں بیٹا یا پوتا یا پڑپوتا نیچے تک ورنہ باپ یا دادا یا پڑدادا اوپر تک اور اگر وہ بھی نہ ہوں تو پھر میت کا بھائی یا پھر چچا بالتفصیل اسی طرح اگر آزاد کرنے والا آقا نہ ہو تو پھر اس کا جزو یا پھر جزو کا جزو جس طرح تفصیل گذری آزاد شدہ غلام کا مال پائینگے البتہ آزاد کرنے والے کی ورثاء عورتیں حقِ ولاء سے کچھ نہ پائینگی الا یہ کہ وہ عورت خود آزاد کرے یا اس کا آزاد شدہ کسی کو آزاد کرے یا پھر کسی کو مکاتب کرے یا مدبر کرے یا پھر اس کا مکاتب یا مدبر کسی کو مکاتب یا مدبر کرے کیونکہ حدیث شریف میں ہے لیس

للنساء من الولاء الا ما اعتقن او اعتق من اعتقن او کاتبن او کاتب من کاتبن او دبرن او دبر من ادبرن خیال رہے ولائے عتاقہ میں غلام کے مرنے سے آقا تو پائے گا لیکن آقا کے مرنے پر غلام نہ پائے گا جبکہ مولائے موالات میں جانبین سے استحقاق ہوگا اور مولائے موالات یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے کو کہے کہ تو میرا وارث ہوگا اگر میں مرجاؤں اور اگر جنایت کروں تو تم میرے عاقل ہوگے اور دوسرے نے قبول کرلیا تو یہ عقدِ ولاء ہوجائے گا اب اگر پہلا شخص جنایت کرے گا تو اس کا عاقل یہ ہوگا اسی طرح اگر مرجائے تو وارث بھی بنے گا اور اگر دوسرے شخص نے بھی یہی کہا تو جانبین سے ہر دوسرا پہلے کا عاقل و وارث ہوگا اور اس میں رجوع کرنا بھی جائز ہے مولائے عتاقہ کے نہ ہونے کی صورت میں اس کے عصبہ کو جیسے کہ گذرا ملے گا پھر اگر وہ بھی نہ ہوں تو اصحابِ فروضِ نسبیہ کو پھر ذوی الارحام کو پھر مولائے موالات پھر اس شخص کے لئے حق ہوگا جس کا مرنے والے نے اپنے غیر کے لئے نسب کا اقرار کیا تھا اگر وہ بھی نہ ہو تو اس شخص کو مال ملے گا جس کے لئے مرنے والے نے تمام مال کی وصیت کی تھی ورنہ پھر بیت المال میں دیا جائے گا اور اس کو مریض کی ادویات اس کے خرچ کیلئے صرف کیا جائے گا جبکہ وہ فقیر ہو یا جو شخص کمانے سے عاجز ہو اور اس کا کوئی نفقہ دینے والا بھی نہ ہو تو اس کو دیا جائے گا یا پھر لقیط بچے پر خرچ کیا جائے گا واللّٰہ و رسولہ اعلم بالصواب

(سراجی و شریفیہ و برکات السراج)

خیال رہے یہ وہی بریرہ رضی اللّٰہ عنہا ہیں کہ جن کو بطورِ صدقہ کے کچھ گوشت آیا تھا تو جب حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا تو فرمایا تھا کہ لک صدقۃ ولنا ھدیۃ کہ آپ کے لئے صدقہ اور ہمارے لئے ہدیہ ہے چنانچہ اُم المؤمنین سیدہ صدیقہ رضی اللّٰہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت بریرہ میں تین شرعی حکم ہوئے۔

احدی السنن عتقت فخیرت فی زوجھا وقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الولاء لمن اعتق ودخل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم والبرمۃ تفور بلحم فقرب الیہ خبز واُدم من اُدم البیت فقال الم اَر بُرمۃ فیھا لحم

قالوا بلی ولکن ذلک لحم تصدق به علی بریره وانت لاتأ کل الصدقة قال هو علیها صدقة ولنا هدیة. (متفق علیه، مشکوۃ ص ۱۶۱)

ایک حکم یہ کہ وہ آزاد کی گئیں تو انہیں اپنے خاوند کے متعلق اختیار دیا گیا اور فرمایا حضور ﷺ نے کہ ولاء آزاد کرنے والے کے لئے ہے اور حضور ﷺ تشریف لائے کہ ہانڈی گوشت سے ابل رہی تھی آپ کی خدمت میں روٹی اور گھر کا کوئی سالن پیش کیا گیا تو فرمایا کہ کیا مجھے گوشت کی ہانڈی نظر نہیں آرہی عرض کیا ہاں لیکن یہ وہ گوشت ہے جو بریرہ پر صدقہ کیا گیا اور حضور ﷺ تو صدقہ کھاتے نہیں تو فرمایا وہ ان پر صدقہ ہے ہمارے لیے ہدیہ ہے۔

خیال رہے بنو ہاشم کا آزاد غلام و باندی بھی صدقہ نہیں لے سکتی اور چونکہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہاشمیہ نہیں بلکہ قریشیہ ہیں اس لیے بریرہ کے حق میں صدقہ روا رہا۔

اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے تلامذہ

۱۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

ابوموسیٰ نامی چار صحابہ ہیں ھذا والانصاری والنافقی مالک بن عبادہ اوابن عبداللہ وابوموسیٰ الحکمی ایک تو یہی ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس بن سلیمان بن حضار الاشعری ہیں باقی تین ابوموسیٰ انصاری وابوموسیٰ نافقی مالک بن عبادہ یا ابن عبداللہ اور تیسرے ابوموسیٰ حکمی ہیں حضرت ابوموسیٰ اشعری جلیل القدر صحابی رسول ہیں استعمله رسول الله صلی الله علیه وسلم علی زبید وعدن وساحل الیمن واستعمله عمر رضی الله عنه علی الکوفة والبصرة حضور ﷺ نے ان کو زبید، عدن اور ساحل یمن کا حاکم مقرر فرمایا تھا حضور سیّدنا عمر فاروق نے بھی کوفہ، بصرہ کا آپ کو حاکم مقرر فرمایا وکان من علماء الصحابة ومفتیهم آپ علمائے صحابہ ومفتیان میں سے تھے آپ سے مرویات احادیث ۳۶۰ تین سو ساٹھ ہیں جن میں سے پچاس پر امام بخاری و مسلم نے اتفاق فرمایا اور چار کو بخاری اور پندرہ کو مسلم نے منفرداً روایت فرمایا روی عنه انس بن مالک

وطارق بن شهاب وخلق من التابعين وبنوه یعنی آپ سے حضرت انس بن مالک اور طارق ابن شہاب اور تابعین کی کثیر جماعت اور صاحبزادوں یعنی ابو بکر، ابراہیم اور موسیٰ نے احادیث روایت فرمائیں آپ کا وصال مکہ یا پھر کوفہ میں ہوا۔ (عمدة القاری ج ۱ ص ۱۳۵ مکتبہ رشیدیہ)

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

آپ کے نام میں اختلاف ہے اسی طرح آپ کے والد کے نام میں بھی اختلاف ہے جس میں تقریباً تیس اقوال ہیں (عمدة القاری الجزء الاول ص ۱۲۴) زیادہ قریب عبداللہ یا عبدالرحمٰن بن صخر الدوسی ہے آپ سب سے پہلے صحابی ہیں جن کی ابو ہریرہ کنیت ہے جس کی وجہ یہ تھی کہ آپ ایک دفعہ بلی سے کھیل رہے تھے تو حضور ﷺ نے دیکھ کر فرمایا یا اباهريرة لهذا اسی سے مشہور ہو گئے حتی کہ اصل نام میں اختلاف واقع ہو گیا زمانہ جاہلیت میں آپ کا نام عبد شمس تھا آپ کی والدہ کا نام میمونہ یا امیہ ہے آپ کی والدہ حضور ﷺ کی دعا سے مشرف باسلام ہوئیں اہل صفہ میں سے تھے عامِ خیبر میں اسلام لائے آپ فرماتے ہیں کہ:۔

نشأت يتيما وهاجرت مسكينا وكنت اجير السبرة بنت غزوان وان خادما لها فزوجنيها الله تعالىٰ والحمدلله الذى جعل الدين قولا وجعل اباهريرة اماما

یعنی میں نے حالت یتیمی میں پرورش پائی حالت مسکینی میں ہجرت کی اور میں سبرة بنت غزوان کا اجیر تھا تو میری شادی اللہ تبارک وتعالیٰ نے سبرہ سے فرمادی تو تمام تعریفیں اس ذات کو لائق ہیں جس نے دین کو قیم فرمایا ابو ہریرہ کو امام بنایا۔

نیز فرماتے ہیں كنت ارعى غنما میں بکریاں چراتا تھا وكان لى هرة صغيرة العب بها فكنونى بها کہ میری ایک چھوٹی بلی تھی جس سے میں کھیلتا تھا تو میری کنیت لوگوں نے ابو ہریرہ رکھ دی وقيل راه النبى فى كمه هرة فقال يااباهريرة کہ آپ کو حضور ﷺ نے دیکھا

کہ آپ کی آستین میں بلی تھی تو حضور ﷺ نے فرمایا اے ابوہریرہ لہذا آپ اسی کنیت سے مشہور ہو گئے
آپ کی مرویات کی تعداد پانچ ہزار تین سو چوہتر 5374 ہے جن میں تین سو پچیس پر بخاری و مسلم متفق
ہیں جب کہ تین سو نوے احادیث میں امام بخاری اور ایک سو نوے پر امام مسلم منفرد ہیں روی عنه
اکثر من ثمانمائته رجلمن صاحب و تابع آٹھ سو سے زائد صحابہ و تابعین نے آپ سے روایات
لیں اور بیان فرمائیں (عمدة القاری ١٢٤ صفحه الجزء الاول مکتبه رشیدیه)

سب سے زیادہ سعید ابن المسیب ان کے داماد اور ان کے مولی اعرج نے اور مدینہ کے کبار
تابعین نے ان سے بکثرت حدیثیں لیں۔ (فیوض الباری)

آپ نے ایک دفعہ حضور ﷺ سے اپنے حافظہ کی شکایت کی کہ:۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی اسمع منک حدیثا کثیرا انساہ قال
ابسط ردائک فبسطه فغرف بیدیه ثم قال ضم فضممت ضمافمانسیت
شیئا

کہ میں حضور ﷺ کے ارشادات سنتا ہوں مگر بھول جاتا ہوں فرمایا اپنی چادر بچھاؤ پس میں
نے اسے بچھا دیا تو آپ نے دونوں ہاتھوں سے لپ ڈالی اور فرمایا لپیٹ لو میں نے اسے
لپیٹ لیا تو اس کے بعد کسی چیز کو نہ بھولا (بخاری کتاب العلم ج ١ ص ٢٢)

آپ جلیل القدر صحابی اور عبادت گذار متواضع و خاکسار تھے آپ روزانہ بارہ ہزار نفل پڑھتے
تھے۔ (فیوض الباری وغیرہ)

مات بالمدینه سنة تسع وخمسین وقیل ثمان وقیل سبع ودفن
بالبقیع (عمدة القاری)

آپ کا وصال ٥٩/٥٨/٥٧ ہجری میں ہوا بقیع میں تدفین ہوئی اس وقت آپ کی عمر ثمان
وسبعین یعنی اٹھتر سال تھی۔ (عمدة القاری الجزء الاول ص ١٢٤ مکتبه رشیدیه)

۳۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ

وھو عبداللہ بن الزبیر بن العوام آپ عبداللہ بن زبیر بن عوام ہیں الصحابی ابن الصحابی امیر المؤمنین خود صحابی اور صحابی کے بیٹے امیر المؤمنین ہیں مہاجرین مدینہ المنورہ میں سب سے پہلے آپ کی ولادت ہوئی ولدتہ امہ اسماء بنت ابی بکر بقباء آپ کا تولد حضرت اسماء بنت ابوبکر کے ہاں قباء میں ہوا واتت بہ النبی صلی اللہ علیہ و سلم فوضعتہ فی حجرہ آپ کو آپ کی والدہ ولادت کے بعد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر کر کے آپ کی گود مبارک میں رکھ دیتی ہیں (سبحان اللہ ما اعظم شانہ) پھر حضور ﷺ کھجور منگواتے ہیں اور چبا کر اس سعادت مند بچہ کی تحنیک فرماتے ہیں یہ وہ خوش بخت ہیں کہ جن کے منہ میں سب سے پہلے حضور ﷺ کا لعاب دہن گیا۔

ع:

مگر کریں کیا نصیب میں تو یہ نامرادی کے دن لکھے تھے

اس کے بعد حضور ﷺ آپ کے لئے دعائے برکت فرماتے ہیں آپ سیدہ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے ہیں آپ اطلس یعنی بے ریش تھے بہت زیادہ روزے رکھنے والے، قیام کرنے والے راتوں کو جاگنے والے اور رکوع کرنے والے اور اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہونے والے تھے یزید ابن معاویہ کے مرنے کے بعد ۶۷ھ ہجری میں اہل حجاز و یمن اور عراق اور خراسان نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور آپ نے عمارت کعبہ کو از سر نو تعمیر فرمایا اور اس میں دو دروازے لگائے آٹھ حج ادا فرمائے وبقی فی الخلافۃ الی ان حصرہ الحجاج بمکۃ اول لیلۃ من ذی الحجۃ سنۃ ثنتین وسبعین ولم یزل یحاصرہ الی ان اصابتہ رمیۃ الحجر فمات وصلت جثہ وحمل رأسہ الی خراسان خلافت کے امور انجام دیتے رہے یہاں تک کہ حجاج نے مکہ کا ذی الحجہ ۷۳ھ ہجری میں محاصرہ کیا اور محاصرہ جاری رہا حتیٰ کہ آپ کو ایک پتھر آ لگا اور آپ نے جامِ شہادت نوش فرمایا اور آپ کے جسم مبارک کو سولی پر چڑھا دیا گیا اور سر مبارک خراسان

میں لے جایا گیا روی لہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثۃ وثلاثون حدیثا ذکر البخاری منہا ستۃ آپ کی مرویات احادیث ۳۳ ہیں جن میں سے امام بخاری نے چھ احادیث ذکر فرمائی۔(عمدۃ القاری الجلد الثانی ص ۱۵۰ مکتبہ رشیدیہ)

حجاج نے جب حضرت عبداللہ بن زبیر کی نعش مبارک کو سولی پر چڑھایا تو سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا تشریف لائیں اور فرمانے لگیں ابھی وقت نہیں آیا کہ یہ شہ سوار سواری سے اترے اتنے دردناک منظر کو دیکھنے کے باوجود آپ کی آنکھوں سے آنسو تک نہ نکلا حجاج نے آپ کو بلوایا تو آپ نے انکار فرمادیا اس پر حجاج کہنے لگا کہ سیدھی طرح آجاؤ ورنہ بالوں سے پکڑ کر گھسٹوا کر منگواؤں گا اس پر رفیق رسول ﷺ کی صاحبزادی نے فرمایا کہ نہیں جاؤں گی جب تک تو بال سے پکڑ کر نہ گھسٹوائے پھر حجاج خود آکر کہنے لگا کہ تم نے دیکھا کہ میں نے اس دشمن خدا کیساتھ کیا کیا صاحبزادی محبوب رسول نے فرمایا میں نے دیکھا کہ تو نے اس کی دنیا برباد کی اور اس نے تیری آخرت خراب کر دی نیز فرمایا کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے سنا ہے کہ ثقیف میں ایک کذاب ہوگا اور سفاک کذاب تو ہم نے دیکھا اور سفاک تیرے سوا کوئی نہیں۔(نزھۃ القاری ج ۱ ص ۳۸۰ برکاتی پبلیشرز)

۴۔حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ

حضرت عروہ بن زبیر بن عوام فقہائے سبعۂ مدینہ طیبہ میں سے ہیں علامہ عینی فرماتے ہیں

وھو احد الفقھاء السبعۃ وھم ھو وسعید بن المسیب وعبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود والقاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق وسلیمان ابن یسار وخارجۃ بن زید بن ثابت وفی السابع ثلاثۃ اقوال احدھا ابوسلمۃ بن عبدالرحمن الثانی سالم بن عبداللہ بن عمر الثالث ابوبکر بن عبدالرحمن بن الحارث بن ھشام

یعنی حضرت عروہ بن زبیر فقہائے سبعہ میں سے ایک ہیں اور مدینہ کے سات فقہاء یہ ہیں

(۱) عروہ بن زبیر بن عوام (۲) سعید بن المسیب (۳) عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن

مسعود (۴) قاسم بن محمد بن ابوبکر الصدیق (۵) سلیمان ابن یسار (۶) خارجہ بن زید بن ثابت اور ساتویں میں تین قول ہیں (۱) ابوسلمۃ بن عبدالرحمٰن (۲) سالم بن عبداللہ بن عمر (۳) ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام۔

آپ کی والدہ کا نام حضرت اسماء بنت الصدیق ہے **وقد جمع الشرف من وجوه** اور آپ کئی وجوہات کی بنا پر شرف و بزرگی کے جامع ہیں **فرسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم صهره وابوبكر جده والزبير والده واسماء امه وعائشة خالته** حضور ﷺ آپ کے صہر مبارک ہیں ابوبکر آپ کے نانا ہیں حضرت زبیر آپ کے والد ہیں حضرت اسماء آپ کی والدہ اور حضرت اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللّٰہ عنہا آپ کی خالہ ہیں **ولد سنة عشرين ومات سنة اربع وتسعين وقيل سنة ثلاث وقيل تسع** آپ کی ولادت ۲۰ ہجری میں جب کہ وفات ۹۴ یا ۹۳ یا ۹۹ ہجری میں ہوئی بہت زبردست عابد زاہد شب زندہ دار بزرگ تھے روزانہ بلاناغہ چوتھائی قرآن مصحف شریف دیکھ کر پڑھتے چوتھائی قرآن پاک تہجد میں پڑھتے ابوالزیاد کا قول ہے کہ میں مدینہ منورہ میں فقہا ئے سبعہ سے ملاقات کر چکا ہوں جو علم و فضل میں اعلیٰ منزل پر پہنچے ہوئے ہیں عروہ کا بھی شمار انہیں میں ہے امام زہری فرماتے ہیں کہ عروہ بن زبیر علم کا ایک ایسا سمندر ہیں جو کبھی خشک نہیں ہو سکتا مہینوں لگاتار روزے رکھتے تھے ولید بن عبدالملک کہا کرتا تھا جسے یہ پسند ہو کہ کسی جنتی کو دیکھے تو وہ عروہ کو دیکھے ایک دفعہ ولید کے پاس گئے تو پاؤں میں آکلہ ہو گیا ولید نے کہا پاؤں کٹوالو پہلے انکار فرمایا مگر جب اثر پنڈلی تک پہنچ گیا تو پھر ولید نے کہا اگر نہیں کٹوائیں گے تو پورے جسم میں اس کا اثر سرایت کر جائے گا پاؤں کا ٹنے والا آیا اس نے کہا کہ شراب پی لیں تاکہ احساس نہ ہو فرمایا میں اللہ کی حرام کردہ چیز کے ذریعہ عافیت نہیں چاہتا اس نے کہا کہ کوئی خواب آور دوا دیدوں فرمایا میں نہیں چاہتا کہ میرا کوئی عضو کاٹا جائے اور مجھے تکلیف کا احساس نہ ہو اور اس کے ثواب سے محروم رہوں لوگوں نے کہا کہ پکڑے رہیں فرمایا کوئی ضرورت نہیں آخر کار پاؤں کا گوشت پہلے چھری سے پھر ہڈی آری سے کاٹی گئی اور آہ تک نہیں فرمائی تسبیح وتہلیل میں مصروف رہے اس دوران آپ روزہ کی حالت میں تھے جب روغنِ زیتون لوہے کے چمچوں

میں کھولا کر داغا گیا تو بے ہوش ہو گئے بعد از افاقہ کٹا ہوا پاؤں ہاتھ میں الٹ پلٹ کرتے ہوئے فرمایا
اس ذات کی قسم جس نے مجھے تجھ پر سوار فرمایا تیرے ذریعہ کسی گناہ کی طرف نہیں گیا ہوں خیال رہے
آپ کے والد حضرت زبیر بن العوام عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور حواریٔ رسول ﷺ ہیں۔

(عمدة القاری ، نزهة القاری ، تهذیب التهذیب وغیره)

۵۔ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ

عمرو بن العاص بن وائل قرشی سہمی ہیں کنیت ابو عبداللہ تھی جب کہ ابو محمد بھی ان کو کہا جاتا تھا
قدم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سنة ثمان قبل الفتح مسلما فتح مکہ سے قبل سن
۸ ہجری میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں حالتِ اسلام میں حاضر ہوئے نجاشی کے پاس ہی مسلمان ہو چکے تھے
اور دین اسلام کے معتقد ہو گئے تھے نجاشی نے ان سے کہا تھا اے عمرو! تمہارے ابن عم کا دین کیسے پوشیدہ
رہ سکتا ہے خدا کی قسم وہ سچے رسول ﷺ ہیں پوچھا آپ یقین وصدق سے کہتے ہیں یا کہ شک سے نجاشی
نے کہا واللہ میں از روئے یقین سے کہتا ہوں پس عمرو بن عاص فتح مکہ سے چھ ماہ قبل حضور ﷺ کے دربار
میں حاضر ہو گئے اور ان کیساتھ خالد بن ولید اور طلحہ بھی تھے جب حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ
مکہ نے اپنے جگر کے ٹکڑوں کو تمہاری طرف پھینک دیا ہے اس کے بعد حضور ﷺ کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں
دیکھتے تھے اور نگاہیں نیچی رکھتے تھے حضور ﷺ نے ان کو عمان کا والی بنایا اور حضور ﷺ کے وصال تک اسی
عہدے پر رہے حضور ﷺ کے بعد عمرو بن عاص نے حضرت عمر و عثمان اور معاویہ کے ماتحت کام
کیا حضرت عمر نے ان کو مصر بھیجا انہوں نے مصر فتح کیا اور والی مصر رہے حضرت عمر کے وصال کے بعد
حضرت عثمان نے چار سال سے زائد ان کو والی مصر بدستور قائم رکھا حضرت عثمان کی شہادت کے بعد
حضرت معاویہ کے پاس آ گئے اور ان کے مشیر خاص وقوت بازو رہے۔ اور واقعہ صفین کے بعد جب تحکیم
پر اتفاق ہوا تو حضرت معاویہ نے ان کو اپنی طرف سے حکم بنایا واقعہ دومۃ الجندل کے بعد حضرت امیر
معاویہ نے ان کو مصر پر والی بنایا اسی حالت میں مصر ہی میں عید الفطر کے دن انتقال ہوا صاحبزادے

عبداللہ نے نماز جنازہ کے بعد نماز عید الفطر پڑھائی۔

واقعۂ وصال

آپ کے وصال کا واقعہ انتہائی رقت انگیز ہے مسلم شریف میں ہے کہ وقتِ وصال آپ بہت خوفزدہ و مضطرب ہوئے اور بہت دیر تک روتے رہے حتیٰ کہ اپنا منہ دیوار کی طرف فرمالیا صاجزادے نے عرض کی اباجان یہ خوف وفزع کس چیز کے باعث ہے آپ کو تو رسولِ کائنات ﷺ کی صحبت کی شرافت حاصل ہے اور غزوات میں شریک ہوتے تھے آنحضرت ﷺ سے بشارتیں حاصل ہوئیں فرمایا اے بیٹے! مجھ پر تین حالتیں گزری ہیں اپنی اول زندگی میں حضور ﷺ کو دشمن گردانتا تھا اور حضور ﷺ کا رخِ انور انتہائی مبغوض ترین تھا اگر میں اس حالت میں مرجاتا تو ناری ہوتا دوسری حالت مسلمان ہونے کی ہے اور اسلام کے بعد حضور ﷺ کی صحبت حاصل ہوئی اور اس حد تک کہ حضور ﷺ کے رخ زیبا سے محبوب ترین میرے نزدیک کوئی چیز نہ تھی یہاں تک کہ غایتِ ادب وحیا اور اجلال کے باعث ان کی طرف نظر نہ کرسکتا تھا اور اگر کہا جائے کہ حضور ﷺ کا وصف بیان کرو کہ کس طرح آپ کا حلیہ مبارک تھا تو نہیں کرسکتا۔

اللہ کی سرتابقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ

(اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

منزہ عن شریک فی محاسنہ
فجوھر الحسن فیہ غیر منقسم

(امام شرف الدین بو صیری رحمۃ اللہ علیہ)

کیونکہ ان پر نظر ڈالنے کی ہمت نہ ہوئی تھی اگر اس حالت میں دنیا سے رخصت ہوجاتا تو امید رکھتا کہ اہلِ بہشت میں سے ہوتا اس کے بعد امارت وولایت میں عمر گزاری اور اس میں مبتلا ہوگیا

اوراس مسافر خانہ دنیا سے مجھے ملا جو کچھ ملا اب میں نہیں جانتا کہ میرا حال کیا ہوگا۔

پس میں مروں تو میرے ہمراہ کوئی نوحہ گر نہ ہو اور جب دفن کرو گے تو مجھ پر آہستہ آہستہ مٹی ڈالنا اور قبر کے گرد اتنی دیر کھڑے رہنا جتنی دیر میں کہ اونٹ ذبح کیا جاتا ہے اوراس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے تاکہ میں تم سے انسیت حاصل کروں اور دیکھوں کہ اللہ تعالیٰ کے فرستادہ فرشتوں کو کیا جواب دیتا ہوں۔(مسلم شریف، عمدۃ القاری، مدارج شریف ونزھۃ القاری)

۲۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

آپ حضرت عمر ابن خطاب کے صاحبزادے ہیں ظہور نبوت سے ایک سال قبل پیدا ہوئے قرشی عدوی کی ہیں وامہ وام اختہ حفصۃ بنت مظعون اخت عثمان بن مظعون اسلم بمکۃ قدیما مع ابیہ وھو صغیر وھاجر معہ آپ حضرت حفصہ کے بھائی ہیں دونوں کی والدہ زینب بنت مظعون جو کہ حضرت عثمان بن مظعون کی بہن تھیں مکہ میں اپنے والد کے ساتھ صغرسنی میں ایمان لے آئے اورانہیں کیساتھ ہجرت فرمائی کم سنی کی وجہ سے غزوۂ بدر واحد میں شریک نہ ہوئے جنگ احد میں شرکت کرنی چاہی تھی مگر واپس کر دیئے گئے اس کے بعد تمام غزوات میں شریک ہوئے واحد العبادلۃ الاربعۃ وثانیھم ابن عباس وثالثھم عبداللہ بن عمر وبن العاص ورابعھم عبداللہ بن الزبیر یعنی آپ عبادلہ اربعہ میں سے ایک ہیں دوسرے عبداللہ ابن عباس تیسرے عبداللہ بن عمرو بن عاص جب کہ چوتھے عبداللہ ابن زبیر ہیں ان الجوھری اثبت ابن مسعود منھم وحذف عبداللہ بن عمرو اور جوھری نے حضرت عبداللہ بن مسعود کو ثابت فرمایا ہے اور ابن عمرو کو حذف فرمایا ہے۔

بہت بڑے عابد وزاہد محتاط متقی اَعمل بالسنۃ تھے۔

روی لہ الفاحدیث وستمائۃ وثلاثون حدیثا اتفقا منھما علی مائۃ وسبعین حدیثا وانفرد البخاری باحد وثمانین ومسلم باحد وثلاثین

آپ سے دو ہزار چھ سوتیس احادیث مروی ہیں ان میں سے ایک سو ستر پر شیخین نے اتفاق

فرمایا۔ جب کہ اکاسی (۸۱) امام بخاری نے اور اکتیس (۳۱) امام مسلم نے منفرداً روایت فرمائی ہیں حضرت ابو ہریرہ کے بعد اکثر الروایہ ہیں۔

ہمیشہ حق پر ثابت قدم رہے حق گوئی میں کسی کی پرواہ نہ فرماتے تھے حجاج ایک بار دیر تک خطبہ دیتا رہا اور نماز کا وقت تنگ ہو گیا فرمایا اے حجاج سورج تیرا انتظار نہ کرے گا عرفات مزدلفہ وغیرہ میں جہاں حضور ﷺ نے قیام کیا تھا حجاج سے آگے بڑھ کر قیام فرماتے حضرت عبداللہ بن زبیر کی شہادت کے بعد ۷۳ھ میں وصال ہوا وصل علیه الحجاج حجاج نے آپ پر نماز جنازہ پڑھی۔

(عمدة القاري ج١ ص١١٦، نزهة القاري ج١ ص٢٤٥، مراة ج١ ص٣٨)

۷۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

آپ عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہاشمی حضور سیّد عالم ﷺ کے چچا کے بیٹے ہیں وامه ام الفضل لبابة الكبرىٰ بنت الحارث اخت ميمونة اُمّ المؤمنين آپ کی والدہ ام الفضل لبابہ بنت حارث ہیں حضرت امّ فضل امّ المؤمنین سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں كان يقال له الحبر والبحر لكثرة علمه وترجمان القرآن آپ کو حبر امت بحر العلوم اور ترجمان القرآن آپ کے کثرت علم کی وجہ سے کہا جاتا تھا واحد العبادلة الاربعة عبادلۂ اربعہ میں ایک ہیں وقال احمد ستة من الصحابة اكثروا الرواية عن رسول الله صلى الله عليه وسلم امام احمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ان چھ صحابہ میں سے ہیں جنہوں نے سب سے زیادہ احادیث روایت فرمائی ہیں وہ چھ صحابہ کے اسمائے مبارکہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

۲۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۳۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

۴۔ حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

۵۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ

روی ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الف حدیث وستمائة وستین حدیثا اتفقا منها علی خمسة وتسعین حدیثا وانفرد البخاری بمائة وعشرین ومسلم بتسعة و اربعین

آپ سے ایک ہزار چھ سو ساٹھ احادیث مروی ہیں جن میں سے پچانوے پر شیخین نے اتفاق فرمایا ہے جب کہ ایک سو بیس میں امام بخاری انچاس میں امام مسلم منفرد ہیں ولد بالشعب قبل الهجرة بثلاث سنین ہجرت سے تین سال قبل شعب ابی طالب میں ولادت ہوئی۔

وتوفی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وهوابن ثلاث عشرة سنة

حضور ﷺ کے وصال ظاہری کے وقت تیرہ سال کے تھے وقال احمد خمس عشرة سنة جب کہ امام احمد فرماتے ہیں پندرہ برس کے تھے والاول هوالمشهور اور پہلا قول مشہور ہے حضور سیّد عالم ﷺ نے آپ کے لئے دعا فرمائی تھی کہ اے اللہ ان کو فقیه فی الدین بنا اور قرآن کی تاویل عطا فرما یہی وجہ ہے کہ کم سنی ہی میں ان کے علم وفضل کا سکہ سب پر بیٹھ گیا ذلک فضل اللہ یوتیه من یشاء.

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بہت قریبی تھے امام مسروق فرماتے ہیں کہ آپ اجمل الناس افصح الناس اور اعلم الناس تھے اخیر عمر میں آنکھوں میں موتیا اتر آیا معالجین نے کہا ہم موتیا نکال دیں گے لیکن پانچ دن کھڑے ہو کر آپ نماز نہیں پڑھ سکتے فرمایا خدا کی قسم میں موتیا نہیں نکلواؤں گا پانچ دن تو بڑی بات ہے ایک رکعت بھی نہیں چھوڑ سکتا جب آنکھیں سفید ہو گئیں تو یہ شعر پڑھا کرتے:۔

ان یاخذ نی اللہ من عینی نورهما
نفسی لسانی وقلبی منهما نور
قلبی ذکی وذهنی غیر ذی دخل
وفی ضمی صارم کارم کالسیف مطرور

ترجمہ:

اللہ نے میری آنکھوں سے روشنی لے لی تو کیا ہوا

اس کے عوض میری زبان میرا دل روشن ہے

میرا دل صاف ستھرا اور میرا دماغ فساد سے خالی ہے

میرے منہ میں ایسی زبان ہے جو تلوار کی طرح تیز مقابلہ میں غالب ہے

مات بالطائف سنة ثمان وستين وهو ابن احدوسبعين سنة في ايام الزبير طائف میں آپ نے وفات پائی اس وقت آپ کی عمر مبارک اکہتر سال تھی اور اڑسٹھ ہجری تھی اور عبداللہ بن زبیر کے ایام خلافت تھے محمد بن حنفیہ حضرت علی کے صاحبزادے نے نماز جنازہ پڑھائی بعد از دفن یہ آواز سنائی دی گئی کہ:۔

يا ايتها النفس المطمئنة ارجعي الى ربك راضية مرضية ○ فادخلي في عبادي وادخلي جنتي ○

اے اطمینان والی جان اپنے رب کی طرف واپس ہو اس حالت میں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں آ۔

(عمدة القاری ج۱ ص ۷۰ ، نزهة القاری ج۱ ص ۲۱۰)

۸۔ حضرت معاذہ بنت عبداللہ عدویہ رضی اللہ عنہا

معاذہ بنت عبداللہ عدویہ میم کے ضم کے ساتھ آپ عابدہ ثقہ حجت تابعیہ ہیں حضرت علی و سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں روی لها الجماعة اور ان سے ایک جماعت نے روایت کیا ماتت سنة ثلاث وثمانين تیراسی ہجری میں آپ کا وصال ہوا۔

(عمدة القاری ج۳ ص ۳۰۰ ، نزهة القاری ج۲ ص ۲۴۶)

۹۔ قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

آپ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے اور محمد بن ابوبکر کے لخت جگر ہیں اجلۂ تابعین

اور فقہائے سبعہ میں سے ہیں یحییٰ بن سعید نے کہا کہ اس عہد میں مدینہ میں ان سے افضل کسی کو نہیں پایا
۳۱ھ میں ولادت ہوئی جب کہ ۱۰۱ھ میں وصال فرمایا۔
(نزهة القاری ج۲ ص۲۰۹، عمدة القاری ج۳ ص۲۵۴)

۱۰۔ عمرہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہا

هی عمرة بنت عبدالرحمن بن سعد بن زرارة وکانت فی حجر عائشة اُمّ المؤمنین وربتها وروت عنها کثیرا من حدیثها وعن غیرها ماتت سنة ثلث ومائة

آپ عبدالرحمٰن بن سعد بن زرارہ کی بیٹی ہیں آپ اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی گود کی پروردہ وربیبہ ہیں مشہور تابعیہ ہیں آپ نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کثیر احادیث لی ہیں آپ کے علاوہ بھی دیگر لوگوں سے احادیث روایت فرمائیں ۱۰۳ھ میں وصال ہوا۔ (اکمال)

تلک عشرة کاملة

اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے خویش واقارب

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا

اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہا کی باپ شریک جب کہ عبداللہ بن ابوبکر الصدیق کی حقیقی بہن ہیں آپ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ ہیں آپ ذات النطاقین سے مشہور ہیں ولدت قبل الهجرة بسبع وعشرین سنة قبل از ہجرت ستائیس سال ولادت ہوئی آپ سے چھپن (۵۶) حدیثیں مروی ہیں جن میں سے چار کو امام بخاری و مسلم نے منفرد ذکر کیا جب کہ ۱۴ پر اتفاق ہے۔

ذات النطاقین کا لقب

واقعہ ہجرت میں حضرت اسماء توشہ دان لے کر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور توشہ دان کو باندھنے کے لئے کوئی رسی نہ تھی تو آپ نے اپنے بند کے آدھے حصہ سے توشہ دان باندھا اور آدھا

استعمال فرمایا اس پر حضور ﷺ نے آپ کو ذات النطاقتین کا لقب دیا۔ (طبری)

حضور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب حضور ﷺ کے ساتھ ہجرت کر گئے تو ابوجہل اپنے حواریوں کیساتھ آپ کے گھر آیا اور جب پوچھا تو حضرت اسماء نے لاعلمی کا اظہار فرمایا اس پر اس شقی نے آپ کو تھپڑ مارا فرماتی ہیں کہ اس نے اس زور سے مارا کہ میری کان کی بالی گر پڑی۔ (طبری)

آپ کی عمر مبارک ایک سو سال کی ہوئی **ولم يسقط لهاسن ولم يتغير عقلها** اس عمر میں بھی کوئی دانت نہ گرا اور نہ ہی عقل میں فتور آیا **توفيت بمكة في جمادي الاول سنة ثلاث وسبعين بعد قتل ابنها عبدالله بن الزبير** حضرت عبداللہ بن زبیر کی شہادت کے بعد جمادی الاول ۷۳ھ کو مکہ میں وصال فرمایا۔

(عمدة القاري ج ٢ ص ٩٣ ، فيوض الباري ج ١ ص ٢٧٥)

امِ کلثوم بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہا

ليس لام كلثوم بنت ابي بكر صحبة لانها ولدت بعد وفاة النبي صلى الله عليه وسلم وامها بنت خارجة (الجز السابع من اسد الغابه) یہ سیدہ عائشہ اُمّ المؤمنین کی بہن ہیں جو کہ بنت خارجہ کی بیٹی ہیں چونکہ حضور ﷺ کی ظاہری وفات کے بعد پیدا ہوئیں اس وجہ سے حضور ﷺ کی صحبت نہ پاسکیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے مرض الوفات میں اُمّ المؤمنین سے فرمایا کہ **انی ذات بطن بنت خارجة بنتا** یعنی میں بنت خارجہ کو لڑکی سے حامل دیکھتا ہوں اور آپ کی وفات کے بعد امّ کلثوم کی ولادت ہوئی اور اس کو حضرت کی کرامات میں سے شمار کیا گیا ہے۔

(ایضاً)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ

آپ کی کنیت ابو محمد یا ابو عبداللہ یا پھر ابو عثمان ہے اُمّ المؤمنین کے حقیقی بھائی ہیں **اسلم قبل الفتح** مکہ سے قبل اسلام لائے **قيل انه كان اكبر ولد ابي بكر** یہ قول کہا گیا ہے کہ آپ

حضور ﷺ سیّدنا ابوبکر صدّیق کے بڑے بیٹے ہیں حضرت خالد کیساتھ جنگ یمامہ میں شریک ہوئے
بقال انه کان اسمه فی الجاهلیة عبدالکعبة او عبدالعزی فسماه النبی صلی الله علیه
وسلم عبدالرحمن یعنی ان کا نام زمانہ جاہلیت میں عبدالکعبہ یا عبدالعزیٰ تھا تو حضور ﷺ نے ان کا
نام عبدالرحمٰن رکھا وروی عن النبی صلی الله علیه وسلم وعن ابیه عبدالله وحفصة آپ
نے حضور ﷺ سے اور اپنے والد حضرت حفصہ سے روایت حدیث فرمائی۔
(تهذیب التهذیب ج ٦ ص ١٤٦/٧)

خیال رہے سیّدنا ابوبکر صدّیق کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ کی چار پشت صحابہ ہیں یعنی
آپ بھی اور آپ کے والد حضرت ابوقحافہ اور آپ کے صاحبزادے عبدالرحمٰن اور ان کے بیٹے یعنی آپ
کے پوتے بھی صحابی رسول ﷺ تھے ۳ھ میں آپ نے مکہ سے دس میل دور وفات پائی اور مکہ میں
آپ کی تدفین کی گئی۔ (تهذیب التهذیب)
خیال رہے حضرت عبدالرحمٰن کے علاوہ بھی اُمّ المؤمنین کے دو بھائی تھے جن کے نام عبداللہ بن
ابی بکر اور محمد بن ابی بکر ہیں حضرت عبداللہ بن ابی بکر غزوۂ حنین میں شریک ہوئے اور زخمی ہوئے اور کچھ عرصہ
کے بعد وصال فرما گئے ان کی والدہ کا نام قبیلہ تھا محمد بن ابی بکر کی والدہ کا نام اسماء بنت عمیس ہے اور یہ دونوں
حضرات اُمّ المؤمنین کے باپ شریک بھائی ہیں۔

اُمّ المؤمنین کی والدہ امّ رومان رضی اللہ عنہا

ان کا نام زینب تھا یا پھر رعد قدیم الاسلام خاتون اور صحابیہ رسول ﷺ ہیں وصال ۵ یا ۴ ہجری
غزوۂ خندق کے سال ہوا امام مسروق ان سے روایت کرتے ہیں حضور ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا
من سره ان ینظر الی امرأة من الحور العین فینظر الی ام رومان یعنی جو شخص حور عین کو دیکھنا
چاہے وہ اُمّ رومان کو دیکھے خیال رہے حضرت امّ رومان پہلے عبدالرحمٰن بن حارث ازدی کی زوجیت
میں تھیں ان کے انتقال کے بعد حضرت صدّیق اکبر نے ان سے نکاح فرمایا اُمّ المؤمنین اور حضرت

عبدالرحمٰن دونوں آپ ہی کے شکم سے ہیں۔

(عمدۃ القاری ص ۱۰۰، نزھۃ القاری ج ۳ ص ۹۱/۹۰ و استیعاب)

اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کے والد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

خلیفہ بلافصل حضور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب بے حد و بے شمار ہیں جن کو بیان کرنے کے لئے دفاتر درکار ہیں یہاں تبرکاً چند ایک مدارج شریف سے نقل کئے جا رہے ہیں۔

آپ کا دورِ جہالت میں نام عبدالکعبہ یا عبد رب الکعبہ تھا حضور ﷺ نے ان کا اسم گرامی عبداللہ رکھا دیگر ایک قول یہ بھی ہے کہ عتیق نام رکھا کیونکہ وہ آتشِ جہنم سے آزاد ہیں بعض حضرات نے ان کا نام عبداللہ بھی قدیم سے یہی بیان کیا ہے اور یہی درست وصواب ہے۔ ترمذی میں ہے من اراد ان ینظر الی العتیق من النار ینظر الی ابی بکر یعنی جو شخص جہنم سے آزاد شدہ کو دیکھنا چاہے وہ ابوبکر کو دیکھے ایک قول اس طرح ہے کہ آپ کا لقب عتیق ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے نسب میں اس طرح کی کوئی بات نہ تھی جو ان پر عیب لگانے کا باعث بن سکتی تھی اس لیے کہ وہ پہلے ہی سے نیک راستہ پر تھے اور تمام امت اس پر متفق ہے کہ آپ کا لقب صدیق ہے کیونکہ انہوں نے حضور ﷺ کی تصدیق میں سبقت کی تھی اور جملہ احوال میں آنحضرت ﷺ کی صداقت پر انہوں نے لازم تصدیق کی ایک موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے منبر پر فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی زبان پر ابوبکر کا نام صدیق رکھا نبی کریم ﷺ کی ولادت پاک سے دو سال اور کچھ مہینے بعد حضرت صدیق اکبر پیدا ہوئے تھے اور ان کی خلافت کی خدمت بھی اسی قدر رہے جو کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد پوری کرنے کے بعد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا انہوں نے تریسٹھ برس عمر پائی اور بے حد وشمار فضائل ومناقب کے حامل ہیں۔

(مدارج شریف ج ۲ ص ۷۲۱، ۷۳۰ مترجم)

اُمّ المؤمنین سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے والے کا حکم

حضور سیدی اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

کہ اُمّ المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قذف کفرِ خالص ہے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا انکار کفرِ خالص ہے چنانچہ فتاویٰ ھندیہ میں ہے لو قذف عائشة رضی اللہ عنها بالزنی کفر باللہ تعالیٰ یعنی اگر کسی نے سیدہ رضی اللہ عنہا پر زنا کی تہمت لگائی تو اس نے اللہ کے ساتھ کفر کیا۔

شرح ملتقی الابحر میں ہے:۔

یکفر بقوله لا ادری ان النبی فی القبر مومن او کافر وبقوله ما کان علینا نعمة النبی صلی اللہ علیه وسلم وان البعثة من اعظم النعم وبقذفه عائشة رضی اللہ عنها وانکاره صحبة ابی بکر رضی اللہ عنه.

اگر کسی نے کہا میں نہیں جانتا کہ نبی قبر میں حالت ایمان میں ہے یا کفر میں تو کافر ہو جائے گا اسی طرح وہ شخص بھی کافر ہو جائے گا جو یہ کہتا ہے کہ ہم پر نبی ﷺ کی کوئی نعمت نہیں کیونکہ آپ ﷺ کی بعثت مبارکہ سب سے بڑی نعمت ہے یا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگاتا ہے یا سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا انکار کرتا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ شریف ج ۱۴ مرکز اھل سنت برکات رضا)

نیز رد الرفضہ میں فرماتے ہیں کہ:۔

ویجب اکفار هم باکفار عثمان وعلی وطلحة وزبیر وعائشة رضی اللہ عنهم (رسالہ مبارکہ ردالرفضہ)

تفسیر حسنات میں علامہ ابوالحسنات سیّد محمد احمد قادری علیہ الرحمۃ الصارم المسلول کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ

قاضی ابو لیلیٰ فرماتے ہیں من قذف عائشة مما تبرأها اللہ منه کفر جو سیدہ پر قذف یعنی اتہام (زنا کی تہمت لگائے) رکھے باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بری فرمایا وہ کافر ہے اور حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو برا کہے اسے کوڑوں کی سزا دی جائے اور حضرت اُمّ المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کو برا کہنے والا قتل کیا جائے۔

حضرت ابوالسائب قاضی فرماتے ہیں کہ میں ایک دن قاضی حسن بن زید والی طبرستان کے حضور ﷺ حاضر تھا یہ کمبل پہن کر گزر فرماتے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے تھے اور ہر سال بیس ہزار دینار مدینہ منورہ بھیجا کرتے کہ وہ تمام صحابہ کرام کی اولاد میں تقسیم کیا جائے آپ کے دربار میں ایک شخص حاضر تھا اس نے حضرت سیدہ اُمّ المؤمنین صدّیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں اتہام منافقین بیان کر کے کچھ قبیح الفاظ بک دیئے تو آپ نے فوراً حکم دیا یا غلام اضرب عُنُقَهُ اس کی گردن مارو پھر فرمایا معاذ اللہ یہ شخص حضور ﷺ پر طعن کر رہا ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے الخبیثات الایة تو اگر صدّیقہ معاذ اللہ خبیث ہیں تو لازم آتا ہے کہ حضور ﷺ کو بھی معاذ اللہ ایسا ہی کہا جائے اور جو حضور ﷺ کو ایسا کہے وہ کافر ہے بے ایمان مرتد ہے لہٰذا ابھی اس کی گردن مارو چنانچہ وہ قتل کر دیا گیا اور میں وہاں حاضر تھا۔

(تفسیر حسنات جلد چہارم سورۂ نور ص ۶۲۵)

واقعۂ افک

یہ واقعہ پانچ ہجری میں پیش آیا جس سے حضور سیّد عالم ﷺ و اُمّ المؤمنین و صحابہ کرام کو سخت اذیت پہنچی عربی میں بہتان کو افک کہتے ہیں اور اس سے مراد وہ بہتان ہے جو منافقین اور بعض مومنین نے اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر لگایا تھا اور آپ کی برأت پر قرآن پاک کی اٹھارہ آیات اتری تھیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

١. ان الذین جاء و بالافک ٥

٢. لولاء اذسمعتوہ ظن المومنون والمومنات بانفسھم خیرا وقالوا ھذاافک مبین ٥

٣. لولاجاء وعلیه باربعة شھداء٥

٤. فالئک عنداللہ ھم الکذبون٥

۵۔ولولافضل اللہ علیکم ورحمتہ فی الدنیا والاخرۃ لمسّکم فی ما افضتم عذاب عظیمo

۶۔اذتلقونہ بالسنتکمo

۷۔لولا اذسمعتوہ قلتم مایکون لنا ان نتکلم بھذاسبحٰنک ھذابھتان عظیمo

۸۔ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃo

۹۔یعظکم اللہ ان تعودوا لمثلہ ابداo

۱۰۔لھم عذاب الیم فی الدنیا والاخرہo

۱۱۔یاایھاالذین امنوا لاتتبعواخطوات الشیطنo

۱۲۔ولایأتل اولوا الفضل منکم والسعۃ ان یؤتوااولی القربی والمسٰکین والمھٰجرین فی سبیل اللہ والیعفوا والیصفحوا الاتحبون ان یغفراللہ لکم واللہ غفوررحیمo

۱۳۔ان الذین یرمون المحصنٰت الغافلات المؤمنات [illegible] فی الدنیا والاخرۃ و لھم عذاب عظیم o

۱۴۔یوم تشھد علیھم السنتھم وایدیھم وارجلھم بماکانوا یعملون یومئذ یوفیھم اللہ دینھم الحق ویعلمون ان اللہ ھوالحق المبینo

۱۵۔الخبیثت للخبیثین والخبیثون للخبیثتo

۱۶۔والطیبت للطیبین والطیبون للطیبتo

۱۷۔اولئک مبرء ون ممایقولونo

۱۸۔لھم مغفرۃ ورزق کریمo (تفسیرحسنات)

تفصیلِ واقعہ

اس قصۂ عظیم کی تفصیل بخاری شریف میں اس طرح آئی ہے اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:۔

کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا اراد سفرا اقرع بین ازواجہ فایتھن خرج سھمھا خرج بھارسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

کہ اللہ کے رسول ﷺ کا یہ معمول تھا کہ جب کسی سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواجِ مطہرات کے درمیان قرعہ اندازی فرماتے کہ کس کو ساتھ لے جانا ہے جس کے نام کا قرعہ نکل آتا وہ آپ کے ساتھ رفیقِ سفر ہوتیں۔

چنانچہ فرماتی ہیں کہ ایک غزوہ میں جانے سے پہلے آپ نے قرعہ ڈالا تو میرا نام نکل آیا پس میں اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ سفر پر نکلی اس کے بعد کہ پردے کا حکم نازل ہو چکا تھا فرماتی ہیں:۔

فکنت احمل فی ھودجی وانزل فیہ

پس میں پردے کیساتھ ھودج میں سوار کروائی گئی اور اسمیں بیٹھ گئی پس ہم نے سفر کیا یہاں تک کہ جب رسول اللہ ﷺ اس غزوہ سے فارغ ہو کر واپس لوٹے اور مدینہ منورہ کے قریب آگئے تو اس منزل سے حضور ﷺ نے رات کے وقت چلنے کا حکم دیا جب آپ نے کوچ کا حکم فرمایا تو اس وقت میں قضائے حاجت کے لئے لشکر سے دور چلی گئی جب فارغ ہو کر اپنی سواری کے پاس آئی اور اپنے سینے پر ہاتھ پھیرا تو دیکھا کہ میرا اخذفِ یمنی ہار ٹوٹ کر کہیں گر گیا تھا پس میں اپنے ہار کو تلاش کرنے کے لئے واپس لوٹی اور اس کی تلاش میں کافی دیر ہو گئی فرماتی ہیں کہ جن لوگوں کے ذمہ مجھے سوار کروانے کا کام تھا وہ آگے بڑھے اور انہوں نے میرے ھودج کو اٹھا کر اس کی سواری پر رکھ دیا جس پر سوار ہوتی تھی اور وہ یہی سمجھے کہ میں ھودج کے اندر ہوں ان دنوں عورتیں عموماً ہلکی پھلکی ہوتی تھیں کیونکہ ان کی غذا سادہ اور غیر مرغن ہوتی تھی ان لوگوں کو ھودج اٹھاتے اور اونٹ پر رکھتے یوں بھی اس کا ہلکا پن محسوس نہ ہوا کہ

ازمرتھی پس لوگوں نے اونٹ کو اٹھایا اور چل دیئے۔

فرماتی ہیں وجدت عقدلی بعد ما استمر الجیش ہار مجھے اس وقت ملا جب لشکر اپنی جگہ سے کوچ کر گیا تھا پس میں جگہ پر آکر بیٹھ گئی اور یہ خیال کیا کہ جب وہ مجھے نہ پائیں گے تو میری تلاش میں ادھر آئیں گے اسی اثنا میں کہ میں وہاں بیٹھی تھی میری آنکھیں بند ہونے لگیں اور سو گئی حضرت صفوان بن معطل سلمی ذکوانی لشکر کے پیچھے رہا کرتے تھے وہ صبح کے وقت میرے نزدیک آئے کیونکہ پردے کا حکم نازل ہونے سے پہلے انہوں نے مجھے دیکھا تھا۔

فاستیقظت باسترجاعہ حین عرفنی فخمرت وجھی بجلبابی

پس میں ان کی زبان سے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون کے الفاظ سن کر جاگ اٹھی میں نے انہیں دیکھ کر چادر سے اپنا منہ چھپالیا۔

سبحان اللہ فرماتی ہیں کہ واللّٰہ ماتکلمنا بکلمات ولا سمعت منہ کلمۃ غیر استرجاعہ یعنی قسم بخدا نہ ہم نے کوئی گفتگو کی اور نہ میں نے کلمات استرجاع (انا للہ وانا الیہ راجعون) کے سوا ان کے منہ سے ایک لفظ بھی سنا وہ اپنی سواری سے اترے اس کے پیر باندھے پھر میں کھڑی ہو کر اس پر سوار ہو گئی وہ آگے آگے پیدل چلتے ہوئے مجھے لے چلے یہاں تک کہ ہم سخت گرمی کے وقت دوپہر دن چڑھے لشکر میں جا پہنچے (بخاری) خیال رہے اس موقع پر حضرت صفوان کا استرجاع پڑھنا اس وجہ سے تھا کہ سیّدہ کا صحراء میں پیچھے اکیلے رہ جانا ایک بڑی آزمائش ہے کہ ان کو چھوڑ دیا گیا اس واسطے کسی آفت و ہلاکت میں پڑ جانے کا خدشہ ہے یا بعد میں رونما ہونے والے واقعات کے باعث بعض کا خیال ہے کہ صفوان کا گمان تھا شاید حضرت سیّدہ وصال پا چکی ہیں اس وجہ سے انہوں نے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ (مدارج)

سیّدہ فرماتی ہیں:۔

فھلک من ھلک وکان الذی تولیٰ کبر الافک عبداللہ بن ابی بن سلول کہ جس کو ہلاک ہونا تھا وہ بہتان لگا کر ہلاک ہوا اور جس نے بہتان کو سب سے زیادہ

ہوا دی وہ عبداللہ بن ابی بن سلول تھا۔

حضرت عروہ فرماتے ہیں:۔

اخبر ت انه کان یشاع ویتحدث فیه عنده فیقرُه ویستمعه ویستو شیه

کہ مجھے اس بات کی خبر دی گئی کہ جب ابن ابی منافق کے پاس اس بہتان کا ذکر ہوتا تو بڑی دلچسپی سے اس کا ذکر کرتا اسے حقیقت پر مبنی قرار دیتا اور اسے بڑے غور سے سنتا اور بیان بھی کرتا۔

آپ فرماتے ہیں کہ:۔

لم یسم من اهل الافک ایضا الا حسان بن ثابت ومسطح بن اثاثه وحمنة بنت جحش فی ناس آخرین لاعلم لی بهم غیر انهم عصبة .

بہتان لگانے والوں میں سے حضرت حسان بن ثابت حضرت مسطح بن اثاثہ اور حضرت حمنہ بنت جحش کے سوا مجھے اور کسی کے نام کا علم نہیں ہاں ان کی ایک جماعت تھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فرماتے ہیں ان لوگوں کی قیادت عبداللہ بن ابی (رئیس المنافقین) کر رہا تھا۔

سیّدہ فرماتی ہیں کہ:۔

فقدمنا المدینة فاشتکیت حین قدمت شهرا والناس یضیفون فی قول اصحاب الافک لااشعر بشیٔ من ذلک

کہ جب ہم مدینہ پہنچے تو میں ایک ماہ تک بیمار رہی اور لوگوں میں بہتان کے متعلق چرچا ہوتا رہا اگرچہ مجھے اس بارے میں کچھ بھی معلوم نہ ہوا لیکن یہ شک میری تکلیف میں اضافہ کرتا رہا کہ میں نے حضور ﷺ کا لطف وکرم بیماری سے پہلے جیسا نہ دیکھا میری بیماری کے دوران حضور ﷺ تشریف لاتے سلام کرتے اور حال دریافت کر کے واپس تشریف لے جاتے تھے پس یہ بات مجھے شک میں ڈالتی تھی لیکن اٹھائے ہوئے طوفان بدتمیزی کا مجھے کوئی علم ہی نہیں تھا یہاں تک کہ میں کچھ صحت یاب ہوئی تو حضرت مسطح کی والدہ ماجدہ کیساتھ رفعِ حاجت کے لئے باہر نکلی اور ہمارا معمول اس مقصد کے لئے

رات کے وقت باہر جانے کا تھا اور یہ ان دنوں کی بات ہے جب ہمارے گھروں کے قریب بیت الخلاء نہیں بنے تھے اور اہلِ عرب کی شروع سے عادت یہی تھی کہ اس مقصد کیلئے جنگل میں جاتے تھے کیونکہ گھروں کے سامنے بیت الخلاء بنانا ہمارے لئے تکلیف کا باعث ہوتا تھا۔ سیدہ فرماتی ہیں کہ میں گئی اور ام مسطح بنت ابورھم بن عبدالمطلب بن عبدمناف ان کی والدہ صخر بن عامر کی بیٹی اور حضرت صدیق اکبر کی والدہ ہیں ان کے صاجزادے کا نام مسطح بن اثاثہ بن عباد بن عبدالمطلب ہے جب میں والدہ مسطح کے ساتھ فارغ ہوکر گھر کی جانب واپس لوٹی۔

فعثرت ام مسطح فی مرطها فقالت تعس مسطح فقلت بئس ماقلت اتسبین رجلا شهد بدرا.

ام مسطح کا پیر چادر میں الجھا اور گر پڑیں پس انہوں نے کہا مسطح کا برا ہوا میں نے کہا کہ آپ نے بری بات کہی ہے کیا آپ ایسے شخص کو برا بھلا کہہ رہی ہیں جو غزوہ بدر میں شریک ہوا تھا پس انہوں نے کہا خدا کی بندی شاید آپ نے سنا نہیں کہ اس نے کیا کہا ہے سیّدہ فرماتی ہیں کہ:۔

قلت ماقال فاخبرتنی بقول اهل الافک.

میں نے پوچھا بتاؤ انہوں نے کیا کہا ہے؟ پس انہوں نے مجھے بہتان تراشی والوں کی بات بتائی سیدہ فرماتی ہیں کہ پھر تو بیماری بہت بڑھ گئی جب میں گھر پہنچی تو حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے پس سلام کر کے فرمایا کہ تمہارا کیا حال ہے میں عرض گذار ہوئی کہ کیا آپ مجھے اپنے والدین کے گھر جانے کی اجازت مرحمت فرماتے ہیں سیّدہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے مجھے اجازت دے دی پس میں نے اپنی والدہ سے کہا:۔

یاامتاه ماذایتحدث الناس.

اے امی جان لوگ کیاباتیں کرتے ہیں۔

قالت یابنیة هونی علیک فواللہ لقلما کانت امرأة قط وفیة عندرجل یحبها لهاضرائر الاکثرن علیها.

فرمایا اے بیٹی! اس بات کا غم نہ کھاؤ خدا کی قسم یہ ہوتا ہی آیا ہے کیونکہ جب کوئی عورت خوبصورت ہو اور خاوند بھی اسے چاہے تو سوکنیں عموماً ایسا فریب کر گزرتی ہیں۔

سیّدہ فرماتی ہیں کہ......

فقلت سبحان الله اولقد تحدث الناس بهذا

سبحان اللہ عجیب بات ہے لوگ اتنی بڑی بات منہ پر لاتے ہیں۔

قالت فبكيت بتلك الليلة حتى اصبحت لايرقألى دمع ولا اكتحل بنوم ثم اصبحت ابكي

سیّدہ فرماتی ہیں کہ پھر تو میں ساری رات روتی رہی نہ میرے آنسو تھمے اور نہ صبح تک مجھے نیند آئی اور صبح کے وقت بھی میں رو رہی تھی فرماتی ہیں کہ:۔

ودعارسول صلى الله عليه وسلم على ابن ابى طالب واسامة بن زيد

کہ حضور ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت اسامہ بن زید کو بلایا کیونکہ وحی آئی نہ تھی تاکہ ان دونوں سے اپنی زوجہ مطہرہ کو چھوڑنے کے بارے میں پوچھیں اور مشورہ لیں فرماتی ہیں

فاما اسامة فاشار على رسول صلى الله عليه وسلم بالذى يعلم لهم فى نفسه فقال اسامة اهلك ولانعلم الاخيرا

حضرت اسامہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں گزارش کی جو آپ کی اہلیہ کی برأت سے پوری طرح باخبر تھے اور ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنھن کی پاکدامنی سے بذات خود واقف تھے کہنے لگے کہ حضور ﷺ کی اہلیہ محترمہ کے متعلق بھلائی کے سوا اور ہم کچھ بھی نہیں جانتے۔

اماعلى فقال يارسول صلى الله عليه وسلم لم يضيق الله عليك والنساء سواها كثير وسل الجارية تصدقك قالت فدعارسول صلى الله عليه وسلم بريرة فقال اى بريرة هل رأيت من شئى يريبك قالت بريرة والذى بعثك بالحق مارأيت عليها امرا قط اغمصه غير انها جارية حديثة السن

تنام عن عجين اهلها فتاتي الداجن فتأكله

حضرت علی عرض گزار ہوئے اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ تعالیٰ آپ پر تنگی نہیں فرمائے گا اورعورتیں ان کے علاوہ اور بھی بہت ہیں باقی آپ اس لڑکی (بریرہ) سے دریافت فرمائیں یہ آپ کو سچ سچ بتائے گی سیّدہ فرماتی ہیں کہ پھر حضور ﷺ نے بریرہ کو بلوا کر فرمایا اے بریرہ کیا تم نے کوئی بات دیکھی ہے؟ بریرہ نے عرض کی کہ قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں نے تو شک وشبہ والی قطعاً کوئی بات نہیں دیکھی سوائے اس کے کہ سیّدہ کم عمر لڑکی ہیں یہاں تک کہ آٹا گوندھ کر سو جاتی ہیں اور بکری آکر اسے کھا جاتی ہے سیّدہ فرماتی ہیں پھر حضور ﷺ کھڑے ہوئے عبداللہ ابن ابی کی شکایت فرمائی چنانچہ منبر پر جلوہ افروز ہو کر آپ نے فرمایا اے مسلمانوں کون ہے جو اس شخص سے میرا بدلہ لے جس نے میری زوجہ کے بارے میں مجھے تکلیف پہنچائی ہے خدا کی قسم میں اپنی بیوی میں بھلائی کے سوا اور کچھ نہیں دیکھتا نیز جس شخص کا ذکر کرتے ہیں اس کے اندر بھی بھلائی کے سوا اور کچھ نہیں دیکھتا وہ میرے گھر میں داخل ہوتا تو میرے ساتھ سیّدہ فرماتی ہیں کہ اس پر بنی عبدالاشہل کے بھائی حضرت سعد بن معاذ کھڑے ہو کر عرض گزار ہوئے:۔

انا يارسول الله صلی وسلم اعذرک فان کان من الاوس ضربت عنقه وان کان من اخواننا من الخزرج امرتنا ففعلنا امرک

اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کا بدلہ میں لوں گا اگر وہ شخص قبیلۂ اوس سے ہے تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا اور اگر قبیلہ خزرج والے ہمارے بھائیوں میں سے ہے تو جس طرح آپ حکم فرمائیں اس کی تعمیل کی جائے گی۔

سیّدہ فرماتی ہیں پھر خزرج والوں میں سے ایک شخص کھڑا ہو گیا کیونکہ حضرت حسان کی والدہ اس کے چچا کی بیٹی اور اسی کے قبیلہ سے تھی وہ خزرج کے سردار حضرت سعد بن عبادہ تھے سیّدہ فرماتی ہیں کہ پہلے وہ بڑا نیک آدمی تھا لیکن موقع پر پرانی حمیت نے ان کے اندر جوش مارا اور حضرت سعد بن معاذ سے کہا کذبت لعمر الله لاتقتله ولاتقدر علی قتله ولو کان من رھطک ما احببت ان

یقتل خدا کی قسم آپ غلط کہہ رہے ہیں نہ آپ اس کو قتل کریں گے اور نہ آپ اسے قتل کرسکتے ہیں اگر وہ آپ کے قبیلہ سے ہوتا تو آپ اس کو قتل کرنا ہرگز پسند نہ کرتے اس پر حضرت اسید بن حضیر کھڑے ہو گئے جو حضرت سعد بن معاذ کے چچازاد بھائی تھے پس انہوں نے حضرت سعد بن عبادہ سے کہا کہ آپ غلط کہہ رہے ہیں لعمر اللّٰہ لنقتلنہ فانک منافق تجادل عن المنافقین ہم اسے ضرور قتل کریں گے اور معلوم ہو گیا کہ آپ بھی منافق ہیں اور منافقوں کا دفاع کر رہے ہیں اس پر قبیلۂ اوس اور قبیلہ خزرج کے لوگ ایک دوسرے کے مقابل تن گئے اور خطرہ پیدا ہو گیا کہ کہیں آپس میں دست و گریبان نہ ہو جائیں اور حضور ﷺ منبر پر جلوہ افروز تھے سیّدہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ برابر ان سب کو خاموش ہونے کے لئے فرماتے رہے یہاں تک کہ سب خاموش ہو گئے فرماتی ہیں کہ:۔

فبکیت یومی ذلک کلہ لایرقا ء لی دمع ولا اکتحل بنوم قالت واصبح ابوای عندی وقد بکیت لیلتین ویوما لایرقاء لی دمع ولا اکتحل بنوم حتیٰ انی لاظن ان البکاء فالق کبدی فبینا ابوای جالسان عندی وانا ابکی فاستاذنت علی امرأۃ من الانصار فاذنت لہا فجلست تبکی معی۔

میں اس روز بھی سارا دن خون کے آنسو روتی رہی نہ میرے آنسو تھمتے تھے اور نہ مجھے نیند آتی تھی اور میرے والدین بھی میری وجہ سے پریشان تھے مجھے برابر روتے ہوئے دو راتیں اور ایک دن گزر انہ میرے آنسو تھے اور نہ مجھے نیند آئی یہاں تک کہ مجھے یہ گمان گزرا کہ اتنا رونے سے میرا کلیجہ پھٹ جائے گا اسی اثنا میں کہ میرے والدین کریمین میرے پاس تشریف فرما تھے میں رو رہی تھی کہ ایک انصاری عورت نے میرے پاس آنے کی اجازت مانگی اسے اجازت دی گئی تو وہ میرے پاس بیٹھ کر رونے لگی۔

(بخاری شریف و مسلم شریف ج۲ ص۳٦٦)

بعض علماء نے سیّدنا حضرت عمر بن خطاب اور عثمان رضی اللّٰہ عنہما کا قصہ بھی بیان کیا ہے کہ ان سے آنحضرت ﷺ نے مشاورت فرمائی اور انہوں نے اپنا اپنا جواب عرض کیا اور وہاں

پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی ان کی موافقت میں کلام عرض کیا لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے جسم اطہر پر مکھی نہیں بیٹھتی اس لئے کہ مکھی نجاست پر بیٹھتی ہے اور اس کے پاؤں وہاں سے آلودہ ہوجاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ کے بدن پاک کو اس سے محفوظ رکھتا ہے پس یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ نجاست آلود و دیگر چیزوں سے اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی نگہداشت میں نہ رکھے اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا اس لئے کہ ایسا نہ ہو کہ نجس زمین پر پڑے اور جب حق تعالیٰ آپ کے سایہ شریف کی اس قدر حفاظت فرماتا ہے تو کیوں نہ آپ کے حرم محترم کی بھی ناشائستہ افعال سے صیانت وحفاظت کرتا ہوگا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ روا نہیں رکھتا کہ ملوث نعلین دوران نماز آپ کے پاؤں مبارک میں ہوں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر کردی کہ ان کو اتار دو اپنے پاؤں مبارک سے اور اگر عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ بات واقعتاً درست ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس سے بھی آپ کو آگاہ فرماتا آپ خاطر جمع رکھیں ہوسکتا ہے آپ کو حقیقتِ حال سے اللہ تعالیٰ آگاہ فرمادے گا۔ سیّدہ فرماتی ہیں کہ حضور نے امّ المؤمنین سیّدہ زینب بنت جحش سے میرے بارے میں پوچھا انہوں نے عرض کی حضور میں اپنے کان اور آنکھیں ان کے بارے میں کچھ سننے سے محفوظ رکھتی ہوں جب کہ میں نے سنا کچھ نہ ہو اور دیکھوں جب کہ میں نے کچھ دیکھا نہ ہو خدا کی قسم میں ان کے متعلق سوائے سوائے خیر وخوبی کے کچھ نہیں جانتی سیّدہ فرماتی ہیں کہ ازواج میں سے یہ زینب مجھ سے برابری کرتی تھیں اور میرے حسن وجمال اور قدر ومنزلت کے مشابہ خود کو بناتی تھیں لیکن اللہ نے ان کو تقویٰ وپرہیزگاری کی بنا پر محفوظ رکھا انہوں نے نہ حسد کیا اور نہ ہی کوئی بری بات منہ سے نکالی۔

(مدارج شریف)

اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اسی اثنا میں کہ میرے والدین میرے پاس تشریف فرما تھے اور میں اور انصاریہ عورت رو رہے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے فسلم ثم جلس سلام فرما کر بیٹھ گئے فرماتی ہیں کہ جب یہ بہتان لگایا گیا تھا اس وقت سے آپ میرے پاس بیٹھے نہ تھے اور قریباً ایک ماہ سے وحی کا نزول بند ہوگیا تھا کہ میرے متعلق کوئی حکم نازل فرمایا جاتا اللہ کے

رسول ﷺ نے بیٹھے ہوئے کلمہ شہادت پڑھا اور فرمایا:۔

یاعائشة انه قدبلغنی عنک کذاو کذا فان کنت بریئة فسیبرئک اللّٰہ وان کنت الممت بذنب فاستغفری اللّٰہ وتوبی الیه فان العبد اذااعترف ثم تاب تاب اللّٰہ علیه

اے عائشہ! مجھے تمہارے متعلق یہ افواہ پہنچی ہے اگر تم پاکدامن ہو تو عنقریب اللہ رب العزت تمہیں بری فرمادے گا اور اگر تم گناہ میں ملوث ہوگئی ہو تو اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو اور توبہ کرلو کیونکہ جب بندہ اپنے گناہ کا اقرار کر کے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔

سیّدہ فرماتی ہیں کہ جب حضور ﷺ ارشاد فرما چکے تو میں نے اپنے والد محترم سے عرض کی کہ آپ حضور ﷺ کو کوئی جواب دیں آپ نے فرمایا کہ قسم بخدا میری سمجھ میں نہیں آتا کہ حضور ﷺ کو کیا جواب دوں پھر میں نے اپنی والدہ سے گذارش کی کہ آپ حضور ﷺ کے ارشادات کا جواب دیں انہوں نے فرمایا:۔

واللّٰہ ماادری مااقول لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه و سلم

کہ خدا کی قسم میرے ذہن میں نہیں آتا کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں کیا عرض کروں پس میں خود عرض گذار ہوئی:۔

اناجاریة حدیثة السن لااقرأ من القرآن کثیرا انی واللّٰہ لقد علمت لقدسمعتم هذالحدیث حتی استقر فی انفسکم وصدقتم به فلئن قلت لکم انی بریئة لاتصدقونی ولئن اعترفت لکم بامر واللّٰہ یعلم انی منه بریئة لتصدقنی فواللّٰہ لااجد لی ولکم مثلا الا ابایوسف حین قال فصبر جمیل واللّٰہ المستعان علی ماتصفون .

میں نوعمر لڑکی تھی اور قرآن کریم بھی میں نے زیادہ نہیں پڑھا ہوا تھا بیشک خدا کی قسم میرے علم

میں بھی وہ بات آگئی جو آپ حضرات نے سنی ہے اب جب کہ وہ بات آپ کے دلوں میں سما گئی اور آپ نے اسے حقیقت پر مبنی سمجھ لیا تو اگر میں یہ کہوں بھی کہ میں اس بہتان سے پاک ہوں تب بھی لوگ میری بات کی تصدیق نہیں کریں گے اور اگر میں اس گناہ کا اعتراف کرلوں اور اللہ تعالیٰ بخوبی جانتا ہے کہ میں اس سے پاک ہوں تو ضرور میری تصدیق کی جائے گی پس خدا کی قسم میری اور آپ حضرات کی مثال حضرت یوسف کے والد محترم جیسی ہے جب کہ انہوں نے کہا تھا کہ تو صبر اچھا اور اللہ ہی سے مدد چاہتا ہوں ان باتوں پر جو بتا رہے ہو۔ (بخاری شریف)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حزن وغم کی وجہ سے یعقوب علیہ السلام کا نام میری زبان پر نہ آسکا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ نے کہا مگر یوسف کے لئے جنہوں نے کہا تھا **فصبر جمیل** اس جگہ نہایت حزون واضطراب سے کہ یوسف کا باپ بھی نہ کہا لیکن بخاری کی بعض راویات میں یعقوب کا نام بھی آیا ہے اور یہ زیادہ درست ہے (مدارج)

سیدہ فرماتی ہیں پھر میں نے منہ دوسری جانب کرلیا اور خاموش ہو کر بستر پر لیٹ گئی اور اللہ جانتا ہے کہ میں اس جرم سے بری ہوں اور اللہ تعالیٰ میری پاکدامنی ظاہر فرمادیگا لیکن خدا کی قسم یہ بات میرے وہم وگمان میں بھی نہ تھی کہ اللہ تعالیٰ میری شان میں وحی نازل فرمائے گا اور میری شان کے خطبے پڑھوائے جائیں گے کیونکہ میری حیثیت اتنی تو نہیں کہ باری تعالیٰ میرے بارے میں کلام فرمائے ہاں مجھے یہ امید ضرور تھی کہ اللہ تعالیٰ خواب میں حضور ﷺ کو میری پاکدامنی دکھادے گا۔

(بخاری شریف ج۲ ص۱۱۱۷)

فرماتی ہیں:۔

فواللہ مادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجلسه ولا خرج احد من اهل البیت حتی انزل علیه فاخذه ماکان یأخذه من البرحاء حتی انه لیتحد رمنه من العرق مثل الجمان وهوفی یوم شات من ثقل القول الذی انزل علیه .

خدا کی قسم اسی دوران کہ حضور ﷺ ہمارے درمیان جلوہ افروز تھے اور ہمارے گھر کا کوئی فرد باہر بھی نہیں گیا تھا کہ آپ پر وحی نازل ہونے لگی اور وہی حالت آپ پر طاری ہوگئی جو وحی کے وقت ہوا کرتی تھی اور کلام کی ثقالت کے باعث سردی کے دنوں میں پسینہ موتیوں کی طرح جاری ہو جاتا تھا۔

حضرت انس بن مالک ﷺ فرماتے ہیں کہ میں اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر تھا کہ برأت کی امید دلا کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی کروں اس وقت آپ رو رہی تھیں اور فرما رہی تھیں۔

هجرتني القريب والبعيد حتى هجرتني الهرة وماعرض على طعام ولا شراب فكنت ارمدوانا جائعة ظامئة فرأيت فى منامى حتى فقال لى مالك فقلت حزينة مماذكر الناس فقال ادعى بهذه الدعوات يفرج الله تعالىٰ عنك فقلت وماهى فقال قولى ياسابغ النعم ويارافع النقم ويافارج الغمم وياكاشف الظلم يااعدل من حكم ياحسب من ظلم ياولى من ظلم يااول بلا بداية وياآخر بلانهاية يامن له اسم بلا كنية اللهم اجعل لى من امرى فرجا ومخرجا.

کہ مجھے میرے قریب وبعید نے چھوڑ دیا تھا حتیٰ کہ ھرہ نے بھی چھوڑ دیا تھا اور میرے لئے نہ کھانا آتا تھا نہ پانی تو میں لیٹ گئی اور بھوکی پیاسی تھی تو میں نے ایک جوان کو خواب میں دیکھا کہ وہ مجھ سے پوچھ رہا ہے صدیقہ کیا حال ہے؟ میں نے کہا غمگین ہوں ان باتوں سے جو لوگ کر رہے ہیں تو انہوں نے کہا یہ دعا پڑھو اللہ سب غم کھول دے گا میں نے کہا وہ کیا ہے؟ تو انہوں نے یہ دعا (یاسابغ النعم الخ) بتائی۔

سیّدہ فرماتی ہیں کہ فانتبهت وانا ريانة شبعانة وقدانزل الله تعالىٰ فرجى.

میں جاگی تو میں نے اپنے آپ کو خوش وخرم پایا اور بھوک بھی نہیں رہی پھر اللہ تعالیٰ نے میری

مسرت کی دستیاب بنائی اور آیاتِ تطہیر نازل فرمائیں۔(تفسیر حسنات وروح البیان وغیرہ)

سیّدہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ مسرور اور تبسم ریز نظر آ رہے تھے چنانچہ سب سے پہلا کلام آپ نے یہ فرمایا کہ اے عائشہ اما اللہ فقد براک اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس الزام سے بری فرما دیا ہے فرماتی ہیں کہ اس وقت میری والدہ ماجدہ نے مجھ سے فرمایا کہ کھڑی ہو کر رسولِ خدا ﷺ کا شکریہ ادا کرو پس میں عرض گزار ہوئی کہ خدا تعالیٰ کی قسم میں ان کا شکریہ کیوں ادا کروں میں صرف اللہ کا شکریہ ادا کرتی ہوں (جس نے میری پاکدامنی کا اعلان فرمایا ہے)(بخاری شریف)

خیال رہے یہ مستی حال تھی جو عائشہ رضی اللہ عنہا پر غالب آ گئی تھی ورنہ یہ ان کو پاک گردانا جانا اور ان کے حق میں قرآن کا نزول ہونا یہ سب کچھ آنحضرت ﷺ کے وسیلہ وطفیل ہی تھا پس آنحضرت ﷺ کا شکر ادا کرنا سیّدہ پر واجب ہے۔(مدارج شریف)

اس کے بعد حضور سیّد عالم ﷺ خوش خوش مسجد میں تشریف لائے صحابہ کرام کو جمع فرمایا اور خطبہ ارشاد فرمایا اور جو آیات نازل ہوئی تھیں صحابہ کو سنائیں (مدارج شریف) بعض علمائے کرام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے چار شخصوں کی برأت کو ظاہر فرمایا۔

۱۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی برأت زلیخا کے خاندان کے ایک بچے سے۔

۲۔ موسیٰ علیہ السلام پر یہود کی تہمت کہ انہیں گندی بیماری ہے جس کی برأت اس پتھر کے ذریعہ فرمائی کہ جو آپ کے کپڑے لے بھاگا تھا۔

۳۔ سیّدہ مریم رضی اللہ عنہا کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ۔

۴۔ حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سورۂ نور کی آیات نازل فرما کر۔

فائدہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہر نبی کی زوجہ زنا سے پاک ہوتی ہے۔(روح البیان)

جب حضور ﷺ آیات برأت پڑھ چکے تو ان لوگوں کو بلایا جنہوں نے تہمت لگائی تھی پھر ان

پر حدِ قذف جاری فرمائی گئی اور ہر ایک کو اسّی کوڑے لگائے گئے یہ چار شخص تھے ۱ ☆ حضرت حسان بن ثابت ۲ ☆ مسطح ابن اثاثہ ۳ ☆ حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہم ۴ ☆ عبداللہ بن ابی کچھ روایات میں ابن ابی پر حد جاری ہونے کا تذکرہ نہیں ہے۔ (مدارج)

خیال رہے امام قسطلانی شارح بخاری فرماتے ہیں کہ یہ بات تحقیق کو پہنچ چکی ہے کہ صفوان نامرد تھے چنانچہ حضرت صفوان بن المعطل خود فرماتے ہیں سبحان اللہ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ میں نے کسی بھی عورت کا پردہ نہیں اٹھایا مراد یہ ہے کہ میں نے کسی عورت کے ساتھ جماع نہیں کیا۔ (مدارج شریف بتصرف)

عروہ سے مروی ہے کہ صفوان رضی اللہ عنہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو برا کہتے تھے حضرت عروہ کہتے ہیں کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے روبرو میں نے بھی حضرت حسان کی مذمت کی تھی تو سیّدہ نے فرمایا کہ اس کو برا مت کہو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول کی نعت خوانی میں مشرکین کی ہجو و مذمت کرتا ہے۔ (مدارج)

پھر آپ نے حضرت صدیقہ کی شان میں یہ اشعار بھی فرمائے:۔

۱. حصان رزان ماتزنُ بریبۃٍ — وتصبح غرثٰی من لحوم الغوافل

۲. حلیلۃ خیر الناس دنیا ومنصبا — نبی الهدی ذی المکرمات الفواضل

۳. عقیلۃ حی من لوی بن غالب — کرام المساعی مجدهم غیر زائل

۴. مهذبۃ قدطیب اللّٰه خیمها — وطهرها من کل سوء وباطل

۵. فان کنت قدقلت الذی قدزعمتموا — فلا رفعت سوطی الی انامل

۶. وکیف وودی ماحییت ونصرتی — لال رسول اللّٰه زین المحافل

۷. له رتب عال علی الناس کلهم — تقاصر عنه سورۃ المتطاول

۸. فان الذی قدقیل لیس بلائط — ولکنه قول امرئی بی ماحل

ترجمۂ اشعار:

۱۔ وہ پاک دامن اور پاکباز ہے جس پر گناہ کا کوئی الزام نہیں ہے اور وہ بے خبر لوگوں کے گوشت سے ہمیشہ بھوکی ہے۔

۲۔ وہ بیوی ہے دین اور منصب کے لحاظ سے بہترین انسان کی جو اللہ کا نبی ہے اور تمام بہترین بزرگیوں کا مالک ہے۔

۳۔ وہ شریف ترین عورت ہے قبیلۂ لوی بن غالب کی وہ جس میں سارے کام شرافت کے ہیں اور ان کی بزرگی ختم ہونے والی نہیں۔

۴۔ وہ پاک کردی گئی ہے اللہ نے اس کی طبیعت کو پاک بنایا ہے اور اسے ہر ایک برائی اور باطل سے پاک وصاف رکھا ہے۔

۵۔ جو بات تم نے میرے ذمّے لگائی ہے کہ وہ میں نے کہی ہے اگر وہ سچ ہو تو خدا کرے میرے ہاتھ شل ہو جائیں اور میرا کوڑا میرے ہاتھ نہ پکڑ سکیں۔

۶۔ اور یہ کیسے ہو سکتا ہے جب کہ میری محبت اور میری مدد زندگی بھر تک رسول اللہ کے گھرانے کی مدح کے لئے ہے اور محفلوں کی زینت ہے۔

۷۔ وہ نبی جس کو تمام لوگوں پر بزرگی حاصل ہے اور دشمن کا حملہ وہاں تک پہنچنے سے قاصر ہے۔

۸۔ جو بات میرے متعلق کہی گئی ہے وہ صحیح نہیں ہے لیکن وہ ایسے آدمی کی بات ہے جس نے میری چغلی کھائی ہے۔

حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا **تکرمه بعد ذلک وتذکرہ بخیر** یعنی آپ ان کا احترام ان اشعار کے بعد کرتی تھیں اور ان کا ذکر اچھے الفاظ میں کرتی تھیں اور ابن سعد محمد بن سیرین سے راوی ہیں کہ جب حسان حاضر ہوتے تو حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا ان کے لئے تکیہ منگواتیں اور فرمایا کرتیں **لا تؤذو حسانا فانه کان ینصر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلسانه** حسان کی مذمت کر کے انہیں ایذا نہ دو وہ حضور ﷺ کی مدد اپنے کلام سے کرتے ہیں بلکہ طریق شعبی سے

ابن جریر راوی ہیں انهاقالت ماسمعت بشئی احسن من شعر حسان وماتمثلت به الارجوت له الجنة قوله لابی سفیان ابن الحارث عبدالمطلب

فرماتی ہیں میں نے حسان کے شعروں سے بہتر کبھی کوئی شعر نہ سنا اور نہ اس کی مثال ملی میں امید کرتی ہوں ان کے لئے جنت کی ان اشعار کے صلہ میں جو ابوسفیان بن حارث کے جواب میں انہوں نے فرمائے۔

۱. هجوت محمدافاجبت عنه	وعندا لله فی ذاک الجزاء
۲. فان ابی ووالدتی وعرضی	لعرض محمد منکم وقاء
۳. اتشتمه ولست له بکفو	فشرّ کما لخیر کما الفداء
۴. لسانی صارم لاعیب فیه	وبحری لاتُکدّره الدلاء

ترجمۂ اشعار

۱۔ تو نے محمد ﷺ کی ہجو کی ہے اور میں ان کی طرف سے جواب دیتا ہوں اور اس کا بدلہ اللہ کے پاس ہے۔

۲۔ میرا باپ میری ماں اور میری عزت سب کچھ محمد ﷺ کی عزت پر قربان ہے۔

۳۔ کیا تو اسے گالی دیتا ہے؟ حالانکہ ان کے برابر کا نہیں تو جو تم دونوں میں سے برا ہے وہ تمہارے بہتر پر قربان ہو۔

۴۔ میری زبان تیز دھار تلوار ہے جس میں کوئی عیب نہیں ہے اور میرا سمندر اتنا گہرا ہے جس کو ڈول کی آمد ورفت مکدر نہیں کر سکتی۔ (تفسیر حسنات)

فوائدِ حدیث

امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں واعلم ان فی حديث الافک فوائد كثيرة کہ حدیثِ افک میں بہت فوائد ہیں۔

۱۔احدها جواز رواية الحديث الواحد عن جماعة عن كل واحد قطعة یعنی

استاد کا مختلف شیوخ سے مقرر مقطعات کو روایت کرنے کا جواز یعنی حدیث کی تقطیع کرنے کا جواز۔

۲۔صحۃ القرعۃ بین النساء وفی العتق عورتوں کے مابین اور گردن کے آزاد کرنے کے مابین قرعہ اندازی کرنے کا جواز۔

۳۔وجوب الاقراع بین النساء عند ارادۃ السفر ببعضھن چند بیویوں میں سے کسی ایک کو سفر پر لے جانے کا ارادہ ہو تو قرعہ اندازی کا وجوب۔

۴۔جواز سفر الرجل بزوجتہ شوہر کا بیوی کے ساتھ سفر کرنے کا جواز۔

۵۔جواز غزوھن عورتوں کا غزوہ میں شرکت کرنے کا جواز۔

۶۔جواز رکوب النساء فی الھوادج عورتوں کا ھودجوں میں سواری کرنے کا جواز۔

۷۔جواز خدمۃ الرجال لھن فی تلک الاسفار ان سفروں میں بیویوں کا اپنے شوہروں کی خدمت کرنے کا جواز۔

۸۔ارتحال العسکر یتوقف علی امر الامیر روانگی لشکر کا حکم امیر پر موقوف ہونا۔

۹۔جواز خروج المرأۃ لحاجۃ الانسان بغیر اذن الزوج عورت کا قضائے حاجت کے لئے اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر نکلنے کا جواز۔

۱۰۔جواز لبس النساء القلائد فی السفر کالحضر حضر کی طرح سفر میں بھی عورتوں کا گلے میں ہار پہننے کا جواز۔

۱۱۔ان من یرکب المرأۃ علی البعیر وغیرہ لا یکلمھا اذا لم یکن محرما الا لحاجۃ کہ غیر محرم جب کسی عورت کو ھودج میں سوار کرے تو بغیر ضرورت کے اس سے کلام نہ کرے۔

۱۲۔فضیلۃ الاقتصار فی الاکل عورتوں کے کم کھانے کی فضیلت اور یہ کہ زیادہ نہ کھائیں تا کہ گوشت کی چربی وغیرہ نہ چڑھے اس لیے کہ زمانہ رسالت میں عورتوں کی یہ حالت تھی اور جو کام حضور ﷺ کے دور میں ہو وہ کامل ہے۔

۱۳۔ جواز تاخر بعض الجیش ساعة کسی حاجت کے پیش نظر بعض لشکریوں کو لشکر کے پیچھے رہنے کا جواز۔

۱۴۔ اغاثة الملهوف وعون المنقطع واکرام ذوی الاقتدار کمافعل صفوان غمزدہ وغمگین کی مدد کرنا اور قافلہ سے بچھڑے ہوئے کی مدد ورہنمائی کرنا اور صاحب اقتدار کی تعظیم کرنا جیسا کہ صفوان نے فرمایا۔

۱۵۔ حسن الادب مع الاجنبیات اجنبی عورتوں سے حسن ادب کرنا خاص طور پر ضرورت کے وقت جنگلات میں ان کے ساتھ خلوت میں۔

۱۶۔ استحباب الایثار بالرکوب سوار ہونے میں ایثار کا مستحب ہونا۔

۱۷۔ استحباب الاسترجاع عندالمصائب دینی یا دنیوی مصیبتوں کے وقت استرجاع (انا للّٰه وانا الیه راجعون) پڑھنا۔

۱۸۔ تغطیة المرأة وجهها عن نظر الاجنبی سواء کان صالح اوغیرہ اجنبی کو دیکھ کر خواہ نیک ہو یا برا عورت کا اپنے چہرے کو ڈھانک لینا۔

۱۹۔ جواز الحلف من غیر استحلاف بغیر مطالبے کے قسم کھانا۔

۲۰۔ یستحب ان یستر عن الانسان مایقال فیه اذالم یکن فی ذکر فائدة جس پر تہمت لگائی گئی ہو اس کے لئے اس کے ذکر نہ کرنے کا مستحب ہونا جب کہ ذکر کرنے میں کوئی فائدہ نہ ہو۔

۲۱۔ الاستحباب ملاطفة الرجل زوجته خاوند کا زوجہ کے ساتھ معاملہ لطف اور حسن معاشرت کرنے کا مستحب ہونا۔

۲۲۔ اذاعرض عارض بان سمع عنها شیئاً اونحو ذلک یقلل اللطف جب اپنی زوجہ کے متعلق کوئی تہمت وغیرہ سنے تو لطف میں کمی کرنا تاکہ بیوی اس کی وجہ دریافت کرکے اس کا ازالہ کرے۔

۲۳۔استحباب السوال عن المریض مریض سے اس کی حالت پوچھنے کا مستحب ہونا۔

۲۴۔یستحب للمرأۃ اذاارادت الخروج للحابۃ ان تکون معھار فیقۃ عورت اگر قضائے حاجت کے لئے نکلنے کا ارادہ کرے تو اپنے ساتھ کسی رفیقہ کو لے جاوے تا کہ اس سے انس حاصل کرے۔

۲۵۔کراھۃ الانسان اذ آذی اھل الفضل انسان کا اس بات کو نا پسند کرنا کہ اس کا عزیز کسی اہل فضل کو اذیت دے۔

۲۶۔فضیلۃ اھل بدر والذب عنھم اہل بدر کی فضیلت اور ان کا دفاع کرنے کا ثبوت۔

۲۷۔ان الزوجۃ لاتذھب الی بیت ابویھا الاباذن زوجھا بیوی کا والدین کے گھر بغیر اجازت شوہر کے نہ جانا۔

۲۸۔جواز التعجب بلفظ التبسیح السبحان لفظ سبحان کے ذریعہ تعجب ظاہر کرنا۔

۲۹۔استحباب مشاورۃ الرجل اپنے گھریلو امور میں آدمی کا اپنے عزیزوں و دوست واحباب سے مشورہ کرنا۔

۳۰۔جواز البحث والسوال عن الامور المسموعۃ تہمت وغیرہ کے متعلق بحث وتفتیش کرنے کا جواز ہونا۔

۳۱۔خطبۃ الامام الناس عندنزول امرھم کسی اہم امر کے نزول کے وقت امام کا لوگوں کو خطبہ دینا۔

۳۲۔فضائل ظاھرۃ لصفوان بن المعطل حضرت صفوان کے فضائل کا ظاہر ہونا۔

۳۳۔فضیلۃ لسعد بن معاذ واسید بن حضیر حضرت سعد بن معاذ واسید بن حضیر کی فضیلت۔

۳۴۔المبادرة الی قطع الفتن والخصومات والمنازعات وتسکین الغضب فتنوں کو قطع اور لڑائی جھگڑوں کو بند اور غضب وغصہ کو ٹھنڈا کرنے میں پیش قدمی کرنا۔

۳۵۔قبول التوبہ والحث علیها توبہ کو قبول اور اس پر برانگیختہ کرنا۔

۳۶۔تفویض الکلام الی الکبار بڑوں کو کلام سونپ دینا۔

۳۷۔جواز الاستشہاد بایات القران آیات قرآنیہ سے استشہاد (دلیل لینا) کرنے کا جواز۔

۳۸۔استحباب المبادرة بتبشیر من تجددت له نعمة جس کو جدید نعمت ملی ہو اس کو خوشخبری دینے میں جلدی کرنے کا مستحب ہونا۔

۳۹۔ برأة عائشة من الافک سیّدہ عائشہ کی تہمت سے برأت اور یہ برأت قطعیہ ہے جو کہ قرآن عزیز میں منصوص ہے لہٰذا اس میں شک کرنے سے کفر وارتداد ہوگا اور اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے (عیاذ باللہ من ذلک)

۴۰۔تجدید شکر اللہ عند تجدد النعم نعمتوں کے تجدد سے شکر ادا کرنا۔

۴۱۔فضائل لابی بکر اللہ کے فرمان ولا یاتل میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل ثابت ہوئے۔

۴۲۔استحباب صلة الارحام صلہ رحمی کا مستحب ہونا۔

۴۳۔استحباب العفو والصفح صلح ودرگزر کرنے کا مستحب ہونا۔

۴۴۔الصدقة والانفاق فی سبیل الخیرات نیکیوں اور اچھائیوں کے راستے میں خرچ اور صدقہ کرنے کا مستحب ہونا۔

۴۵۔فضیلة زینب اُمّ المؤمنین اُمّ المؤمنین سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کی فضیلت ثابت ہوئی۔

۴۶۔جواز سب المتعصب متعصب کو سب کرنے کا جواز۔

۴۷۔اکرام المحبوب بمراعاۃ اصحابہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کے اصحاب وخدام کی رعایت کر کے حضور ﷺ کی تعظیم بجالانا وغیرہ
(نووی علی مسلم شریف جلدثانی ص۳۶۷،۳۶۸)

ترجمۂ آیاتِ برأت

۱۔ان الــذیــن جــاءُ و (الایۃ) بے شک وہ کہ بڑا بہتان لائے ہیں تمہیں میں کی ایک جماعت ہے اسے اپنے لئے برا نہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہے ان میں ہر شخص کے لئے وہ گناہ ہے جو اس نے کمایا اور ان میں وہ جس نے سب سے بڑا حصہ لیا اس کے لئے بڑا عذاب ہے۔(کنزالایمان)

اس میں بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت ظاہر فرمائے گا ہر شخص کے لئے گناہ بقدر اس کے عمل کے کہ کسی نے طوفان اٹھایا تھا کسی نے بہتان والے کی موافقت کی کوئی ہنسا کسی نے خاموشی کیساتھ سن لیا الغرض جس نے جو کیا اس کا بدلہ پائے گا اور لاتحسبوہ سے حضور ﷺ وجناب صدّیق اکبر کو تسلی دی گئی کہ تم اس الزام تراشی کو برا گمان نہ کرو بلکہ تمہارے حق میں بہتر ہے اور بل ھو خیرلکم میں حضور ﷺ کی تسلی دی گئی کہ اس میں آپ کے حق خیرِ عظیم ہے اوّل یہ کہ اجرِ عظیم ملا دوم یہ کہ سب پر اعزازِ صدّیقہ ظاہر ہوا سوم یہ کہ سیّدہ کے حق میں آیات برأت نازل ہوئیں پھر یہ کہ جس نے جتنا حصہ لیا اتنی ہی سزا کی وعید میں آیا چنانچہ حضرت حسان کی آنکھیں جاتی رہیں سیدہ نے فرمایا کہ ای عذاب اشد من العمی کہ آنکھیں چلی جانے سے اور بڑھ کر کیا عذاب ہے والـذی تولی کبــــرہ سے مراد عبداللہ بن ابی ہے حدیث میں ہے بہتان لگانے والوں پر بحکم رسول ﷺ اسّی اسّی کوڑے لگائے گئے۔(خزائن وحسنات وصاوی وغیرہ)

۲۔لولا اذسمعتموہ (الایۃ) کیوں نہ ہوا جب تم نے اس سے سنا تھا کہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنوں پر نیک گمان کیا ہوتا اور یہ کہتے یہ کھلا بہتان ہے۔(کنزالایمان)

کیونکہ مسلمانوں کو یہی حکم ہے کہ مسلمان کے ساتھ نیک گمان کرے اور بدگمانی ممنوع ہے (خزائن) اور اس لئے کہ ایسے حادثات میں چار گواہ لانے لازم ہیں ورنہ ان کا فرض ہے کہ ایسی بات

سن کر کہہ دیں کہ یہ محض افتراء ہے کیونکہ مومن اور مومنہ پر واجب تھا کہ سنتے ہی کہہ دیتے کہ یہ کھلا افتراء ہے جو اپنی طرف سے افتراء کہا گیا پھر یہ عامۂ مومنین کے حق میں حکم ہے جناب اُمّ المومنین زوجہ رسول ﷺ کے لیے بطریق اولیٰ یہی حکم تھا۔

۳۔لولا جاء و (الایہ) اس پر چار گواہ کیوں نہ لائے

۴۔فاؤلئک عنداللہ هم الکذبون (الایہ)

توجب گواہ نہ لائے تو وہی اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں۔

یعنی شرعی قانون کے مطابق وہ جھوٹے ہیں کہ چار گواہ نہ لاسکے اور ظاہر ہے کہ چار گواہ جب نہ لاسکے تو اس کی سزا پائیں گے اور وہ یہ کہ ہمیشہ کے لئے ساقط العدالت کہ کبھی گواہی مقبول نہ ہو۔(حسنات)

۵۔لولا فضل اللہ (الایہ) اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر دنیا و آخرت میں نہ ہوتی تو جس چرچے میں تم پڑے اس پر تمہیں بڑا عذاب پہنچتا۔(کنزالایمان)

لیکن ابن ابی اس پر عذاب ہے اور تخلد فی الدرک الاسفل ہے آگ میں باقی جو اس کے بہکانے سے اس شبہ میں بڑے ان کی توبہ قبول۔(حسنات)

۶۔اذتلقونہ (الایہ)

جب تم ایسی بات اپنی زبانوں پر ایک دوسرے سے سن کر لاتے تھے اور اپنے منہ سے وہ نکالتے تھے جس کا تمہیں علم نہیں اور اسے سہل سمجھتے تھے اور وہ اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے یعنی جرم عظیم ہے۔

۷۔لولا اذسمعتوہ (الایہ) اور کیوں نہ ہوا جب تم نے سنا تھا کہا ہوتا کہ ہمیں نہیں پہنچتا کہ ایسی بات کہیں الٰہی پاکی ہے تجھے یہ بڑا بہتان ہے۔(کنزالایمان)

مسئلہ : یہ ممکن ہی نہیں کہ کسی نبی کی بیوی بدکار ہو سکے۔(خزائن)

۸۔۹۔ان الذین (الایہ)

وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں برا چرچا پھیلے ان کے لئے دردناک عذاب ہے دنیا وآخرت میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ۔(کنزالایمان)

۱۰۔یعظکم اللہ (الایۃ) اور اللہ نصیحت فرماتا ہے کہ اب کبھی ایسا نہ کہنا اگر ایمان رکھتے ہو۔(کنزالایمان)

۱۱۔یاایھا الذین امنوا (الایۃ) اے ایمان والو شیطان کے قدم بقدم چلنے میں اتباع نہ کرو۔ یعنی وہ جو وسوسے تمہارے دلوں میں ڈالتا ہے اس کی پیروی نہ کرو اور ان کے ماتحت بہتان تراشنے والوں کی باتوں پر کان نہ لگاؤ۔

۱۲۔ولا یاتل اولوالفضل منکم (الایۃ) اور قسم نہ کھائیں وہ جو تم میں فضیلت والے ہیں قرابت والوں اور مسکینوں اور مہاجرین فی سبیل اللہ کو نہ دینے کی اور چاہئے کہ معاف کریں اور درگذر کریں کیا تمہیں پسند نہیں کہ اللہ تمہاری بخشش فرمائے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔اس آیتِ کریمہ سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی اتنی فضیلت بڑھی کہ اللہ نے آپ کو اولوالفضل فرمایا اس کا شانِ نزول یہ ہے کہ آپ نے قسم کھائی تھی کہ مسطح کیساتھ جو سلوک فرماتے تھے وہ بند کر دیں گے اولوالقربی اس لئے فرمایا کہ مسطح آپ کی خالہ کے بیٹے نادار مہاجر تھے اور بدری تھے حضرت کے ذمہ ان کی کفالت تھی جب تہمت لگانے والوں میں شریک ہوئے تو حضرت کو اس کا رنج ہوا کہ میں نے جس کے ساتھ سلوک کیا وہ میرے ساتھ ایسا نکلا آپ نے قسم کھائی کہ اب مسطح کیساتھ کسی قسم کا سلوک نہ کروں گا اس پر آیت نازل ہوئی چنانچہ نزول کے بعد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ بے شک میں اس امر کو دوست رکھتا ہوں کہ اللہ میری مغفرت فرمائے اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ مسطح کیساتھ سلوک کبھی موقوف نہ کروں گا چنانچہ آپ نے مقررہ وظیفہ دوبارہ بحال فرمادیا۔

۱۳۔ان الذین یرمون (الایۃ) بے شک وہ جو عیب لگاتے ہیں پاک دامن انجان بھولی بھالیوں مومنہ خواتین پر لعنت ہے دنیا وآخرت میں ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔(تفسیر حسنات)

۱۴۔یوم تشھد علیھم السنتھم (الایہ)

جس دن ان پر گواہی دیں گی ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں جو کچھ کرتے تھے۔ (کنزالایمان)

یہ آیت چودہویں ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ اُمّ المؤمنین کے معاملہ میں اللہ کی طرف سے اتہام لگانے والوں پر وعید شدید ہے۔ (تفسیر حسنات)

15. الخبیثت للخبیثین والخبیثون للخبیثت.

گندیاں گندوں کے لئے اور گندے گندیوں کے لئے۔ (کنزالایمان)

یعنی خبیث کے لئے خبیث لائق ہے خبیثہ عورت خبیث مرد کے لئے اور خبیث مرد خبیثہ کے لئے اور خبیث آدمی خبیث باتوں کے درپے ہوتا ہے اور خبیث باتیں خبیث آدمی کا وطیرہ ہوتی ہیں۔

(خزائن)

۱۶۔ والطیبت للطیبین والطیبون للطیبت اور ستھریاں ستھروں کے لئے اور ستھرے ستھریوں کے لئے (کنزالایمان) یعنی پاک مرد اور عورتیں جن میں سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور صفوان ہیں۔ (خزائن)

۱۷۔ اولئک مبرؤن مما یقولون وہ پاک ہیں ان باتوں سے جو یہ کہہ رہے ہیں (کنزالایمان)

یعنی جو تہمت لگانے والے خباثت کر رہے ہیں وہ اس سے مبرّہ منزّہ ہیں۔ (حسنات)

۱۸۔ لھم مغفرۃ ورزق کریم ان کے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے۔

فائدہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کو لکھا کہ عورتوں کو سورۂ نور پڑھاؤ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کو بالا خانوں پر مت جانے دو اور نہ ہی انہیں لکھنا سکھاؤ انہیں سورۂ نور پڑھاؤ اور چرخہ کاتنا سکھاؤ۔ (فیوض الرحمان)

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گڑیاں

اُمّ المؤمنین سیّدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا خود فرماتی ہیں کہ جب آپ کی رخصتی ہوئی اس وقت ان کی عمر نو برس تھی ولعبھا معھا اور ان کے کھلونے سیّدہ کے ساتھ تھے اس حدیث کی بناء پر علماء فرماتے ہیں کہ بچیوں کو کھلونے اور گڑیوں سے کھیلنا جائز ہے اس سے بچوں کو پرونا سینا اور گھریلو امور کا طریقہ آجاتا ہے اگر کھلونوں اور گڑیوں کی آنکھ ناک نہ ہوں تب تو اسکے جواز میں شبہ نہیں۔ (مراۃ)

ایک اور روایت میں سیّدہ فرماتی ہیں کہ حضور سیّد عالم ﷺ غزوۂ تبوک یا حنین سے واپس تشریف لائے اُمّ المؤمنین کے طاق پر پردہ تھا ہوا چلی فکشفت ناحیة الستر عن بنات عائشة تو ہوا نے پردہ کے کنارے سے سیّدہ کے کھیلنے کی گڑیاں ظاہر کردیں اس پر حضور سیّد عالم ﷺ نے پوچھا اے عائشہ یہ کیا ہے عرض گزار ہوئیں حضور ﷺ میری گڑیاں ہیں حضور ﷺ نے ان کے مابین ایک دو پر والا گھوڑا دیکھا تو فرمایا یہ کیا ہے قالت فرس عرض کی حضور گھوڑا ہے فرمایا اس کے اوپر کیا ہے؟ عرض گزار ہوئیں دو پر ہیں قال فرس له جناحان فرمایا گھوڑے کے لئے دو پر ہیں؟ اس پر سیّدہ نے عرض کی حضور صلی اللہ علیہ و سلم اما سمعت ان لسلیمان خیلا لھا اجنحة کیا آپ نے نہ سنا کہ حضرت سلمان کے گھوڑے کے دو پر تھے سبحان اللہ اس جواب سے سیّدہ کی حاضر جوابی بخوبی سمجھی جاسکتی ہے کہ سیّدہ نے اتنی چھوٹی سی عمر میں کیسا عمدہ جواب دیا اس پر حضور ﷺ نے بھی تبسم فرمایا۔

(رواہ ابو داؤد مشکوٰۃ کتاب النکاح باب عشرۃ النساء فصل ثانی)

سیّدہ کی اعلیٰ درجہ کی شرم وحیا

زوجین کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک دوسرے کا لباس فرمایا کہ وہ ایک دوسرے سے نفع اٹھاتے ہیں اور ایک دوسرے پر ہر دونوں کو حلال کو رکھا گیا اسی طرح وہ ایک دوسرے کی شرمگاہ کی طرف نظر بھی کرسکتے ہیں اور اس دیکھنے میں شرعاً کچھ حرج نہیں لیکن یہ اعلیٰ قسم کی شرم کے خلاف ہے یہی وجہ ہے کہ سیّدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے باوجودیکہ حضور سید عالم ﷺ کی بڑی محبوبہ زوجہ مطہرہ ہیں لیکن

آپ نے کبھی حضور ﷺ کے ستر مبارک کو نہ دیکھا چنانچہ فرماتی ہیں۔

مانظرت اومارأیت فرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قط.

کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کی شرمگاہ کبھی بھی نہ دیکھی۔

(مشکوٰۃ باب النظر الی المخطوطة وبیان العورات الفصل الثالث)

اُمّ المؤمنین سیّدہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا کا غزوہ اُحد میں زخمیوں کو پانی پلانا

اگر جہاد میں عورتوں کو لے جانے کی ضرورت پیش آئے تو ضعیف العمر خواتین کو لے جایا جاسکتا ہے اسی طرح اگر نوجوانوں کی حاجت ہو تو باندیوں کو لے جانے کا حکم ہے مگر ان سے جنگ نہ کرائی جاوے گی البتہ اگر ضرورت ہو تو قتال بھی کر سکتی ہیں غرض یہ کہ ضرورت کے احکام اور ہوا کرتے ہیں لہٰذا حضرت اُمّ سلیم واُمّ عطیہ ودیگر خواتین کا جہاد میں شرکت فرمانا ضرورت کے وقت تھا نیز یہ خواتین جہاد میں زخمیوں کی مرہم پٹی وغیرہ کرنے کے لئے جاتی تھیں چنانچہ مسلم شریف میں ہے کہ حضرت انس فرماتے ہیں کہ......

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یغزوبام سلیم ونسوۃ من الانصار معہ اذاغزا یسقین الماء ویداوین الجرحی

یعنی رسول اللہ ﷺ ام سلیم اور کچھ انصاری خواتین کو اپنے ساتھ لے کر جہاد فرماتے تھے جب جہاد فرماتے تو یہ بیبیاں پانی پلاتیں اور دوا مرہم پٹی کرتیں۔

نیز حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کیساتھ سات جہاد کیے

اخلفھم فی رحالھم فاصنع لھم الطعام واداوی الجرحی و اقوم علی المرضی

یعنی میں غازیوں کی منزلوں میں ان کے پیچھے رہتی ان کا کھانا پکاتی زخمیوں کو دوا دارو کرتی اور بیماروں کا انتظام کرتی۔(رواہ مسلم مشکوٰۃ باب القتال فی الجہاد فصل اول ص ۳۵۴ کتاب الجہاد مکتبہ رحمانیہ لاہور)

اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا نے بھی غزوۂ احد کے موقع پر بڑی خدمات انجام دیں چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ غزوۂ احد میں لوگ حضور سیّدِ عالم ﷺ کے اردگرد سے منتشر ہو گئے میں نے دیکھا کہ اُمّ المؤمنین صدّیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا دامن سمیٹے ہوئے تیزی سے مشکیں بھر کر لاتی ہیں وقال غیرہ تنقلان القرب علی متونهما ثم تفرغانه فی افواه القوم ثم ترجعان فتملاٴنها ثم تجیٴان فتفرغانه فی افواه القوم ابو معمر کے غیر نے کہا کہ وہ اپنی پیٹھوں پر مشکیں ڈھو رہی تھیں پھر مجاہدین کے مونھوں میں پانی انڈیلتی تھیں پھر لوٹ کر بھر لاتیں اور مجاہدین کو پانی پلاتیں۔

(بخاری شریف کتاب الجهاد)

اُمّ المؤمنین کا کولھوں پر ہاتھ رکھنے کو ناپسند کرنا

کولھوں پر ہاتھ رکھنا مکروہ ہے چنانچہ ہدایہ میں ہے

ولا یتحصر وهو وضع الید علی الخاصرة لانه علیه السلام نهی عن الاختصار فی الصلوٰة ولان فیه ترک الوضع المسنون

کولھے پر ہاتھ نہیں رکھے گا کیونکہ حضور سیدِ عالم ﷺ نے نماز میں کولھوں پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا اور اس لئے کہ اس میں ہاتھ رکھنے کے مسنون طریقہ کو چھوڑنا ہے۔

(هدایة اولین ص ۱۷۲ مکتبه رحمانیه)

ہدایہ کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ کولھوں پر نماز میں ہاتھ رکھنا مکروہ ہے پھر یہ کراہت مرد و عورت دونوں کے لئے ہے البتہ نماز میں کراہتِ تحریمہ ہے اور خارج نماز میں تنزیہہ (حاشیه هدایة) پھر کولھوں پر ہاتھ رکھنے کی کراہت کی وجہ ایک تو وہی ہے جو صاحب ہدایہ نے بیان فرمائی نماز میں دوسری وجہ کراہت کو بھی "لانّ" سے بیان فرمایا تیسری وجہ یہ بھی ہے کہ جب شیطان مردودِ بارگاہ ہوا تو کولھے پر ہاتھ رکھے ہوئے آیا نیز یہ متکبرین کا طریقہ ہے (نزهة القاری ج ۶ ص ۵۷۸ بتصرف) نیز اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ یہود کا طریقہ ہے یہی وجہ ہے کہ اُمّ المؤمنین سیّدہ صدّیقہ

رضی اللہ عنہا کولھوں پر ہاتھ رکھنے کو ناپسند فرماتی تھیں جیسا کہ بخاری شریف میں حضرت مسروق اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ:۔

کانت تکرہ ان یجعل یدہ فی خاصرتہ وتقول ان الیھود تفعلہ

(الصحیح البخاری باب ماذکر عن بنی اسرائیل)

سیّدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کولھے پر ہاتھ رکھنے کو ناپسند فرماتی تھیں اور آپ ارشاد فرماتیں تھیں کہ یہود ایسا کرتے تھے۔

اس روایت سے وہ لوگ سبق حاصل کریں جو یہود ونصاریٰ والی وضع رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں عقلِ سلیم عطا فرمائے۔(آمین)

سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا سیّدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ذریعہ اعتکاف کی اجازت مانگنا

رمضان المبارک کے عشرۂ اخیرہ میں اعتکاف کرنا مسنون ہے حضور سیّد عالم ﷺ اور آپ کے بعد ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن بھی اعتکاف فرمایا کرتی تھیں جیسا کہ بخاری شریف و دیگر کتب احادیث میں ہے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعتکف العشر الاواخر من رمضان یعنی حضور ﷺ رمضان کے اخیر میں دس دنوں میں اعتکاف فرماتے تھے نیز اُمّ المؤمنین سیّدہ صدیقہ سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں حضور سیّد عالم ﷺ رمضان کے عشرۂ اخیرہ میں اعتکاف فرماتے حتیٰ کہ اللہ نے انہیں اٹھالیا ثم اعتکف ازواجہ من بعدہ پھر حضور سیّد عالم ﷺ کے بعد آپ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کا اعتکاف فرماتی تھیں (مسلم شریف ص ۳۷۱ الحلد الاول، بخاری شریف ج۱ ص ۲۷۱) حضرت عمرہ سیّدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ سیّدہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ عشرۂ اخیرہ رمضان میں اعتکاف فرماتے اور میں حضور کے لئے خیمہ تانتی صبح کی نماز کی ادائیگی کے بعد اس میں تشریف لے جاتے فاستاذنت حفصة عائشة ان تضرب

خباء فاذنت لھا فضربت خباء سیّدہ حفصہ نے سیّدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے خیمہ تاننے کی اجازت مانگی انہوں نے اجازت دے دی پس حضرت حفصہ نے خیمہ تان لیا پھر جب سیّدہ زینب بنت جحش نے دیکھا تو انہوں نے بھی ایک دوسرا خیمہ تان لیا صبح کے وقت جب حضور ﷺ نے ان خیموں کو دیکھا تو فرمایا یہ کیا ہوا حضور ﷺ کو بتایا گیا تو فرمایا کیا تم لوگ ان کیساتھ اعتکاف کرنے کو نیکی گمان کرتے ہو اور حضور سیّد عالم ﷺ نے اس ماہ اعتکاف چھوڑ دیا پھر شوال کے مہینہ میں دس دن اعتکاف فرمایا۔

(بخاری شریف باب اعتکاف النساء ج ۱ ص ۲۷۲ ، مسلم ج ۱ ص ۳۷۱)

خیال رہے اس روایت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ سیّدہ حفصہ نے اُمّ المومنین سے اجازت طلب کی لیکن امام اوزاعی کی روایت میں یہ ہے کہ اُمّ المومنین نے سیّدہ صدیقہ سے سوال فرمایا کہ حضور ﷺ سے ان کے لئے اجازت طلب کریں اور یہی صحیح ہے کیونکہ سیّدہ صدیقہ کو اجازت دینے کا حق نہیں اور یہ روایت اسی پر محمول ہے کہ سیّدہ نے اُمّ المومنین کو اپنے واسطے اجازت طلب کرنے کے لئے کہا۔(نزھۃ القاری ج ۵ ص ۱۴۹)

خیال رہے دیگر روایت میں سیّدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے خیمہ گھاڑنے کا بھی ذکر موجود ہے۔(مسلم شریف ۳۷۱)

فوائد

۱۔خواتین کا مسجد میں اعتکاف ممنوع ہے۔

۲۔شوہر کی اجازت کے بغیر عورت کو اعتکاف کرنا ممنوع ہے۔

۳۔مسجد میں خیمہ لگانا جائز ہے۔

خیال رہے حضور سیّد عالم ﷺ کے اس کلام سے عورتوں کے مسجد میں اعتکاف کرنے سے انکار ثابت ہوتا ہے اگرچہ آپ نے بعض کو اجازت عطا فرمائی تھی پھر اس انکار کی بہت سی وجوہات ہوسکتی ہیں مثلاً اعتکاف میں مسجد میں رہنا ضروری ہے اور ظاہر ہے کہ لوگ نماز وغیرہ کی ادائیگی کے لئے مسجد

میں حاضر ہوتے ہیں نیز منافقین وغیرہ کی بھی آمدورفت ہوتی تھی اور خواتین کو بھی اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے مسجد میں سے آنا جانا درپیش ہوگا نیز جب ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن حضور ﷺ کے قریب میں رہیں گی تو یہ گھر جیسا ہی معاملہ ہے اوراس سے اعتکاف کا مقصود حاصل نہ ہوگا اور وہ یہ ہے کہ ازواج ودیگر متعلقات دنیا سے اپنے کو جدا کر کے گوشہ نشین ہوں یا پھر یہ کہ جب اتنے سارے خیمے مسجد میں لگائے جائیں گے تو اس سے مسجد تنگ ہوجائیگی۔(نووی شریف ج ۱ ص ۳۷۱)

خیال رہے عورتیں اپنے گھروں میں اعتکاف کریں گی۔

اُمّ المؤمنین سیّدہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا کا قربانی کے جانوروں کے لئے ہار بٹنا

حضور سیّد عالم ﷺ کبھی کبھی مدینۃ المنورہ سے قربانی فرمانے کے لیئے جانور حرم شریف بھیجا کرتے تھے اوران جانوروں کے گلے میں پٹہ یا ہار ڈالنے کے لئے سیّدہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا خود اپنے ہاتھ مبارک سے وہ ہار بٹا کرتی تھیں چنانچہ بخاری شریف میں حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ سیّدہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ مدینے سے قربانی کے جانور بھیجتے تو میں ان کے ھدی (قربانی کا جانور) کے قلادے بٹتی۔

(بخاری شریف المناسک ج ۱ ص ۲۳۰ ،مسلم شریف ج ۲ ص ۲۲۵)

نیز حضرت مسروق روایت فرماتے ہیں کہ اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا

فتلت لهدى النبى صلى الله عليه وسلم تعنى القلائد

میں حضور سیّد عالم ﷺ کے ھدی کے لیے ہار بٹتی تھی۔(بخاری شریف ج ۱ ص ۲۳۰)

خیال رہے ھدی کا جانور بکری گائے یا اونٹ کوئی بھی ہوسکتا ہے ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اُمّ المؤمنین اپنے اون سے ہار بٹتی تھیں چنانچہ بخاری شریف میں قاسم روایت کرتے ہیں کہ سیّدہ

فرماتی ہیں کہ:۔

فتلت قلائدها من عهن کان عندی

یعنی میں اپنے اون سے جانوروں کے ہار بٹتی تھی۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۲۳۰)

سیّدہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا کا حضور کو خوشبو لگانا

حضور سیّد عالم ﷺ جب احرام باندھتے تو اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا حضور سیّد عالم ﷺ کو خوشبو لگاتی تھیں چنانچہ بخاری شریف و دیگر کتب احادیث میں ہے سیّدہ خود فرماتی ہیں

كنت اطيب رسول الله صلى الله عليه وسلم لاحرامه حين يحرم ولحله قبل ان يطوف بالبيت

جب رسول اللہ ﷺ احرام باندھتے تو میں حضور ﷺ کو خوشبو لگاتی اور طواف (طواف زیارت) سے قبل احرام کو کھولنے کے وقت خوشبو لگاتی۔

(بخاری شریف کتاب المناسک ج ۱ ص ۲۰۸)

خیال رہے احرام باندھتے وقت خوشبو لگانا مسنون ہے لیکن جیسے ہی احرام باندھ لے گا تو اس سے یہ کام حرام ہو جائیں گے۔

۱۔عورت سے صحبت ۲۔بوسہ ۳۔مساس ۴۔گلے لگانا ۵۔اندامِ نہانی پر نگاہ ۶۔عورتوں کے سامنے اس کا نام لینا ۷۔فحش گناہ ہمیشہ حرام تھے ۸۔اب اور حرام ہو گئے ۹۔دنیوی لڑائی جھگڑا ۱۰۔جنگل کا شکار ۱۱۔اس کی طرف اشارہ کرنا ۱۲۔یا کسی طرح بتانا ۱۳۔بندوق یا بارود یا اس کے ذبح کے لیے چھری دینا ۱۴۔انڈے توڑنا ۱۵۔پر اکھیڑنا ۱۶۔پاؤں یا بازو توڑنا ۱۷۔اس کا دودھ دوھنا ۱۸۔اس کا گوشت یا انڈے پکانا ۱۹۔بھوننا ۲۰۔بیچنا ۲۱۔خریدنا ۲۲۔کھانا ۲۳۔ناخن کترنا ۲۴۔سر سے پاؤں تک کوئی بال جدا کرنا ۲۵۔منہ یا سر چھپانا ۲۶۔بستر یا ۲۷۔کپڑے ۲۸۔کی بقچی یا گٹھڑی سر پر رکھنا ۲۹۔عمامہ باندھنا ۳۰۔برقع دستانے پہننا ۳۱۔موزے یا جرابے وغیرہ جو پنڈلی اور اقدام کے جوڑ کو چھپائے پہننا

۳۲۔سلا کپڑا پہننا ۳۳۔خوشبو بالوں ۳۴۔یا بدن یا کپڑوں میں لگانا ۳۵۔لاگیری یا کسم کیسر غرض کسی خوشبو کے رنگے کپڑے پہننا جب کہ ابھی خوشبو دے رہے ہوں ۳۶۔خالص خوشبو مشک، عنبر، زعفران، جاوتری، لونگ، الائچی، دارچینی وغیرہ کھانا ایسی خوشبو کا آنچل میں باندھنا جس میں فی الحال مہک ہو جیسے مشک، عنبر، زعفران سر یا داڑھی، خطمی یا کسی خوشبودار یا کسی ایسی چیز سے دھونا جس سے جوئیں مر جائیں ۳۷۔وسمہ یا مہندی کا خضاب لگانا ۳۸۔زیتون یا تل کا تیل اگرچہ بے خوشبو ہو بدن یا بالوں میں لگانا ۳۹۔کسی کا سر مونڈنا اگرچہ اس کا احرام نہ ہو ۴۰۔جوں مارنا پھینکنا کسی کو اس کے مارنے کا اشارہ کرنا ۴۱۔کپڑا اس کے مارنے کو دھونا یا دھوپ میں ڈالنا ۴۲۔بالوں میں پارہ وغیرہ اس کے مرنے کو لگانا۔ (انوار البشارۃ مختصراً)

امّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا کا حضور سیّد عالم ﷺ کے فقر پر رونا

فرماتی ہیں کہ میں حضور کی بارگاہ میں عرض گذار ہوئی کہ آپ اپنے رب سے رزق کی وسعت اور کشادگی کیوں نہیں چاہتے جب کہ میں نے حضور کے شکم مبارک پر پتھر باندھے ہوئے دیکھا تو رو پڑی حضور سیّد عالم ﷺ نے فرمایا اے عائشہ اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے اگر میں اپنے رب سے سوال کروں کہ پہاڑ سونے کے بن کر میرے ساتھ چلیں تو اللہ ان کو جاری فرمادے گا جہاں میں چاہوں لیکن میں نے دنیا کی بھوک اور فقر کو آخرت کی بھوک اور فقر پر ترجیح دے کر دنیا کے حزن کو اختیار کیا اے عائشہ دنیا محمد ﷺ اور ان کی اولاد کے لائق نہیں۔

(روح البیان پ ٤ سورۃ ال عمران ج٢ ص ١٨٩ مکتبہ غفاریہ کوئٹہ)

امّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا اور عقیدۂ نور

مسلمانوں کا یہ مسلّم عقیدہ ہے کہ حضور سیّد عالم ﷺ نور ہیں اگرچہ آپ بشری صورت میں لوگوں کی ہدایت کے لئے تشریف لائے چنانچہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ اپنی خصائص

شریف میں فرماتے ہیں کہ ان ظلہ کان لایقع علی الارض وانہ کان نورا فکان اذا مشی فی الشمس او القمر لا ینظر لہ ظل یعنی آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا اور آپ نور محض تھے تو جب حضور سیّد عالم ﷺ دھوپ یا چاند کی چاندنی میں چلتے تو آپ کا سایہ نظر نہ آتا تھا۔

(خصائص کبری ج ۱ ص ۱۱۶ مکتبہ حقانیہ)

امام اہلسنت محدّث بریلوی اپنے رسالہ مبارکہ نفی الفئی میں ابن عساکر کے حوالہ سے حضرت ام المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل فرماتے ہیں کہ میں سیتی تھی سوئی گر پڑی تلاش کی نہ ملی اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے حضور سیّد عالم ﷺ کی شعاع سے سوئی ظاہر ہوگئی (خصائص کبری ج ۱ ص ۱۰۷ مکتبہ حقانیہ، نفی الفئی ص ۱۸۵ ضیاء الدین مجموعہ رسائل)

مذکورہ روایت سے اظہر من الشمس ہوگیا کہ حضور ﷺ نور تھے یہی حق وصواب ہے یہی وجہ ہے کہ جب آپ کسی تاریک جگہ تشریف لے جاتے تو وہ نور سے جگمگا اٹھتی جیسا کہ ام المؤمنین کی روایت سے ثابت ہوا

علامہ فاسی علیہ الرحمۃ مطالع المسرات شریف میں علامہ ابن سبع سے نقل کرتے ہیں

کان النبی صلی اللہ علیہ و سلم یضیئی البیت المظلم من نورہ

یعنی حضور سیّد عالم ﷺ کے نور سے خانہ تاریک روشن ہوجاتا تھا۔

اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حجۃ الوداع

اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حجۃ الوداع میں حضور سیّد عالم ﷺ کے ساتھ تھیں جس کی تفصیل خود آپ فرماتی ہیں کہ ہم ذی الحجہ کے چاند ہونے کے قریب حج کے لئے نکلے حضور سیّد عالم ﷺ نے فرمایا جو عمرے کا احرام باندھنا چاہے وہ صرف عمرے کا باندھے سیّدہ فرماتی ہیں کہ اس پر بعض نے عمرے کا اور بعض نے حج کا احرام باندھا وکنت انا من اھل بعمرۃ اور میں

ان میں سے تھی جنہوں نے عمرے کا احرام باندھا جب عرفہ کا دن آیا تو میں حائضہ تھی فشکوت الی النبی صلی اللہ علیہ و سلم تو میں نے حضور ﷺ کی بارگاہِ بے کس پناہ میں شکایت کی اس پر آپ نے فرمایا کہ دعی عمرتک وانقضی رأسک وامتشطی واھلی بحج عمرہ چھوڑ دے اور اپنے سر کو کھول کر کنگھی کر اور احرامِ حج باندھ لے میں نے یہی کیا پھر جب لیلۃ الحصبۃ (چودھویں ذی الحجہ کی رات) آئی تو حضور ﷺ نے میرے بھائی حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو میرے ساتھ تنعیم بھیجا تو میں نے مقامِ تنعیم سے عمرے کا احرام باندھا۔ (بخاری شریف کتاب الحیض)

خیال رہے حج تین طرح کا ہوتا ہے (۱) اِفراد (۲) تمتع (۳) قران

حج افراد یہ ہے کہ میقات سے صرف حج کا احرام باندھے اور دو رکعت بنیتِ احرام پڑھے اور سلام کے بعد یوں کہے:۔

اللھم انی اریدالحج فیسرہ لی وتقبلہ منی نویت الحج مخلصا للہ تعالیٰ۔

ترجمہ:۔الٰہی میں حج کا ارادہ کرتا ہوں تو اسے میرے لئے آسان کردے اور مجھ سے قبول فرما میں نے خاص اللہ تعالیٰ کے لئے حج کی نیت کی۔

اور حج تمتع یہ ہے کہ یہاں سے نرے عمرے کی نیت کرے عمرہ کرنے کے بعد پھر مکہ معظمہ میں حج کا احرام باندھے اس میں نماز کے بعد یوں کہے گا۔

اللھم انی اریدالعمرۃ فسیر ھالی وتقبلھا منی نویت العمرۃ مخلصا للہ تعالیٰ۔

اور حج تمتع کی پھر دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ قربانی کا جانور اپنے ساتھ نہ لے کر جائے دوسری یہ کہ جانور ساتھ لے کر جائے پہلا شخص عمرہ کرنے کے بعد احرام سے باہر ہو جائے گا پھر آٹھویں ذی الحجہ کو احرام حج باندھے گا جب کہ دوسرا شخص احرام سے باہر نہ ہوگا تاوقتیکہ قربانی نہ کرلے۔

حج قران یہ ہے کہ میقات سے حج وعمرہ دونوں کا احرام باندھے اور بعد سلام یوں کہے

اللھم انی ارید الحج والعمرۃ فیسرھمالی وتقبلھما منی نویت الحج والعمرۃ للہ

تعالیٰ اور تینوں صورتوں میں نیت کے بعد باآواز بلند **لبیک اللھم لبیک لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمة لک والملک لاشریک لک.** (انوار البشارة بتصرف)

ہم احناف کے نزدیک حج قران حج تمتع اور افراد سے افضل ہے جب کہ امام شافعی فرماتے ہیں کہ حج افراد افضل ہے اور امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حج تمتع قران سے افضل ہے۔

(ھدایة اولین کتاب الحج باب القران ص ۲۷۹ مکتبہ رحمانیہ)

اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آیا حج قران کیا یا پھر تمتع؟ اس سوال کا جواب خلیفہ مفتی اعظم حضور سیّدی مفتی شریف الحق امجدی علیه الرحمة دیتے ہیں کہ جب اس حدیث کے تمام طرق پر گہری نظر ڈالی جاتی ہے تو ثابت یہی ہوتا ہے کہ سیّدہ نے قران نہیں بلکہ حج تمتع فرمایا اس کے مندرجہ ذیل وجوہ ہیں (۱) ان کو حکم ہوا اپنے سر کو کھول ڈالو کنگھا کرو حج کا احرام باندھو اگر انہوں نے قران کیا ہوتا تو میقات ہی سے احرام باندھ لیا ہوتا اب اس وقت یوم عرفہ احرام باندھنے کا کیا مطلب؟ پھر حالتِ احرام میں کنگھا کرنا منع ہے (۲) حضور ﷺ نے سیّدہ سے فرمایا **ادعی عمرتک** کسی میں **وارفضی عمرتک** اور کسی میں **واترکی عمرتک** ہے اپنا عمرہ چھوڑ دے اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ میقات سے جو احرامِ عمرہ باندھا تھا اس کو کھول دو اور اب حج کا احرام باندھ لو (۳) اُمّ المؤمنین اس وقت حالت حیض میں تھیں اس حالت میں غسل کا حکم طہارت حاصل کرنے کے لئے تو نہیں ہو سکتا لامحالۃ ماننا پڑے گا کہ یہ احرام کے لئے غسل کا حکم تھا (۴) صاف صاف حکم ہے **واھلی بحج** حج کے لئے تلبیہ کہو یعنی حج کا احرام باندھو اگر حج کا احرام پہلے باندھ چکی تھیں تو اب حج کا احرام باندھنے کا حکم دینے کا کیا مطلب؟ (۵) بخاری میں خود فرماتی ہیں کہ **فکنت ممن تمتع** میں تمتع کرنیوالوں میں تھی۔ (نزھة القاری ج۲ ص ۲۳۷)

خیال رہے اختلاف ہونے کی وجہ یہ بنی کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ ایام حج میں عمرہ کو افجر الفجور تمام فجور سے برا فسق شمار کرتے تھے حضور سیّد عالم ﷺ جب اپنے اصحاب کے ساتھ نکلے تو لوگوں نے گمان یہ کیا کہ صرف حج کرنے جا رہے ہیں لیکن مقام ذوالحلیفہ پہنچ کر حضور ﷺ نے اعلان فرمایا کہ

جو چاہے عمرے کا احرام باندھے جس کا جی چاہے حج کا اس پر کچھ حضرات نے عمرہ کا کسی نے حج وعمرہ دونوں کا کسی نے صرف حج کا احرام باندھا چونکہ شوافع کے نزدیک قارن ایک طواف اور ایک ہی سعی کرے گا جب کہ احناف کے نزدیک دو دو کرے گا شوافع اپنے مذہب پر اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ اُمّ المؤمنین چودھویں کی رات کو اپنے بھائی کیساتھ عمرہ کو گئیں اور اس روایت سے ایک طواف اور سعی کا ثبوت ہوتا ہے اب بر مذہب شوافع اگر سیّدہ حج قران کرنے والوں میں تھیں تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قران کرنے والے پر ایک طواف اور ایک ہی سعی ہے اور یہ شوافع کا مذہب ہے جب کہ احناف کے نزدیک قارن پر دو طواف اور دو سعی ہیں رہا شوافع کا مذہب کہ قارن پر ایک طواف وسعی ہے اس پر ان کا استدلال ایک وہی حدیثِ عائشہ ہے دوسرا یہ حضور سیّد عالم ﷺ کا ارشاد کہ **دخلت العمرة فی الحج الی یوم القیامة** عمرہ حج میں قیامت تک داخل ہو گیا اور دلیلِ عقلی یہ ہے کہ قران کی بناء تداخل پر ہے حتیٰ کہ اس میں ایک تلبیہ ایک سفر اور ایک ہی حلق کافی ہوگا لہٰذا ارکان یعنی طواف وغیرہ میں بھی تداخل یعنی ایک طواف وسعی کافی ہوگی احناف کا اپنے مذہب پر استدلال یہ ہے کہ جب صبی بن معبد نے دو طواف اور دو سعی کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا **هدیت لسنة نبیک** کہ آپ کو اپنے نبی کی سنت کی ہدایت دی گئی اور دلیل عقلی یہ ہے قران ایک عبادت کو دوسری کیساتھ ضم کرنے کا نام ہے اور وہ اسی وقت متحقق ہوگا جب ان عبادات میں سے ہر ایک کو بوجہ کمال ادا کیا جائے نا کہ ایک کو چھوڑ دیا جائے نیز عباداتِ مقصودہ میں تداخل نہیں ہوتا لہٰذا دونوں مستقل طور پر طواف وسعی ادا کرنے ہوں گے اور رہا سفر تو وہ مقصود نہیں بلکہ وہ تو توسل ہے اور رہا تلبیہ سو وہ حرمت کو ثابت کرنے کے لیے ہے اسی طرح حلق تو وہ احرام سے باہر آنے کے لئے ہے لہٰذا یہ تمام مقاصد نہ ہوئے بلکہ وسیلے ہوئے۔

(هدایة اولین ص ۲۸۱ مکتبه رحمانیه)

اور حدیثِ عائشہ کا جواب یہ ہے کہ سیّدہ منیٰ میں پاک ہو گئی تھیں اور بیت اللہ کا طواف بھی فرما لیا تھا اور چودھویں شب سے قبل ہی طواف زیارت کر لیا تھا پھر **لیلة الحصبة** کو مقامِ تنعیم سے احرام باندھ کر عمرہ فرمایا تھا کیونکہ اگر یہ مانا جائے کہ سیّدہ نے **لیلة الحصبة** تک طواف اور سعی نہ فرمائی تھی

تو آپ کا حج کہاں ادا ہوگا کیونکہ حج کے دن تو نکل چکے باوجودیکہ آپ خود فرماتی ہیں کہ میں حج کے ساتھ واپس ہو رہی ہوں آپ کا یہ فرمان اس بات پر دلیل ہے کہ آپ نے طواف زیارت فرمالیا تھا اور سعی بھی کر چکی تھیں اس کے بعد عمرہ فرمایا اور ہمارا یہ کہنا کہ سیدہ منیٰ میں پاک ہوگئیں تھیں تو اس کی تصریح مسلم میں ہے فرماتی ہیں حتی نزلنا منی فتطهرت ثم طفنا بالبيت کہ جب ہم منیٰ میں اترے تو میں طاہر ہوچکی تھی پھر ہم نے بیت اللہ شریف کا طواف کیا واللّٰہ ورسوله اعلم.

خیال رہے حجۃ الوداع ۱۰ھ کو ہوا اور یہ اسلام کا دوسرا حج تھا پہلا حج حضرت سیدنا صدیق اکبر ﷺ کی امارت میں ادا کیا گیا جب کہ حجۃ الوداع میں خود حضور سید عالم ﷺ بنفسِ نفیس تشریف لے گئے تھے اور حضور ﷺ کے ساتھ ازواجِ مطہرات رضی اللّٰه عنهنّ بھی حاضر ہوئیں تھیں اس حج کو الوداع کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں حضور ﷺ نے امت کو وداع یعنی رخصت فرمایا تھا کہ ارشاد فرمایا لعلى لا القاكم بعد عامى هذا نیز اس کو حجۃ البلاغ و حجۃ الاسلام بھی کہا جاتا ہے اور حجۃ البلاغ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس میں اہم خطبات ارشاد فرمائے تھے جب کہ حجۃ الاسلام کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں کوئی مشرک شریک نہ ہوا تھا۔ واللّٰه اعلم.

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللّٰه عنہا اور حدیثِ تفکر

حضرت عطاء بن رباح فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبید اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن عمر کے ساتھ ام المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا آپ نے پوچھا کہ یہ حضرات کون ہیں میں نے عرض کی کہ عبید اللہ بن عمر ہیں ام المؤمنین رضی اللّٰه عنها نے فرمایا:۔

اے عبید اللہ بن عمر آپ کو مرحبا تمہیں کیا ہوا کہ ہماری زیارت کو نہیں آتے عبید اللہ بن عمر نے کہا زر غبا تزدد حبا کبھی کبھار زیارت کرو کہ محبت بڑھے (حدیث کے الفاظ ہیں)

حضرت ابن عمر نے عرض کی ہمیں حضور کی سب سے عجیب حدیث بیان کریں ام المؤمنین نے بہت زیادہ گریہ فرمایا اور فرمایا کہ حضور کی ہر بات عجیب ہے ایک رات آپ میرے فراش پر تشریف فرما ہوئے حتیٰ کہ آپ نے اپنے مبارک جسم کی جلدِ مبارک کو میری جلد سے ملا دیا اور فرمایا اے عائشہ کیا تم

مجھے اپنے رب کی عبادت کرنے کی اجازت دیتی ہو؟ میں عرض گذار ہوئی حضور میں آپ کے قرب اور چاہت کو ہی محبوب رکھتی ہوں میں نے آپ کو اجازت دی حضور نے مشکیزہ سے وضوفرمایا اور قیام فرماکر رونا شروع کردیا حتٰی کہ آپ کے آنسوؤں کے موتی ازار بند تک پہنچ گئے یہاں تک کہ آپ اپنی سیدھی کروٹ کے بل رخسارِ مبارک کے نیچے دستِ مبارک رکھ کر لیٹ گئے پس حضور زاروقطار روئے حتٰی کہ آنسوؤں کی لڑیوں نے زمین کو شرف بخشا پھر حضرتِ بلال اذانِ فجر کے بعد حاضرِ آستانہ معلٰی ہوئے انہوں نے جب حضور کو اس قدر روتے دیکھا تو عرض کی حضور آپ کیوں گریہ فرماتے ہیں یارسول اللہ ﷺ تحقیق آپ کے سبب آپ کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ بخش دیئے گئے

حضور سیّد عالم ﷺ نے فرمایا کیا میں اللہ کا شکر گذار بندہ نہ ہوؤں اور مجھے کیا ہوا کہ میں نہ روؤں اور تحقیق آج رات مجھ پر آیت (بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی باہم بدلیوں میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لئے کنزالایمان پارہ ٤ آیت ١٩٠ سورۃ ال عمران) نازل ہوئی۔(روح البیان ج٢ ص١٧٨ سورۃ آل عمران پ٤ مکتبہ غفاریہ کانسی روڈ کوئٹہ)

امّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا اور حرمتِ مزامیر

و استفزز من استطعت منھم بصوتک اور ڈگادے (بہکادے) ان میں سے جس پر قدرت پائے اپنی آواز سے (کنزالایمان سورۃ بنی اسرائیل آیت ٦٤) خزائن میں اس آیت کے تحت حضرت صدرالافاضل فرماتے ہیں بعض علماء نے فرمایا کہ مراد اس سے گانے باجے لہوولعب کی آوازیں ہیں مفتی احمد یار خان نعیمی فرماتے ہیں کہ معلوم ہوا کہ گانے باجے اور جھوٹے گمراہ کن وعظ سب شیطان کی آوازیں ہیں اور یہ لوگ شیطان کے پیادے اور سوار ہیں یعنی اس کا لشکر۔(نور العرفان)

اللہ جلّ مجدہ فرماتا ہے:۔

و من الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم و یتخذھا ھزوا اولئک لھم عذاب مھین (لقمان)

ترجمہ : اور کچھ لوگ کھیل کی باتیں خریدتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے بہکادیں بے سمجھے اور

اسے ہنسی بنالیں ان کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔ (کنزالایمان)

تفسیرِ حسنات شریف میں فرمایا کہ ایک روایت حضرت ابن عباس ﷺ یہ بھی ہے کہ یہ آیت نضر بن حارث کے حق میں نازل ہوئی یہ مغنیات خرید کرلاتا اوراس کے ذریعہ ان لوگوں کو گمراہ کرتا جو اسلام کی طرف مائل ہوتے تھے انہیں شراب پلاتا، گانا سنواتا اور کہتا بتاؤ یہ بہتر ہے یا وہ جس کی طرف تمہیں محمد ﷺ بلاتے ہیں؟ ان کی تعلیم میں نماز پڑھنا، روزہ رکھنا اور جہاد کرنا ہے اور یہاں عیش ہی عیش (تفسیرِ حسنات) شریعتِ مطہرہ نے تین کھیل کے سواسب کوحرام فرمایا چنانچہ ترمذی شریف میں ارشاد ہے **کل لعب ابن آدم حرام الا ثلثة** اسی طرح ایک حدیث شریف میں ہے:-

الغناء ینبت النفاق کما ینبت الماء البقل

یعنی گانا بجانا دل میں اس طرح نفاق اگاتا ہے جس طرح پانی ساگ پات اگاتا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ شریف ج ۲۴ ص ۸۳ جدید)

امامِ اہلسنت محدث بریلوی **علیہ الرحمة** ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ ہدایہ وغیرہ کتبِ معتمدہ میں تصریح ہے کہ مزامیر حرام ہیں حضرت سلطان الاولیاء محبوبِ الٰہی نظام الحق والدین فرماتے ہیں کہ مزامیر حرام ست یعنی گانے بجانے کے آلات حرام ہیں۔

حضرت شرف الدین یحیی منیری قدس سرہ نے اپنے مکتوبات شریفہ میں مزامیر کو زنا کے ساتھ شمار فرمایا نیز بخاری شریف کی حدیث نقل فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا **یستحلون الحر و الحریر و المعازف** یعنی وہ لوگ زنا اور ریشمی کپڑوں اور باجوں کو حلال سمجھیں گے اور فرمایا وہ بندر اور سور ہوجائیں گے۔ (ایضاً ج ۲۴ ص ۱۳۸)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ **رضی اللہ عنہا** سے روایت ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا

صوتان ملعونان فی الدنیا و الاخرة مزمار عند نعمة و رنة عند مصیبة

یعنی دو آوازیں دنیا اور آخرت میں ملعون ہیں نمبر ۱ آسائش کے وقت گانا بجانا نمبر ۲ مصیبت کے وقت بین کرنا (ایضاً ج ۲۴ ص ۱۲۲)

اس سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہئے جو کہ ڈھول ڈھمکے گانے باجے سنتے سناتے ہیں اور شیطان کے چرخے کی طرح ناچتے پھرتے ہیں۔

امّ المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کا عورتوں کی امامت فرمانا

ابتداءً امّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا نے عورتوں کی امامت فرمائی تھی جیسا کہ ہدایہ اوّلین میں ہے کہ عورتوں کے لئے مردوں سے منفرداً جماعت کرنا مکروہ ہے کیونکہ اس طرح جماعت کرنے سے ترکِ سنّت کا ارتکاب لازم ہوگا اور وہ یہ ہے کہ عورت امام صف کے مابین کھڑی ہوگی اور یہ مکروہ ہے جیسا کہ برہنہ لوگوں کی جماعت کہ ان کا امام بھی وسطِ صف میں کھڑا ہوگا اور اس بات کی دلیل کہ عورتوں کا امام وسطِ صف میں کھڑا ہوگا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فعلِ مبارک ہے کہ لان عائشة فعلت کذلک (باب الامامة) امّ المؤمنین رضی اللہ عنہا نے ایسا فرمایا اور یہی صورت اس کے حق میں زیادہ پردہ کا باعث ہے اور عورت کو پردہ کا حکم ہے اور اگر وہ آگے بڑھے گی جب نماز اگرچہ ہوجائے گی لیکن یہ بھی مکروہ ہے لیکن امّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کا عورتوں کی امامت فرمانا صدرِ اسلام میں تھا بعد میں عورتوں کو مساجد میں آنے سے منع فرمادیا گیا جیسا کہ اسی ہدایہ شریف میں ہے وحمل فعلها الجماعة علی ابتداء الاسلام یعنی امّ المؤمنین کے جماعت کروانے کو ابتدائے اسلام پر محمول کیا گیا ہے نیز بعد میں آپ خود بھی منع فرماتی تھیں جس طرح دیگر اصحابِ رسول ﷺ منع فرماتے تھے کیونکہ عورتوں کے گھروں سے نکلنے کی ممانعت کی دو وجہیں بیان فرمائی گئیں نمبر۱ فساد نمبر۲ خوفِ فتنہ کیونکہ اگر وہ عورت معاذ اللہ فاسقہ ہے تو پھر فساد و خرابی ہوگی اور اگر وہ عورت پارسا ہو تو فتنے کا اندیشہ ہے حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا حد درجہ پارسا و پرہیزگار خاتون ہیں جو کہ حضرت امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں پھر حضرت زبیر کے نکاح میں آئیں آپ کو مسجد کا بہت زیادہ اشتیاق رہتا اور نماز مسجد میں ادا کرتیں حضرت زبیر آپ کو منع فرماتے وہ نہ مانتیں ایک روز حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک تدبیر فرمائی کہ بوقتِ عشاء تاریکی رات میں بی بی صاحبہ کے جانے سے قبل کسی دروازے میں چھپ رہے یہاں تک کہ جب آپ اس دروازے سے

آگے بڑھی ہی تھیں کہ انہوں نے چپکے سے ان کے سر پر مکا دے مارا اس پر بی بی صاحبہ نے انا للہ فساد الناس پڑھا کہ ہم اللہ کے لئے ہیں ہائے افسوس لوگوں میں فساد برپا ہو گیا۔

(الاصابہ فی تمییز الصحابہ)

اس کے بعد آپ کا جنازہ ہی گھر سے نکلا اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اپنے زمانہ مبارکہ میں عورتوں کو مسجدوں میں جانے سے منع فرماتے تھے اس پر عورتوں نے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے جب شکایت کی تو فرمایا:۔

لو ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه و سلم رای ما احدث النساء بعده لمنعهن کما منعت نساء بنی اسرائیل (حلبی کبیر ص ۵۹۷ سهیل اکیڈمی لاهور)

یعنی اگر حضور سید عالم ﷺ وہ دیکھتے جو آپ کے بعد عورتوں نے پیدا کر لیا تو آپ عورتوں کو منع فرما دیتے جیسے کہ بنو اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا۔

اس کے بعد یہی حلبی شریف نے فرمایا:۔

و اذا قالت عائشة هذا عن نساء زمانها فما ظنک بنساء زماننا (ایضاً)

کہ جب ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے اپنے زمانے کی عورتوں کے بارے میں یہ فرمایا تو پھر ہمارے زمانہ کی عورتوں کے بارے اے طالبِ سعادت تیرا کیا گمان ہے؟

اس سے واضح ہوا کہ جب عورتوں کو مساجد میں فتنہ و فساد کی وجہ سے منع فرما دیا گیا تو پھر ان کو مزارات پر جانا کیونکر روا ہوگا اسی حلبی شریف میں فرمایا گیا کہ امام قاضی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ آیا عورتوں کو مزارات پر جانا جائز ہے یا کہ نہیں تو فرمایا:۔

لا یسئل عن الجواز و الفساد فی مثل هذا و انما یسئل عن مقدار ما یلحقها من اللعن فیه

یعنی ایسی جگہ جواز و عدم جواز کے بارے نہیں پوچھا جاتا ہاں یہ پوچھا جائے گا کہ عورتوں پر کتنی لعنت پڑتی ہے۔

فرماتے ہیں:۔

واعلم انها كلما قصدت لخروج كانت في لعنة الله و ملائكته و اذا خرجت تحفها الشياطين من كل جانب و اذا اتت القبور يلعنها روح الميت و اذا رجعت كانت في لعنة الله

تو جان کہ عورت جب بھی گھر سے قبور کی طرف نکلنے کا ارادہ کرتی ہے تو وہ اللہ اور فرشتوں کی پھٹکار میں ہوتی ہے اور جب وہ گھر سے نکلتی ہے تو شیاطین اس کو ہر طرف سے گھر لیتے ہیں اور پھر جب وہ قبروں پر آتی ہے تو میّت کی روح اس پر لعنت کرتی ہے اور جب وہ وہاں سے لوٹتی ہے تو وہ اللہ کی لعنت میں ہوتی ہے۔(حلبی کبیر ص ۵۹۷ سہیل اکیڈمی لاہور)

وقار الملّت والدّین مفتی وقار الدین تلمیذ صدر الشریعہ بدر الطریقہ فرماتے ہیں کہ:۔

عورتوں کو بلا ضرورتِ شرعی پردے کے ساتھ بھی گھر سے نکلنا جائز نہیں ہے نماز با جماعت پڑھنے کے لئے صحابۂ کرام کے زمانے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر حضور ﷺ اس زمانے کو دیکھتے تو عورتوں کو مسجد میں جانے سے روکتے اسی بناء پر ہمارے فقہاء نے بعض چیزوں میں جیسے حالات بدلتے رہے احکامِ شرعیہ میں تبدیلی فرمائی امام اعظم کے زمانے میں ہی جوان عورتوں کو ان کی نمازوں میں مسجد میں جانے سے منع کیا گیا اس کے کچھ زمانہ بعد جوان عورتوں کو مطلقاً منع کر دیا گیا اس کے بعد تقریباً پانچ چھ سو سال سے پہلے بوڑھی عورتوں کو بھی مسجد میں جانے سے مطلقاً منع کر دیا گیا۔(وقار الفتاویٰ ج ۲ ص ۲۶۳)

امّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا اور عورت کا سنگھار

فتاویٰ رضویہ شریف میں امامِ اہلسنت فرماتے ہیں کہ عورت کا اپنے شوہر کے لئے گہنا پہننا، بناؤ سنگھار کرنا باعثِ اجرِ عظیم اور اس کے حق میں نمازِ نفل سے افضل ہے فرماتے ہیں کہ کوئی صالح عورت اور ان کا شوہر بھی دونوں اولیائے کرام میں سے تھے ہر شب بعد نمازِ عشاء پورا سنگھار کر کے دلہن بن کر اپنے شوہر کے پاس آتیں اگر انہیں اپنے طرف حاجت پاتیں حاضر رہتیں ورنہ زیور و لباس اتار کر (دوسرا

لباس زیب تن کرکے) نماز میں مشغول ہو جاتیں۔

فرماتے ہیں کہ امّ المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا عورت کا بے زیور نماز پڑھنا مکروہ جانتیں اور فرماتیں کچھ نہ پائے تو ایک ڈورا ہی گلے میں باندھ لے مجمع البحار میں ہے:۔

عائشة رضی اللہ عنها کرهت ان تصلی امرأة عطلا ولو ان تعلق فی عنقها خیطا

یعنی امّ المؤمنین عورتوں کے بغیر زیور نماز پڑھنے کو ناپسند فرماتیں اور فرماتیں کہ اگر کچھ نہ ہو تو ایک ڈورا ہی گلے میں لٹکا لے۔ (ج ۲۲ ص ۱۲۶ و ۱۲۸ جدید)

امّ المؤمنین کی بارگاہ میں زید بن ارقم کا معذرت کرنا

ھدایة آخرین کتاب البیوع میں ہے کہ اگر کسی نے کوئی باندی ہزار درہم میں خرید کر قبضہ کر کے پھر اس کو اسی بائع سے ثمن نقد دینے سے قبل پانچ سو درہم میں بیچ دیا تو بیعِ ثانی جائز نہ ہو گی امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہ بیع جائز ہے کیونکہ قبضہ سے ملک تمام ہو چکی تھی لہٰذا یہ بیع دوبارہ بائع سے کرنا یا اس کے سوا کسی اور سے کرنا برابر ہے۔ احناف اپنے مذہب پر دلیل پیش کرتے ہیں کہ زید بن ارقم کی امّ ولد نے آپ سے آٹھ سو درہم میں ایک باندی خرید کر پھر آپ ہی کو چھ سو درہم میں بیچ دی تو جب امّ المؤمنین کی بارگاہ میں امّ ولد نے مسئلہ پیش کیا تو آپ نے فرمایا کہ:۔

بئس ما شریت و اشتریت ابلغی زید بن ارقم ان اللہ تعالٰی ابطل حجه و جهاده مع رسول اللہ صلی اللہ علیه و سلم ان لم یتب

یعنی تو نے کتنی بری فروخت وخرید کی اور سنو تم زید بن ارقم کو یہ خبر پہنچا دو کہ اگر وہ توبہ نہ کریں تو اللہ جلّ مجدہ نے ان کا وہ حج و جہاد جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا باطل فرما دیا۔

امّ المؤمنین رضی اللہ عنہا نے جو اس قدر شدید وعید سنائی ظاہر ہے کہ حضور سیّد عالم ﷺ سے سنے بغیر نہ فرمائی خیال رہے امّ المؤمنین نے بیعِ اوّل کو اس وجہ سے برا فرمایا کہ وہ ثانی کا ذریعہ بنی اگرچہ وہ آپ کے نزدیک جائز تھی۔ یہ بھی خیال رہے کہ اس روایت میں نفع زید بن ارقم کے حق میں

ثابت ہوا جبکہ دوسری روایات میں اس کے الٹ بھی ہے اس کے بعد حضرت زید بن ارقم نے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں عذر خواہی کی۔(ھدایة مع حاشیة کتاب البیوع باب البیع الفاسد)

حضور سیّد عالم ﷺ کی معراجِ جسمانی اور امّ المؤمنین

اہلسنت کا مذہب یہ ہے کہ حضور سیّد عالم ﷺ کو معراج روح مع الجسم حالتِ بیداری مسجد حرام سے لے کر عرشِ الٰہی یا جہاں تک اللہ نے چاہا ہوئی جمہور محدّثین، فقہاء و متکلمین کا یہی مذہب ہے اس سے عدول جائز نہیں اور اس کے ثبوت پر نقلی و عقلی عادل شواہد موجود ہیں اور امّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جو حضور ﷺ کی معراجِ جسمانی کا انکار فرمایا وہ کوئی اور ہے کیونکہ آپ کو معراجِ روحانی کئی ہوئیں چنانچہ نص قرآن میں اسری بعبدہ ہے نہ کہ روحہ جو اس بات پر واضح دلیل ہے کہ یہ روح مع الجسم معراج ہے نہ کہ فقط روحانی کیونکہ عبد کا اطلاق روح مع الجسم پر ہوتا ہے نیز اگر خواب میں ہوتی تو اس کی صراحت ہوتی جب خواب کی تصریح نہیں تو پھر اس کو خواب قرار دینا کیونکر صحیح ہوگا نیز لفظ اسری فرمایا گیا اور افعال میں اصل یہ ہے کہ جب تک قرینہ نہ ہو وہ بیدار پر محمول ہوا کرتے ہیں پھر اسری کا فاعل یعنی سیر کروانے والی ذات اللہ جلّ مجدہ ہے کیا وہ قادرِ مطلق اس پر قدرت نہیں رکھتا یقیناً رکھتا ہے تو پھر اس کی قدرت کے اس کرشمہ کو قبول کرنے سے کون سی چیز مانع ہے نیز کفار کا انکار کرنا بھی اس بات پر دلیل ہے کہ یہ جسمانی معراج تھی نہ کہ فقط روحانی۔ وہ لوگ جو اس معراج کو روحانی مانتے ہیں وہ دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول ما فقدت جسدہ الشریف سے پیش کرتے ہیں جس کے علمائے کرام نے کئی جوابات دیئے۔

نمبر۱ واقعۂ معراجِ جسمانی کے وقت امّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا حضور سیّد عالم ﷺ کی زوجیت میں نہ تھیں اور جب وہ زوجیت سے مشرف ہی نہ ہوئیں تو پھر آپ کا یہ قول معراج جسمانی کے متعلق کیونکر صحیح ہوسکتا ہے لہٰذا آپ کا یہ فرمان دوسری معراج کے متعلق ہے جو کہ روحانی تھیں۔

نمبر۲ یا پھر امّ المؤمنین کے فرمان کے یہ معنی ہیں کہ جسم مبارک روحِ اقدس سے گم نہ ہوا بلکہ

ساتھ ہی رہا یعنی حضور سیّد عالم ﷺ کو معراج مع الجسم ہوئی۔

نمبر۳ یا پھر ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے یہ فرمان سرعت کو ظاہر فرمانے کے لئے فرمایا

کہ میں نے رسولِ کائنات ﷺ کے جسمِ اقدس کو گم ہونے کا احساس تک نہ کیا اتنی تیزی سے آپ کو

معراج ہوئی سبحان اللہ

زنجیر بھی ہلتی رہی بستر بھی رہا گرم

ایک دم میں سرِعرش گئے آئے محمد

(اختصار مع التصرف از فیوض الباری)

ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کو گوہ کھانے سے نہی

گوہ کے کھانے کو صاحبِ قدوری نے مکروہ فرمایا اس کی وجہ صاحبِ ہدایہ نے یہ فرمائی کہ

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس کے کھانے کے بارے میں جب حضور سیّد

عالم ﷺ سے پوچھا تو آپ نے منع فرمایا چنانچہ ام المؤمنین سے مروی ہے کہ آپ کی طرف گوہ ہدیۃً پیش

کی گئی جب حضور سیّد عالم ﷺ گھر تشریف لائے تو ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے گوہ کے کھانے کے

بارے میں آپ سے سوال کیا تو حضور ﷺ نے آپ کو منع فرما دیا پھر کوئی سائل حاضر ہوا تو ام المؤمنین

رضی اللہ عنہا نے اس کو کھلانے کا ارادہ فرمایا اس پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا **اتطعمین ما لا**

تاکلین یعنی کیا تم ایسی چیز (اسے) کھلاتی ہو جو خود نہیں کھاتی ہو (قدوری و حاشیہ قدوری و ہدایہ

کتاب الذبائح) اسی کا اعتبار کرتے ہوئے احناف نے گوہ کے کھانے کو مکروہ و ناجائز قرار دیا ان

اصبت فمن اللہ و الافمنی واللہ و رسولہ اعلم۔

ام المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ٹڈی کی حلت

صحیحین میں عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی کہتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات

غزوے میں تھے ہم حضور کی موجودگی میں ٹڈی کھاتے تھے (بہارِ شریعت حصّہ ۱۵)

پتہ چلا ٹڈی بھی حلال ہے پھر مچھلی اور ٹڈی یہ دونوں بغیر ذبح حلال ہیں۔

(ایضاً بزیادت یسیر)

صاحبِ قدوری نے فرمایا:۔

و لاباس باکل الجریث و المارماهی و یجوز اکل الجراد و لاذکاة له

یعنی جریث اور مارماہی کھانے میں کوئی حرج نہیں اور ٹڈی کا کھانا جائز ہے اور اس میں ذبح نہیں (قدوری کتاب الذبائح)

ہدایہ نے فرمایا کہ امام مالک ٹڈی کی حلّت کے قائل نہیں الّا یہ کہ اس کو پکڑنے والا ٹڈی کے سر کو کاٹ کر بھونے کیونکہ ٹڈی خشکی کا شکار ہے اسی وجہ کر کے مُحرِم پر ٹڈی کو مارنے سے جنایت لاگو ہوتی ہے احناف کی امام مالک پر حجت یہ حدیث ہے:۔

احلت لنا میتان و دمان فالمیتتان السمک و الجراد و الدمان الکبد و الطحال

یعنی حضور ﷺ نے فرمایا ہمارے لئے دو مرے ہوئے جانور اور دو خون حلال ہیں دو مردے مچھلی اور ٹڈی ہیں اور دو خون کلیجی اور تلی ہیں۔

(الجوهرة النیره الجزء الثانی ص ۲۸۱ مکتبه حقانیه ملتان)

نیز حضرت شیرِ خدا ﷺ سے اس ٹڈی کے بارے پوچھا گیا جس کو زمین سے پکڑا جائے اور اس میں مردہ بھی ہوں تو فرمایا کله کله یعنی ان سب کو کھالو آپ کے اس فرمان سے بھی ٹڈی کی حلّت ثابت ہوتی ہے (هدایة کتاب الذبائح ، الجوهرة النیره)

حضرت عثمان حضرت سلمان سے راوی کہ حضور ﷺ سے ٹڈی کے بارے پوچھا گیا تو فرمایا میں اس کو کھاتا نہیں ہوں اور نہ ہی حرام کرتا ہوں اور جس کو حضور ﷺ نے حرام نہ فرمایا وہ مباح ہوگا اور آپ کا تناول نہ فرمانا اس سے بچنے کو واجب نہیں کرتا کیونکہ مباح چیز کو نہ کھانا بھی جائز ہے۔

حضرت عطاء جابر سے روایت کرتے ہیں ہم نے حضور کے ساتھ غزوہ کیا تو ہم نے ٹڈی کو

پایا تو اسے کھایا۔

حضرت اسود امّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں:۔

انها کانت تاکل الجراد و تقول کان رسول الله ﷺ یاکله

یعنی آپ ٹڈی کھاتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ اس کو کھاتے تھے۔

(احکام القرآن لامام ابی بکر احمد بن علی الرازی الجصّاص المتوفی سنہ ۳۷۰ھ

المجلد الاوّل دار الکتب العلمیة بیروت لبنان)

معنیٰ آیت لمس میں حدیثِ امّ المؤمنین سے احناف کا استدلال

اللہ جلّ مجدہ کے فرمان:۔

او لمستم من النساء فلم تجدوا ماء فتیمموا

ترجمہ: یا تم نے عورتوں کو چھوا اور پانی نہ پایا تو پاک مٹی سے تیمم کرو۔ (کنز الایمان)

میں **لمس** کے معنیٰ مراد میں فقہاء کا آپس میں اختلاف ہے کیونکہ **لمس** کے دو معنیٰ ہیں نمبر۱ ہاتھ سے چھونا نمبر۲ جماع اور اس جگہ یہ دونوں کا متحمل ہے اسی وجہ سے اس کا معنیٰ طلب کرنے میں فقہاء نے اجتہاد فرمایا نیز صحابہ کرام کا بھی اس کی تاویل کرنے میں اختلاف واقع ہوا چنانچہ حضرت علی، ابن عباس، ابو موسیٰ رضی اللہ عنہم اس کی تاویل جماع کرتے ہیں جب کہ حضرت عمر، عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما اس کی تاویل ہاتھ کے چھونے سے کرتے ہیں۔ فقہاء میں امام شافعی علیہ الرحمۃ بھی اس سے مراد ہاتھ کا چھونا لیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص عورت کے جسم کو چھوئے گا تو اس پر وضو کرنا لازم ہو جائے گا خواہ اس نے شہوت سے چھوا ہو یا بغیر شہوت کے۔ امام اعظم ابو حنیفہ، امام ابو یوسف، محرّرِ مذہب امام محمد، امام زفر، امام ثوری اور امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ عورت کو چھونے سے وضو واجب نہ ہوگا خواہ شہوت سے چھوئے یا بغیر شہوت کے ان حضرات کی اپنے مذہب پر دلیل امّ المؤمنین سے مختلف طرق سے مروی حدیث ہے کہ **کان یقبل بعض نسائه ثم یصلی و لایتوضأ** یعنی اللہ کے نبی ﷺ اپنی بعض ازواجِ پاک کو بوسہ کا شرف عطا فرماتے پھر بغیر وضو کے نماز ادا

فرماتے نیز ام المؤمنین ایک رات حضور ﷺ کی جستجو کرتی ہیں فرماتی ہیں کہ میرے ہاتھ حضور کے قدم مبارک پر پڑتے ہیں اور حضور اس وقت سجدہ میں کہہ رہے ہیں اعوذ بعفوک من عقوبتک و برضاک من سخطک پس اگر عورت کا چھونا وضو کو توڑتا تو پھر حضور ﷺ سجدہ میں جاری نہ رہتے کیونکہ وہ شخص جس کو حدث ہو گیا ہو اس کے لئے حالتِ سجدہ میں باقی رہنا جائز نہیں لہٰذا جب حضور ﷺ سے مروی ہے کہ آپ اپنی ازواج کو شرف بوسہ دے کر بغیر وضو کئے نماز ادا فرماتے تھے تو اللہ جلّ مجدہ کی مراد بیان ہوگئی کہ لمس سے مراد جماع ہے نہ فقط چھونا۔ خیال رہے امام مالک فرماتے ہیں اگر مرد عورت کو شہوت کے لئے بطورِ لذّت چھوئے گا تو اس پر وضو لازم ہو جائے گا اسی طرح اگر عورت مرد کو شہوت کے لئے بطورِ لذّت چھوئے گی تو اس پر بھی وضو واجب ہوگا اسی طرح اگر مرد نے عورت کے بال لذّت کے لئے چھوئے تب بھی وضو کرنا لازم ہو جائے گا۔ (احکام القرآن لامام ابی بکر احمد بن علی الرازی الجصّاص المتوفی سنہ ۳۷۰ء المجلد الثانی ص ۴۶۲ و ۴۶۳ و ۴۶۴ بیروت لبنان)

امّ المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور عقدِ رہن کا جواز

لغت میں رہن کے معنی روکنا ہے اور اصطلاح شرع میں دوسرے کے مال کو اپنے حق میں اس لئے روکنا کہ اس کے ذریعہ اپنے حق کو وصول کرنا ممکن ہو مثلاً کسی کے ذمہ اس کا دین ہے اس مدیون نے اپنی کوئی چیز دائن کے پاس اس لئے رکھ دی کہ اس کو اپنے دین کی وصولی پانے کے لئے ذریعہ بنے اس کو رہن کہتے ہیں جس کو اردو میں گروی رکھنا بولتے ہیں (بہارِ شریعت بتصرف حصّہ ۱۷) اور اس میں دائن و مدیون دونوں کا بھلا ہوتا ہے اور اس عقد کا جائز ہونا کتاب و سنت دونوں سے ثابت ہے چنانچہ اللہ جلّ مجدہ نے ارشاد فرمایا:۔

و ان کنتم علی سفر و لم تجدو کاتبا فرھن مقبوضۃ

یعنی اگر تم سفر میں ہو اور لین دین کرو اور کاتب نہ پاؤ تو گروی رکھنا ہے۔ جس پر قبضہ ہو جائے۔

(پ ۲)

امّ المؤمنین حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:۔

ان النبی صلی اللہ علیه و سلم اشتری من یهودی طعاما الی اجل و رهنه درعه

کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی سے غلہ ادھار خریدا اور اس کے پاس اپنی ذرہ گروی رکھی تھی لیکن چونکہ آیتِ قرآنیہ میں گروی رکھنے کا حکم حالتِ سفر میں فرمایا اس لئے امام مجاہد سفر کے علاوہ گروی رکھنے کو مکروہ فرماتے تھے جبکہ دیگر فقہاء سفر و حضر دونوں حالتوں میں اس کے جائز ہونے کے قائل ہیں اور ان کے استدلال کا جواب دیتے ہیں کہ عام طور پر حالتِ سفر میں کتاب اور گواہ نہیں ہوتے اس وجہ سے تغلیباً سفر کو ذکر فرمایا گیا لہٰذا حضر میں بھی کوئی حرج نہیں چنانچہ حضرت انس ﷺ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنی ذرہ ایک یہودی کے پاس مدینہ میں گروی رکھی اور اس سے اپنے اہل کے لئے جو خریدے اس روایت سے حالتِ حضر میں بھی گروی رکھنے کا جواز ثابت ہوتا ہے کیونکہ اللہ جلّ مجدہ الکریم نے فرمایا:۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنة

ترجمہ: بے شک تمہیں رسول اللہ ﷺ کی پیروی بہتر ہے۔(احکام القرآن لابی بکر احمد بن علی الرازی الجصّاص المتوفی سنہ ۳۷۰ھ المجلد الاوّل الصفحة ۶۳۴ بیروت لبنان)

امّ المؤمنین کا حضور سیّدِ عالم ﷺ سے بچوں کے بارے میں سوال

امّ المؤمنین حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سیّدِ عالم ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کے بچے کہاں جائینگے تو حضور نے فرمایا من ابائهم وہ اپنے باپ دادوں سے ہیں یعنی جنّت میں جو مرتبہ ان کے باپ دادوں کا ہوگا وہی ان مسلمان بچوں کا ہوگا میں نے عرض کی حضور بغیر عمل کے فرمایا اللہ اعلم بما کانوا عاملین اللہ زیادہ جانتا ہے جو وہ کرتے میں نے عرض کی حضور کفار کے بچے (کہاں جائینگے) فرمایا من ابائهم وہ اپنے باپ دادوں سے ہیں عرض

کی بلا عمل کے فرمایا اللہ اعلم بما کانوا عاملین اللہ خوب جانتا ہے جو وہ کرتے۔

(رواہ ابو داؤد مشکوٰۃ باب القدر کتاب الایمان)

خیال رہے کفار کے بچوں کے بارے اختلاف ہے جس میں علماء کے کئی قول ہیں۔

نمبر۱ وہ اپنے ماں باپ کے تابع ہوکر دوزخی ہیں۔

نمبر۲ اصل فطرت کی طرف نظر کرتے ہوئے جنتی ہیں۔

نمبر۳ اہلِ جنت کے خادم ہونگے۔

نمبر۴ جنت اور دوزخ کے مابین ہونگے نہ تو ان کو عذاب دیا جائے گا اور نہ ہی انعام۔

نمبر۵ اللہ کے علم میں اگر وہ بڑے ہوکر کافر ہوکر مرتے تو جہنمی اور اگر ایمان پر مرتے تو جنتی۔

نمبر۶ توقف کیا جائے گا۔

نمبر۷ اخروی زندگی میں ان کی آزمائش ہوگی۔

نمبر۸ ابن حجر نے فرمایا زیادہ صحیح یہ ہے کہ وہ اہلِ جنت ہیں اور حضور کا یہ فرمان ان کے بارے آیات کے نازل ہونے سے قبل ہے جن میں ان کو جنتی فرمایا گیا۔ (مرقاۃ ج ۱ ص ۲۸۸ و ۲۸۹)

امّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت مردوں کو برا مت کہو

علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ مسلمان کی عزت خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ برابر ہے چنانچہ فتح القدیر میں ہے:۔

الاتفاق علی انّ حرمة المسلم میتا کحرمته حیًا

یعنی اس بات پر اتفاق ہے کہ مردہ مسلمان کی عزت وحرمت زندہ مسلمان کی طرح ہے

امّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

کسر عظم المیت و اذاہ ککسرہ حیا

یعنی مردے کی ہڈی کو توڑنا اور اسے ایذا دینا ایسا ہی ہے جیسا کہ زندہ کی ہڈی توڑنا۔

(فتاوی رضویہ شریف بتصرف ج۹ ص ٤٤١ مرکز اہلسنت برکات رضا انڈیا)

تو جس طرح مردہ کو اذیت دینا خواہ کسی طرح ہو شرع نے منع فرمایا اسی طرح اس کی برائیاں ذکر کرنے سے بھی منع فرمایا کیونکہ مرے ہوئے مسلمانوں میں اس بات کی زیادہ امید ہے کہ اللہ جل مجدہ الکریم اسے زندگی کی آلودگیوں سے پاک اور طیب فرمادے کیونکہ الموت کفارۃ لکل مسلم موت ہر سنی مسلمان کے لئے کفارۂ گناہ ہے۔امام بخاری نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت فرمائی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:۔

لا تسبو الاموات فانهم قد افضوا الی ما قدموا

یعنی تم مردوں کو برانہ کہو کیونکہ انہوں نے جو کچھ کیا تھا وہ اس کی جزا کو پہنچ گئے۔

(بخاری شریف ج۱ ص ۱۸۷)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا میت کو کنگھی کرنے سے منع فرمانا

صاحب قدوری فرماتے ہیں:۔

لا یسرج شعر المیت و لا لحیته و لایقص ظفره و لاشعره

یعنی میت کے بالوں اور اس کی ڈاڑھی کو کنگھی نہ کی جائے اور نہ ہی اس کے ناخن و بال کاٹے جائیں گے کیونکہ کنگھی اور بال وغیرہ کاٹنا زینت کے لئے ہوتا ہے اور میت اس سے بے پرواہ ہو چکی نیز اگر زور زور سے میت کے بال کھینچے جائیں گے تو اسے اذیت بھی ہوگی۔(قدوری ص ۷٤ ضیاء العلوم پبلی کیشنز راولپنڈی ، ہدایہ اولین ص۱۵۹ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک عورت کی میت کو دیکھا کہ اس کے سر میں زور زور سے کنگھی کی جاتی ہے فرمایا علام تنصون میتکم کس جرم میں اپنے مردے کی پیشانی کے بال کھینچتے ہو۔(ہدایہ ایضاً و فتاوی رضویہ شریف ج۹ ص ۹۵ جدید)

مسئلہ

اگر میت کے بال یا ناخن کاٹ دیئے گئے تو میت کے ساتھ کفن ہی میں لپیٹ دیئے جائیں واللہ اعلم بالصواب.

امّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور شان نزول آیت تقدم

صدر الافاضل بدر الاماثل سیّد نعیم الدین مراد آبادی خلیفۂ اعلیٰ حضرت خزائن العرفان میں سورۂ حجرات کی پہلی آیت کا شان نزول بیان فرماتے ہیں کہ چند شخصوں نے عید الاضحیٰ کے دن سیّد عالم ﷺ سے پہلے قربانی کرلی تو ان کو حکم دیا گیا کہ دوبارہ قربانی کریں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ بعض لوگ رمضان سے ایک روز پہلے ہی روزہ رکھنا شروع کردیتے تھے ان کے حق میں یہ آیت:۔

(یایها الذین امنوا لاتقدموا بین یدی اللہ و رسولہ (پ۲٦ سورۃ حجرات)

اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو کنز الایمان)

نازل ہوئی اور حکم دیا گیا کہ روزہ رکھنے میں اپنے نبی سے تقدم نہ کرو یعنی تمہیں لازم ہے کہ اصلاً تم سے تقدیم واقع نہ ہو نہ قول میں نہ فعل میں کہ تقدم (آگے بڑھنا) کرنا رسول اللہ ﷺ کے ادب و احترام کے خلاف ہے بارگاہِ رسالت میں نیاز بندی و آداب لازم ہیں۔ (خزائن العرفان)

امّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کا حضور ﷺ بارگاہ میں توبہ و رجوع کرنا

نبی کریم ﷺ نبی توبہ اور توبہ کا دروازہ کھولنے والے ہیں اور اللہ جلّ مجدہ نے اپنے بندوں کو حکم دیا کہ وہ اس کے محبوب کی بارگاہ میں حاضر ہو کر توبہ و استغفار کریں چنانچہ فرمایا:۔

و لو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤک فاستغفروا اللہ و استغفرلهم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما (القرآن پ ۵)

اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے پاس حاضر ہو کر خدا سے بخشش چاہیں اور رسول ان کی

مغفرت مانگے تو ضرور خدا کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

شعر:

مجرم بلائے آئے ہیں جاؤک ہے گواہ
پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے

(اعلی حضرت رضی اللہ عنہ)

امام اہلسنت مطالع المسرات کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ جب سیّد عالم ﷺ نے کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کا خون ان کے زمانہ نصرانیت میں مباح فرمادیا تو ان کے بھائی بجیر بن زہیر رضی اللہ عنہ نے انہیں لکھا فطر الیه فانه لا یرد من جاء تائبا یعنی ان کی بارگاہِ بے کس پناہ میں اڑ کر آؤ کیونکہ جوان کی بارگاہ میں توبہ کرتا حاضر ہو یا اسے کبھی رد نہیں فرماتے اسی بناء پر حضرت کعب رضی اللہ عنہ جب حاضر ہوئے راستے میں ایک قصیدہ نعتیہ نظم کیا جس میں عرض گذار ہوئے

انبئت ان رسول اللہ اوعدنی و العفو عند رسول اللہ مامول
انی اتیت رسول اللہ معتذرا و العفو عند رسول اللہ مقبول

یعنی مجھے خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے سزا کا حکم فرمایا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے ہاں معافی کی امید کی جاتی ہے۔

میں رسول اللہ ﷺ کے حضور معذرت کرتا حاضر ہوا اور رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عذر دولت قبول پاتا ہے۔(فتاوی رضویہ شریف ج ۱۵ ص ۶۵۳ بتصرف برکات رضا انڈیا)

بخاری شریف میں ام المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی فرماتی ہیں کہ انہوں نے ایک تکیہ جس میں تصویریں تھیں خریدا جب سیّد عالم ﷺ نے اسے دیکھا تو دروازے پر ٹھہر گئے اور اندر تشریف نہ لائے فرماتی ہیں کہ میں نے حضور کے چہرۂ مبارکہ میں ناپسندیدگی کے آثار کو پہچانا تو عرض گذار ہوئی۔

یا رسول اللہ اتوب الی اللہ و الی رسولہ ما ذا اذنبت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم

میں اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں مجھ سے کیا خطا ہوئی۔

فرمایا اس تکیہ یا گدے کا کیا حال ہے عرض کی حضور اس کو میں نے آپ کے بیٹھنے کے لئے خریدا تو فرمایا ان تصویروں والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا زندہ کرو جس کو تم نے پیدا کیا اور فرمایا کہ وہ گھر جس میں تصویریں ہوتی ہیں اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

(ج ۲ ص ۷۷۸ قدیمی کتب خانہ کراچی)

امّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا اور کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی ممانعت

کھڑے ہوکر پیشاب کرنا مکروہ اور ممنوع ہے امام اہلسنت فرماتے ہیں کہ کھڑے ہوکر پیشاب کرنے میں چار حرج ہیں۔

نمبر۱ بدن اور کپڑوں پر چھینٹے پڑنا جسم ولباس بلاضرورتِ شرعیہ ناپاک کرنا اور یہ حرام ہے۔ بحرالرائق میں بدائع سے ہے تنجیس الطاھر فحرام یعنی پاک چیز کو ناپاک کرنا حرام ہے۔

نمبر۲ ان چھینٹوں کے باعث عذابِ قبر کا استحقاق اپنے سر پر لینا۔ حضور سیّد عالم ﷺ فرماتے ہیں پیشاب سے بچو فان عامة عذاب القبر منه کہ اکثر عذابِ قبر اسی سے ہے۔

نمبر۳ راہ گذر پر ہو یا جہاں لوگ موجود ہوں تو باعثِ بے پردگی ہوگا اور یہ باعثِ لعنتِ الٰہی ہے حدیث میں ہے لعن اللہ الناظر و المنظور الیه یعنی جو دیکھے اس پر بھی لعنت اور جس کی طرف دیکھا جائے اس پر بھی لعنت۔

نمبر۴ نصاریٰ سے تشبہ ہے حدیث میں ہے من تشبه بقوم فهو منه جو شخص جس قوم سے مشابہت کرے وہ انہیں میں سے ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:۔

من حدثكم ان النبي صلى الله عليه و سلم كان يبول قائما فلا تصدقوه ما كان يبول الا قاعدا

یعنی جو تم سے کہے کہ حضور ﷺ کھڑے ہو کر پیشاب فرماتے اسے سچا نہ جاننا حضور پیشاب نہ فرماتے مگر بیٹھ کر۔

امام ترمذی نے اس حدیث کو **احسن شیٔ فی هذا الباب و اصح** فرمایا خیال رہے اس بارے جو حضرت حذیفہ کی حدیث ہے کہ حضور سیّد عالم ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا جیسا کہ بخاری شریف ج ۱ ص ۳۵ پر ہے **فبال قائما** تو اس کو حدیث عائشہ سے منسوخ قرار دیا گیا ہے نیز اس کے اور بھی جوابات دیئے گئے مثلاً عذر کی وجہ سے تھا نیز بیانِ جواز کے لئے تھا۔

(نبذة من الرضويه من شاء التفصيل فليرجع الى ج ٤ ص ٥٨٥ الى ٥٩٧ بركات رضا انڈیا)

ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی روایتِ عذابِ قبر

صاحبِ مرقات فرماتے ہیں کہ **قال الامام النووی مذهب اهل السنة اثبات عذاب القبر** یعنی امام نووی **عليه الرحمة** نے فرمایا کہ اہل سنت کا مذہب عذاب قبر کا ثابت ہونا ہے جس پر آیاتِ قرآنیہ اور بے شمار احادیث ہیں۔(ج ۱ ص ۲۳۷ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

اللہ جلّ مجده الکریم فرماتا ہے:۔

يثبت الله الذين امنوا بالقول الثابت فى الحيوة الدنيا و فى الاخرة و يضل الله الظلمين (س ابراهيم پ ۱۳)

ترجمہ : اللہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور اللہ ظالموں کو گمراہ کرتا ہے۔(کنز الایمان)

صدر الافاضل اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں یعنی قبر میں کہ اوّلِ منازلِ آخرت ہے (آخرت کی سب سے پہلی منزل قبر ہے) جب منکر نکیر آ کر ان سے پوچھتے ہیں کہ تمہارا رب کون ہے تمہارا دین کیا

ہے اور سیّد عالم ﷺ کے بارے میں دریافت کرتے ہیں کہ ان کی نسبت تو کیا کہتا ہے تو مومن اس منزل میں بفضلِ الٰہی ثابت رہتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے میرا دین اسلام اور یہ میرے نبی ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول پھر اس کی قبر وسیع کردی جاتی ہے اور اس میں جنت کی ہوائیں اور خوشبوئیں آتی ہیں اور وہ منور کردی جاتی ہے اور آسمان سے ندا ہوتی ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا۔

(خزائن)

و یضل اللہ الظلمین اور اللہ ظالموں کو گمراہ کرتا ہے کے تحت فرماتے ہیں وہ قبر میں منکرو نکیر کو جواب صحیح نہیں دے سکتے اور ہر سوال کے جواب میں یہی کہتے ہیں ہائے ہائے میں نہیں جانتا آسمان سے ندا ہوتی ہے میرا بندہ جھوٹا ہے اس کے لئے آگ کا فرش بچھاؤ اور دوزخ کا لباس پہناؤ دوزخ کی طرف دروازہ کھول دو اس کو دوزخ کی گرمی اور دوزخ کی لپٹ پہنچتی ہے اور قبر اتنی تنگ ہو جاتی ہے کہ ایک طرف کی پسلیاں دوسری طرف آجاتی ہیں عذاب کرنے والے فرشتے مقرر کئے جاتے ہیں جو اسے لوہے کے گُرزوں سے مارتے ہیں۔ (خزائن العرفان پ ۱۳ سورۃ ابراھیم)

امّ المؤمنین حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں ایک یہودی عورت حاضر ہو کر قبر کے عذاب کے بارے ذکر کرتی ہے اور کہتی ہے کہ اللہ آپ کو عذاب قبر سے بچائے تب امّ المؤمنین حضور سیّد عالم ﷺ سے عذابِ قبر کے بارے پوچھتی ہیں تو حضور فرماتے ہیں نعم عذاب القبر حق جی ہاں عذابِ قبر حق ہے فرماتی ہیں کہ اس کے بعد میں نے کبھی نہ دیکھا کہ حضور نے نماز پڑھی ہو اور عذابِ قبر سے رب کی پناہ نہ مانگی ہو۔

(مشکوۃ ص ۲۵ باب اثبات عذاب القبر قدیمی کتب خانہ کراچی)

خیال رہے حضور کا یہ دعا فرمانا تعلیمِ امّت کے لئے تھا کیونکہ آٹھ شخصوں سے حسابِ قبر نہیں ہوتا۔

نمبر ۱ نبی نمبر ۲ شہید نمبر ۳ جہاد کی تیاری کرنے والا

نمبر ۴ طاعون میں مرنے والا نمبر ۵ طاعون میں صبر کرنے والا نمبر ۶ چھوٹے بچے

نمبر ۷ جمعہ کے دن یا رات میں مرنے والا نمبر ۸ ہر رات سورۂ ملک پڑھنے والا۔

(مراۃ ج ۱ ص ۱۲۱)

امام اہلسنت فرماتے ہیں کہ ترمذی میں سیّدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو ہر نماز میں سلام کے بعد یہ دعا پڑھے:۔

اللھم فاطر السموت و الارض عالم الغیب و الشھادۃ الرحمن الرحیم انی اعھد الیک فی ھذہ الحیوۃ الدنیا بانک انت اللہ الذی لا الہ الا انت وحدک لاشریک لک و ان محمدا عبدک و رسولک فلا تکلنی الی نفسی فانک ان تکلنی الی نفسی تقربنی من الشر و تباعدنی من الخیر و انی لا اثق الا برحمتک فاجعل رحمتک لی عھدا عندک تودیہ الی یوم القیمۃ انک لا تخلف المیعاد.

فرشتہ اسے لکھ کر مہر لگا کر قیامت کے لئے اٹھا رکھے جب اللہ تعالیٰ اس بندے کو قبر سے اٹھائے فرشتہ وہ نوشتہ ساتھ لائے اور ندا کی جائے عہد والے کہاں ہیں انہیں وہ عہد نامہ دیا جائے۔ فرماتے ہیں کہ امام فقیہ ابن عجیل نے اسی دعائے عہد نامہ کی نسبت فرمایا:۔

اذا کتب ھذا الدعا و جعل مع المیت فی قبرہ وقاہ اللہ فتنۃ القبر و عذابہ

یعنی جب یہ دعا لکھ کر میت کے ساتھ قبر میں رکھ دی جائے تو اللہ جلّ مجدہ الکریم اسے قبر کے فتنہ اور عذاب سے امان دے گا۔

(فتاوی رضویہ شریف ج۹ ص۱۰۹ برکات رضا انڈیا)

امّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا کی روایتِ جادو

امّ المؤمنین سیّدہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ حضور سیّد عالم ﷺ پر جادو کیا گیا جس کے باعث آپ سمجھتے کہ میں نے فلاں کام کر لیا ہے حالانکہ کیا نہیں ہوتا یہاں تک کہ ایک دن بار بار دعا فرمائی پھر ارشاد فرمایا اشعرت ان اللہ افتانی فیما فیہ شفائی

کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ بات بتائی ہے جس میں میری شفا ہے میرے پاس دو آدمی آئے ایک میرے سرہانے آ کھڑا ہوا جب کہ دوسرا پاؤں کی طرف ان میں سے ایک نے دوسرے سے پوچھا انہیں کیا تکلیف ہے دوسرے نے جواب دیا مطبوب ان پر جادو کیا گیا ہے قال ومن طبه پہلے نے پوچھا جادو کس نے کیا ہے قال لبید بن الاعصم جواب دیا لبید بن اعصم نے پہلے نے پوچھا کس طرح کیا ہے دوسرے نے جواب دیا کنگھی روئی کے گالے اور کھجور کے اوپر والے چھلکے پر پوچھا کہاں ہے اس نے بتایا بیر زروان میں پھر حضور سیّد عالم ﷺ وہاں تشریف لے گئے اور واپس تشریف لائے اور سیّدہ کو بتایا کہ وہاں کی کھجوریں ایسی ہیں کانہا رؤس الشیاطین جیسے شیطانوں کے سر سیّدہ نے پوچھا کیا آپ نے وہ چیزیں نکلوائیں فرمایا نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے شفایاب فرما دیا ہے مجھے اندیشہ ہوا کہ انہیں نکلوانے سے لوگوں میں فساد برپا نہ ہو جائے پھر کنویں کو بند کروا دیا گیا۔

(بخاری شریف کتاب بدء الخلق باب صفة ابلیس وجنوده ج۱ ص۴۶۲ ج۲ ص۸۵۶، مسلم شریف ج۲ ص۲۲۱)

حاصلِ واقعہ جو تفاسیر میں مذکور ہے وہ یہ ہے کہ رؤسائے یہود ایک مرتبہ لبید بن الاعصم (جو کہ بنی زریق کا حلیف اور جادوگر اور منافق تھا) کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ تو ہم سب سے زیادہ علمِ جادو کو جاننے والا ہے اور ہم نے حضور ﷺ پر بہت جادو کیا لیکن حضور ﷺ پر اس کا کچھ بھی اثر نہ ہوا اور اب اگر تو حضور پر ایسا جادو کرے جو آپ پر اثر بھی کرے تو ہم آپ کو تین دینار دیں گے اس پر لبید حضور ﷺ کے ایک یہودی غلام کے پاس آیا حتیٰ کہ لبید نے اس کے ذریعہ حضور سیّد عالم ﷺ کے سر مبارک کے کچھ بال اور کنگھے کے چند دندانے حاصل کئے اور اس میں جادو کر کے بنی زریق کے کسی کنویں میں چھپا دیا جس کے اثر سے حضور سیّد عالم ﷺ کے سرِ اقدس کے بال مبارک منتشر رہتے اور کمزوری بڑھتی جاتی یہاں تک کہ دو فرشتوں کو خواب میں دیکھا جس کا ذکر ہوا۔ پھر حضور سیّد عالم ﷺ نے حضرت علی و حضرت زبیر کو بھیجا انہوں نے کنویں کا کل پانی نکال کر وہ خول نکالی جس میں کچھ بال، کنگھی کے دندانے اور ایک پٹھا جس میں گیارہ گرہیں تھیں یا ایک موم کا پتلا بھی تھا جس میں سوئیاں

چھوئی ہوئی تھیں یہ سب سامان پتھر کے نیچے سے نکلا اور حضور کی خدمت میں حاضر کیا گیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۃ الفلق اور الناس دونوں سورتیں نازل فرمائیں ان دونوں سورتوں میں گیارہ آیتیں ہیں پانچ فلق میں اور چھ الناس میں ہر ایک آیت پڑھنے کیساتھ ایک ایک گرہ کھلتی جاتی یہاں تک کہ سب کھل گئیں اور حضور سیّد عالم ﷺ بالکل تندرست ہوگئے۔ (تفسیر صاوی نسفی و خزائن وغیرہ)

خیال رہے ہوسکتا ہے کہ حضور پہلے تشریف لے کر گئے ہوں پھر حضرت علی وغیرہ کو بھیجا ہو لہٰذا روایات میں تعارض واقع نہ ہوگا واللہ اعلم۔

مسئلہ: جو سحر (جادو) کفر ہے اس کا عامل اگر مرد ہو تو قتل کردیا جائے گا۔

مسئلہ: اگر عورت ہو تو قید کی جائے گی۔ (نعیمی)

مسئلہ: جو سحر (جادو) کفر نہیں مگر اس سے جانیں ہلاک کی جاتی ہیں اس کا عامل قطاع طریق (ڈاکو) کے حکم میں ہے مرد ہو یا عورت۔ (خزائن)

مسئلہ: جادوگر کی توبہ قبول ہے۔ (خزائن)

مسئلہ: مؤثر حقیقی اللہ ہے اور تاثیرِ اسباب تحت مشیت ہے۔ (خزائن)

مسئلہ: کسی کو تکلیف پہنچانے یا حرام غرض سے جادو کرنا کفر ہے یا حرام مگر جادو سے بچنے یا اس کو باطل کرنے کے لئے جادو کرنا جائز ہے بشرطیکہ اس میں کلمات کفریہ نہ ہوں (نعیمی) اولیاء اللہ کے مقابلہ میں جادو کیا جاوے تو گناہِ کبیرہ ہے انبیاء کے مقابلہ میں ہو تو کفر ہے کیوں مقابلۂ نبی کفر ہے۔ (نعیمی)

اُمّ المؤمنین اور ایک جادوگر عورت

فرماتی ہیں کہ حضور کی وفات کے بعد میرے پاس دومۃ الجندل کی ایک عورت آئی جو کہ حضور سید عالم ﷺ کو تلاش کرتی تھی میں نے کہا حضور کی وفات ہوچکی ہے تم مجھ سے کہو کیا کہنا چاہتی ہو؟ کہنے لگی کہ میں اپنے شوہر کی سختیوں سے تنگ ہوئی تو ایک عورت سے اپنی مصیبت بیان کی اس نے مجھے ایک کتے پر سوار کر کے آن کی آن میں بابل پہنچا دیا۔ میں نے ھاروت اور ماروت کو ایک

کنویں میں لٹکا دیکھا انہوں نے بہت سمجھایا کہ یہ کفر ہے نہ سیکھ مگر میں نہ مانی آخر کار انہوں نے مجھ سے کہا کہ اس تنور میں پیشاب کر کے آ میں نے جب اس میں پیشاب کیا تو دیکھا کہ ایک نورانی سوار میرے بدن سے نکلا اور آسمان کی طرف اڑ کر غائب ہو گیا میں نے ان سے آ کر ماجرا بیان کیا انہوں نے فرمایا کہ یہ تیرا ایمان تھا جو تجھ سے چھن چکا اب تو جادو میں خوب ماہر ہو گئی۔ جب سے میں فنِ جادو میں استاد ہو گئی ہوں کا دانہ زمین میں داب کر اس کو حکم کرتی ہوں تو وہ اگ آتا ہے اور فوراً اس میں سٹہ لگ جاتا ہے پھر فوراً خشک ہو جاتا ہے اور میرے کہنے پر فوراً آٹا ہو کر روٹی بن جاتی ہے مگر میں اپنے دل میں ایمان کے جانے پر شرمندہ ہوں میں پوچھنے آئی تھی کہ کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ میں نے کہا کہ تو صحابہ کرام سے مل۔ وہ ان کی خدمت میں حاضر ہوئی کسی نے ایمان کی امید نہ دلائی ہاں حضرت عبداللہ ابن عباس نے فرمایا تیرے ماں باپ ہوں تو ان کی خدمت کر ان کی دعا سے تیرا ایمان واپس ہو گا۔

(تفسیر نعیمی پ ۱ بتصرف یسیر)

جادو کا علاج

۱۔ جو شخص روزانہ صبح کو سات عجوہ چھوہارے کھا لیا کرے اس پر اس دن جادو اثر نہ کریگا۔

(بخاری شریف ج ۲ ص ۸۵۹)

۲۔ جو شخص صبح و شام آیۃ الکرسی پڑھ کر ہاتھوں پر دم کرے اور سارے جسم پر ہاتھ پھیرے وہ بھی انشاء اللہ جادو سے محفوظ رہے گا۔

۳۔ جو شخص پندرہ شعبان کو رات بعدِ مغرب غسل کرے وہ بھی انشاء اللہ جادو سے محفوظ رہے گا۔

۴۔ جس شخص کو جادو کیا گیا وہ دریا کی بیچ دھار کے پانی سے گھڑا بھر کر لائے اور اس پر سورہ فلق اور سورہ ناس گیارہ گیارہ بار پڑھ کر دم کر کے اس سے غسل کرے انشاء اللہ صحت ہو گی مگر یہ پانی بہنے نہ دے بلکہ کسی گڑھے میں کھڑے ہو کر غسل کرے جس سے پانی وہاں جمع ہو جاوے بعد میں دفن کر دے۔ (تفسیرِ نعیمی)

خیال رہے لبید ابن الاعصم کے جادو کا اثر صرف حضور ﷺ کے خیال پر ہوا تھا جیسا کہ الفاظِ روایت سے ظاہر ہے اور وہ اثر بھی دنیاوی کاموں میں مثلاً کھانا نہیں کھایا اور خیال ہوا کہ کھالیا نبی کے خیال پر جادو کا اثر ہوسکتا ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا فاذا حبالھم وعصیھم یخیل الیہ من سحرھم انھا تسعی یہاں بھی فرعونی جادوگروں کے جادو کا اثر حضرت موسیٰ کے خیال پر ہوا کہ رسیاں حرکت نہ کرتی تھی لیکن آپ کو حرکت کرتی ہوئی محسوس ہوتی تھیں جیسے زہر تلوار، بچھو کا ڈنگ، جسم نبی پر اثر کر سکتے ہیں ایسے جادو بھی کر سکتا ہے اور یہ اثر شانِ نبوت کے خلاف نہیں اور نہ ہی اس سے کوئی دین پر اثر ہوتا ہے حضرت زکریا و یحییٰ علیہما السلام کو تلوار سے شہید کر دیا گیا اور حضور کو زہر دیا گیا جس کا اثر آپ پر ہوا ہاں جادو کا معجزہ سے مقابلہ ہوگا تو ناکام ہوگا خیال رہے جادو کا واقعہ ۶ھ بعد صلح حدیبیہ ہوا جس کا زور چالیس دن رہا۔ (مراۃ)

حضور ﷺ کی ام المؤمنین کو وصیت

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور نے عرض کی اللھم احینی مسکینا و امتنی مسکینا و احشرنی فی زمرۃ المساکین اے اللہ مجھے مسکین زندہ رکھ حالتِ مسکینی میں وفات دے اور میرا حشر مسکینوں کے زمرہ (جماعت) میں فرما۔ ام المؤمنین عرض گذار ہوئیں حضور ایسا کیوں فرمایا مسکین لوگ جنت میں امیروں سے چالیس برس پہلے جائینگے

یا عائشۃ لاتردی المسکین ولو بشق تمرۃ

اے عائشہ مسکین کو خالی مت پھیر اگرچہ کھجور کی قاش ہی سے (وہی دے دو)

یا عائشۃ احبی المساکین مقربیھم

اے عائشہ مسکینوں سے محبت کرو انہیں اپنے قریب رکھو

فان اللہ یقربک یوم القیمۃ

تاکہ اللہ تعالیٰ تم کو قیامت کے دن اپنا قرب عطا فرمائے۔

(مشکوۃ باب فضل الفقراء الفصل الثانی)

اُمّ المؤمنین اور واقعہ وصال النبی ﷺ

حضور سیّد عالم ﷺ کو خیبر میں ایک یہودیہ زینب نامی عورت نے زہر آلود بکری پیش کی جس سے آپ نے کچھ تناول فرمایا تھا اور اسی زہر کا اثر وصال ظاہری تک محسوس ہوتا رہا یہاں تک کہ آپ اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے چنانچہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے مرض وصال میں فرماتے تھے

یاعائشة مازال اجدالم الطعام الذی اکلت بخیبر (بخاری ج ۲ ص ۶۳۷)

اے عائشہ میں اس کھانے کی تکلیف پاتا رہا جو کہ خیبر میں میں نے کھایا تھا۔

حضور سیّد عالم ﷺ نے اپنے مرض میں دیگر ازواج سے اجازت لے کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنی تیمارداری کے لئے منتخب فرمایا تھا اور اس پر جب تمام ازواج مقدسہ رضامند ہوئیں تو حضور سیّد عالم ﷺ حجرۂ عائشہ میں تشریف فرما ہو گئے اور اب تک وہیں آرام فرما ہیں سیّدہ فرماتی ہیں کہ جب حضور ﷺ بیمار ہوتے تو معوذّات (سورة الفلق و سورة الناس) پڑھ کر اپنے اوپر دم فرماتے تو جب حضور سیّد عالم ﷺ مرض وصال میں مبتلا ہوئے **انفث علی نفسه بالمعوذات الذی کان ینفث وامسح بیدالنبی صلی اللہ علیه وسلم عنه** تو میں معوذات پڑھ کر حضور سیّد عالم ﷺ پر دم کرتی اور آپ کا دستِ مبارک آپ کے جسم اطہر پر پھیرا۔

(بخاری شریف ج ۲ ص ۶۳۹ و ۸۵۴ کتاب الطب باب الرقی نیز باب فضل المعوذات ص ۷۵۰، مسلم شریف ج ۲ ص ۲۲۳ باب استحباب رقیة المریض)

مسئلہ..... تعویذ اور عمل جس میں کوئی کلمۂ کفر یا شرک نہ ہو جائز ہے خاص کر وہ عمل جو آیاتِ قرآنیہ سے کئے جائیں یا احادیث میں وارد ہوئے ہوں حدیث شریف میں ہے کہ اسماء بنت عمیس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جعفر کے بچوں کو جلد جلد نظر ہو جاتی ہے کیا مجھے اجازت ہے کہ ان کے لئے عمل کروں حضور سیّد عالم ﷺ نے اجازت دے دی۔ (ترمذی و خزائن العرفان)

مذکورہ روایت سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہئے جو تعویذات کو کفر و شرک سے تعبیر کرتے پھرتے ہیں اور سیدھے سادھے لوگوں کو اپنے گمراہ کن عقائد میں پھانسنے کی کوشش کرتے ہیں۔

سیّدہ فرماتی ہیں کہ جس روز آپ کا وصال ہوا ویسے بھی وہ میری باری کا دن تھا اور آپ کا سراقدس میرے گلے اور سینے سے لگا ہوا تھا اور اس وقت اللہ نے آپ کے اور میرے لعابِ دہن کو ایک جگہ ملا دیا سیّدہ فرماتی ہیں کہ دخل عبدالرحمن بن ابی بکر ومعہ سواک یستن به فنظر الیہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر آئے اور آپ کے پاس مسواک تھی جس کے ساتھ آپ مسواک فرما رہے تھے تو حضور نے ان کی طرف دیکھا اس پر میں نے کہا اے عبدالرحمٰن یہ مسواک آپ مجھے دے دو انہوں نے وہ مسواک مجھے دے دی تو میں نے مسواک چبا کر حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کی اور آپ نے مسواک فرمائی وھو مستند الی صدری اس وقت حضور سیّد عالم ﷺ میرے سینہ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔

نیز آپ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ تندرستی میں فرمایا کرتے تھے کہ کوئی نبی اس وقت دنیا سے نہیں اٹھایا جاتا جب تک جنت میں اپنی جگہ کو نہ دیکھ لے پھر اسے اختیار دیا جاتا ہے دنیا کو یا آخرت کو جو چاہے پسند کرے میں نے حضور ﷺ کو مرض وصال میں یہ فرماتے سنا کہ مع الذین انعم اللّٰہ علیھم الایة وظننت انه خیر فرماتی ہیں کہ اس سے میں نے یہ گمان کیا کہ حضور ﷺ کو اختیار دیا گیا ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ یہ دعا فرما رہے تھے اللھم اغفرلی وارحمنی والحقنی بالرفیق اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھ کو رفیقِ اعلیٰ کے ساتھ ملا۔

سیّدہ فرماتی ہیں کہ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم توفی وھو ابن ثلاث وستین جب حضور ﷺ کا وصال ہوا تو آپ کی عمر مبارک تریسٹھ ۶۳ سال تھی اُمّ المؤمنین فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کا آخری کلام اللھم الرفیق الاعلیٰ تھا۔ (رواهن البخاری فی کتاب المغازی)

حجرۂ اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا کے دروازے

دیگر ازواجِ مطہرات کے حجروں کا ایک ایک دروازہ تھا جب کہ ام المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارکہ کے دو دروازے تھے۔(فیوض الباری ج۷ ص۱۱۳)

حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا میں تین چاند

اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک خواب دیکھا تھا کہ ان کے حجرۂ مبارکہ میں آسمان سے تین چاند اترے ہیں اس خواب کی تعبیر یہ قرار پائی کہ وہ تین چاند حضور سیّد عالم ﷺ اور حضرت صدّیق اکبر و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما ہیں جو کہ حجرۂ عائشہ میں جلوہ فرما ہیں اور اس میں سیّدہ کو جو فضیلت حاصل ہے دیگر ازواجِ مطہرات کو نہیں کیونکہ آپ کا حجرۂ مبارکہ دولہائے کائنات اور ان کے دو مقدس وزیروں کی آرامگاہ ہے۔

(فیوض الباری ج۹ پ۱۱ ص۱۷۱ بتصرف)

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

سعدین کا قران ہے پہلوئے ماہ میں
جھرمٹ کیئے ہیں تارے تجلّی قمر کی ہے

سبحان اللہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور سیّد عالم ﷺ مسجد میں تشریف لائے آپ کی سیدھی جانب حضرت صدّیق اکبر جب کہ بائیں جانب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما تھے اور فرمایا ھکذا نبعث یوم القیمة یعنی قیامت کے دن بھی ہم اسی طرح اٹھائے جائیں گے۔

حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور مدفنِ صدّیق اکبر رضی اللہ عنہ

حضور سیّدنا صدّیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرا جنازہ تیار کر کے روضۂ اقدس کے

سامنے رکھنا اور حضور ﷺ سے اجازت چاہنا اور اگر اجازت مل جائے تو مجھے حضور کے دامن میں دفن کر دینا بصورتِ دیگر مسلمانوں کے قبرستان میں لے جانا حسبِ وصیت جب حضور سے اجازت طلب کی گئی تو روضۂ اطہر سے آواز آئی ادخلو الحبیب الی الحبیب حبیب کو حبیب کے پاس داخل کر دو چنانچہ آپ حجرۂ عائشہ میں آرام فرما ہیں۔ (فیوض الباری ج ۹ پ ۸ ص ۱۷۰)

حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا اور مدفنِ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی سیّدہ سے روضۂ پاک میں دفن ہونے کی اجازت مانگی تھی تو سیّدہ نے فرمایا تھا کہ میں عمر پر اپنے آپ کو ترجیح نہ دوں گی لہٰذا آپ کو بھی حجرۂ عائشہ میں دفن ہونے کا شرف حاصل ہے اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور سیّد عالم ﷺ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد میں بلا جھجک حجرہ میں حاضر ہوتی تھی لیکن جب حضرت عمر یہاں دفن ہوئے تو اب پردہ کا اہتمام کرتی ہوں۔

حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے امّ المؤمنین رضی اللہ عنہا سے حجرۂ مبارکہ میں دفن ہونے کی اجازت لی تھی لیکن آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ جب میرا وصال ہو جائے تو امّ المؤمنین سے میری وہاں تدفین کی اجازت مانگنا اگر اجازت دے دیں تو وہیں پہلو مبارک میں دفن کر دینا اور میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ کچھ لوگ مجھے وہاں دفن نہ ہونے دیں گے لہٰذا اگر ایسا ہو تو جھگڑا مت کرنا اور مجھے بقیعِ پاک میں دفن کر دینا۔ حسبِ وصیت جب آپ کا وصال ہو گیا تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ بھائی صاحب نے حضور سید عالم ﷺ کے پہلو میں دفن ہونے کی اجازت مانگی تھی اور آپ نے قبول فرمائی تھی لیکن چونکہ انہوں نے ہمیں وصیت فرمائی تھی کہ دوبارہ امّ المؤمنین کی اجازت لے لینا اب جو امّ المؤمنین حکم دیں گیں وہ ہمارے سر آنکھوں پر ہوگا اس پر سیّدہ نے نعم وکرامۃ فرمایا یعنی کیوں نہیں یہ تو بہت اچھی اور میرے لئے سعادت کی بات ہوگی (اسد الغابہ) لیکن جب

مروان کو معلوم ہوا تو اس نے اعلان کروا دیا کہ امام حسن کو وہاں دفن نہیں ہونے دیا جائے گا لوگ مروان کے خلاف جنگ پر آمادہ ہو گئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قسم بخدا حسن کو ان کے نانا کے پہلو میں دفن نہ ہونے دینا یہ ظلم کی انتہا ہے لیکن چونکہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے فتنہ سے منع فرمایا تھا اس لئے آپ کو بقیع پاک میں دفن کر دیا گیا۔(الاستیعاب)

حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا اور مدفنِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

حضرت ابن عمر حضور سیّد عالم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نزول فرمائیں گے تو وفات کے بعد میرے ساتھ دفن ہوں گے۔(فیوض الباری ج۷ ص ۱۱٤) حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ توریت میں حضور کی صفت مذکور ہے وعیسیٰ بن مریم یدفن معه ترجمہ اور عیسیٰ ابن مریم حضور کے ساتھ دفن کئے جائیں گے۔

قال ابو مودود و قدبقی فی البیت موضع قبر یعنی ابو مودود کہتے ہیں کہ حجرۂ مبارکہ میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔(ترمذی المجلد الثانی ص ۲۰۲ مطبوعه ضیاء القرآن)

سوال : امّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے صرف تین چاند دیکھے چوتھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ دیکھا حالانکہ آپ بھی ان حضرات کے ساتھ حجرۂ عائشہ میں مدفون ہوں گے؟ ؛

جواب : اس لئے کہ یہ تین حضرات امّ المؤمنین کی حیاتِ ظاہری ہی میں وصال پا گئے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام قربِ قیامت تشریف لائینگے اور دفن ہونے کا شرف حاصل کرینگے۔

(مطالع المسرات ص ۱٤٥ مصطفی البابی مصر

حجرۂ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی رفعت

رسالۂ مبارکہ انوار البشارۃ میں ہے کہ جہاں آپ ﷺ کا مزارِ مقدس ہے اور ساتھ ہی حضرات شیخین کے مزارات ہیں یہ اصل میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ تھا حضور انور علیہ

الصلوٰۃ والسلام کے انتقال فرمانے کے بعد بحیاتِ حقیقی اس میں آرام فرما ہیں اس لیے آپ کے وجودِ مقدس کے اتصال سے اس خطہ زمین کو مکہ معظمہ اور عرش معلٰی سے زیادہ شرف ملا ہے۔

چنانچہ ردالمحتار میں ہے:۔

قال فی اللباب والخلاف فیماعدا موضع القبر المقدس فیما ضم اعضائه الشریفة فهوا فضل بقاع الارض بالاجماع قال شارحه وكذا الخلاف فی غیرا لبیت فان الكعبة افضل من المدینة ماعدا الضریح الاقدس وكذا الضریح افضل من المسجد الحرام وقد نقل القاضی عیاض وغیره الاجماع علی تفضیله حتی علی الكعبة ونقل عن ابن عقیل الحنبلی ان تلك البقعة افضل من العرش۔

یعنی اللباب میں فرمایا کہ خلاف قبر اقدس جس میں حضور ﷺ کے اعضاء شریفہ ملے ہوئے ہیں اس کے ماسوا ہے کیونکہ وہ جگہ تو زمین کے تمام گوشوں سے بالاجماع زیادہ فضیلت والی ہے اس کے شارح نے کہا اور اسی طرح خلاف بیت اللہ شریف کے علاوہ میں ہے کیونکہ کعبہ معظمہ مدینہ منورہ سے مزار اقدس کے ماسوا سے افضل ہے اسی طرح مزارِ مقدس مسجد حرام شریف سے افضل ہے اور تحقیق قاضی عیاض وغیرہ نے مزارِ اطہر کی فضیلت حتیٰ کہ کعبہ پر فضیلت کا اجماع نقل فرمایا ہے اور ابن عقیل حنبلی سے یہ منقول ہے کہ بے شک وہ بقعۂ مبارکہ عرش سے بھی افضل ہے۔

شعر:

معراج کا سماں ہے کہاں پہنچے زائرو
کرسی سے اونچی کرسی اسی پاک در کی ہے

(اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

حجرۂ مقدسہ میں مزارات کی ترتیب

مزارات کی ترتیب اس طریق پر ہے کہ جانبِ قبلہ جنوبی طرف حضرتِ فخرِ عالم ﷺ کا مزار

ہے اس سے متصل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مزار ہے جو اس وضع پر ہے کہ حضور انور ﷺ کے سینہ کے برابر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا سر مبارک ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں مسجدِ نبوی کی توسیع و تعمیر کیساتھ حجرہ شریفہ کی تعمیر بھی کچی اینٹوں سے کرائی اور اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے حجرہ کے درمیان میں دیوار کا پردہ حائل کر کے رہنے لگیں تا کہ زائرین بلاحجاب مزار اقدس کی زیارت کر سکیں۔

خلیفہ ولید بن عبدالملک کے زمانہ تک یہ عمارت قائم رہی بعد میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کو یہاں کا گورنر مقرر کیا تو حکم بھیجا کہ مزاراتِ مقدسہ کو پتھر کی مضبوط عمارت سے اس لیے بند کر دیا جائے کہ کوئی قبور کو سجدہ گاہ یا دوسری کوئی بے ادبی نہ کرنے پائے حضرت عمر بن عبدالعزیز نے منقش پتھر کی مضبوط عمارت بنوا کر چھت میں فقط ایک روشن دان رکھا پھر اس کے اردگرد دوسری پتھر کی عمارت بنوا کر اوپر سے بھی بالکل بند کر دیا۔

گنبدِ خضراء

یہ عمارت شاہِ قلاون صالحی کے زمانہ تک قائم رہی ۶۷۸ھ میں اس بادشاہ نے اس حجرہ مُقدسہ پر گنبد خضرا بنوادیا ورنہ مسجد نبوی سے حجرہ شریفہ کی چھت تھوڑی بلند ہوتی تھی اور پیتل کی جالی حجرۂ مقدسہ کے چاروں طرف لگوائی ۔اب موجودہ گنبد خضراء کی عمارت شاہِ مصر ملک قاتیبا کے حکم سے ۸۸۸ھ میں بنی ہے اس (گنبد خضراء) پر بھی زائرینِ کرام کے لئے دور سے نظر جمانا عبادت ہے جیسا کہ کعبہ معظّمہ کا دیکھنا عبادت ہے۔(رسالۂ مبارکہ انوار البشارۃ ص ۹۰ مکتبہ رضویہ)

شعر:

محبوب رب عرش ہے اس سبز قبہ میں
پہلو میں جلوہ گاہ عتیق و عمر کی ہے

(اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ)

ریاض الجنۃ

حضور سیّد عالم ﷺ کا ارشاد ہے کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کی جگہ بہشت باغوں میں سے ہے یعنی اس میں عبادت کرنے سے باغاتِ بہشت کا انعام ملے گا جیسے فرمایا:۔

الجنۃ تحت ظلال السیوف

کہ بہشت تلواروں کے سایہ میں ہے۔

چنانچہ فرمایا:۔

مابین بیتی ومنبری روضۃ من ریاض الجنۃ ومنبری علی حوضی

ترجمہ : میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے (متفق علیہ مشکوٰۃ)

مذکورہ حدیث کا معنی ایک تو وہ ہے جو ذکر ہوا دوسرا معنی یہ ہے کہ اس جگہ کو بعینہ جنت کی طرف منتقل کر دیا جائے گا۔

خیال رہے بعض روایات میں بین بیتی کے بجائے بین قبری بھی آیا ہے اور اوپر ذکر کر دیا گیا کہ حضور سیّد عالم ﷺ کی قبر پر انوار سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارکہ میں ہے۔ جس کا حاصل یہ ہوا کہ سیّدہ کے حجرہ مبارک سے لے کر حضور ﷺ کے منبر شریف جو کہ حوض پر ہے کو حضور سیّد عالم ﷺ نے جنت کی کیاری قرار دیا ہے۔

حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرشتوں کی جھرمٹ میں

حضرت کعب احبار یہود کے بہت بڑے عالم ہیں جنہوں نے حضور ﷺ کا زمانہ پایا مگر ایمان دورِ فاروقی میں لائے ایک دفعہ اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو لوگوں نے حضور سیّد عالم ﷺ کا ذکر کیا اس پر حضرت کعب بولے:۔

مامن یوم یطلع الانزل سبعون الفامن الملائکۃ حتی یحفوا بقبر رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم یضربون باجنحتھم ویصلون علی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حتی اذا امسوا عرجوا وھبط مثلھم فصنعوا مثل ذالک حتی اذا انشقت عنہ الارض خرج فی سبعین الفامن الملائکۃ۔(مشکوٰۃ)

کوئی دن نہیں ہے مگر ستر ہزار فرشتے نازل ہوتے ہیں حتیٰ کہ حضور ﷺ کی قبر انور کو گھیر لیتے ہیں اپنے پر بچھاتے ہیں اور حضور پر درود پڑھتے ہیں یہاں تک کہ جب شام پاتے ہیں تو آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں اوران کے مثل اترتے ہیں وہ بھی اسی طرح کرتے ہیں یہاں تک کہ جب حضور ﷺ سے زمین کھلے گی تو آپ ستر ہزار فرشتوں کی جھرمٹ میں نکلیں گے سبحان اللہ

حضور سیّدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

ستر ہزار صبح ہیں ستر ہزار شام
یوں بندگی زلف و رخ اٹھوں پہر کی ہے

پھر جس کو ایک بار حاضری کا شرف ملتا ہے تو وہ قیامت تک دوبارہ حاضری نہ دے سکے گویا ساری عمر میں صرف چند ایک گھنٹے اس در کی حاضری نصیب لیکن امتی کو بار بار کوچہ جاناں کی حاضری کا شرف حاصل ہوتا ہے۔

حضور سیّدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

جوایک بار آئے دوبارہ نہ آئیں گے
رخصت ہی بارگاہ سے بس اس قدر کی ہے
معصوموں کو ہے عمر میں صرف ایک بار بار
عاصی پڑے رہیں تو صلا عمر بھر کی ہے

ستونِ عائشہ رضی اللہ عنہا

حضور سیّد عالم ﷺ نے فرمایا کہ میری مسجد میں ایک ایسی جگہ ہے کہ لوگوں کو اس کا پتہ چل جائے تو قرعہ ڈالے بغیر نماز پڑھنا میسر نہ ہو اس جگہ کا تعین اُمّ المؤمنین نے فرمایا تھا لہٰذا اس کا نام ستون عائشہ ہو گیا اس کے نزدیک دعا مانگنی اور نوافل پڑھنے مستحب ہیں۔

(فیوض الباری ج۷ ص۱۱۷ مکتبہ رضوان)

اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور جنگ جمل

یہ ناخوشگوار جنگ ۳۶ھ کے جمادی الاولیٰ یا جمادی الاخری میں ہوئی تھی یہ وہ پہلی جنگ ہے جو مسلمانوں کے مابین ہوئی یہ شیرِ خدا حضرت علی کرم اللہ وجھہ الکریم اور اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان ہوئی تھی اس میں چونکہ اُمّ المؤمنین ایک بہت بڑے اونچے اونٹ پر سوار تھیں اس وجہ سے اس کا نام جنگ جمل پڑ گیا اس کا سبب یہ ہوا کہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت اُمّ المؤمنین حج کے لئے گئی ہوئی تھیں جو لوگ حضرت عثمان کے محاصرے میں شریک تھے یہی حضرت علی کے ساتھ تھے حضرت عثمان کی شہادت کے بعد بنی امیہ بھاگ کر مکہ پہنچے انہوں نے حضرت عثمان کے قصاص کے لیے انہیں آمادہ کیا حضرت زبیر بن عوام حضرت طلحہ بن مالک رضی اللہ عنہا بھی مکہ پہنچ گئے اور قصاصِ عثمان کے نکتے پر ان کے ساتھ ہو گئے اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا اور حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما بصرہ کی جانب چلے تو حضرت علی نے عمار بن یاسر اور حسن بن علی کو کوفہ بھیجا یہ حضرات کوفہ پہنچے اور منبر پر چڑھے حسن بن علی منبر کے اوپر والے درجے پر جب کہ عمار ان سے نیچے والے درجے پر تھے حضرت عمار نے فرمایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا بصرہ کی جانب گئی ہیں بخدا بے شک وہ تمہارے نبی کی دنیا و آخرت میں زوجۂ مبارکہ ہیں لیکن اللہ نے تم کو آزمایا ہے تاکہ ظاہر ہو جائے کہ تم لوگ حضرت علی کی اطاعت کرتے ہو یا اُمّ المؤمنین کی واقعۃً یہ بڑا نازک مرحلہ تھا کہ ایک طرف حضور سیّد عالم ﷺ کے چچازاد بھائی اور داماد شیرِ خدا تھے جن کے اسلام کی نشر و اشاعت

اور بقا و تحفظ میں بڑے بڑے کارنامے تھے تو دوسری جانب سیّد عالم ﷺ کی محبوب ترین مقدس خاتون درفیقۂ حیات تھیں جن کی عظمت وجلالت ہر ایمان والے کے دل میں جاگزیں تھی جنہیں ہر مسلمان بمع حضرت علی شیرِ خدا اُمّ المؤمنین کہتے تھے اللہ اکبر یہ ایسا مرحلہ تھا کہ جانبین میں سے ہر ایک کے دوسرے پر تلوار اٹھانے سے دل لرز رہے تھے اُمّ المؤمنین سفر کرتے ہوئے بصرہ کے قریب حواب پر پہنچیں تو پوچھا اس جگہ کا کیا نام ہے جب بتایا گیا کہ حواب ہے تو اونٹ کو بٹھایا اور فرمایا میں حواب والی ہوں مجھے لوٹاؤ مجھے لوٹاؤ لوگوں نے آگے بڑھنے کی بہت کوشش کی مگر آپ راضی نہ ہوئیں یہاں تک کہ چوبیس دن وہیں تشریف فرما رہیں کسی نے اطمینان دلایا کہ یہ حواب نہیں تب آگے تشریف لے گئیں اور حواب کا قصہ یہ ہے کہ حضور سیّد عالم ﷺ نے اُمّ المؤمنین سے فرمایا تھا کہ تم میں سے ایک کا کیا حال ہوگا جب اس پر حواب کے کتے بھونکیں گے۔

پھر اُمّ المؤمنین نے آگے بڑھ کر بصرہ کے باہر پڑاؤ ڈالا شیرِ خدا کو جب اطلاع ملی تو تیس ہزار کی جمعیت لے کر مقابلہ پر فروکش ہوئے رات میں دونوں فریق کے سنجیدہ حضرات نے کوشش کر کے آپس کی غلط فہمیاں دور کر دیں اور یہ طے ہوا کہ دونوں فریق واپس ہو جائیں گے مگر دونوں طرف فساد پسند عناصر بھی بہت تھے انہوں نے جب یہ دیکھا کہ بنا بنایا کھیل بگڑ گیا تو باہمی مشورہ کر کے صبح اندھیرے ہی آپس میں گتھ گئے اور اُمّ المؤمنین کی طرف یہ افواہ پھیلا دی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حملہ کر دیا پھر حضرت علی کو یہ باور کرا دیا کہ اُمّ المؤمنین نے حملہ کر دیا پھر تو گھمسان کا رن پڑا حضور سیّدنا شیرِ خدا رضی اللہ عنہ نے ملاحظہ فرمایا کہ قوت کا مرکز حضرت اُمّ المؤمنین کی ذات ہے اگر ان کے اونٹ کو بیکار کر دیا جائے تو جنگ کا خاتمہ ہو سکتا ہے انہوں نے سارا زور اسی پر لگا دیا پوری جنگ جنابِ سیّدہ کے ہودج کے اردگرد سمٹ آئی جو بھی اونٹ کی نکیل پکڑتا مار ڈالا جاتا عاشقانِ رسول حرم نبوی پر پروانہ وار نثار ہو رہے تھے حضرت عبداللہ بن زبیر لڑتے لڑتے زخموں سے نڈھال ہو کر مقتولین میں گر پڑے آپ کو اس دن سینتیس ۳۷ زخم لگے تھے بالآخر حضرت علی کے حامی اونٹ کی کونچیں کاٹنے میں کامیاب ہو گئے اونٹ بلبلا کر بیٹھ گیا اور سیّدہ کا ہودج مبارک زمین پر آ رہا شیرِ خدا حضرت علی حاضر خدمت ہو کر عرض گزار ہوئے

السلام علیک یااماہ حضرت اُمّ المؤمنین نے جواب دیا وعلیک السلام یابنی حضرت علی نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے اُمّ المؤمنین نے فرمایا اور تمہاری بھی پھر حضرت عمار اور محمد بن ابوبکر کو گول خیمہ کھڑا کرنے کا حکم دیا اور سیّدہ کے ھودج مبارک کو مقتولین کے ڈھیر سے اٹھوا کر اس خیمے میں پہنچا دیا پھر اخیر رات میں بصرہ تشریف لے گئیں اُمّ المؤمنین کو اس کا بے حد صدمہ پہنچا آپ روتی تھیں اور فرماتی تھیں کاش آج سے بیس سال پہلے مرگئی ہوتی اس کے بعد حضرت علی نے اُمّ المؤمنین کے شایان شان سامانِ سفر کر کے بصرہ سے رخصت فرمایا اور میلوں آپ کو رخصت کرنے کے لئے گئے اور حضرت علی کے صاحبزادگان چوبیس گھنٹے رہے ام المؤمنین پر اس کا خوشگوار اثر پڑا اور حضرت علی کو مدحیہ کلمات سے نوازا اس جنگ میں دس ہزار اُمّ المؤمنین اور پانچ ہزار حامیانِ حضرت علی شہید ہوئے حضرت طلحہ کو ایک نامعلوم تیر آلگا اور آپ شہید ہو گئے بعض روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ تیر مروان نے مارا تھا عین معرکہ کارزار میں حضرت علی اور حضرت زبیر کا آمنا سامنا ہو گیا حضرت علی نے حضرت زبیر سے فرمایا یاد کرو ایک مرتبہ ہم اور تم حضور سیّد عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تھے حضور ﷺ نے آپ سے پوچھا تھا کیا تم علی سے محبت کرتے ہو آپ نے عرض کی تھی ہاں یارسول اللہ ﷺ فرمایا ایک دن تم علی سے لڑو گے اور تم ظالم ہو گے یہ سنتے ہی تلوار نیام میں کرلی اور میدانِ جنگ سے جدا ہو کر بصرہ جاتے ہوئے وادیٔ سباع کے ایک گاؤں سفوان پہنچ کر نماز پڑھنے لگے کہ عمرو بن جرموز تمیمی نے پیچھے سے آکر پشتِ مبارک میں نیزہ مار کر شہید کر دیا عمروان کی تلوار لے کر حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا میں نے زبیر کو قتل کر دیا فرمایا یہ تلوار مدتِ دراز تک حضور سیّد عالم ﷺ سے مصائب و آلام دفع کرتی رہی ابن صفیہ کے قاتل کو جہنم کی بشارت ہو۔

حضرت اس وقت وہیں دفن کر دیئے گئے بعد میں نعشِ مبارک بصرہ لائی گئی بصرہ میں آپ کا مزارِ مبارک زیارت گاہ عوام وخواص ہے۔ (نزھۃ القاری ج ٦ ص ٣٤٢ و ج ٧ ص ١٥٩)

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا وصال

جب سیّدہ رضی اللہ عنہا کی رحلت کا وقت آیا تو آپ فرماتی تھیں کہ کاش میں ایک درخت ہوتی تو کاٹ دی جاتی کاش کہ ایک پتھر ہوتی تا کہ مجھے کوئی یاد ہی نہ کرتا کاش کہ میں پیدا ہی نہ ہوتی۔

سیّدہ کا جب وصال ہوا تو آپ کے مقدّس گھر سے رونے کی آواز سنائی دی تو سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے خبر لانے کے لئے باندی کو بھیجا باندی واپس آئی اور آپ کی رحلت کی خبر لائی پس اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ بھی رونے لگیں۔ (مدارج شریف ج ۲ ص ٦٤٥)

اُمّ المؤمنین کا وصال ۵۸/۵۷ھ شبِ منگل سترہ رمضان کو ہوا نمازِ جنازہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہا نے پڑھائی اور آپ کی قبر مبارک میں پانچ حضرات (۱) عبداللہ بن زبیر (۲) عروہ بن زبیر (۳) قاسم بن محمد بن ابی بکر (۴) عبداللہ بن محمد بن ابی بکر (۵) اور عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر اترے۔ (اسد الغابہ ج۷ ص ۲۰۸ ، الاصابہ ج۸ ص ۲۳۵)

اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا کی وصیت

طبقات ابن سعد میں ہے کہ:۔

اوصت عائشة ان لا تتبعوا سريرى بنار و لاتجعلوا تحتى قطيعة حمراء

یعنی آپ نے وصیت فرمائی کہ میری چارپائی کے ساتھ آگ مت لانا اور نہ ہی میرے جسم کے نیچے سرخ چادر رکھنا (طبقات ج ۸ ص ٧٦)

طبقات ہی میں ہے کہ آپ کا وصال مبارک ۱۷ رمضان المبارک میں ہوا۔

فامرت ان تدفن من ليلتها

آپ نے وصیت فرمائی کہ مجھے رات ہی میں دفن کر دیا جائے۔

چنانچہ بعد وتر حضرت ابو ہریرہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

(طبقات ابن سعد ج۸ ص ٧٧)

انوکھا خواب

حضرت مجدد صاحب قدس سرہ العزیز مکتوب شریف میں ایک عجیب واقعہ بیان فرماتے ہیں

کہ میرا طریقہ تھا کہ حضور سیّد عالم ﷺ کی اولاد شریف و حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فاتحہ کے لئے کھانا پکواتا تھا

ایک بار میں نے خواب میں سرکارِ دوعالم ﷺ کی زیارت کی میں سلام عرض کرتا ہوں مگر جواب نہیں ملتا

اور حضور سیّد عالم ﷺ میری طرف توجہ نہیں فرماتے کچھ دیر بعد مجھے ارشاد فرمایا کہ:۔

من بخانه عائشه بخورم هر که مراطعام فرستدبخانه عائشه فرستد

ہم عائشہ کے گھر کھانا کھاتے ہیں جو مجھے کھانا بھیجے وہ عائشہ کے گھر بھیجے میں سمجھ گیا کہ میں

فاتحہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نام نہیں لیتا ہوں اسکے بعد سے میں تمام ازواجِ

مطہرات رضی اللہ عنہن خصوصاً حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کو فاتحہ میں شریک کرلیتا ہوں

تمام ازواج حضور ﷺ کی سچی اہل بیت ہیں۔

(رسالہ مبارکہ امیر معاویہ ص ۱۳۱ نوری کتب خانہ بازار داتا گنج بخش لاہور)

☆☆☆..........☆☆☆..........☆☆☆

پانچواں باب

تذکرہ اُمّ المؤمنین سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا

آپ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔

آپ بنی عدی بن کعب سے تعلق رکھتی ہیں۔

والد کی جانب سے سلسلۂ نسب

حفصہ بنت عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزی بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن زراح بن عدی بن کعب بن لوی

والدہ کی جانب سے سلسلۂ نسب

حفصہ بنت زینب بنت مظعون بن حبیب بن وھب بن حذافہ بن ورجع القریشہ آپ کی والدہ زینب حضرت عثمان بن مظعون کی ہمشیرہ ہیں۔ (الاصابہ واسد الغابہ ومدارج)

آپ کی ولادت کے بارے میں کہا گیا ہے کہ بعثت مبارک سے پانچ سال قبل ہوئی۔

(تهذیب التهذیب ج٦ص٥٨٨)

عقدِ نکاح

حضور سیّد عالم ﷺ کی زوجیت میں آنے سے قبل آپ خنیس بن حذافہ کی زوجیت میں تھیں حضرت خنیس بن حذافہ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے تھے الاصابہ میں ہے وکان ممن شھد بدرا (ج٨ ص٨٥) اوران کے ہمراہ سیّدہ نے ہجرت بھی کی تھی وتوفی بالمدینة اوران کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا۔ (اسدالغابہ ومدارج)

بعض کا قول ہے کہ غزوۂ بدر کے بعد اور بعض کے نزدیک احد کے بعد رحلت ہوئی جب حضرت حفصہ بیوہ ہوئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت صدّیق اکبر رضی اللہ عنہ سے آپ کا ذکر فرمایا لیکن

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خاموشی اختیار فرمائی اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے نکاح کی درخواست کی لیکن آپ نے بھی انکار کر دیا کیونکہ انہیں دنوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زوجہ مبارکہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی شکایت حضور ﷺ سے کی تو حضور نے فرمایا:۔

يتزوج حفصة من هو خير من عثمان ويتزوج عثمان من هو خير من حفصة

یعنی حفصہ سے وہ عقدِ نکاح فرمائیں گے جو عثمان سے بہتر ہیں اور عثمان کی زوجیت میں وہ آئیں گی جو کہ حفصہ سے بہتر ہیں (الاصابہ)

پھر حضرت سید عالم ﷺ نے اپنی طرف سے پیغام بھیجا اور ۳ ھ میں حضرت عمر نے اپنی دختر کا نکاح دولہائے کائنات ﷺ کیساتھ فرمایا جب کہ ایک قول ۲ ہجری کا بھی ہے۔ خیال رہے حضور سید عالم ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بعد فرمایا

فلقى ابوبكر عمر (رضى الله عنهما) فقال لاتجد على فى نفسك فان رسول الله صلى الله عليه وسلم ذكر حفصة فلم اكن لافشئ سرّ رسول الله صلى الله عليه وسلم فلو تركها لتزوجتها

یعنی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات فرمائی اور کہنے لگے کہ آپ مجھ پر ناراض نہ ہوں کیونکہ حضور ﷺ نے سیدہ کا ذکر فرمایا تھا تو میں نے آپ کے راز کو فاش نہ کرنا چاہا پس اگر حضور ﷺ حفصہ سے نکاح نہ فرماتے تو میں ان کو اپنی زوجیت میں لے لیتا۔ (اسد الغابہ والاصابہ)

خیال رہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو انکار فرمایا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد آپ بہت مغموم رہتے تھے اور بہت روتے تھے حضور ﷺ نے پوچھا عثمان کیوں روتے ہو عرض کی حضور ﷺ کی دامادی سے محروم ہو گیا ہوں فرمایا کہ مجھ

سے جبرئیل امین نے فرمایا ہے کہ حکمِ رب العالمین یہ ہے کہ میں اپنی دوسری صاحبزادی اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ سے کردوں بشرطیکہ وہ مہر ہو جو رقیہ کا تھا اور آپ ان سے وہی سلوک کرو جو رقیہ سے کیا چنانچہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ سے ہوا اور کائنات میں صرف آپ ہی کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ حضور ﷺ کی دو صاجزادیاں آپ کے نکاح میں آئیں پھر حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی وفات پر حضور سیّد عالم ﷺ نے فرمایا اگر میری سولڑکیاں ہوتیں تو یکے بعد دیگرے تمہارے نکاح میں دے دیتا۔

خیال رہے اوپر جو اختلاف ذکر کیا گیا اس میں سے پہلی روایت امام زہری کی عن سالم بن عبداللہ بن عمر عن ابیہ عن ابن عمر جب کہ دو ہجری کی روایت ابوعبید معمر کی ہے۔

(مراۃ، الاصابہ،اسدالغابہ، بخاری شریف کتاب النکاح ،فتح الباری، نسائی وغیرہ)

فضائل ومناقب

اُمّ المؤمنین سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے فضائل بے شمار ہیں تاہم چند ایک حصولِ برکت کے لئے بیان کئے جارہے ہیں۔

☆۱۔ جب رسولِ کائنات ﷺ نے آپ کو طلاق دے دی یا پھر طلاق دینے کا ارادہ فرمایا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حکم دیا کہ رجوع کریں یا طلاق نہ دیں۔

چنانچہ قیس بن زید کی روایت میں ہے:۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم طلق حفصة بنت عمر فدخل علیها فارلها قدامة وعثمان بنا مظعون فبکیت فقالت واللہ ماطلقنی عن شنیع

کہ اللہ کے نبی نے حضرت حفصہ کو طلاق دی تو آپ کے دونوں ماموں قدامہ بن مظعون اورعثمان بن مظعون تشریف لائے اور آپ رو رہی تھیں اور فرمانے لگیں کہ قسم بخدا مجھے حضور ﷺ نے کسی عیب کی وجہ سے طلاق نہیں دی۔

پھر حضور ﷺ تشریف لائے اور فرمایا:۔

قال لی جبرئیل راجع حفصة فانها صوامة وقوامة وانها زوجتک فی الجنة

کہ حفصہ سے رجوع فرمالو کیونکہ وہ روزے دار لمبا قیام کرنے والی ہیں اور حفصہ آپ کی جنت میں بیوی ہیں۔

جب کہ عمار بن یاسر کی روایت میں ہے فرماتے ہیں کہ:۔

اراد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان یطلق حفصة فجاء جبرئیل فقال لاتطلقها فانها صوامه وقوامةوانها زوجتک فی الجنة

حضور ﷺ نے جب حضرت حفصہ کو طلاق دینے کا ارادہ فرمایا تو جبرئیل حاضر ہوئے اور کہا کہ حفصہ کو طلاق نہ دیں کیونکہ وہ صائم الدھر ولمبا قیام کرنے والی ہیں اور سیّدہ آپ کی جنت میں زوجہ ہیں۔

حضرت عقبہ بن عامر کی روایت میں ہے کہ:۔

قیل لماطلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حفصه بنت عمر فبلغ ذالک عمر فوضع التر اب علی راسه وجعل یقول مایعباء اللہ بعمر بعدهذا قال فنزل جبرئیل من الغدعلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان اللہ تعالیٰ یامرک ان تراجع حفصة رحمة لعمر

یہ بات بیان کی گئی ہے کہ جب حضور ﷺ نے حفصہ کو طلاق دی اور یہ خبر حضرت عمر کو پہنچی تو انہوں نے اپنے سر مبارک پر مٹی ڈالی اور فرمایا اللہ اس کے بعد عمر کی پرواہ نہ فرمائے گا راوی کہتے ہیں اگلے دن جبرئیل حاضر ہوئے اور عرض کی حضور ﷺ اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ حفصہ سے رجوع فرمائیں عمر پر رحم کرتے ہوئے۔(حلیۃ الاولیاء، ابو داؤد شریف و نسائی شریف)

☆۲۔ اُمّ المؤمنین سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا دجال سے انتہائی نفرت کرتی تھیں چنانچہ مدینہ شریف میں ایک شخص ابن صیاد نامی تھا جس میں دجال کی علامات میں سے کچھ موجود تھیں حضرت

عبداللہ بن عمر نے اسکو کسی گلی میں دیکھا تو آپ نے اس کو برا بھلا کہا جس پر اس نے آپ کا راستہ بند کر دیا۔

فضربه ابن عمر بعصا كانت معه حتى كسرها عليه فقالت حفصة ماشانك وشانه.

تو آپ نے اپنے عصا (لاٹھی) سے اس کو اتنا مارا کہ اسی پر توڑ دیا جب سیّدہ کو خبر پہنچی تو فرمایا کہ تمہارا اور اس کا کیا معاملہ ہے آپ کو اس سے کیا غرض ہے اس کو چھوڑ دو کیا آپ نے نہیں سنا کہ دجال کو محرک کرنے والا اس کا غصہ ہوگا۔ (مسند امام احمد بن حنبل جلد ٦ صفحہ ٢٨٣)

☆٣۔ سیّدہ رضی اللہ عنہا کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کیساتھ خطاب فرمایا (ان تتوبا الی اللہ) (پ ٢٨ س التحریم آیت ٤)

☆٤۔ نیز آپ حضور ﷺ کی رازدان تھیں کہ حضور ﷺ نے آپ کو یہ راز فرمایا تھا کہ میرے بعد خلیفہ صدیق اکبر اور ان کے بعد عمرِ فاروق ہوں گے۔

☆٥۔ آپ انتہائی درجہ سخی تھیں کہ آپ نے حضرت عبداللہ بن عمر کو یہ وصیت فرمائی تھی کہ غابہ کا تمام مال صدقہ کر دینا۔

☆٦۔ نیز آپ صائم الدھر ولمبا قیام کرنے والی تھیں حتیٰ کہ بعض روایات میں ہے کہ وصال کے وقت بھی آپ روزے دار تھیں اور آپ کے خاندان کے کثیر افراد نے غزوۂ بدر میں شرکت کرنے کا شرف حاصل کیا۔

روایاتِ اُمّ المؤمنین سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا

آپ سے بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ کرام وتابعین نے احادیث روایت فرمائیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں عبداللہ بن عمر، حمزہ بن عبداللہ، عبدالرحمٰن بن حارث وغیرہ آپ سے ساٹھ احادیث مروی ہیں جن میں چار متفق علیہ اور چھ مسلم شریف میں ہیں اور باقی تمام حدیثیں دوسری کتب میں روایت کی گئی ہیں۔ (مدارج، اسدالغابہ وغیرہ)

اُمّ المومنین سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی چند ایک مرویات

۱۔ حضرت ابن عمر سیّدہ سے روایت فرماتے ہیں کہ فرماتی ہیں اللہ کے رسول ﷺ

اذاطلع الفجر لایصلی الارکعتین خفیفتین

جب طلوع فجر ہوتی تو دو رکعتِ خفیفہ کے علاوہ نماز نہ پڑھتے تھے۔

۲۔ ابن ابی وداعہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرماتی ہیں کہ:۔

مارأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی جالساحتی کان قبل وفاته بعام اوعامین

کہ میں نے حضور ﷺ کو آپ کی وفات کے ایک یا دو سال قبل تک کبھی بھی بیٹھ کر نماز پڑھتے نہ دیکھا۔

۳۔ ابن شکل سیّدہ سے روایت کرتے ہیں فرماتی ہیں کہ......

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقبل وھو صائم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حالت روزہ میں بوسہ کا شرف عطا فرمایا کرتے تھے۔

۴۔ ابن ابی ملیکہ فرماتے ہیں کہ سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے حضور ﷺ کی قرأت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا انکم لاتطیقونھا کہ آپ لوگ اسکی طاقت نہیں رکھتے ہو۔

۵۔ حماد بن سلمہ عن عاصم بن ابی النجود عن سواء الخزاعی حضرت سیّدہ سے روایت فرماتے ہیں کہ:۔

قالت کان رسول صلی اللّٰہ علیہ و سلم اذا اوی الی فراشه وضع یده الیمنی تحت خدہ وقال رب قنی عذابک یوم تبعث عبادک ثلاثا

سیّدہ فرماتی ہیں کہ جب حضور ﷺ اپنی آرام گاہ میں تشریف لاتے تو اپنے دستِ راست

مبارک کو اپنی سیدھی رخسار مبارک کے نیچے رکھتے اور یہ دعا پڑھتے رب قنی عذابک ترجمہ: اے میرے رب تو مجھے بچا اپنے عذاب سے جس دن تو اٹھائے گا اپنے بندوں کو۔

(رواہ امام احمد بن حنبل فی مسندہ

اُمّ المؤمنین سیّدہ حفصہ کا وصال

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت کے دوران آپ کی رحلت ۴۱/۴۵ ہجری میں ہوئی بعض حضرات نے ان کا وصال خلافتِ عثمان کے دوران بتایا ہے لیکن پہلا قول اصح ہے آپ کی عمرِ مبارک اس وقت ساٹھ سال کی تھی۔ (مدارج شریف)

اُمّ المؤمنین سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے خویش واقارب

امیر المؤمنین سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سیّدہ کے والد

آپ کی کنیت ابوحفص لقب فاروقِ اعظم ہے آپ سے ۵۳۷ احادیث مروی ہیں صحابہ میں اس نام سے کوئی نہیں جب کہ عمرو نام ۲۳ ہیں دونوں میں امتیاز کرنے کے لئے ایک کو واد کیساتھ لکھا جاتا ہے روایاتِ حدیث میں اس نام کے چھ حضرات ہیں آپ عام الفیل سے تیرہ سال بعد محرم کی چاندرات میں پیدا ہوئے اشرافِ قریش میں سے تھے زمانۂ جاہلیت میں سفارت کے فرائض انجام دیتے تھے قد کی لمبائی میں دیگر لوگوں سے فائق تھے گویا یوں تھے کہ یہ خود سوار ہوں اور دوسرے پیدل توریت میں ان کی صفت یوں بیان ہوئی قرن امین والقرن الجبل الصغیر وسمی الفاروق بفرقة الحق والباطل ۳۹ مردوں کے بعد حضور ﷺ کی دعا سے مشرف باسلام ہوئے اور آپ کے اسلام لانے پر اہلِ فلک (یعنی آسمان والوں) نے بھی خوشیاں منائیں آپ کے اسلام پر یاایھا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المؤمنین آیت نازل ہوئی قرآن پاک کی بیس سے زائد آیات آپکی رائے کے موافق نازل ہوئیں آپ کی خلافت کے دوران دو عظیم فرعون قیصرِ روم و کسریٰ ایران کی ہزار ہا سالہ جابرانہ سلطنتیں پاش پاش ہوئیں عراق، ایران، مکران، شام، فلسطین، مصر وغیرہ بڑے بڑے

ایک ہزار چھتیس بمعہ ملحقہ قصبات و دیہات فتح ہوئے چار ہزار مساجد تعمیر کی گئیں اتنے ہی مندر و آتش کدے منہدم کیے گئے اور ایک ہزار نو سو منبر بنائے گئے کثیر احادیث آپ کے مناقب و فضائل کے سلسلہ میں وارد ہوئیں اور تمام سے بڑھ کر یہ فضیلت بیان ہوئی کہ ان اللّٰہ جعل الحق علی لسان عمر اللہ نے عمر کی زبان پر حق کو جاری فرمادیا صحیح بخاری میں ہے کہ لقد کان فیما قبلکم محدثون فان یک فی امتی احدفانہ عمر بے شک تم سے پہلے لوگوں میں بہت محدث ہوا کرتے تھے تو اگر میری امت میں کوئی ہوا تو وہ عمر ہیں حضرت علی نے فرمایا:۔

کنا اصحاب محمد لانشک ان السکینۃ ینطق علی لسان عمر

ہم اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ و سلم کو کوئی شک نہیں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر سکینہ گویا ہے۔

آپ کا دورِ خلافت دس سال چھ ماہ ہے۔

مدینہ منورہ میں شہادت کی موت کی دعا کیا کرتے تھے اور وہ دعا پوری ہوئی چنانچہ مدینہ منورہ مسجد نبوی محراب النبی ﷺ میں نمازِ فجر پڑھاتے ہوئے شہید ہوئے ۲۶ چھبیس ذو الحجہ بدھ کے دن زخمی کیے گئے اور یکم محرم اتوار کو دفن کیے گئے تریسٹھ سال عمر ہوئی۔ (مدارج ، مراۃ ، نزھۃ القاری وغیرہ)

کراماتِ حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ

☆ ا۔ حضرت عمرو بن حارث سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ:۔

بینما عمر یخطب یوم الجمعۃ اذ ترک الخطبۃ ونادی یاساریۃ الجبل مرتین او ثلاثا ثم اقبل علی خطبتہ .

سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرمارہے تھے کہ اچانک خطبہ چھوڑ کر دو یا تین مرتبہ پکارا اے ساریہ پہاڑ لو اے ساریہ پہاڑ لو پھر خطبہ کی طرف متوجہ ہوئے لوگوں نے بعد خطبہ پوچھا کہ اے امیر المؤمنین آپ نے ساریہ کو جو کہ نہاوند میں جہاد فرمارہے ہیں یہاں کیسے پکارا؟ فرمایا میں نے ان کو جہاد کرتے دیکھا اور دشمن پہاڑ کے پیچھے سے حملہ کرنا چاہتا تھا میں نے ان کو اطلاع دی تا کہ وہ

پہاڑ سے لاحق ہوں فلم یمض ایام حتی جاء رسول سارية بكتابه زیادہ دن نہ گزرے تھے کہ ساریہ کا قاصد چٹھی لے کر آیا جس میں لکھا تھا کہ ہم نے جمعہ کے دن صبح کی نماز کے بعد دشمن سے جہاد کیا یہاں تک کہ نماز جمعہ کا وقت آ پہنچا تو ہم نے ایک منادی کو پکارتے سنا کہ پہاڑ لو پس ہم پہاڑ سے لاحق ہو گئے تو ہم نے دشمن کو شکست خوردہ کر دیا۔

☆۲۔ جب حضرت عمرو بن عاص نے مصر فتح فرمایا تو لوگوں نے آپ سے عرض کی کہ:۔

ان هذاالنيل يحتاج فی كل سنة الی جارية بكر من احسن الجواری فنلقيها فيه والا فلا يجری وتخرب البلاد وتقحط

کہ دریائے نیل ہر سال ایک خوبصورت کنواری لڑکی کی بھینٹ مانگتا ہے پس ہم اس دوشیزہ کو اس میں ڈالتے ہیں ورنہ یہ جاری نہیں ہوتا اور شہروں کو برباد کرتا ہے اور قحط سالی ہوتی ہے

حضرت عمرو بن عاص نے امیر المؤمنین کو اس کی خبر پہنچائی آپ نے ایک خط لکھا اور حکم دیا کہ اس خط کو دریا میں ڈال دیا جائے جس میں یہ تحریر تھا۔

بسم الرحمن الرحيم الی نيل مصر من عبدالله عمر بن الخطاب امابعد فان كنت تجری بامر الله فاجری علی اسم الله

کہ اگر تو اللہ کے حکم سے جاری ہوتا ہے تو اللہ کے نام پر جاری ہو جا جیسے ہی خط دریا میں ڈالا گیا تو اسی رات جاری ہو گیا۔

☆۳۔ ابو مسلم خولانی یمن کے کسی شہر میں گئے تو اسود بن قیس جو کہ مدعیٔ نبوت تھا اس نے ابو مسلم خولانی کو کہا کہ آپ میری رسالت کا اقرار کریں انہوں نے انکار فرما دیا پھر اس نے کہا کہ اتشهدان محمدرسول الله قال نعم کہ آپ گواہی دیتے ہیں محمد اللہ کے رسول ہیں آپ نے فرمایا ہاں اس پر اسود بن قیس نے آگ جلوا کر آپ کو اس میں ڈلوا دیا فلم يضره اللہ کی شان آگ نے آپ کو کچھ ضرر نہ پہنچائی اس پر اسود بن قیس نے آپ کو جلاوطن کر دیا آپ مدینہ میں حاضر ہوئے جیسے ہی مسجد کے دروازے سے داخل ہوئے تو حضرت امیر المؤمنین نے فرمایا هذا صاحبكم الذی زعم

الاسود الکذاب انہ یحرقہ فنجاہ اللہ منہا کہ یہ آپ کے ساتھی جس کے بارے میں اسود کذاب نے یہ گمان کیا کہ ان کو جلوا دے گا تو اللہ نے ان کو نجات دی باوجودیکہ امیر المؤمنین اور دوسرے لوگوں نے اس حادثہ کے بارے میں نہ تو سنا تھا اور نہ ہی اس کو دیکھا تھا پھر امیر المؤمنین نے آپ کو اپنے سینے لگایا اور اللہ کا شکر ادا کیا کہ اللہ نے آپ کو بچالیا اور سنتِ خلیل نصیب فرمائی۔

☆۴۔ایک رات امیر المؤمنین گشت فرمار ہے تھے کہ ایک بوڑھیا کی آواز سنی جو اپنی بیٹی سے کہہ رہی تھی کہ اٹھ کر دودھ میں پانی ملادے لڑکی نے کہا فان امیر المؤمنین نھی عن ذلک کہ امیر المؤمنین نے اس سے منع فرمایا ہے بوڑھیا نے کہا کہ عمر ہم کو نہیں دیکھ رہے لڑکی بولی فان رب امیر المؤمنین یدری کہ امیر المؤمنین کا رب دیکھ رہا ہے صبح آپ نے اپنے صاحبزادے عاصم کو فرمایا کہ آپ فلاں لڑکی سے نکاح کرلو تم کو اس کے ہاں سے نہایت ہی برکت والی روح ملے گی حضرت عاصم بن عمر نے اس سے نکاح کرلیا جس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام ام عاصم بنت عاصم بن عمر بن خطاب تھا اس سے عبدالعزیز ابن مروان نے عقد کیا تو ان کے شکم سے عمر بن عبدالعزیز کی ولادت ہوئی رضی اللہ عنھم (مرقاۃ ج ۱۱ ص ۳۱۰/۳۱۱ و مراۃ ج ۸ ص ۳۴۰)

ایک عبرت ناک واقعہ

اشعۃ اللمعات کے حاشیہ میں ہے کہ آج سے دس سال قبل عظیم آباد شہر میں ایک سنی کے کسی رافضی سے تعلقات تھے سنی نے حج کا ارادہ کیا تو رافضی نے الوداعی ملاقات میں کہا کہ میرا ایک راز ہے جسے میں زبان پر نہیں لاسکتا سنی نے کہا بیان کرو اس نے پھر وہی کہا کہ زبان پر نہیں لاسکتا سنی نے کہا بتاؤ تو سہی آخر کار اس نے کہا کہ اگر پہنچانے کا وعدہ کرتے ہو تو کہتا ہوں پھر عہد لینے کے بعد کہنے لگا کہ زیارت کے وقت عرض کرنا کہ حضور ﷺ مجھے آپ کی بارگاہ کا بڑا شوق ہے لیکن میرے دشمن چونکہ آپ کے ساتھ مدفون ہیں اس لئے نہیں آسکتا سنی کو یہ سن کر صدمہ پہنچا اور اس نے پیغام پہنچانے سے معذرت کرلی اس نے کہا کہ تم تو پیغام رساں ہو حاصل یہ کہ سنی زیارت سے جب فارغ ہوا تو اس کو رافضی کا پیغام یاد آیا لیکن موقع نہ پایا پھر آدھی رات کو وعدہ پورا کرنے کی غرض سے دربار اقدس میں حاضر ہوا اور معذرت

پیش کرتے ہوئے رافضی کا پیغام پہنچایا جس پر شدید خوف طاری ہوا اور روتے روتے وہی بے ہوش ہو کر گر گیا دیکھتا ہے کہ حضور تشریف فرما ہیں دائیں جانب گردن میں قرآن پاک حمائل کئے صدیق اکبر ہیں جب کہ بائیں جانب گردن میں تلوار حمائل کئے ہوئے عمر فاروق موجود ہیں اور وہ رافضی بھی وہیں تھا حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص نے تم کو پیغام دیا تھا سنّی عرض گزار ہوا حضور اس نے اللہ کے نام پر عہد لیا تھا کہ میں پیغام پہنچاؤں حضور ﷺ نے حضرت عمر فاروق کو اشارہ فرمایا کہ اس رافضی کی گردن اڑادی جائے آپ نے ایسا ہی کیا اور رافضی کا سر لڑھکتا ہوا گندگی کی نالی میں جا پڑا جب سنّی کو ہوش آیا کانپتا ہوا قیام گاہ پر آیا اور واپس عظیم آباد پہنچا اور اپنا خواب مولوی خدا بخش کو سنایا بہت دنوں بعد جب رافضی کے گھر پہنچے تو اس کی بیوی بچوں نے روتے ہوئے بتایا کہ تمہارا دوست فلاں رات بیت الخلاء گیا شاید کسی دشمن نے پرنالے کے ذریعہ آکر اس کا سر تن سے جدا کر کے نجاست کے گڑھے میں ڈال دیا اور دھڑ پاؤں کی جگہ صبح کے وقت یہ معاملہ سامنے آیا ابھی تک اس کا کوئی نشان نہ مل سکا کہ آخر قاتل کون ہے اور یہ وہی رات تھی کہ جس میں سنّی نے بے ہوشی کے عالم میں یہ واقعہ ملاحظہ کیا تھا اس پر سنّی شدت سے رونے لگا جب کہ گھر والوں کا خیال تھا کہ یہ بھی رافضی ہے جو کہ اپنے دوست کی محبت میں گریہ وزاری کر رہا ہے واللہ ورسولہ اعلم (حاشیہ اشعۃ اللمعات ج٤ ص٦٦٥)

حضرت زینب بنت مظعون اُمّ المؤمنین سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی والدہ

آپ عثمان بن مظعون کی ہمشیرہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زوجہ، عبداللہ بن عمر وعبدالرحمٰن بن عمر واُمّ المؤمنین کی والدہ ہیں۔

ابوعمر نے کہا کہ زبیر نے ذکر کیا کہ آپ ہجرت کرنے والی خواتین میں سے ہیں ابوعمر کہتے ہیں کہ مجھے خوف ہے اس بات میں کہ یہ وہم ہو کیونکہ آپ حالتِ اسلام میں ہجرت سے قبل ہی مکہ مکرمہ میں وصال فرما گئیں تھیں البتہ آپ کی صاحبزادی حفصہ مہاجرات میں سے ہیں بعض روایتوں میں یہ بھی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے والدین کے ساتھ ہجرت فرمائی۔

(اسدالغابہ الجزء السابع)

عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا کے برادر مکرّم

- آپ قدیم الاسلام ہیں اپنے والد کے ساتھ ہجرت فرمائی جنگِ اُحد میں آپ کو صغرسنی کی وجہ سے شریک نہ ہونے دیا گیا پھر خندق اور بیعت الرضوان اوراس کے بعد تمام غزوات میں شریک رہے۔حضرت اُمّ المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا عبداللہ نیک آدمی ہیں (بخاری ج ۲ ص ۱۰۳۹) زہری کہتے ہیں کہ ہم ان کی رائے کے ہم پلہ کسی کو قرار نہیں دیتے۔
مالک فرماتے ہیں کہ آپ نے ساٹھ سال فتویٰ دیا زبیر نے کہا کہ آپ نے دس سال کی عمر میں ہجرت فرمائی اور ۷۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔اس کے علاوہ اور بھی اقوال ہیں آپ حضور ﷺ کی سنت پر سختی سے عمل پیرا تھے۔ایک ہزار یا اس سے بھی زائد گردنوں کو آزاد فرمایا آپ نے چونکہ حجاج ابن یوسف کی مخالفت فرمائی تھی اس وجہ سے اس نے آپ کو زہر آلود آلے سے زخمی کروایا اوراسی حالت میں حضرت نے جامِ شہادت نوش فرمایا آپ نے حضور سیّد عالم ﷺ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ، اپنے چچا زید، اپنی ہمشیرہ حفصہ، ابوبکر صدیق، عثمان، علی وسعید، بلال، زید بن ثابت، صہیب، ابن مسعود، عائشہ، رافع بن خدیج رضی اللہ عنہم سے احادیث روایت فرمائیں۔جب کہ آپ سے آپ کی اولاد بلال وحمزہ وزید وسالم وعبداللہ وعبیداللہ وعمر نے اور آپ کے پوتے ابوبکر بن عبید اللہ، محمد بن زید، عبداللہ بن واقد اور بھتیجے حفص بن عاصم بن عمر اور دوسرے بھتیجے عبداللہ بن عبیداللہ بن عمر اور آپ کے غلام نافع اور حضرت عمر کے غلام اسلم اوراسلم کے دونوں بیٹوں زید اور خالد اسی طرح عروہ بن زبیر اور موسیٰ بن طلحہ، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن، عامر بن سعد، حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف، سعید بن المسیب، عون بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود، قاسم محمد بن ابی بکر، مصعب بن سعد، ابوبردہ بن ابی موسیٰ الاشعری، انس بن سیرین بن سعید، بکر بن عبداللہ المزنی ثابت البنانی، حرملۃ، اسامہ بن زید کے غلام اور حکم بن میناء اور حکیم بن ابی حرۃ حمید بن عبدالرحمٰن الحمیدی اور ابوصالح السمان، زاذان ابوعمر، زبیر بن عربی، زیاد بن جبیر بن حیۃ، ابوعقیل زہرہ

بن معبد، سالم بن ابی الجعد، زید بن جبیر، سعد بن عبیدہ، سعید بن حارث، سعید بن یسار، سعید بن عمرو بن سعید بن عاص، صفوان بن محرز، طاؤس، عطاء، عکرمہ، مجاہد، سعید بن جبیر، ابوالزبیر، عبداللہ بن شقیق عقیلی، عبداللہ بن ابی ملکیۃ، عبداللہ بن مرۃ، عبداللہ بن مقسم، عکرمہ بن خالد المخزومی، علی بن عبداللہ البارقی، علی بن عبدالرحمٰن المعاوی، عبداللہ بن کیسان، عبید بن جریج، عمران بن حارث سلمی، قیس بن عباد، محارب بن دثار، محمد بن منتشر، مسلم بن یناق، مروان لاصفر، مورق العجلی، وبرۃ بن عبدالرحمٰن، یحییٰ بن یعمر، یونس بن جبیر، ابوبکر بن سلیمان بن ابی حثمۃ، ابوعثمان النہدی، ابوالصدیق الناجی، ابونوفل بن ابی عقرب اور بہت سارے حضرات نے روایات فرمائیں۔ (تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۲۱۳)

آپ حضور ﷺ کے بعد کثرت سے حج کرتے اور سب سے زیادہ صدقہ فرماتے بسا اوقات ایک ہی مجلس میں تئیس ہزار درہم یا دینار صدقہ فرماتے حد درجہ حضور کے کہے پر عمل پیرا ہوتے جس جگہ حضور ﷺ نے نماز ادا فرمائی وہاں نماز ادا کرتے۔ (اسد الغابہ الجزء الثالث)

حضرت عاصم بن عمر بن خطاب عدوی اُمّ المؤمنین کے علاتی برادر

آپ کی کنیت ابوعمر یا ابوعمرو ہے حضور ﷺ کی حیات میں ولادت ہوئی آپ کی والدہ جمیلہ بنت ثابت ہیں آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اور آپ کے بیٹوں عبداللہ وحفص نے اسی طرح عروہ بن زبیر نے آپ سے روایات بیان فرمائی ہیں زبیر نے کہا کہ آپ سب سے عمدہ اخلاق والے تھے حضرت عمر بن خطاب نے آپ کی والدہ کو طلاق دی تو انہوں نے یزید بن جاریہ سے نکاح کیا جن سے آپ کے ہاں عبدالرحمٰن کی پیدائش ہوئی ایک دفعہ حضرت عمر گھوڑے پر سوار قباء کی طرف رواں تھے کہ آپ نے عاصم کو بچوں کیساتھ کھیلتے دیکھا تو آپ نے ان کو اٹھا لیا جس پر ان کی جدہ بنت ابوعاصم نے امیر المؤمنین سے تنازع کیا جب معاملہ امیر المؤمنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ ان کا راستہ خالی کر دیں تو آپ نے عاصم کو ان کے حوالے فرما دیا آپ کا وصال ۷۰ھ میں جب کہ ولادت ۶ ہجری میں ہوئی۔ (تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۳۸)

عبدالرحمٰن بن یزید بن جاریہ اُمّ المؤمنین کے علاتی برادر کے اخیافی بھائی

آپ کی کنیت ابومحمد ہے حضرت عاصم بن خطاب کے ماں شریک ہیں حضور ﷺ کے عہد مبارک میں پیدائش ہوئی آپ نے حضرت عمر بن خطاب اور ابوایوب وغیرہ سے روایات لیں آپ سے قاسم بن محمد بن ابی بکر اور عبیداللہ بن عبداللہ بن ثعلبہ امام زہری اور عبداللہ بن محمد بن عقیل و عاصم بن عبیداللہ وغیرہ نے احادیث روایت فرمائیں اعرج کہتے ہیں کہ میں نے صحابہ کے بعد ان سے افضل کوئی شخص نہ دیکھا اور آپ قلیل الحدیث لیکن ثقہ تھے مدینہ منورہ میں ۹۸/۹۳ھ میں وصال ہوا۔

(تہذیب التہذیب ج۳ ص۴۳۶/۴۳۷)

☆☆☆..........☆☆☆..........☆☆☆

چھٹا باب

تذکرہ اُمّ المؤمنین سیّدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

اُمّ المؤمنین سیّدہ زینب حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے عقد کے بعد حضور ﷺ کی زوجیت میں آئیں قال ابو عمر ولم تلبث عند رسول صلی اللہ علیہ وسلم الا یسیرا شھرین او ثلاثۃ حتی توفیت کہ آپ حضور ﷺ کی زوجیت میں تھوڑا عرصہ دو یا تین ماہ رہیں اور وصال فرماگئیں آپ حضور ﷺ کی ظاہری حیات ہی میں پردہ فرماگئی تھیں۔

سیّدہ کا سلسلۂ نسب

والد کی طرف سے آپ کا سلسلہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ زینب بنت خزیمہ بن عبداللہ بن عمر بن مناف بن ھلال بن عامر الھلالیہ

جب کہ آپ کا لقب اُمّ المساکین ہے لانھا کانت تطعمھم وتتصدق علیھم اس لیے کہ آپ مسکینوں کو کھانا کھلاتیں اور ان پر صدقہ وخیرات کرتی تھیں بہت زیادہ سخی غریب پرور مسکین نواز تھیں محتاجوں کی خبرگیری فرماتی تھیں اسی وجہ سے آپ امّ المساکین کے لقب سے مشہور تھیں۔

عقدِ نکاح

حضور سیّد عالم ﷺ کی زوجیت میں آنے سے قبل آپ عبداللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں جن کی شہادت غزوۂ اُحد میں ہوئی بعض علماء نے یہ بھی فرمایا ہے کہ آپ عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب کی زوجہ تھیں جو کہ حضور کے چچازاد تھے اور ان کی شہادت غزوۂ بدر میں ہوچکی تھی اور بعض کا یہ قول ہے کہ آپ طفیل بن حارث کی زوجیت میں تھیں انہوں نے آپ کو طلاق دے دی تو عبیدہ بن حارث نے ان کیساتھ نکاح کرلیا۔

حضور سیّد عالم ﷺ نے ہجرت کے تیسرے سال رمضان المبارک میں آپ سے عقدِ نکاح

فرمایا خیال رہے ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ حضور ﷺ کے نکاح میں آپ کے بعد آٹھ ماہ تک بقیدِ حیات رہیں اور ربیع الاخر ۴ھ میں وصال ہوا۔

ذکر الواقدی ان عمرھا کان ثلاثین سنة واقدی نے آپ کی عمر تیس سال ذکر کی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ عینِ شباب کے عالم میں اس دارفانی سے کوچ فرما گئیں اور سیّدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بعد حضور ﷺ کی حیاتِ ظاہری میں آپ نے وصال فرمایا۔

(الاصابہ ج۷ ص۱۴۲، اسدالغابہ ج۸ ص۱۵۷، مدارج ج۲ ص۶۴۸)

خیال رہے بقیع شریف میں ایک قبہ مبارکہ تھا جس کو قبہ ازواج النبی ﷺ کہتے تھے یہ تمام مزارات ابن سعود نجدی نے شہید کروائے اور ان کے نام ونشان تک ختم کر دیئے گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس کو کہتے ہیں بغض وعداوتِ اہل بیت وصحابہ سلط اللہ علیہ ماھو علیہ

عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ

جیسا کہ گذرا آپ سیّدہ کے حضور ﷺ کے عقد میں آنے سے قبل خاوند تھے آپ کا سلسلہ نسب یوں ہے۔

عبداللہ بن جحش بن ریاب بن یعمر بن صبرہ بن مرّہ بن کثیر بن غنم بن دوران بن اسد بن خزیمہ آپ کا لقب ابو محمد ہے جب کہ آپ کی والدہ امیمہ بنت عبدالمطلب حضور ﷺ کی پھوپھی ہیں حضور ﷺ کے دارِ ارقم میں دخول سے قبل دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے دونوں ہجرتیں آپ نے فرمائیں حبشہ کی جانب ہجرت میں آپ کی معیت میں آپ کے برادران ابواحمد اور عبیداللہ ہمشیرہ زینب بنت جحش زوجہ رسول ﷺ اور امّ حبیبہ وحمنہ تھے عبیداللہ نے حبشہ میں دینِ نصرانیت کو اختیار کر لیا تھا اور نصرانیت پر ہی مرا نعوذ باللہ من ذلک اور حضرت عبداللہ بن جحش کے ساتھ ہجرتِ مدینہ میں آپ کے اہل اور برادر ابواحمد تھے غزوۂ بدر میں شریک رہے اور احد میں شہادت پائی اسحاق بن سعد بن ابی وقاص اپنے

والد سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن جحش نے غزوۂ احد کے دن ان سے کہا الاناتی ندعواللہ یعنی کیا آپ نہیں آتے کہ ہم مل کر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں چنانچہ یہ دونوں حضرات تنہائی میں جاتے ہیں تو حضرت سعد ﷺ دعا کرتے ہیں کہ:۔

اے اللہ! کل میرا سخت دشمن سے مقابلہ کروا پس میں تیری راہ میں جہاد کروں اور دشمن کو ہلاک کرکے اس کا مسلوبہ سامان لے لوں حضرت عبداللہ ﷺ نے آمین کہی پھر حضرت عبداللہ بن جحش دعا کرتے ہیں:۔

اللھم ارزقنی غدا رجلا شدیدا بأسہ اقاتلہ فیک و یقاتلنی ثم یقتلنی ویأخذنی فیجدع انفی واذنی فاذا لقیتک قلت یاعبداللہ فیم جدع انفک واذنک فاقول فیک وفی رسولک فتقول صدقت.

اے اللہ کل میرا کسی سخت جنگجو وغصہ والے شخص کا سامنا کروا اور میں تیری راہ میں اس سے جہاد کروں اور وہ مجھ سے لڑے پھر وہ مجھ کو شہید کرکے میرا ناک اور دونوں کان کاٹ دے (مثلہ کردے) پس جب میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں تو تو فرمائے کہ اے عبداللہ کس معاملہ میں تیرے کان اور ناک کو کاٹا گیا تو میں جواب عرض کروں کہ تیری اور تیرے محبوب کی راہ اور رضاجوئی میں کاٹے گئے۔ اللہ اکبر!

شعر.......

عدم سے وجود میں لائی ہے آرزوئے رسول
کہاں کہاں لئے پھرتی ہے جستجوئے رسول

اور تو کہے کہ اے عبداللہ تم سچے ہو۔

حضرت سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن جحش کی دعا میری دعا سے زیادہ بہتر تھی فرماتے ہیں کہ میں نے ان کو دیکھا کہ آپ کے دونوں کان اور ناک ایک دھاگے میں لٹکے ہوئے تھے۔ (اسد الغابہ ج۳ ص ۱۹۵) ز

ساتواں باب

تذکرہ اُمّ المؤمنین سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا

آپ بھی رسولِ کائنات ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں آپ کا اصل نام ھند یا پھر رملہ ہے والد کی جانب سے سیّدہ کا سلسلۂ نسب یوں ہے اُمّ سلمہ بنت ابی امیہ بن المغیر ۃ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم القرشیۃ جب کہ والدہ کی جانب سے شجرۂ نسب یہ ہے اُمّ سلمہ بنت عاتکہ بنت عامر بن ربیعۃ بن مالک کنانیۃ۔(الاصابہ ج ۸ ص ٤٠٤)

خیال رہے آپ کی والدہ عاتکہ عائلہ بنت عبدالمطلب نہیں ہیں اور آپ کے والد کا نام حذیفہ یا پھر سھل بن المغیر ۃ بن عبداللہ ہے ابوامیہ رؤسائے مکّہ میں سے تھے بہت زیادہ سخی اور دریادل تھے آپ کا لقب گھوڑ سواروں کا زاد تھا جس کی وجہ یہ تھی کہ آپ جب کہیں سفر کرتے تو اپنے رفقاء کے زادِراہ ودیگر ضروریات کو پورا کرتے سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا قدیم الاسلام ہیں۔(ایضاً)

ہجرتِ حبشہ

آپ ابوسلمہ بن الاسود کی بیوی تھیں یہ ابوسلمہ حضور کی پھوپھی برہ بنت عبدالمطلب کے بیٹے تھے آپ اپنے شوہر سمیت مہاجرینِ اول میں شمار ہوتی ہیں آپ دونوں نے حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی اور وہاں حضرت سلمہ کی ولادت ہوئی دیگر آپ کی اولاد زینب ،عمرو اور درہ ہیں حضرت سلمہ کا نکاح حضرت امامہ بنت حمزہ بن عبدالمطلب کے ساتھ خود حضور ﷺ نے کروایا جناب عمر سیّدہ کے منجلے صاحبزادے ہیں حضرت علی نے ان کو فارس اور بحرین کا گورنر مقرر فرمایا تھا اور حضرت علی کے دورِ خلافت میں فتنہ کے وقت حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے صاحبزادے کو آپ کی حفاظت کے لئے پیش فرمایا تھا آپ کا وصال عبدالملک مروان کے دورِ خلافت میں ہوا۔

حضرت درّہ اُمّ سلمہ کی بڑی صاحبزادی ہیں اُمّ المؤمنین سیّدہ ام حبیبہ نے ایک دفعہ حضور ﷺ سے عرض کی کہ آپ درہ سے نکاح فرمانا چاہتے ہیں تو حضور نے فرمایا اگر میں نے ان کی

پرورش نہ فرمائی ہوتی تو پھر بھی وہ میرے لئے حلال نہ تھیں کیونکہ وہ میری رضائی بھتیجی ہیں۔

حضرت زینب سیّدہ کی چھوٹی جگرزادی ہیں پہلے آپ کا نام برہ تھا حضور ﷺ نے زینب رکھا حضور ﷺ نے ایک دفعہ آپ کے چہرہ پر پانی کا چھڑکاؤ فرمایا جس کا اثر یہ ہوا کہ بڑھاپے میں آپ کے تمام اعضاء پرضعف کے اثرات طاری ہوئے مگر چہرۂ مبارک ویسا ہی تروتازہ رہا آپ کا نکاح عبداللہ بن زمعہ کے ساتھ ہوا اپنے وقت میں صف اول کی عابدہ فقیہہ تھیں واقعۂ حرہ کے بعد وصال ہوا۔

سیّدہ اُمّ سلمہ اپنے شوہر ابوسلمہ کے ساتھ حبشہ سے مکّہ واپس تشریف لائیں اور مکہ سے پھر مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی۔

واقعۂ ہجرتِ مدینہ

ہجرت مدینہ کا واقعہ بھی دل کو پگھلا دینے والا ہے جب آپ دونوں نے ہجرتِ مدینہ کا ارادہ فرمایا اس وقت ان کے پاس ایک ہی اونٹ تھا حضرت ابوسلمہ اونٹ پر اپنی زوجہ اور بچہ کو سوار فرما کر خود نکیل پکڑ کر جب چلے تو بنومغیرہ جو کہ سیّدہ کے خاندان والے ہیں آئے اور اپنی لڑکی کو ابوسلمہ کیساتھ جانے سے روک دیا جب بنواسد کو خبر پہنچی جو کہ حضرت ابوسلمہ کے کنبہ کے تھے انہوں نے حضرت سلمہ کو چھین لیا اور کہا کہ اگر تمہاری بچی ہمارے بیٹے کیساتھ نہ جائے گی تو ہمارے بیٹے کا بیٹا بھی آپ کی بیٹی کیساتھ نہ رہے گا۔

وحبسنی بنو المغیرہ عندھم وانطلق زوجی ابوسلمة حتی لحق بالمدینة ففرق بینی وبین زوجی وابنی فکنت اخرج کل غداة واجلس بالابطح ابکی حتی امسی سبعا اوقریبها حتی مرّبی رجل من بنی عمی فرأی مافی وجهی فقال لبنی المغیرة الا تخرجون من هذه المسکینة

فرماتی ہیں کہ مجھے بنومغیرہ نے اپنے پاس روک لیا اور حضرت ابوسلمہ مدینہ ہجرت فرما گئے اور انہوں نے میرے اور میرے شوہر اور میرے بچے کے مابین جدائی ڈالی تو میں روزانہ صبح کے وقت مقام ابطح میں بیٹھ کر روتی یہاں تک کہ قریباً سات روز گزر گئے کہ میرے پاس سے میرے چچیروں میں

سے کوئی شخص گزرا اور اس نے میرے چہرے پر حزن وملال دیکھ کر بنومغیرہ کو کہا کیا تم اس مسکینہ و بے کس کو نہیں نکالتے ہو تم نے اس کے اور اس کے خاوند و بیٹے کے مابین جدائی ڈال دی ہے فقالوا الحقی بزوجک ان شئت اس پر بنومغیرہ نے کہا کہ اگر تم چاہتی ہو تو اپنے شوہر سے مل سکتی ہو اس پر بنوالاسد نے میرے صاحبزادے کو بھی لوٹا دیا پھر میں نے اپنے بیٹے کو گود لے کر ایک اونٹ پر کوچ کیا تو اس وقت میرے پاس اللہ اور اس بیٹے کے علاوہ کوئی دوسرا نہ تھا جب میں مقامِ تنعیم پہنچی تو عثمان بن طلحہ سے ملاقات ہوئی اس نے کہا کہ اے بنت ابی امیہ کہاں کا ارادہ ہے میں نے کہا کہ اپنے شوہر جو کہ مدینہ میں ہیں اس کے پاس جانا چاہتی ہوں اس نے کہا کہ تمہارے ساتھ کوئی ہے میں نے کہا نہیں سوائے اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس بچے کے اس پر عثمان بن طلحہ نے کہا کہ تمہارا اکیلا جانا مناسب نہیں پس اس نے اونٹ کی نکیل پکڑی اور آگے آگے چلنے لگا فرماتی ہیں کہ قسم بخدا میں نے آپ سے زیادہ کوئی شخص اہل عرب میں شریف نہ دیکھا فرماتی ہیں کہ جب کسی منزل پر پڑاؤ ڈالنا ہوتا تو عثمان بن طلحہ اونٹ بٹھاتے اور خود ایک درخت کی طرف تنہائی میں چلے جاتے اور جب کوچ کرنا ہوتا تو سواری کو آگے بڑھاتے ہودج رکھتے اور پھر پیچھے چلے جاتے اور کہتے کہ سوار ہو جاؤ اور جب میں سوار ہو جاتی تو پھر لگام پکڑ کر آگے آگے چلتے یہاں تک کہ منزل بہ منزل مسربۃ پہنچ گئے پھر جب وادیٔ قباء نظر آئی تو مجھ سے کہا کہ تمہارے شوہر اس بستی میں ہیں بعض نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ وہ پہلی خاتون جو ہودج میں سوار ہو کر ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں داخل ہوئیں وہ یہی ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ جنگِ احد میں زخمی ہوئے پھر تندرست ہو گئے اور بعد میں ایک لشکر کے ہمراہ بھیجے گئے وہاں سے واپسی کے بعد ان کے سابقہ زخم دوبارہ تازہ ہو گئے پس انہیں زخموں کی وجہ سے آپ کا ۴/۳ھ کو وصال ہوا۔ (الاصابہ ومدارج وغیرہ)

سیّدہ رضی اللہ عنہا کا حضور ﷺ سے نکاح

اُمّ المومنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ سے سنا ہوا تھا کہ اگر کسی کو مصیبت آجائے تو اسے یہ دعا مانگنی چاہیے:۔

اللهم اجرني مصيبتي واخلف لي خيرا منها

اے اللہ میری مصیبت میں مجھے اجر عطا فرما اور اس سے بہتر قائم مقام میرے لئے بنا

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی زبان پر بوقت وصال اسی دعا کا ورد تھا سیدہ فرماتی ہیں کہ میرے شوہر کی وفات پر جو مجھے مصیبت آئی اس دوران میں یہ دعا پڑھا کرتی تھی اور سوچتی تھی کہ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر کون مسلمان ہو سکتا ہے لیکن چونکہ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی تھا اس وجہ سے اس کا ورد جاری رکھا نیز اس وجہ سے بھی کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب تم میت کے سرہانے ہو تو اچھی بات کہو کیونکہ اس پر فرشتے آمین کہتے ہیں ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے کہا میں نے یہ بات سنی ہے کہ اگر کسی کا خاوند مر جائے اور عورت دوسری شادی نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور اسی طرح اگر عورت مر جائے اور شوہر دوسری شادی نہ کرے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس مرد کو جنت میں داخل فرمائے گا اس لئے ہم دونوں آپس میں عہد کرتے ہیں کہ اگر ہم میں سے کوئی فوت ہو جائے تو دوسرا شادی نہ کرے گا اس پر حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم میری بات مانو اور وہ یہ کہ اگر میں پہلے فوت ہو جاؤں تو تم دوسری شادی کر لینا پھر آپ نے یہ دعا کی کہ اے اللہ! اگر میں فوت ہو جاؤں تو اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کو مجھ سے بہتر شخص عطا فرمانا پھر جب ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو سیّدہ نے خود جا کر حضور ﷺ کو خبر دی تو حضور نے آپ کو فرمایا کہ تم یوں دعا پڑھا کرو:۔

اللهم اغفرلي وله واعقبني عقبة حسنة (ترمذی ج ۱ ص ۱۱۷)

اے اللہ تعالیٰ مجھے اور ان کو بخش دے اور میری عاقبت اچھی فرما دے۔

اور حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ خود حضور سید عالم ﷺ نے پڑھائی جس میں نو تکبیریں کہیں۔

اور حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف

لائے اور یہ دعا فرمائی اے اللہ ان کے غم کو تسکین عطا فرما ان کی مصیبت کو بہتر بنا دے اور بہتر عوض عطا فرما اللہ کی شان جس طرح حضور ﷺ کی دعا تھی بالکل اسی طرح واقع ہوا حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے وصال کے دنوں سیّدہ حمل سے تھیں جب عدت پوری ہوئی خطبھا ابوبکر فردته ثم خطبها عمر فردته یعنی حضرات شیخین نے پیغامِ نکاح دیا سیّدہ نے دونوں کے پیغام کو رد فرما دیا اس کے بعد حضور ﷺ نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کو پیغامِ نکاح دے کر بھیجا تو آپ نے فرمایا مرحبا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبرسولہ یعنی حضور ﷺ اور حضور کے پیغام رساں کو مرحبا ہے چونکہ حضور ﷺ کی رفاقت سے بڑھ کر کوئی سعادت نہیں اس لئے آپ نے پیغامِ نکاح قبول تو فرمایا مگر ساتھ ہی اپنے عذر بھی پیش فرمائے کہ انی امرأة غیرتی وانی مصیبة وانه لیس احد من اولیائی شاھد یعنی میں غیرت مند عورت ہوں اور بچوں والی ہوں میرے بچوں کی کفالت کون کرے گا نیز میرے اولیاء میں کوئی موجود نہیں ہے اس پر حضور ﷺ نے اپنے قاصد کو فرمایا کہ سیّدہ کو جا کر کہو کہ اما قولک انی مصیبة فان اللہ سیکفیک صبیانک کہ بے شک اللہ تعالیٰ آپ کے بچوں کو کافی ہوگا واما قولک انی غیرتی فسادعو اللہ ان یذھب غیرتک اور رہا تمہارا دوسرا قول تو میں اللہ کی بارگاہ میں دعا کروں گا کہ اللہ اس کو تم سے لے جائے دور فرمائے گا اور تمہارا تیسرا عذر فلیس احد منھم شاھد ولا غائب الاسیر ضانی یعنی تمہارا کوئی بھی وارث خواہ حاضر ہو یا غائب سب مجھ سے رضامند ہوں گے۔

دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا میں ایک عمر رسیدہ عورت ہوں اور اپنے ساتھ یتیم بچے رکھتی ہوں اور بہت غیرتمند خاتون ہوں تو حضور نے فرمایا کہ انا اکبر منک کہ میں تمہاری نسبت زیادہ عمر رکھتا ہوں واما الغیرة فیذھبھا اللہ رہی غیرت تو اسے اللہ دور فرمائے گا واما العیال فالی اللہ ورسولہ اور رہے بچے تو ان کی پرورش اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ذمہ ہے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے بچے میرے بچے ہیں اس کے بعد سیّدہ نے

اپنے بیٹے جناب عمر کو فرمایا کہ قم فزوج رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہ اٹھو اور حضور سے میرا عقد کرو فزوجہ تو آپ نے سیّدہ کا حضور سے عقد فرمادیا۔

سیّدہ کیساتھ حضور ﷺ کا تزوج ونکاح شوال ۴ھ میں ہوا۔

دس درہم کی قیمت کا سامان ان کا مہر مقرر ہوا چونکہ سیّدہ سے نکاح کے وقت اُمّ المؤمنین سیّدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہو چکا تھا اس لیے آپ کو انہیں کے گھر اتارا گیا اور حضور ﷺ نے فرمایا اما انی لانقصک شیأ مما اعطیت اختک فلانۃ یعنی ہم نے جو کچھ آپ کی فلاں سوکن کو دیا اس سے کچھ بھی آپ کے لئے کمی نہ کریں گے چنانچہ آپ نے سیّدہ کو دو چکیاں اور ایک تکیہ جس میں کھجور کی چھال کا بھراؤ تھا اور دیگر چند ایک اشیاء عطا فرمائیں۔(مسند امام احمد بن حنبل ج۶ ص ۲۹۱ و۳۱۳ و۳۱۴، الاصابہ ج۸ ص ۴۰۵ و۴۰۶ و مدارج شریف وغیرہ کتب)

اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ کا حلیہ مبارکہ

کانت اُمّ سلمة موصوفة بالجمال البارع والعقل البالغ والرائی الصائب (الاصابہ)

یعنی آپ حسن وجمال کی پیکر اور بالغ العقل اور صائب الرائے والی تھیں۔

جب سیّدہ سے حضور ﷺ نے عقد فرمایا تو اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بہت شدید رنج ہوا کیونکہ آپ نے سیّدہ کے جمال کے بارے میں سن رکھا تھا سیّدہ فرماتی ہیں کہ فرأیت واللہ اضعاف ماوصفت یعنی قسم بخدا جب میں نے اُمّ سلمہ کو دیکھا تو آپ کو اس سے زائد خوبصورت پایا جتنا آپ کے بارے میں بیان کیا گیا تو میں نے جناب حفصہ کو آپ کے حسن کا ذکر کیا پھر حضرت حفصہ نے اُمّ سلمہ کو دیکھنے کے بعد اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بیان فرمایا کہ ولا واللہ ماھی کماتقولین ولاقریب وانھا لجمیلة کہ قسم بخدا اے عائشہ جیسا کہ آپ نے ان کی خوبصورتی بیان فرمائی وہ ایسی نہیں ہیں اور نہ اس کے قریب وہ تو بلاشبہ اس سے کہیں زیادہ حسین وجمیل ہیں اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں فرأیتھا بعد ذلک فکانت کما

قالت حفصة پھر میں نے اُمّ سلمہ کو دیکھا تو آپ ویسی ہی حسن و جمال کی پیکر تھیں جیسا کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا۔ (الاصابہ ج۸ ص۴۰۶)

خیال رہے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے دوگروہ تھے جن میں سے ایک کی سربراہ اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تھیں جس میں حضرت حفصہ وغیرہ تھیں جب کہ دوسرے گروہ کی سردار اُمّ المؤمنین سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا تھیں جن میں حضرت زینب بنت جحش و دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن تھیں چونکہ اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی زیادہ محبوبہ تھیں اس لئے صحابہ کرام حضور ﷺ کو تحائف آپ کی باری میں بھیجا کرتے تھے اس پر دیگر ازواج نے سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کو یہ بات سونپی کہ آپ حضور کو عرض کریں کہ آپ کے صحابہ حضور ﷺ کہیں بھی جلوہ افروز ہوں تحائف بھیج دیا کریں اس پر حضور ﷺ نے اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا تھا کہ عائشہ کے بارے میں مجھے اذیت مت پہنچاؤ کیونکہ ان کے لحاف میں بھی حضور ﷺ پر وحی نازل ہوتی ہے اس پر سیّدہ اُمّ سلمہ نے حضور ﷺ کو اذیت دینے سے اللہ کی پناہ طلب فرمائی تھی۔

اُمّ سلمہ و روایت حدیث

آپ نے رسولِ کائنات ﷺ اور ابو سلمہ و حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے احادیث روایت فرمائی ہیں جب کہ آپ سے آپ کے صاحبزادے عمر اور صاحبزادی زینب اور بھائی اور آپ کے بھتیجے مصعب بن عبداللہ نے اور آپ کے غلاموں یعنی عبداللہ بن رافع، نافع، سفینہ وغیرہ نے اور صحابۂ کرام میں سے حضرت صفیہ بنت شیبۃ، ھند بنت حارث، قبیصہ بنت ذوئب، عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام نے اور کبار تابعین میں سے حضرت ابو عثمان نھدی، ابووائل، سعید بن مسیّب، ابوسلمۃ، حمید اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن، سلیمان بن یسار و دیگر حضرات نے احادیث روایت فرمائی ہیں۔ (الاصابہ ج۸ ص۴۰۶)

مرویاتِ اُمّ المومنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا

آپ سے مرویات کی تعداد ۳۷۸ ہے جن میں سے ۱۳ متفق علیہ ہیں چند ایک پیش کی جاتی ہیں۔

☆۱۔سیّدہ فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا الحج جھاد کل ضعیف حج ہر کمزور کا جہاد ہے۔

☆۲۔سیّدہ فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نماز فجر کے بعد یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اللھم انی اسألک علما نافعا وعملا متقبلا ورزقا طیبا (آمین)

☆۳۔سیّدہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے یامقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک اے دلوں کو پھیرنے والے میرے قلب کو اپنے دین پر ثابت (قدمی نصیب) فرما۔

☆۴۔سیّدہ فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ اکثر و بیشتر ہفتہ اور اتوار کا روزہ رکھتے تھے اور فرماتے کہ یہ دونوں دن مشرکین کے عید کے دن ہیں پس مجھے یہ بات زیادہ محبوب ہے کہ میں ان کی مخالفت کروں۔(امام احمد بن حنبل)

☆۵.عن ام سلمة رضی اللہ عنہا قالت استیقظ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذات لیلة فقال سبحان اللہ ماذا انزل اللیلة من الفتن وماذا فتح من الخزائن ایقظوا صواحب الحجر فربّ کاسیة فی الدنیا عاریة فی الاخرة .

اُمّ المومنین سیّدہ اُمّ سلمہ نے فرمایا ایک رات حضور ﷺ بیدار ہوئے تو فرمایا سبحان اللہ اس رات کتنے فتنے نازل ہوئے اور کتنے خزانے کھلے حجرے والیوں کو جگادو بہت سی دنیا میں پہنے والیں آخرت میں برہنہ ہوں گی(رواہ البخاری فی کتاب العلم ج ۱ ص ۲۲)

☆۶.عن ام سلمة رضی اللہ عنہا قالت جاء ت ام سلیم الی رسول صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یارسو ل اللہ ان اللہ لایستحی من الحق فھل علی المرأة من

غسل اذا احتلمت فقال النبی صلی اللہ علیه وسلم اذا رأت فغطت ام سلمة یعنی وجهها وقالت یارسول صلی اللہ علیه وسلم اوتحتلم المرأة قال نعم تربت یمینک فبم یشبهها ولدها

ام المؤمنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اُمّ سلیم حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوئیں اے اللہ کے رسول ﷺ اللہ حق بیان کرنے سے حیا نہیں فرماتا عورت کو جب احتلام ہو تو کیا اس پر غسل ہے حضور ﷺ نے فرمایا (جی ہاں) جب وہ پانی کو دیکھے یہ سن کر اُمّ المؤمنین نے اپنا منہ ڈھانپ لیا اور پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ کیا عورت کو احتلام ہوتا ہے فرمایا ہاں تیرا ہاتھ گرد آلود ہو پھر کیوں بچہ اپنی ماں کے مشابہ ہوتا ہے۔ (رواہ البخاری فی کتاب العلم)

سبحان اللہ اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کے تعجب کرنے سے معلوم ہوا کہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن احتلام سے محفوظ ہیں جیسا کہ حبالۂ عقدِ نبوی میں آنے کے بعد بھی اسی طرح قبل بھی مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ اس وقت اُمّ المؤمنین سیدہ صدیقہ بھی موجود تھیں اس میں یہ بات زائد ہے اُمّ سلیم کے سوال پر عورتیں ہنس پڑیں اور اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تیرے لئے خرابی ہو کیا عورت بھی ایسا دیکھتی ہے۔

سیدہ رضی اللہ عنہا کا وصال

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں سب سے آخر میں آپ نے وصال فرمایا آپ کا وصال ۵۹ھ میں یا پھر یزید ابن معاویہ کے دور میں ۶۳ھ کو ہوا دوسرے قول کی تائید ترمذی کی روایت سے ہوتی ہے کہ ایک انصاری کی زوجہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کے پاس گئی تو آپ رو رہی تھیں پوچھنے پر بتایا کہ ابھی ابھی میں نے خواب میں جانِ کائنات ﷺ کی زیارت کی آپ کا سرِ اقدس گرد آلود تھا اور آپ رو رہے تھے میں عرض گزار ہوئی حضور ﷺ کیا واقعہ ہوا آپ کیوں روتے ہیں فرمایا کہ میں وہاں حاضر تھا جہاں حسین کو شہید

کیا گیا جس سے واضح ہوتا ہے کہ شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ پر اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا حیات تھیں نیز شہادت کی خبر سن کر آپ نے قاتلین حسین رضی اللہ عنہ پر لعنت فرمائی واللہ اعلم (مدارج شریف)

نیز اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کو حضور نے کربلا کی مٹی دی تھی جو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت سرخ ہو گئی اس سے انہوں نے جانا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے وصال کے وقت آپ کی عمر مبارک ۸۴ چوراسی سال تھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی بعض نے کہا کہ حضرت سعید بن زید نے پڑھائی۔ (نزہۃ القاری ج ۱ ص ۴۰۸، مدارج)

جیسا کہ ماقبل گذرا کہ اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمہ سیّدہ زینب کے گھر میں رہائش پذیر ہوئیں جب آپ سیّدہ زینب کے گھر آئیں تو دیکھا کہ گھر میں ایک چھوٹا سا گھڑا ہے جس میں تھوڑے سے جو ہیں پتھر کی ایک ہانڈی اور چکی بھی ہے آپ نے چکی میں کچھ جو ڈال کر پیسے اور اس سے مالیدہ بنایا اور اس سے آپ کا ولیمہ کیا گیا۔ (مدارج)

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ

اُمّ المؤمنین سیّدہ اُمّ سلمہ کے پہلے شوہر تھے آپ کا سلسلۂ نسب یہ ہے ابو سلمہ بن عبد الاسد ھلال بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم القرشی المخزومی

آپ کا نام عبد اللہ بن عبد الاسد جب کہ والدہ بَرّہ بنت عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہیں حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد تھے اور قدیم الاسلام تھے۔

اسحاق سے روایت ہے کہ ابو عبیدہ بن حارث، ابو سلمۃ بن عبد الاسد اور ارقم بن ابی الارقم وعثمان بن مظعون حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک دفع آئے تو حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حضرات پر اسلام پیش فرمایا اور ان کو قرآن سنایا تو سب نے اسلام قبول کر لیا اور گواہی دی کہ حضور ہدایت و نور پر ہیں۔

آپ نے اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کیساتھ ہجرت حبشہ فرمائی اور غزوۂ بدر میں

بھی شریک ہوئے اور زخمی ہوئے بعد میں اسی وجہ سے جمادی الآخر تین ہجری میں آپ کا وصال ہو گیا۔
(اسد الغابہ ج ٦ ص ١٦١، ١٦٢)

اُمّ المومنین سیّدہ اُمّ سلمہ کے خویش واقارب

کی اولاد کا ضمناً ذکر ہو چکا اُمّ المومنین رضی
اُمّ المومنین سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا
عامر فتح مکہ سے قبل مشرّف
اللہ عنہا کے برادران کے نام یہ ہیں زھیر، عامر و مہاجر۔ ان میں سے
باسلام ہو چکے تھے غزوۂ حنین وطائف میں شرکت فرمائی اور طائف میں جام شہادت نوش فرمایا جناب
مہاجر کو سیّدنا صدیق اکبر نے یمن میں بھیجا تھا اور حضر موت آپ کے ہاتھوں فتح ہوا اور آپ کے برادر
زھیر غیر معروف ہیں واللہ ورسولہ اعلم. حضرت خالد بن ولید اور ہشام بن ولید اور ولید بن ولید
سیّدہ کے چچازاد تھے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

حضرت خالد بن ولید بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو مخزوم قرشی آپ سیف اللہ ہیں حضور کے
کاتب تھے دورِ جاہلیت میں اعیانِ قریش میں سے تھے عمرۂ حدیبیہ تک کفار کے ساتھ شامل تھے غزوہ
احد میں لشکر کفار کے مقدمۃ الجیش کے سپہ سالار تھے آپ غزوۂ موتہ سے دو ماہ قبل اسلام سے مشرّف
ہوئے اور آپ ہی کے ہاتھ غزوہ موتہ فتح ہوا ایک موقع پر حضور ﷺ نے انہیں فرمایا کہ یہ اللہ کی تلواروں
میں سے ایک تلوار ہیں روایت ہے کہ ایک جنگ میں حضرت خالد بن ولید کی ٹوپی گم ہو گئی تو آپ نے
ٹوپی کی بہت جستجو فرمائی آخر کار مل گئی جب دیکھا گیا تو وہ ٹوپی بہت بوسیدہ تھی لوگوں نے پوچھا کہ اس
بوسیدہ ٹوپی کی جستجو کی کیا وجہ تھی فرمایا کہ ایک دفعہ حضور نے عمرہ ادا فرمایا اور اپنا سر مبارک منڈایا تو لوگوں
نے آپ کے موئے مبارک حاصل کرنے میں جلدی کی اور میں نے بھی حضور ﷺ کے پیشانی مبارک
کے موئے شریف حاصل کرنے میں جلدی کی تو اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے موئے مبارک اس ٹوپی میں
محفوظ فرما کر ٹوپی مجھے عطا فرمادی اسی کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس مقام پر مجھے فتح دی روایت میں

ہے کہ ایک آدمی شراب سے بھرا ہوا مشکیزہ آپ کے پاس لایا جب آپ نے پوچھا تو اس نے کہا کہ اس میں سرکہ ہے آپ نے فرمایا کہ خدا اس کو سرکہ بنادے پس وہ شراب سرکہ بن گئی جبکہ دوسری روایت میں شہد بن جانے کا ذکر ہے ایک دفعہ آپ کے پاس زہر لایا گیا آپ نے اس زہر کو **بسم اللہ** پڑھ کر پی لیا اللہ کی شان اس زہر نے آپ کو کچھ بھی نقصان نہ پہنچایا۔ (مدارج ج ۲ ص ۷٤۷ وغیرہ)

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ سیدہ کے رضاعی بیٹے

آپ کا نام حسن کنیت ابوسعید اخیر دور خلافت عمر فاروق آپ کی ولادت ہوئی حضرت عمر فاروق نے ہی آپ کی تحنیک فرمائی اوران کے لئے یہ دعا فرمائی **اللهم فقهه فی الدین ووجهه فی الناس** اے اللہ حسن کو دین میں فقیہ اور لوگوں میں وجاہت والا بنادے دیگر صحابہ نے بھی آپ کو اپنی اپنی دعاؤں سے نوازا ایک سو تیس ۱۳۰ صحابۂ کرام کی زیارت سے مشرّف ہوئے آپ کے والد کا نام یسار جب کہ کنیت ابوالحسن تھی یہ حضرت زید بن ثابت کے غلام تھے آپ کی والدہ سیّدہ اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ کی باندی تھیں جب آپ کی والدہ آپ کو چھوڑ کر کہیں جاتیں آپ رونے لگتے تو سیّدہ **رضی اللہ عنہا** آپ کو اپنی چھاتی مبارک سے نوازتیں اللہ کی شان اس قدر عمر ہونے کے باوجود دودھ مبارک اتر آتا اور آپ نوش فرماتے آپ کو جو علوم و عرفان حاصل ہوئے اسی مبارک دودھ کی برکت تھی آپ باہیبت ،خوبصورت وجیہ تھے عابد و زاہد ہر عام و خاص میں مقبول سلاسل اولیاء کے امام تھے جلالت علم کا یہ عالم تھا کہ ایک بار کسی نے حضرت انس سے کچھ پوچھا تو فرمایا کہ حسن سے پوچھو کیونکہ انہوں نے اور میں نے سنا لیکن انہوں نے یاد رکھا جب کہ میں بھول گیا اور آپ حضرت حسن اور ابن سیرین پر رشک فرمایا کرتے تھے۔

شہادتِ عثمان کے بعد بصرہ میں مقیم ہوگئے اور وہیں ۱۱۰ھ رجب المرجب میں وصال فرمایا۔

(اکمال، نزھۃ القاری ج۲ ص۱۵۸)

صلح حدیبیہ کے موقع پر سیّدہ کی اصابت رائے

حدیبیہ ایک کنواں ہے جو کہ مکہ مکرمہ کے قریب ہے مختصر واقعہ یہ ہے کہ حضور ﷺ نے خواب

دیکھا کہ حضور ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے کوئی حلق کئے ہوئے اور کوئی قصر کئے ہوئے اور کعبہ معظمہ کی کنجی لی طواف فرمایا عمرہ کیا اصحاب کو اس خواب کی خبر دی سب خوش ہوئے پھر حضور نے عمرہ کا قصد فرمایا ایک ہزار چار سو اصحاب کیساتھ یکم ذی القعدہ ۶ھ کو روانہ ہو گئے ذوالحلیفہ میں پہنچ کر وہاں مسجد میں دو رکعتیں پڑھ کر عمرہ کا احرام باندھا اور حضور کیساتھ اکثر اصحاب نے بھی بعض نے جحفہ سے احرام باندھا راہ میں پانی ختم ہو گیا اصحاب نے عرض کیا کہ پانی لشکر میں بالکل باقی نہیں ہے سوائے حضور ﷺ کے آفتابہ کے کہ اس میں تھوڑا سا ہے حضور ﷺ نے آفتابہ میں دست مبارک ڈالا تو انگشت ہائے مبارک سے چشمے جوش مارنے لگے تمام لشکر نے پیا اور وضو کیا۔

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنج آبِ رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

جب مقامِ عسفان پہنچے تو خبر آئی کہ کفارِ قریش بڑے سر و سامان کیساتھ جنگ کے لئے تیار ہیں جب حدیبیہ پہنچے تو اس کا پانی ختم ہو گیا ایک قطرہ نہ رہا گرمی بہت شدید تھی حضور ﷺ نے کنوئیں میں کلی فرمائی اس کی برکت سے کنواں پانی سے بھر گیا سب نے پیا اونٹوں کو پلایا یہاں کفارِ قریش کی طرف سے حال معلوم کرنے کے لئے کئی شخص بھیجے گئے سب نے جا کر یہی بیان کیا کہ حضور ﷺ عمرہ کے لئے تشریف لائے ہیں جنگ کا ارادہ نہیں ہے لیکن انہیں یقین نہ آیا آخر کار انہوں نے عروہ بن مسعود ثقفی کو جو کہ طائف کے بڑے سردار اور عرب کے متمول شخص تھے تحقیقِ حال کے لئے بھیجا انہوں نے آ کر دیکھا کہ حضور ﷺ دست مبارک دھوتے ہیں تو صحابہ تبرک کے لئے غسالہ شریف حاصل کرنے کے لئے ٹوٹ پڑتے ہیں اگر کبھی تھوکتے ہیں تو لوگ اس کے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور جس کو وہ حاصل ہو جاتا ہے وہ اپنے چہروں اور بدن پر برکت کے لئے ملتا ہے کوئی بال سرِ اقدس کا گرنے نہیں پاتا اگر احیاناً جدا ہوا تو صحابہ اس کو بہت ادب کیساتھ لیتے اور جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں جب حضور

اکرم ﷺ فرماتے تو سب ساکت ہو جاتے ہیں حضور ﷺ کے ادب و تعظیم سے کوئی شخص نظر اوپر کو نہیں اٹھا سکتا عروہ نے قریش سے جا کر یہ حال بیان کیا (خزائن) اور کہا کہ......

ای قوم واللّٰہ لقد وفدت علی الملوک ووفدت علی قیصرو کسریٰ والنجاشی واللہ ان رایت ملکا قط یعظمہ اصحابہ مایعظم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم محمدا واللّٰہ ان تنخم نخامۃ الاوقعت فی کفِ رجل منہم فدلک بھا وجھہ وجلدہ واذا امرھم ابتدروا امرہ واذا توضأکادوا یقتتلون علی وضوئہ واذاتکلم خفضوا اصواتھم عندہ ومایحدون الیہ النظر تعظیما لہ.

اے قوم واللہ میں بادشاہوں کے درباروں میں وفد لے کر گیا ہوں میں قیصر و کسریٰ و نجاشی کے دربار میں حاضر ہوا لیکن خدا کی قسم میں نے کوئی بادشاہ ایسا نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھی اس طرح تعظیم کرتے ہوں جیسے محمد ﷺ کے ساتھی ان کی تعظیم کرتے ہیں خدا کی قسم جب وہ تھوکتے ہیں تو ان کا لعابِ دہن کسی نہ کسی آدمی کی ہتھیلی پر ہی گرتا ہے جسے وہ اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتا ہے جب وہ کوئی حکم دیتے ہیں تو فوراً ان کے حکم کی تعمیل ہوتی ہے جب وہ وضو فرماتے ہیں تو یوں محسوس ہونے لگتا ہے کہ لوگ وضو کا مستعمل پانی حاصل کرنے پر ایک دوسرے کے ساتھ لڑنے پر آمادہ ہو جائیں گے وہ ان کی بارگاہ میں اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں اور غایتِ تعظیم کے باعث وہ ان کی طرف آنکھ بھر کر دیکھ نہیں سکتے

(بخاری کتاب الشروط)

مسلمانوں کی طرف سے حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ نے اشرافِ قریش کے پاس مکہ مکرمہ بھیجا کہ انہیں خبر دیں کہ سیّد عالم ﷺ بیت اللہ شریف کی زیارت کے لئے بقصدِ عمرہ تشریف لائے ہیں آپ کا ارادہ جنگ کا نہیں ہے اور یہ بھی فرمادیا تھا کہ جو کمزور مسلمان وہاں ہیں انہیں اطمینان دلادیں کہ مکہ مکرمہ عنقریب فتح ہوگا اور اللہ اپنے دین کو غالب فرمائے گا قریش اس بات پر متفق رہے کہ سیّد

عالم ﷺ اس سال تو تشریف نہ لائیں اور حضرت عثمان ﷛ سے کہا کہ اگر آپ کعبہ کا طواف کرنا چاہیں تو کریں حضرت عثمان ﷛ نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں حضور کے بغیر طواف کروں یہاں مسلمانوں نے کہا کہ عثمان بڑے خوش نصیب ہیں جو کعبہ معظّمہ پہنچ گئے اور طواف سے مشرّف ہوئے حضور ﷺ نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ وہ ہمارے بغیر طواف نہ کریں گے حضرت عثمان نے مکہ میں ضعیف مسلمانوں کو حسبِ حکم بشارت دی پھر قریش نے حضرت عثمان کو روک لیا یہاں یہ خبر مشہور ہوگئی کہ حضرت عثمان رضی اللّٰہ عنہ شہید کردیئے گئے اس پر مسلمانوں کو بہت جوش آیا اور حضور نے صحابہ سے کفار کے مقابل جہاد میں ثابت رہنے پر بیعت لی اور یہ بیعت ایک بڑی خاردار درخت کے نیچے ہوئی جس کو عرب میں ثمرۃ کہتے ہیں حضور ﷺ نے اپنا بایاں دست داہنے دستِ اقدس میں لیا اور فرمایا کہ یہ عثمان کی بیعت ہے اور فرمایا یارب عثمان تیرے اور تیرے رسول کے کام میں ہیں حدیث شریف میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی ان میں سے کوئی بھی دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔

اس بیعت کو بیعت رضوان کہتے ہیں بیعت کی خبر سن کر کفار خوفزدہ ہوئے اور ان کے اہلِ رائے نے یہی مناسب سمجھا کہ صلح کرلیں چنانچہ چند ایک شرائط پر صلح نامہ لکھا گیا اور سالِ آئندہ حضور ﷺ کا تشریف لانا قرار پایا اور یہ صلح مسلمانوں کے حق میں بہت نافع ہوئی بلکہ نتائج کے اعتبار سے فتح ثابت ہوئی۔ (خزائن)

فلما فرغ قضية الكتاب قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لاصحابه قوموا فانحروا ثم احلقوا قال فوالله ماقام منهم رجل حتى قال ذلك ثلث مرات فلما لم يقم منهم احد دخل على ام سلمة فذكر لها ما لقى من الناس فقالت ام سلمة يانبى الله اتحب ذلك اخرج ثم لاتكلم احدا منهم كلمة حتى تنحر بدنك وتدعو حالقك فيحلقك.

راوی فرماتے ہیں کہ صلح کے بعد حضور ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اٹھو اور قربانیاں پیش کر کے اپنے سر منڈاؤ راوی کا بیان ہے کہ شمعِ رسالت کے پروانے اس درجہ دم بخود تھے کہ ایک بھی نہ اٹھا حالانکہ آپ نے خدا کی قسم تین مرتبہ فرمایا تھا جب کوئی نہ اٹھا تو حضور اکرم ﷺ اُمّ المؤمنین سیّدہ اُمِ سلمہ کے پاس تشریف لے گئے اور مسلمانوں کی اس حالت کا ان سے ذکر فرمایا سیّدہ نے عرض کی اے اللہ کے نبی ﷺ اگر آپ پسند فرمائیں تو ایسا کریں کہ باہر تشریف لے جائیں اور ان میں سے کسی سے کچھ بھی نہ کہیں یہاں تک کہ اپنی قربانی کے اونٹ ذبح کر لیجئے اور حجام کو بلا کر اپنا سر منڈالیا جائے پس آپ باہر نکلے اور کسی ایک سے بھی بات نہ کی یہاں تک کہ اپنے جانوروں کی قربانی دے دی اور حجامت کرنے والے کو بلا کر سر منڈالیا جب مسلمانوں نے یہ بات دیکھی تو وہ کھڑے ہوئے اور قربانیاں پیش کیں اور ایک دوسرے کا سر مونڈنے میں ایسے دوڑے کہ آپس میں لڑائی جھگڑے کا خطرہ محسوس ہونے لگا۔ (بخاری شریف کتاب الشروط ج ۱ ص ۳۸۰)

مذکورہ روایت سے ایسے نازک مرحلہ پر اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کی اصابتِ رائے کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

اُمّ المؤمنین اور حجۃ الوداع

حجۃ الوداع کے موقع پر دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ اُمّ المؤمنین سیّدہ اُمّ سلمہ بھی تھیں لیکن بیمار ہونے کی وجہ سے پیدل چلنے سے قاصر تھیں۔

جب آپ نے حضور سیّد عالم ﷺ کو اپنی بیماری کی شکایت کی تو حضور نے آپ کو حکم دیا طوفی من وراء الناس وانت راکبۃ یعنی آپ دیگر لوگوں سے پیچھے حالتِ سواری میں طواف کرو سیّدہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق طواف کیا اور حضور سیّد عالم ﷺ بیت اللہ شریف کی ایک جانب نماز ادا فرما رہے تھے جس میں آپ والطور وکتاب مسطور کی قرأت فرماتے

تھے۔(بخاری ج ۱ ص ۲۱۹)

امّ المومنین سیّدہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی تسکین

ایک دفعہ امّ المومنین امّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں ہجرت میں عورتوں کا کچھ ذکر ہی نہیں سنتی یعنی مردوں کے فضائل تو معلوم ہوئے لیکن یہ بھی معلوم ہو کہ عورتوں کو بھی ہجرت کا کچھ ثواب ملے گا اس پر آیتِ کریمہ:۔

فاستجاب لهم ربهم انی لا اضيع عمل عامل منكم من ذكر او انثى بعضكم من بعض فالذين هاجروا و اخرجوا من ديارهم و اوذوا فی سبيلی و قتلوا و قُتلوا لاكفرن عنهم سيّاتهم و لادخلنهم جنت تجری من تحتها الانهرج ثوابا من عندالله والله عنده حسن الثواب (پ ٤ سورة ال عمران آيت ١٩٥)

ترجمہ: تو ان کی دعا سن لی ان کے رب نے کہ میں تم میں کام والے کی محنت اکارت نہیں کرتا مرد ہو یا عورت تم آپس میں ایک ہو تو وہ جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں ستائے گئے اور لڑے اور مارے گئے میں ضرور ان کے سب گناہ اتار دوں گا اور ضرور انہیں باغوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں رواں اللہ کے پاس ثواب اور اللہ ہی کے پاس اچھا ثواب ہے (کنزالایمان) نازل ہوئی اور ان کی تسکین فرمادی گئی کہ ثواب عمل پر مرتب ہے عورت کا ہو یا مرد کا۔(خزائن العرفان)

اُمّ المومنین سیّدہ اِمّ سلمہ رضی اللہ عنہا اور غزوۂ خندق

اُمّ المومنین فرماتی ہیں کہ مجھے حضور ﷺ کا فرمان جو آپ خندق کے موقع پر فرماتے تھے نہیں بھولا فرماتی ہیں کہ حضور سیّد عالم ﷺ اپنے اصحاب کیساتھ اینٹیں اٹھاتے تھے جس کی وجہ سے آپ کے سینۂ مبارکہ کے بال مبارک گرد آلود ہو گئے اور آپ فرماتے تھے کہ اللهم ان الخير خيرا الاخرة فاغفر للانصار والمهاجرة بے شک خیر تو آخرت کی خیر ہے اے اللہ انصار اور مہاجرین کی مغفرت

فرمایا پھر جب حضور ﷺ نے حضرت عمار بن یاسر کو دیکھا تو فرمایا کہ ابن سمیہ کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔(رواہ امام احمد ج ٦ ص ٢٨٩)

چنانچہ حضور سیّد عالم ﷺ کی اخبار بالغیب کے مطابق حضرت عمار بن یاسر شہید ہوئے تف ہے ایسے لوگوں کی عقائد و نظریات پر جو حضور سیّد عالم ﷺ کے علمِ غیب شریف کا انکار کرتے ہیں ایسے عقائدِ باطلہ سے اللہ اور اس کے رسول کی پناہ۔

ہمارے امام فرماتے ہیں۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پر کروڑوں درود

(اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ)

اُمّ المؤمنین سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کو حکم پردہ

شریعتِ مطہرہ نے جب تک پردہ کے احکام لاگو نہ فرمائے تھے تب تک خواتین پر پردہ کی پابندی نہ تھی اس کے باوجود بھی بربنائے شرم و حیا عورتیں پردہ میں رہا کرتی تھیں کیونکہ عورت کی اسی میں عزت تھی اور جو عورت باپردہ ہوتی تھی وہ اسی قدر زیادہ معزز و مشرّف ہوا کرتی تھی اور پردہ داری ان کی شرافت و بزرگی پر قوی دلیل تھی یہی وجہ ہے کہ آیتِ حجاب سے قبل بھی ازواجِ مطہرات سوائے قضائے حاجت کے گھر سے باہر بلا ضرورت تشریف نہ لے جاتی تھیں لیکن جب احکام پردہ نازل ہوئے تو پھر تو سبحان اللہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہنّ جس قدر حجاب کا اہتمام کرتیں اس کی مثال نہیں ملتی چنانچہ اشعۃ اللمعات میں شیخ محقق علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ عام عورت کا پردہ یہ ہے کہ اپنا چہرہ کسی اجنبی کو نہ دکھائے مگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہنّ کا پردہ یہ تھا کہ برقع اوڑھ کر بھی کسی کے سامنے نہ ہوں تا کہ ان کے جسم کے اعضاء کا اندازہ بھی نہ ہو سکے۔

(مراۃ المناجیح ج٨ ص ٣٣٥ و اشعۃ اللمعات شریف)

امام اہلسنت محدّثِ بریلوی فرماتے ہیں:۔

جلوگیانِ بیت الشرف پر درود
پردگیانِ عفت پہ لاکھوں سلام

حضرت سیّدنا ابن امِ مکتوم موذّنِ رسول ﷺ نابینا تھے آیتِ حجاب نازل ہونے کے بعد ایک دفع آپ حضور ﷺ کے آستانہ معلیٰ میں حاضر ہوئے اس وقت سیّدہ اُمّ سلمہ اور اُمّ المؤمنین سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہما حضور ﷺ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر تھیں تو حضور نے دونوں ازواج کو حضرت ابن امِ مکتوم سے پردہ کرنے کا حکم دیا اس پر دونوں بیبیاں عرض گزار ہوئیں **الیس اعمی لایبصرنا ولایعرفنا** اے اللہ کے رسول کیا حضرت ابن اُمِ مکتوم اعمٰی (نابینا) نہیں ہیں جو کہ ہم کو نہ دیکھ سکیں اور نہ پہچان سکیں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا **افعمیا وان انتما لستما تبصرانہ** کہ کیا آپ دونوں بھی اعمٰی ہو اور آپ دونوں ان کو نہیں دیکھ رہی ہو یعنی حضرت ابن اُمِ مکتوم تو تم کو نہیں دیکھ رہے لیکن آپ تو نہیں دیکھ رہی ہو اس لیے آپ کو ان سے بھی پردہ کرنا لازم ہے۔

(مسند امام احمد بن حنبل ج٦ ص ٢٩٦)

اُمّ المؤمنین سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا اور زیارت موئے مبارک

اکابرین اولیاء کاملین اور حضرات انبیاء کرام بالخصوص سیّد الانبیاء ﷺ کے آثار سے برکت حاصل کرنا اور ان کی تعظیم بجالانا و زیارت کرنا کرانا اور انہیں کفن وغیرہ میں رکھنا بلاشبہ جائز و مستحن عمل ہے چنانچہ جلیل القدر صحابی رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک کے نیچے موئے مبارک رکھ کر آپ کو دفن کیا گیا جیسا کہ الاصابہ میں ہے کہ:-

قال ثابت البنانی قال لی انس بن مالک هذه شعرة من شعر رسول الله صلی الله علیه وسلم فضعها تحت لسانی قال فوضعتها تحت لسانه فدفن وهو تحت لسانه۔

یعنی حضرت ثابت بنانی فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت انس بن مالک نے فرمایا کہ یہ موئے

مبارک حضور ﷺ کے ہیں اسے میری زبان کے نیچے رکھ دینا فرماتے ہیں میں نے موئے مبارک آپ کی زبان کے نیچے رکھ دیئے اور آپ کو دفن کردیا گیا اور موئے مبارک آپ کی زبان کے نیچے تھے۔ (الاصابه فی تمییز الصحابه ج ۱ ص ۷۲)

مسلم شریف میں حضرت انس ہی سے مروی ہے کہ حضور سید عالم ﷺ منٰی میں تشریف لائے جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماریں پھر قربانی کرکے مکان میں تشریف لائے اور حجام کو بلایا اور سرِ اقدس کے بال منڈوائے اور ابوطلحہ کو بلاکر بال عطا فرمائے اور فرمایا اقسمه بین الناس ان موئے مبارک کو لوگوں میں بانٹ دو۔ (مسلم کتاب الحج باب بیان ان السنة یوم النحر ان یرمی)

اس روایت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تبرکات خود بھی صحابہ کرام کو عطا فرمایا کرتے تھے۔

اسی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس حضور ﷺ کے موئے مبارک، تہبند، چادر اور قمیص مبارک تھی اور کچھ ناخن مبارک تھے آپ نے وصیت فرمائی کہ مجھے ان کپڑوں میں کفن دینا اور میرے ناک اور منہ میں ناخن مبارک اور حضور ﷺ کے موئے مبارک رکھ دینا (مرقاۃ) اُمّ المؤمنین سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھی حضور ﷺ کے موئے مبارک تھے جن کو پانی میں بگو کر مریضوں کو وہ متبرک پانی پلایا جاتا تھا چنانچہ بخاری شریف میں حضرت عثمان بن عبداللہ بن موھب سے روایت ہے کہ مجھے میرے گھر والوں نے امّ المؤمنین امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک پانی کا پیالہ دے کر بھیجا

و قبض اسرائیل ثلث اصابع من قصبه فیه شعر من شعر النبی صلی الله علیه و سلم و کان اذا اصاب الانسان عین او شیٔ بعث الیها مخضبة

ایک راوی اسرائیل نے تین انگلیوں کو قبض کرکے اشارہ فرمایا کہ وہ چھوٹا پیالہ تھا اس میں حضور کے موئے مبارک تھے اور لوگوں کی عادت تھی کہ جب کسی کو نظر لگ جاتی یا کوئی اور مرض ہو جاتا تو وہ شخص امّ المؤمنین حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک برتن بھیجتا تو وہ اس برتن میں ان مبارک بالوں کو رکھ دیتیں اور اس برتن میں موئے مبارک کو دھوتیں پھر وہ شخص حصولِ شفاء کے لئے دھوون مبارک کو نوش

کر لیتا یا پھر اپنے بدن پر مل لیتا تو اس کو اس سے برکت حاصل ہوتی۔

(بخاری شریف کتاب اللباس مع فتح الباری شرح البخاری)

نیز آپ لوگوں کو موئے مبارک کی زیارت بھی کرواتی تھیں چنانچہ عثمان بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں حاضر ہوا فأرتني شعرا من شعر رسول صلی اللہ علیہ و سلم تو اُمّ المؤمنین نے مجھے حضور ﷺ کے موئے مبارک کی زیارت کروائی۔

(مسند امام احمدبن حنبل ج٦ ص٣٢٢)

اُمّ المؤمنین سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا اور بشارت حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ

حضرت ابولبابہ صحابی رسول کا گھر بار بال بچے وغیرہ یہود مدینہ بنی قریظہ کے محلہ میں رہتے تھے غزوہ خندق کے بعد حضور ﷺ نے بنی قریظہ کا اکیس دن محاصرہ کیے رکھا وہ تنگ آ گئے تو انہوں نے بنی نضیر کی طرح حضور ﷺ سے صلح کرنی چاہی حضور ﷺ نے انکار فرما دیا اور فرمایا کہ اگر چاہو تو سعد بن معاذ کو حکم بنالو تو انہوں نے کہا کہ ابولبابہ کو ہمارے پاس بھیج دیا جائے ہم ان سے مشورہ کر لیں چونکہ ابولبابہ ان کے حلیف تھے تو حضور ﷺ نے ان کو طلب فرما کر حکم فرمایا کہ جاؤ تاکہ تمہارے ساتھ وہ اپنے بارے کوئی مشورہ کرسکیں چنانچہ حضرت ابولبابہ یہود کی طرف بھیج دیئے گئے آپ جیسے ہی ان کے قلعہ میں داخل ہوئے تو یہود نے ان کا استقبال کیا اور ان کے بچے اور عورتیں حضرت ابولبابہ کے سامنے رونے پیٹنے لگے اور شکایت کی کہ محاصرہ بڑا سخت ہے اور ہم نہایت پریشان حضرت ابولبابہ کو ان پر رحم آ گیا یہود نے پوچھا کہ کیا رائے ہے کہ آیا ہم قلعہ سے اتر آئیں آپ نے کہا کہ ہاں اتر آؤ اور ساتھ ہی اپنے گلے پر ہاتھ پھیر کر اشارہ سے سمجھایا بعض روایات میں یہ ہے کہ یہود نے ان سے پوچھا کہ اگر ہم سعد بن معاذ کو حکم بنالیں تو ہمارے متعلق وہ کیا فیصلہ کریں گے آپ کا کیا خیال ہے تو آپ نے اپنے حلق پر اپنی انگلی پھیر دی مراد یہ تھی کہ تم سب کے قتل کا فیصلہ ہوگا اور تمہیں ذبح کر دیا جائے گا آپ کو اپنے بال بچوں کی فکر تھی کہ بنی قریظہ انہیں پریشان کریں مگر اشارہ کرتے ہی خیال آیا کہ میں نے اللہ اور اس کے رسول سے خیانت کی ہے ان کا راز ظاہر کر دیا تو فوراً استرجاع پڑھنا شروع کر دیا اور اس کے بعد آپ قلعہ یہود سے نکل آئے

اور حضور ﷺ و آپ کے صحابہ سے ملے بغیر مسجدِ نبوی شریف میں جا کر اپنے آپ کو ایک ستون سے باندھ دیا اور کہا ہرگز یہاں سے نہ جاؤں گا جب تک اللہ تعالیٰ میرا یہ گناہ نہ بخشے اور یاد رہے کہ کوئی شخص اس ستون سے سوائے وقتِ نماز کے ہرگز نہ کھولے جس وقت تک میری توبہ قبول نہ ہو جائے اور کہا مجھے حضور ﷺ کھولیں گے تو کھلوں گا ورنہ نہ کچھ کھاؤں گا نہ پیوں گا میں نے بڑا قصور کیا ہے حضور ﷺ کی خدمت میں یہ واقعہ عرض کیا گیا تو فرمایا کہ اگر ابولبابہ میرے پاس آتے تو میں ان کی معافی کی دعا کر دیتا کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے۔

ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاء وک فاستغفر اللّٰہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللّٰہ توابا رحیما.

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔(کنز الایمان)

اب چونکہ انہوں نے بذاتِ خود بارگاہِ الٰہیہ میں حاضر ہو کر اپنے آپ کو ستون سے باندھا ہے اب وہاں کے فیصلہ کا انتظار کرنا چاہئے تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ ان کو نہ بخش دے اور ان کی توبہ قبول نہ فرمائے آپ کو نماز کے وقت کھولا جاتا تھا کہ نماز پڑھ لیں یا قضائے حاجت سے فراغت حاصل کر لیں حضرت ابولبابہ سات دن بھوکے پیاسے بندھے رہے حتیٰ کہ غشی آ گئی تب ان کی توبہ قبول ہوئی اس موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ......

یاایھا الذین امنوا لاتخونوا اللّٰہ والرسول وتخونوا امنتکم وانتم تعلمون واعلموا انما اموالکم واولادکم فتنة وان اللّٰہ عندہ اجر عظیم.

اے ایمان والو! اللہ اور رسول سے دغا نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں دانستہ خیانت اور جان رکھو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد سب فتنہ ہے اور اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے۔

(کنز الایمان)

اربابِ سیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابولبابہ نے اپنے آپ کو ایک بڑی زنجیر میں جکڑ رکھا تھا پندرہ روز گزر گئے یہاں تک کہ وہ سماعت سے محروم ہو گئے اور آپ کی بینائی قریباً ختم ہونے والی تھی اسی حال میں پندرہ دن گزرے تو ابولبابہ کی توبہ قبول ہونے کے بارے میں وحی کا نزول ہوا حضور ﷺ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف فرما تھے اور وقتِ سحری تھا سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کو تبسم کرتے ہوئے دیکھا تو عرض کی یارسول اللہ ﷺ یہ ہنسی کس بات پر آئی اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ ہمیشہ خوش وخنداں رکھے آپ نے ارشاد فرمایا کہ ابولبابہ کی توبہ قبول ہو چکی ہے اور ان کا گناہ بخش دیا گیا ہے اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے گزارش کی کہ اگر حضور مجھے اجازت دیں تو میں ابولبابہ کو بشارت دوں آپ نے اجازت مرحمت فرمائی اس کے بعد اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمہ اپنے دروازہ پر کھڑی ہو گئیں (خیال رہے یہ واقعہ آیتِ حجاب سے قبل کا ہے) اب اُمّ المؤمنین نے پکارا اے ابولبابہ تم کو خوش خبری ہو کہ تمہاری توبہ قبول ہو چکی ہے اس پر مسجد میں موجود حضرات بھاگے تا کہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو کھول دیں لیکن حضرت ابولبابہ نے کہا کہ جب تک حضور ﷺ خود تشریف فرما ہو کر نہ کھولیں تم مجھے نہ کھولو۔

بد سہی چور سہی مجرم و ناکارہ سہی
اے وہ کیسا ہی سہی ہے تو کریما تیرا
موت نزدیک گناہوں کی تہیں میل کے خول
آ برس جا کہ نہا دھولے یہ پیاسا تیرا
مجھ کو رسوا بھی اگر کوئی کہے گا تو یوں ہی
کہ وہی نا وہ رضؔا بندہ رسوا تیرا

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

ان اٰت ذنبا فما عھدی بمنتقض
من النبی ولا حبلی بمنصرم

اگرچہ میں گناہگار ہوں مگر میرا معاہدۂ اطاعت اس سے ٹوٹنے والا نہیں جو میں نے حضور ﷺ سے کیا اور میری عقیدت ومحبت کی رسی کٹنے والی نہیں۔ (ترجمۂ طیب الوردہ)

یا اکرم الخلق مالی من الوذبہ

سواک عند حلول الحادث العمم

اے بہترین کریم عالم آپ کے سوا میرے لئے کوئی جگہ نہیں جہاں پناہ لوں مصیبتوں کے عام نزول کے وقت۔ (ترجمۂ طیب الوردہ)

مجرم بلائے آئے ہیں جاؤک ہے گواہ

پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے

بد ہیں مگر انہیں کے ہیں باغی نہیں ہیں ہم

نجدی نہ آئے اس کو یہ منزل خطر کی ہے

بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے

حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

سرکار ہم گنواروں میں طرزِ ادب کہاں

ہم کو تو بس تمیز یہی بھیک بھر کی ہے

مانگیں گے مانگیں جائیں گے منہ مانگی پائیں گے

سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے

اف بے حیائیاں کہ یہ منہ اور تیرے حضور

ہاں تو کریم ہے تری خو درگزر کی ہے

تجھ سے چھپاؤں منہ تو کروں کس کے سامنے

کیا اور بھی کسی سے توقع نظر کی ہے

جاؤں کہاں پکاروں کسے کس کا منہ تکوں

کیا پرسش اور جا بھی سگِ بے ہنر کی ہے

بابِ عطا تو یہ ہے جو بہکا کرے ادھر ادھر

کیسی خرابی اس نگہرے در بدر کی ہے

لب وا ہیں آنکھیں بند ہیں پھیلی ہیں جھولیاں

کتنے مزے کی بھیک تیرے پاک در کی ہے

منگتا کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دین تھی

دوری قبول و عرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

اس کے بعد اللہ کے محبوب ﷺ نے خود تشریف فرما ہو کر حضرت ابولبابہ کی زنجیر کھولی۔

خیال رہے حضرت ابولبابہ نے اپنے آپ کو مدہوشی اور سرمستی کی بنا پر اہلِ حال کی مانند باندھ لیا تھا ورنہ توبہ تو ندامت اور پشیمانی ہوتی ہے اور یہ صورت تو جان کو گھولنا اور اپنے نفس کو مشقت میں ڈالنا توبہ کی نہیں ہے یہاں سے واضح ہوا کہ حضراتِ صحابۂ کرام بھی اپنے احوال کے دوران حالتِ جذب میں آجاتے تھے اور حضور نے بھی ان کو برقرار رکھا اور وہ صحیح ہے اس سے مشائخ وصوفیا کو دلیل وحجت حاصل ہوتی ہے اور جو ان کے منکرین ہیں ان کے حق میں رد اور ابطال ہے۔

حضرت ابولبابہ کی توبہ کی قبولیت کے بعد آپ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ مجھ سے گناہ گھر بار مال ومتاع کی محبت نے کرایا حضور ﷺ میں وہاں کا رہنا سہنا چھوڑتا ہوں اور اپنا سارا مال فقراء میں خیرات کرتا ہوں۔

خیال رہے اب اس ستون کو اسطوانہ توبہ یا اسطوانہ ابولبابہ بھی کہتے ہیں لوگ وہاں پر نوافل پڑھتے ہیں اور اللہ ورسول کی بارگاہ میں توبہ واستغفار اور رجوع کرتے ہیں۔

(خازن ج ثانی تحت آیت ولاتخونوا، مدارج شریف ج۲ ص ۲۵۰، وتفسیر نعیمی ج۹ ص ۵۱۸، البدایہ والنہایہ ج ۴ وغیرہ)

خیال رہے آیتِ تطہیر سیّدہ اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں نازل ہوئی نیز آپ ہر پیر جمعرات و جمعہ میں روزہ رکھا کرتی تھیں۔

☆☆☆..........☆☆☆..........☆☆☆

آٹھواں باب

تذکرۂ اُمّ المؤمنین سیّدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

آپ حضرت عبداللہ بن جحش کی ہمشیرہ ہیں اسد بن خزیمہ سے آپ کا تعلق ہے آپ امیمہ بنت عبدالمطلب حضور ﷺ کی پھوپھی کی صاحبزادی یعنی آپ حضور سیّد عالم ﷺ کی پھوپھی زاد بہن ہیں۔

والد کی طرف سے سلسلۂ نسب یہ ہے۔

زینب بنت جحش بن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کثیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ۔

جب کہ والدہ کی جانب سے سلسلۂ نسب یوں بیان کیا گیا ہے کہ آپ کی والدہ کا نام امیمہ ہے جو کہ حضور ﷺ کے والدِ گرامی حضرت عبداللہ کی بہن ہیں اور یہ دونوں حضرات حضرت عبدالمطلب کی اولاد ہیں پہلے آپ کا نام برّہ تھا حضور سیّد عالم ﷺ نے تبدیل فرما کر زینب رکھا جس کی وجہ یہ ہے کہ برّہ کے معنی نیکی واحسان ہیں تو اس میں یہ کراہت تھی کہ کوئی یہ نہ کہے کہ برہ کے پاس آیا ہوں یا برہ گھر میں نہیں ہے **وتکنی ام الحکیم** آپ کی کنیت ام حکیم تھی **وکانت قدیمة الاسلام ومن المهاجرات** آپ قدیم الاسلام اور مہاجرہ خواتین میں سے تھیں۔

سیّدہ کا حضرت زید بن حارثہ سے نکاح

آپ پہلے حضرت زید بن حارثہ حضور ﷺ متبنی (منہ بولا بیٹا) کے نکاح میں تھیں اللہ کے رسول ﷺ نے خود حضرت زید کی خاطر خود آپ کے نکاح کا پیغام حضرت زینب کو بھیجا چونکہ آپ کے مزاج میں تیزی اور شدت تھی اور حضور کی پھوپھی زاد ہونے کے ساتھ ساتھ حسن و جمال کی پیکر تھیں اس لئے آپ نے اپنے نکاح کے لئے حضرت زید کو قبول نہ فرمایا کیونکہ آپ آزاد کردہ غلام تھے اس فیصلہ

پر آپ کے بھائی عبدالرحمٰن بن جحش بھی آپ کے ساتھ متفق ومؤید تھے چونکہ حضرت زید حضور ﷺ کے بہت زیادہ چہیتے اور حضور کے لطف وعنایت میں تھے اس لئے آپ نے فرمایا پیغام نکاح کو قبول نہ کرنے کی ہرگز گنجائش نہیں اس پر حضرت زینب نے اپنے بارے میں غور وفکر کی مہلت مانگی اسی دوران آیتِ کریمہ نازل ہوئی کہ:۔

ما کان لمؤمن ولا مومنة اذاقضی اللہ ورسوله امرا ان یکون لهم الخیرة من امرهم ومن یعص واللہ ورسوله فقدضل ضلاً لا مبینا۔

(سورۂ احزاب پ ۲۲ آیت ۳۶)

ترجمہ : اور نہ کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ ورسول کچھ حکم فرما دیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے اور جو حکم نہ مانے اللہ کا اور اس کے رسول کا وہ بے شک صریح گمراہی بہکا۔ (کنزالایمان)

حضرت زینب اور آپ کے بھائی اس حکم کو سن کر راضی ہو گئے اور حضور سیّد عالم ﷺ نے ان کا مہر دس دینار ساٹھ درھم ایک جوڑا پچاس مد (پیمانہ ہے) کھانا تیس صاع کھجوریں دیں۔

مسئلہ......اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کو رسول کریم ﷺ کی اطاعت ہر امر میں واجب ہے نبی علیہ السلام کے مقابلہ میں کوئی اپنے نفس کا بھی خود مختار نہیں۔

خیال رہے بعض تفاسیر میں حضرت زید کو غلام کہا گیا ہے مگر یہ خالی از تسامح نہیں کیونکہ وہ حر یعنی آزاد تھے گرفتاری سے بالخصوص قبلِ بعثت شرعا کوئی شخص مملوک نہیں ہو جاتا اور وہ زمانہ فترت تھا اور اہل فترت کو حربی نہیں کہا جاتا۔ (خزائن العرفان)

جب حضرت زید کا نکاح حضرت زینب سے ہو چکا تو حضور سیّد عالم ﷺ کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی کہ زینب آپ کی ازواج میں داخل ہوں گی اللہ تعالیٰ کو یہی منظور ہے اس کی صورت یہ ہوئی کہ حضرت زید اور زینب کے درمیان موافقت نہ ہوئی اور حضرت زید نے سیّد عالم ﷺ سے حضرت زینب کی سخت گفتاری تیز زبانی عدمِ اطاعت اور آپ کو برا سمجھنے کی شکایت کی ایسا بار بار

اتفاق ہوا اور حضور حضرت زید کو سمجھا دیتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی

واذ تقول للذی انعم اللّٰه علیه وانعمت علیه امسک علیک زوجک

واتق اللّٰه (پ ۲۲ س احزاب آیت ۳۷)

ترجمہ : اور اے محبوب یاد کرو جب تم فرماتے تھے اس سے جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اسے نعمت دی کہ اپنی بی بی اپنے پاس رہنے دے اور اللہ سے ڈر۔

(کنزالایمان وخزائن العرفان)

چونکہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ جلّ مجدہ کی جانب سے یہ علم ہو گیا تھا کہ حضرت زینب کو حضور کی زوجیت سے مشرّف ہونا ہے لہٰذا آپ کے دل میں یہ تھا کہ زید ان کو طلاق دیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

وتخفی فی نفسک مااللّٰه مبدیه (ایضاً)

ترجمہ: اور تم اپنے دل میں رکھتے تھے وہ جسے اللہ کو ظاہر کرنا منظور تھا۔

یعنی آپ یہ ظاہر نہیں فرماتے تھے کہ حضرت زینب سے تمہارا نباہ نہیں ہو سکے گا اور طلاق ضرور واقع ہوگی اور اللہ جلّ مجدہ زینب کو ازواجِ مطہرات رضی اللّٰه عنہنّ میں داخل کرے گا اور اللہ کو اس کا ظاہر کرنا منظور تھا۔ (مدارج، کنزالایمان، خزائن العرفان)

بایں ہمہ حضور ﷺ نے حضرت زید کو بر بنائے حیائی یہ حکم نہ فرمایا کہ آپ طلاق جاری کریں علاوہ ازیں یہ اندیشہ بھی لاحق تھا کہ لوگ طعن کریں گے کہ اپنے متبنی بیٹے کی زوجہ کی خواہش کرتے ہیں جس کی وجہ یہ تھی کہ دورِ جاہلیت میں متبنی کی بیوی کو اپنے لئے حرام سمجھا جاتا تھا اور منہ بولا بیٹا صلبی و حقیقی بیٹے کی طرح خیال کیا جاتا تھا۔

خیال رہے ہو سکتا ہے کہ لوگوں کے اس اندیشہ سے مراد ان کے ایمان کا مخدوش ہونا ہو کہ ایمان میں شک و تردد داخل ہو کر باعثِ ہلاکت ایمانی نہ ہو جائے۔ (مدارج شریف)

علماء فرماتے ہیں کہ زید کو سیّدہ کے روکنے میں ان کا ایمان اور اختیار دیکھنا مقصود تھا کہ پتہ چل

جائے کہ زید کے دل میں زینب سے کوئی رغبت کا شائبہ باقی ہے یا کہ مکمل طور پر متنفر ہو چکے ہیں بعدازاں آپ نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر حضرت زینب کو طلاق دے دی۔ (ایضاً)

سیّدہ کا حضور ﷺ سے عقدِ نکاح

جب حضرت زید نے حضرت زینب کو طلاق دیدی تو آپ کو لوگوں کے طعن کا اندیشہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم تو ہے حضرت سیّدہ زینب سے نکاح کرنے کا جب کہ ایسا کرنے سے لوگ طعنہ دیں گے کہ سیّد عالم ﷺ نے ایسی عورت کیساتھ نکاح کرلیا جوان کے منہ بولے بیٹے کے نکاح میں رہی تھی چنانچہ نصِ قرآنیہ نے ارشاد فرمایا کہ:۔

وتخشی الناس واللہ احق ان تخشه (س احزاب پ ۲۲ آیت ۳۷

ترجمہ: اور تمہیں لوگوں کے طعنہ کا اندیشہ تھا اور اللہ زیادہ سزاوار ہے کہ اس کا خوف رکھو۔

(کنزالایمان)

خیال رہے حضور سیّد عالم ﷺ سب سے زیادہ اللہ کا خوف رکھنے والے اور سب سے زیادہ تقویٰ والے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ (خزائن العرفان)

نیز سب رسول ناصح، شفیق اور واجب التوقیر ولازم الطاعت ہونے کے لحاظ سے اپنی امت کے باپ کہلاتے ہیں بلکہ ان کے حقوق حقیقی باپ سے بھی بہت زیادہ ہیں لیکن اس سے امت حقیقی اولاد نہیں ہو جاتی اور حقیقی اولاد کے تمام احکام، وراثت وغیرہ اس کے لئے ثابت نہیں ہوتے چنانچہ ارشاد فرمایا:۔

ماکان محمدابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبین

(پ ۲۲ س احزاب آیت ۴۰)

ترجمہ: محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔ (کنزالایمان)

جس سے پتہ چلا کہ حضور ﷺ حضرت زید کے بھی حقیقی باپ نہیں لہٰذا ان کی منکوحہ آپ کے لئے حلال ہوئی اس وجہ سے امرِ مباح میں بے جا طعن کرنے والوں کا پیارے محبوب کو کچھ اندیشہ نہ کرنا چاہیے۔

خیال رہے حضرت قاسم وطیب وطاہر وابراہیم حضور ﷺ کے فرزند تھے مگر وہ اس عمر کو نہ پہونچے کہ انہیں مرد کہا جائے کیونکہ انہوں نے بچپن میں وفات پائی۔ (خزائن العرفان بتصرفِ یسیر)

منقول ہے کہ جب حضرت زینب نے اپنی عدت پوری کر لی تو حضور نے حضرت زید کو اپنی طرف سے نکاح کا پیغام دے کر ان کے پاس بھیجا اس کام کے لئے حضرت زید کو مخصوص کرنے میں یہ حکمت پنہاں تھی کہ لوگوں کو یہ گمان نہ ہو کہ یہ نکاح قہر وجبر کے ذریعے کیا جا رہا ہے اس میں زید کی رضامندی شامل نہیں ہے نیز لوگوں پر یہ بھی واضح کرنا تھا کہ اب حضرت زید کو ہرگز حضرت زینب کی کوئی خواہش نہیں ہے علاوہ ازیں اللہ ورسول خدا کی اطاعت پر زید کو قائم رکھنا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق حضرت زینب کو بھی راضی رکھنا مقصود تھا کیونکہ یہ ایک نازک وقت وموقع تھا پس حکمِ رسولِ خدا کے مطابق حضرت زید رضی اللہ عنہ کمال صدق واخلاص کیساتھ گئے اور آپ بیان کرتے ہیں کہ جب میں زینب کے گھر داخل ہوا تو آپ میری نظروں میں اس قدر بزرگ دکھائی دیں کہ ان کی جانب میں اپنی نظر بھی نہ اٹھا سکا میں الٹے قدم ان کے پاس گیا یعنی گھر کی طرف پشت کئے ہوئے اور میں نے ان سے کہا کہ آپ کو خوشخبری ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہارے پاس مجھے پیام دینے کے لئے بھیجا ہے زینب رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ اس کا کوئی جواب نہیں دے سکتی جب تک کہ اپنے رب سے صلاح ومشورہ نہ کرلوں اسکے بعد آپ مصلی پر جا کر اللہ کی بارگاہ میں سربسجود ہو گئیں اور دو نفل ادا کر کے سجدہ میں پڑ گئیں اور یہ مناجات کیں اے اللہ! تیرے نبی نے مجھے چاہا ہے اگر میں ان کے لائق ہوں تو مجھے ان کی زوجیت میں داخل فرما دے آپ کی دعا اسی وقت قبول ہو گئی یہاں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اللہ جل مجدہ کی بارگاہ میں ایک خاص قرب اور مقامِ مخصوص حاصل تھا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی

فلما قضی زید منها وطرا زوجنکها لکی لا یکون علی المؤمنین حرج فی

ازواج ادعیائهم اذاقضوا منهن وطرا و کان امر الله مفعولا۔

(پ ۲۲ س احزاب آیت ۳۷)

ترجمہ: پھر جب زید کی غرض اس سے نکل گئی تو ہم نے وہ تمہارے نکاح میں دے دی کہ مسلمانوں پر کچھ حرج نہ رہے ان کے لے پالکوں کی بیبیوں میں جب ان سے ان کا کام ختم ہو جائے اور اللہ کا حکم ہو کر رہتا ہے۔ (کنزالایمان)

جناب رسالت مآب پر آثارِ وحی غالب ہوئے جب فراغت ہوئی تو دو لھائے کائنات تبسم فرماتے ہوئے مخاطب ہوئے کہ کون ہے جو زینب کے پاس جائے اور ان کو خوشخبری دے کہ اللہ نے ان کو میری زوجہ بنادیا ہے اور آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی تو حضور ﷺ کی خادمہ سلمہ دوڑ کر گئی اور سیّدہ زینب کو خوشخبری دی سیّدہ نے مارے خوشی کے اس وقت جو زیورات زیب تن فرمائے ہوئے تھے اتار کر سلمہ کے حوالے فرمادیے اور سجدۂ شکر ادا کیا اور منت مانی کہ دو ماہ کے روزے رکھوں گی۔

جب اللہ کے رسول ﷺ سیّدہ کے گھر تشریف فرما ہوئے تو فرمایا کہ اللّٰہ المزوج وجبریل الشاهد اللہ نکاح فرمانے والا ہے اور جبرئیل گواہ ہیں پھر ولیمہ پکایا گیا اور نان و گوشت سے لوگوں کو سیراب کیا گیا کسی دوسری بی بی کے لئے یوں نہ کیا گیا تھا اس دعوتِ طعام میں متعدد معجزات کا ظہور رہوا۔ (مدارج شریف)

حضرت سیّدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب اللہ کے رسول ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی تو مجھے خیال ہوا کہ حسن و جمال تو سیّدہ زینب میں پہلے ہی موجود ہے اب وہ اس پر فخر کریں گی کہ ان کا نکاح آسمانوں پر ہوا۔ (الاصابہ)

خیال رہے اُمّ المؤمنین کے حضور ﷺ کے عقدِ نکاح میں آنے کی تاریخ میں اختلاف ہے

فتزوجها رسول صلى الله عليه وسلم سنة ثلاث من الهجرة قاله ابو عبيده وقال قتادة سنة خمس قال ابن اسحاق تزوجها رسول صلى الله عليه وسلم بعد ام سلمة (اسدالغابه من الجزء الرابع)

یعنی حضور ﷺ نے سیدہ سے نکاح تین ہجری میں فرمایا اس کے قائل ابوعبیدہ ہیں جب کہ قتادہ نے پانچ ہجری کا قول کیا اور ابن اسحٰق نے فرمایا کہ آپ سے حضور ﷺ نے اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے بعد نکاح فرمایا۔

دعوت ولیمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ نے سیّدہ زینب کو اپنے عقد میں لیا تو میری والدہ ام سلیم نے مالیدہ بنا کر ایک طشت میں رکھ کر فرمایا اے انس اذھب بھذا الی رسول صلی اللہ علیہ وسلم فقل بعثت ھذا الیک امی وھی تقرئک السلام وتقول ان ھذا لک مناقلیل اس کو حضور کی بارگاہ میں پیش کرو اور عرض کرو یہ مالیدہ میری والدہ نے آپ کی خدمت میں پیش کیا ہے اور وہ آپ کو سلام عرض کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ حضور ﷺ یہ ہماری طرف سے قلیل سا ہدیہ ہے اس کو شرف قبولیت بخشیں۔ فرماتے ہیں کہ میں جب حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا سلام عرض کیا اور ہدیہ قبول کرنے کی درخواست کی حضور ﷺ نے قبول فرما کر فرمایا کہ اس کو یہاں رکھ دو پھر فرمایا کہ فلاں فلاں اور فلاں کو بلالو اور جس سے ملاقات ہو اس کو بھی مدعو کر دو اور لوگوں کے نام ذکر فرمائے فرماتے ہیں میں نے جس کا نام ذکر کیا گیا اسے بھی بلایا اور جو ملا اس کو بھی دعوت دی۔ راوی نے پوچھا کہ ان کی تعداد کتنی تھی تو فرمایا کہ ثلاث مائۃ تین سو افراد تھے پھر حضور ﷺ نے حکم دیا کہ اے انس طشت لے آؤ فرماتے ہیں کہ لوگ داخل ہوئے یہاں تک کہ آپ کا حجرہ اور صفہ لوگوں سے بھر گیا پھر حضور ﷺ نے حکم دیا کہ یتحلق عشرۃ عشرۃ دس دس کا حلقہ بنالیں اور ہر شخص اپنے سامنے سے تناول کرے چنانچہ فاکلوا حتی شبعوا لوگوں نے اتنا کھایا کہ سیر ہو گئے فخرجت طائفۃ ودخلت طائفہ حتی اکلوا کلھم اور ایک گروہ نکلتا تو دوسرا گروہ داخل ہوتا یہاں تک کہ سب نے کھایا پھر حضور ﷺ نے

فرمایا اے انس اب طشت اٹھالو فرفعت فما ادری حین وضعت کان اکثر ام حین رفعت
فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ جب میں نے طشت رکھا تھا اس وقت مالیدہ زیادہ تھا یا کہ جب
اٹھایا اس وقت۔(الصحیح المسلم الجلد الاول الصفحه ٤٦١)

فرماتے ہیں کہ:۔

ما اولم رسول صلی اللہ علیه وسلم علی احد من نسائه مااولم علی زینب اولم بشأة

کہ نہیں ولیمہ کیا حضور نے اپنی کسی بیوی پر جیسا ولیمہ حضرت زینب کے نکاح پر کیا ایک بکری
سے ولیمہ فرمایا۔(متفق علیه مشکوٰۃ کتاب النکاح باب الولیمه فصل اول ص
۲۷۸ قدیمی کتب خانه کراچی)

آیتِ حجاب

جب سیّد عالم ﷺ حضرت زینب سے نکاح فرمایا اور ولیمہ کی عام دعوت فرمائی تو جماعتیں کی
جماعتیں آتی تھیں اور کھانے سے فارغ ہو کر چلی جاتی تھیں آخر میں تین صاحب ایسے تھے جو کھانے
سے فارغ ہو کر بیٹھے رہ گئے اور انہوں نے گفتگو کا طویل سلسلہ شروع کر دیا اور بہت دیر تک بیٹھے رہے
مکان تنگ تھا اس سے گھر والوں کو تکلیف ہوئی اور حرج ہوا کہ وہ ان کی وجہ سے اپنا کام کاج کچھ نہ کر سکے
رسولِ کریم ﷺ اٹھے اور ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنهن کے حجروں میں تشریف لے گئے اور دورہ
فرما کر تشریف لائے اس وقت تک یہ لوگ اپنی باتوں میں لگے ہوئے تھے حضور ﷺ پھر واپس ہو گئے یہ
دیکھ کر لوگ روانہ ہوئے تب حضور ﷺ دولت سرائے میں داخل ہوئے اور دروازہ پر پردہ ڈال دیا اس
پر آیتِ کریمہ:۔

یاایها الذین امنوا لاتدخلوا بیوت النبی الا ان یؤذن لکم الی طعام غیر نظرین انه ولکن اذادعیتم فادخلوا فاذا طعمتم فانتشروا ولا مستانین لحدیث ان ذلکم کان یوذی النبی فیستحیی منکم واللہ لایستحیی من

الحق واذا سالتموھن متاعاً فسئلوھن من وراء حجاب ذلکم اطھر لقلوبکم وقلوبھن (سورۃ الاحزاب پ ۲۲ آیت ۵۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! نبی کے گھر میں نہ حاضر ہو جب تک اذن نہ پاؤ مثلاً کھانے کے لئے بلائے جاؤ نہ یوں کہ خود اس کے پکنے کی راہ تکو ہاں جب بلائے جاؤ تو حاضر ہو اور جب کھا چکو تو متفرق ہو جاؤ نہ یہ کہ بیٹھے باتوں میں دل بہلاؤ بے شک اس میں نبی کو ایذا ہوتی تھی تو وہ تمہارا لحاظ فرماتے تھے اور اللہ حق فرمانے میں نہیں شرماتا اور جب تم ان سے برتنے کی کوئی چیز مانگو تو پردہ کے باہر سے مانگو اس سے زیادہ ستھرائی ہے تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کی۔ (کنزالایمان)

نازل ہوئی۔ (خزائن العرفان، بخاری، مسلم شریف باب زواج زینب بنت جاش نزول حجاب ج ۱ ص ٤٦١)

اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں پر پردہ لازم ہے اور غیر مردوں کو کسی کے گھر میں بے اجازت داخل ہونا جائز نہیں آیت اگرچہ خاص ازواجِ رسول ﷺ کے حق میں وارد ہے لیکن حکم اس کا تمام مسلمان عورتوں کے لئے عام ہے نیز آیتِ کریمہ سے حضور سیّد عالم ﷺ کی کمال حیا اور شان کرم وحسن اخلاق معلوم ہوتی ہے کہ باوجود ضرورت کے اصحاب سے یہ نہ فرمایا کہ اب آپ چلے جائیے بلکہ جو طریقہ اختیار فرمایا وہ حسنِ آداب کا اعلیٰ ترین معلم ہے۔ (خزائن العرفان)

حضور ﷺ کے حکم کی پابندی

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:۔

ما اتکم الرسول فخذوہ ومانھکم عنه فانتھوا

کہ جو رسول تمہیں عطا فرمائیں اس کو لے لو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ

اس حکمِ خداوندی پر صحابہ کرام سختی سے پابند تھے حتی کہ حضور ﷺ کے ارشاد پر اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر دیا کرتے تھے اور جیسے ہی حضور ﷺ کی بارگاہ کا کوئی بھی حکم آتا تو فوراً اس پر بلا تاخیر عمل

پیدا ہو جاتے تھے جس کی مثالیں کتب احادیث وتفاسیر میں کثرت سے موجود ہیں مثلاً حضرت ابن مسعود ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت مقداد بن اسود کا ایک ایسا فعل دیکھا کہ اگر وہ مجھے حاصل ہوتا تو میں اسے دنیا کی ہر نعمت سے عزیز سمجھتا بات یہ ہے کہ وہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے جب کہ آپ کافروں سے لڑنے کے لئے مسلمانوں کو بلا رہے تھے تو یہ عرض گذار ہوئے:۔

لانقول کما قال قوم موسی اذهب انت وربک فقاتلا ولکنا نقاتل عن یمینک وعن شمالک وبین یدیک وخلفک فرأیت النبی صلی اللّٰہ علیه و سلم اشرق وجهه وسرّه یعنی قوله (بخاری کتاب المغازی)

کہ ہم ہرگز وہ بات نہیں کہیں گے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہی تھی کہ تم اور تمہارا رب دونوں جا کر لڑو بلکہ ہم آپ کے دائیں بائیں آگے پیچھے پروانہ وار لڑیں گے پس میں نے دیکھا کہ ان کی بات سن کر حضور ﷺ کا مبارک چہرہ دمک اٹھا تھا۔

یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اپنی قوم سے کافروں کے خلاف جہاد کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے اپنے نبی کو بڑا مایوس کن وبھیانک جواب دیا کہ فاذهب انت وربک فقاتلا انا ههنا قاعدون تو آپ جائیے اور آپ کا رب دونوں لڑو ہم یہاں بیٹھے ہیں اس کے برعکس جب حضور ﷺ نے اپنی امت کو کفار سے جہاد کا حکم دیا تو حضرت مقداد بن اسود عرض کرنے لگے کہ ہم قوم موسیٰ والی بات ہرگز نہ کہیں گے بلکہ ہم تو حضور کے حکم پر اپنے تن من دھن سب کی بازی لگا دیں گے۔

مورا تن من دھن سب پھونک دیا
یہ جان بھی پیارے جلا جانا

آپ کا جواب سن کر حضور ﷺ کا چہرہ فرطِ مسرّت سے دمک اٹھا اس حدیث کے راوی یعنی ابن مسعود فرماتے ہیں کہ اس موقع پر اگر یہ الفاظ میں نے کہے ہوتے تو یہ بات مجھے دنیا کی ہر نعمت سے عزیز تر ہوتی سبحان اللّٰہ اس جیسی اور بیسیوں مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں جیسے غزوۂ احد کے موقع پر صحابہ کرام کی جانثاری کے ایمان افروز واقعات بالخصوص حضرت حنظلہ غسیل الملائکہ حضرت طلحہ وانس بن

نظر حضرت ام عمارہ وصفیہ کی مثالیں سب اسی قبیل سے ہیں اس مقام پر اختصار کے پیش نظر صرف اشارہ کر دیا گیا الغرض حضرت زینب بنت جحش بھی حضور ﷺ کے حکم پر سختی سے عمل پیرا ہو جاتیں تھیں چنانچہ بخاری شریف میں حضرت حمید بن نافع سے روایت ہے کہ حضرت زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے سنا کہ کسی عورت کے لئے جائز نہیں ہے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو کہ کسی میت کا تین دن سے زیادہ سوگ کرے مگر خاوند کا چار ماہ دس دن ہے پھر میں حضرت زینب بنت جحش کے پاس گئی جب کہ ان کے بھائی فوت ہوئے تو سیدہ نے

دعت بطيب فمست ثم قالت مالي بالطيب من حاجة غير اني سمعت رسول صلى الله عليه وسلم على المنبر لايحل لامرأة تومن بالله واليوم الاخر تحد على ميت فوق ثلاث الاعلى زوج اربعة اشهر وعشرا

(بخاری شریف کتاب الجنائز ج۱ ص۱۷۱)

خوشبو منگا کر ملی اور فرمایا اگرچہ مجھے خوشبو کی کوئی ضرورت نہیں لیکن میں نے حضور ﷺ کو منبر پر ارشاد فرماتے سنا کسی عورت کے لئے جائز نہیں جو کہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو کہ کسی میت کا تین دن سے زیادہ سوگ کرے مگر خاوند کا چار ماہ دس دن ہے۔

سبحان اللہ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اُمّ المؤمنین حضور ﷺ کے فرمان عالی پر کس قدر شدت سے عمل پیرا تھیں باوجودیکہ خوشبو کی حاجت نہ تھی لیکن پھر بھی منگوا کر استعمال فرمائی تا کہ حضور ﷺ کے فرمان کے خلاف اشتباہ بھی نہ ہو اس سے وہ لوگ سبق حاصل کریں جو قرآن وحدیث کے صریح احکامات میں بھی طرح طرح کے حیلے بہانے گھڑ کر امور شرعیہ کی نہ صرف خود خلاف ورزی کرتے ہیں بلکہ دوسروں کے لئے جواز کا دروازہ بھی کھولتے ہیں اللہ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

خیال رہے اسی طرح کی روایات حضرت اُمّ عطیہ رضی اللہ عنہا اور اُمّ حبیبہ کے بارے میں بھی ہیں چنانچہ حضرت اُمّ عطیہ رضی اللہ عنہا کا جب بیٹا فوت ہو گیا تو تیسرے دن آپ نے زرد

خوشبو منگائی اور لگا کر فرمایا کہ **نهينا ان نحد اكثر من ثلاث الا لزوج**

(بخاری کتاب الجنائز ج ۱ ص ۱۷۰)

ہمیں خاوند کے علاوہ دوسرے کا تین دن سے زیادہ سوگ کرنے سے منع کیا گیا ہے اسی بخاری شریف میں زینب بنت ابوسلمہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوسفیان کے فوت ہونے کی شام سے خبر آئی تو تیسرے دن حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے زرد خوشبو منگائی

فمسحت عارضيها و ذراعيها وقالت انى كنت عن هذا لغنية لولا انى سمعت النبى صلى الله عليه وسلم يقول لايحل لامرأة يومن بالله واليوم الاخر ان تحد على ميت فوق ثلاث الاعلىٰ زوج فانها تحد عليه اربعة اشهر وعشرا (بخاری شریف کتاب الجنائز ج ۱ ص ۱۷۱)

اور خوشبو اپنے رخساروں و کلائیوں پر مل کر فرمایا کہ اگرچہ میں اس سے بے نیاز ہوں لیکن میں نے حضور کو فرماتے سنا ہے کہ کسی عورت کے لئے جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتی ہو جائز نہیں کہ کسی میت کا تین دن سے زیادہ سوگ کرے مگر شوہر کا کہ اس کا سوگ چار مہینے دس دن ہے۔

اُمّ المؤمنین سیّدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی فیاضی

اُمّ المؤمنین سیّدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا فقراء پر بہت زیادہ مہربان تھیں جو کچھ آپ کے پاس ہوتا اس کو مساکین و غرباء پر خیرات کر دیتی تھیں چنانچہ اسد الغابہ میں ہے کہ **كانت امرأة صناع اليد تعمل بيدها وتصدق به فى سبيل الله** کہ آپ دستکار تھیں اپنے ہاتھ سے کام کرتی تھیں اور کمائی اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیتی تھیں نیز حضرت اُمّ سلمہ فرماتی ہیں سیّدہ زینب بڑی نیک روزے دار تہجد گزار اور مشقت جھیل کر کمائی کرنے والی تھیں اور جو کمایا کرتیں سب مسکینوں میں خیرات کر دیتی تھیں (الاصابہ) اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں:۔

قال رسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم اسرعکن لحوقا بی اطولکن یدا قالت فکنا نتطاول اینا اطول یدا قالت فکانت زینب اطولنا یدالانھا کانت تعمل بیدھا وتتصدق

کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں جو سب سے زیادہ لمبے ہاتھ والی ہے وہ سب سے پہلے مجھ سے ملے گی فرماتی ہیں ہم اپنے ہاتھوں کو پھیلاتی کہ ہم میں کس کے ہاتھ زیادہ لمبے ہیں تو سیّدہ زینب ہم میں ہاتھ کے اعتبار سے لمبی تھیں کیونکہ آپ اپنے ہاتھ سے کام کرتیں اور پھر کمائی صدقہ کر دیتی تھیں۔

خیال رہے حضور ﷺ کے اس فرمان سے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے حقیقۃً ہاتھ کو لمبا ہونا گمان فرمایا تھا لہٰذا حضور ﷺ کی وفاتِ ظاہری کے بعد اپنے بازو دیوار پر پھیلا دیتی تھیں اور انہیں لمبا کرتیں تا کہ ہاتھ لمبے لگیں اس تمام کی وجہ فقط حضور ﷺ سے ملنے کا اشتیاق تھا اُمّ المؤمنین فرماتی ہیں کہ ہم اپنے ہاتھ لمبے کرتیں یہاں تک کہ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کا وصال ہو گیا تب ہم سمجھیں کہ طولِ ید سے مراد سخاوت و فیاضی تھی کیونکہ سیّدہ زینب اپنے ہاتھوں سے کام کر کے کماتیں پھر سارا مال صدقہ کر دیتیں جب کہ بظاہر حضرت سودہ کے ہاتھ لمبے تھے جیسا کہ اہلِ عرب بہت زیادہ سخاوت کرنے والے کو کہہ دیتے ہیں فلان طویل الید کہ فلاں تو بڑے لمبے ہاتھوں والا ہے یعنی بڑا جواد اور سخی ہے اور اس کی ضد میں کہتے ہیں فلان قصیر الید خیال رہے اس فرمان میں حضور کا معجزہ ظاہرہ ہے کہ آپ نے حضرت زینب کی سب سے پہلے وصال فرمانے کی خبر دے دی۔

(حلیہ ، اسدالغابہ ، بخاری ، مسلم ، نووی وغیرہ)

اُمّ المؤمنین سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا بڑی آہیں بھرنے والی تھیں اسد الاالغابہ وحلیہ وغیرہ کتب میں ہے ایک دفعہ حضور سیّد عالم ﷺ مالِ فئی تقسیم فرما رہے تھے کہ سیّدہ اس معاملہ میں بولیں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے انہیں جھڑکا اس پر سیّد عالم ﷺ نے فرمایا اے عمران کو کچھ نہ کہو کیونکہ یہ اوّاہ ہیں کسی

نے عرض حضور ﷺ اوّاہ کے معنی کیا ہیں تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس کے معنی متضرع و آہیں کرنے والا کے ہیں پھر آپ نے یہ آیت ان ابراهيم لحليم اوّاه منيب ترجمہ: بے شک ابراہیم تحمل والا بہت آہیں کرنے والا رجوع لانیوالا ہے (کنز الایمان سورۂ ھود) تلاوت فرمائی۔

(حلية الاولياء ج۲ ص ٦٤ واسد الغابه)

اُمّ المؤمنین سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کی پرہیزگاری پر سیّدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گواہی

اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ واقعۂ افک میں جب حضور سیّد عالم ﷺ نے اُمّ المؤمنین زینب سے میرے حال کے بارے میں دریافت فرمایا کہ ان کو تم کیسا جانتی ہو اس پر ام المؤمنین سیّدہ زینب عرض گزار ہوئی اے اللہ کے رسول ﷺ کہ میں اپنے کان اور آنکھ کی اس سے حفاظت کرتی ہوں کہ میں ان کے بارے میں کچھ سنوں حالاں کہ میں نے کچھ سنا نہ ہو اور دیکھوں حالانکہ میں نے دیکھا نہ ہو خدا کی قسم میں ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتی بجز خیر و خوبی کے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ وہ زینب ہیں جو حضور ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہنّ کے درمیان مجھ سے برابری کرتیں اور خود کو میرے حسن و جمال اور حضور ﷺ کی بارگاہ میں میری قدر و منزلت میں مشابہ بنا دیتی تھیں مگر حق تعالیٰ نے ان کے اپنے زہد و تقویٰ کی بنا پر ان کو محفوظ رکھا کہ وہ رشک و حسد کریں اور بری بات منہ سے نکالیں۔

(مدارج شريف وحلية الاولياء وغيره كتب صحيحه)

اُمّ المؤمنین سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کے فضائل و مناقب

آپ کے فضائل و مناقب بہت زیادہ ہیں تبرکاً چند ایک لکھے جاتے ہیں۔

☆ ۱۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے زینب سے زیادہ نیک اعمال کرنے والی زیادہ خیرات و صدقہ عطا کرنے والی رحمی رشتہ داروں کو زیادہ ملانے والی اور ہر تقرب

کوئی دوسری عورت نہیں دیکھی۔
کے کام میں اور ہر عبادت میں اپنے نفس کو لگانے ولی
خود فرماتی ہیں کہ مجھے
☆ ۲۔ اُمّ المؤمنین سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا رضی اللہ عنہا
کچھ فضیلتیں ایسی حاصل ہوئیں جو دیگر کسی بیوی میں موجود نہیں ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ میرے
اور حضور سیّد عالم ﷺ کے جد ایک ہیں دوسرے یہ کہ آسمان پر میرا نکاح پڑھا گیا تیسری فضیلت یہ کہ
میرے سفیر اور گواہ جبرئیل تھے۔
☆ ۳۔ آپ ہی کے نکاح سے ایک قدیم جاہلانہ رسم ٹوٹی کہ متبنی (منہ بولا بیٹا) کی زوجہ سے
نکاح کرنا معیوب سمجھا جاتا تھا حضور ﷺ نے آپ سے نکاح فرما کر یہ بتایا کہ متبنی اصلی بیٹے کے حکم میں
نہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کو زید ابن حارثہ کہا جاتا ہے نہ کہ زید بن محمد کیونکہ نصِ قرآن نے حکم فرمایا کہ
ادعوھم لابائھم یعنی لوگوں کو ان کے حقیقی باپوں کی نسبت سے پکارو۔
☆ ۴۔ نیز آپ کے حضرت زید کیساتھ نکاح ہونے سے غلام و آقا کے مابین امتیاز کا خاتمہ
ہوا خیال رہے کہ حضرت زید کو بظاہر غلام کہا گیا ورنہ حقیقۃً آپ غلام نہ تھے جیسا کہ خزائن کے حوالہ سے
گزرا۔
☆ ۵۔ صدقہ وخیرات وسخاوت میں اپنی مثال آپ تھیں یہی وجہ ہے کہ کثرتِ سخاوت کی وجہ
سے آپ کے گھر کو ماوی المساکین کہا گیا۔
☆ ۶۔ آپ ہی کے دعوتِ ولیمہ کے موقع پر حکمِ حجاب نازل ہوا۔
☆ ۷۔ حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں کانت تفخر علی نساء النبی و کانت تقول
ان اللہ انکحنی فی السماء یعنی آپ دیگر ازواجِ مطہرات پر فخر کرتی تھیں اور فرماتیں تھیں کہ میرا
نکاح اللہ نے آسمان پر فرمایا ہے۔ (بخاری ج ۲ ص ۱۱۰۴)
☆ ۸۔ جب اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو آپ کے وصال کی خبر ملی تو فرمایا
پسندیدہ خصلت یتیموں کے لئے فائدہ مند بیواؤں کی خبر گیر دنیا سے رخصت ہو گئیں۔

مرویاتِ اُمّ المؤمنین سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا

سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کی مرویات کی تعداد گیارہ بیان کی گئی ہے اور آپ سے روایتِ حدیث زینب بن ابی سلمہ اور محمد بن عبداللہ بن جحش و حضرت ابو ہریرہ وغیرہ نے بیان فرمائی خیال رہے ان میں دو متفق علیہ ہیں باقی دیگر کتب میں۔

سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کی چند روایات

۱۔ حضرت زینب بنت ابی سلمہ فرماتی ہیں کہ میں حضرت زینب بنت جحش کے پاس حاضر ہوئی تو سیّدہ نے فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ کو منبر پر فرماتے سنا کسی عورت جو کہ اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتی ہے تین دن سے زیادہ سوگ کرنا حلال نہیں ہے مگر شوہر پر سوگ چار ماہ دس دن ہے۔

(امام احمد و بخاری شریف)

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے حجۃ الوداع میں اپنی ازواج سے فرمایا کہ یہ حجۃ الوداع تھا جو گردنوں سے اتر گیا اس کے بعد اپنے بستروں کو غنیمت جانو اس کے بعد تمام ازواجِ مطہرات حج کو گئیں سوائے حضرت زینب اور سودہ بنت زمعہ کے کہ آپ دونوں فرماتی تھیں حضور ﷺ سے یہ سننے کے بعد ہم سواری پر سوار نہ ہوں گی۔ (امام احمد بن حنبل و مدارج)

۳۔ محمد بن ابراہیم سیّدہ زینب بنت جحش سے روایت کرتے ہیں کہ حضور سیّد عالم ﷺ پیتل کے لوٹے میں وضو فرماتے تھے۔ (رواہ امام احمد بن حنبل)

اُمّ المؤمنین سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کا وصال

حضرت ابن عمر سے صحت کیساتھ مروی ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی ازواج کو فرمایا اطولکن یدا اسرعکن یعنی تم میں سے جس کے ہاتھ دراز ہیں وہ مجھ سے ملنے میں تم سب سے پہلے سبقت کرنے والی ہے سبقت سے مراد وفات تھی اور طولِ ید سے مراد سخاوت و فیاضی تھی بالفاظ دیگر حضور ﷺ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کے سب سے پہلے وفات پانے کی خبر غیب دے رہے تھے

سبحان اللہ جیسا کہ ارشاد فرمایا اسی کے مطابق تمام ازواج سے پہلے حضرت زینب کا وصال ہوا آپ کے وصال کی خبر سن کر سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ذھبت حمیدة مفیدة مضروعة الیتامی والارامل یعنی پسندیدہ خصلت والی فائدہ دینے والی تیموں اور بیواؤں کی خبر گیری فرمانے والی دنیا سے چلی گئی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اعلان فرمایا کہ اہلِ مدینہ اپنی ماں کی نماز میں حاضر ہوں آپ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور بقیع میں مدفون ہوئیں آپ کی وفات کے بارے ۲۰/۲۱ھ کے قول ہیں ۵۳ سال عمر پائی۔

ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی وصیت

طبقات ابن سعد میں ہے کہ:۔

اوصت ان تحمل علی سریر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم و یجعل علیه نعش و قبل ذلک حمل علیه ابو بکر الصدیق

یعنی مجھے رسول اللہ ﷺ کی چارپائی پر اٹھانا اور اس پر پالکی کی شکل بنانا اور آپ سے قبل اس پر سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اٹھا کر لے جایا گیا تھا (ابن سعد ج۸ ص ۱۰۹)

ام المؤمنین سیّدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے یہ بھی وصیت فرمائی کہ ان لا تتبع بنار میرے جنازے کے ساتھ آگ مت لے جانا۔ (ایضاً)

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کا سیّدہ کے بارے میں عقیدہ

اسی طبقات شریف نے فرمایا کہ آپ کی نمازِ جنازہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھائی آپ نے چار تکبیر کہیں اور آپ نے ان کی قبر مبارک میں اترنے کا ارادہ فرمایا تو ازواجِ مطہرات کی طرف قاصد بھیجا انہوں نے فرمایا:۔

ان لا یحل لک ان تدخل القبر و انما یدخل القبر من کان یحل له ان ینظر الیها و هی حیة (ابن سعد ج۸ ص ۱۱۱)

یعنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے حضرت عمر کو یہ فرمایا کہ اے عمر ﷺ ام المؤمنین کی قبر میں اترنا آپ کے لئے روا نہیں ہاں ان کی قبر مبارک میں اترنا اس کو جائز ہوگا جس کو امّ المؤمنین کی طرف نظر کرنا روا ہو۔

(یعنی آپ کے محرمات میں سے کسی کو قبر میں اترنے کی اجازت ہے) کیونکہ امّ المؤمنین حضرت زینب بنت جحش زندہ ہیں سبحان اللہ کس قدر ازواجِ رسول ﷺ کا عقیدہ پاکیزہ اور کھرا ہے کہ فرماتی ہیں کہ امّ المؤمنین زندہ ہیں یہی عقیدہ ہم اہلسنت والجماعت کا ہے کہ تمام انبیاء واولیاء وشھداء اور اللہ کے مقرب بندے اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اس سے ان حرماں نصیبوں کو سبق لینا چاہئے جن کے یہ عقائد ہیں کہ نبی مر کر مٹی میں مل جاتا ہے معاذ اللہ ایسے برے اور غلیظ عقیدے سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی پناہ۔

خویش واقارب

اُمّ المؤمنین سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کے تین بھائی اور آپ کے علاوہ دو بہنیں تھیں بھائیوں کے نام یہ ہیں (۱) حضرت عبداللہ بن جحش (۲) ابواحمد عبداللہ بن جحش (۳) عبیداللہ بن جحش جب کہ بہنوں کے نام (۱) امّ حبیب بنت جحش (۲) حمنہ بنت جحش

حضرت عبداللہ بن جحش کا ذکر پہلے گزر چکا ہے جب کہ دوسرے برادر ابواحمد آنکھوں سے نابینا تھے دونوں ہجرتیں فرمائیں آپ کی وفات اُمّ المؤمنین سیّدہ زینب کے وصال کے بعد ہوئی خیال رہے آپ شاعر بھی تھے۔

سیّدہ کے تیسرے بھائی عبیداللہ بن جحش نے اسلام قبول کیا پھر اسلام سے انحراف کر کے مرتد ہوگیا (معاذ اللہ) حضرت امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا اس کی زوجیت میں تھیں اللہ نے سیّدہ کو اپنے حبیب کے نکاح کا شرف بخشا (الاصابہ ج۸ ص ۱۴۰)

اُمّ المؤمنین کی بہنوں میں سے امّ حبیبہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی زوجیت میں تھیں ان کا نام زینب تھا اور مشہور ام حبیبہ سے تھیں (نزھۃ القاری شرح بخاری)

عینی میں ہے اُمّ المؤمنین کا نام برہ تھا حضور نے زینب رکھا کیونکہ ان کی بہن زینب اُمّ حبیبہ
سے مشہور تھیں (نزهة القاری ج۲ ص۲۵۶)
جب کہ حضرت حمنہ مصعب بن عمیر کے عقد میں تھیں خیال رہے کہ یہ وہی حضرت حمنہ ہیں جو
کہ حضرت اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو تہمت لگانے والوں میں شریک تھیں مدارج
شریف میں ہے کہ ان کو حدِ قذف لگائی گئی نزهة القاری میں ہے کہ آپ جنگِ اُحد میں شریک تھیں پانی
پلاتیں زخمیوں کو اٹھالاتیں علاج کرتیں حضرت مصعب کی شہادت کے بعد حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ
کے عقد میں آئیں جن سے محمد سجاد اور عمر تولد ہوئے حضور ﷺ نے ان کو خیبر کی پیداوار سے تین وسق دیئے
تھے بہن (حضرت زینب) کی حمایت میں ان سے لغزش ہوئی اور طبیعت میں جوش تھا اس لئے حد سے
بڑھ گئیں۔ (جلد ششم)

اُمّ المؤمنین سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کے بھتیجے محمد بن جحش

ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے آپ حضرت عبداللہ بن جحش کے صاحبزادے اور اُمّ المؤمنین سیّدہ
زینب کے بھتیجے ہیں مگر اپنے دادا کی طرف منسوب ہیں آپ کے والدین دونوں کو شرف صحابیت حاصل
ہے والدہ کا نام فاطمہ بنت ابی عیش تھا والد یعنی حضرت عبداللہ بن جحش جنگِ احد میں شہید ہوئے
شہادت کے وقت حضورِ اقدس ﷺ سے ان (بچوں) کے بارے میں وصیت کر گئے تھے حضور ﷺ نے
ان کے لئے خیبر میں زمین خرید دی اور مدینہ طیبہ سوق الرقیق میں ایک گھر عطا فرمایا بدر میں جو مہاجرین
شریک تھے ان کے صاحبزادگان کے لئے حضرت عمر نے چار ہزار وظیفہ مقرر فرمایا تھا یہ بھی ان میں سے
تھے ہجرت سے پانچ سال پہلے پیدا ہوئے اپنے والد کے ساتھ دونوں ہجرتوں میں ساتھ رہے۔
(نزهة القاری جلد دوم صفحہ ۳۴۸)

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

آپ کا نام زید کنیت ابواسامہ جب کہ لقب حِبّ رسول والد کا نام حارثہ اور والدہ کا نام سعدی

بنت ثعلبہ تھا اسد الغابہ میں سلسلہ نسب یوں بیان کیا گیا ہے زید بن حارثہ بن شراحیل بن کعب بن عبدالعزی بن امراء القیس بن النعمان بن عامر بن وڈ بن عوف بن کنانہ بن بکر بن عوف بن عذرہ بن زیداللات بن رفیدہ بن ثور بن کلب بن وبزہ بن ثعلبہ بن حلوان بن عمران بن لحاف بن قضاعہ۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی والدہ سعدی بنت ثعبلہ قبیلہ بنی معن سے تھیں ایک دفعہ اپنی قوم سے ملنے جارہی تھیں کہ بنی قین نے حملہ کر کے حضرت زید کو اغوا کرلیا اس وقت آپ کی عمر آٹھ سال تھی بازار عکاظ میں جہاں غلاموں کی خرید وفروخت ہوتی تھی حکیم بن حزام ابن خویلد کے ہاتھ فروخت کردیا حکیم بن حزام نے حضرت زید کو اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ اُمّ المؤمنین کو ہبہ کردیا جب سیّدہ حضور ﷺ کے حبالہ عقد میں آئیں تو آپ نے زید کو حضور ﷺ کی بارگاہِ بے کس پناہ میں بخش دیا حضرت زید کی گمشدگی کی اطلاع سے آپ کے والد نڈھال ہوگئے وہ بازاروں، شہروں، میلوں میں جاتے اور اپنے جگر پارہ کی کھوج لگاتے جو کوئی ملتا اس سے اپنے نور نظر کا پتہ پوچھتے ان کے فراق سے والد کی آنکھوں میں اشکوں کا سیلاب امنڈ تا رہتا اور یہ اشعار پڑھتے پھرتے:۔

۱. بکیت علی زید ولم ادر مافعل
احیّ یرجی ام اتی دونہ الاجل

۲. فواللّٰہ ما ادری وان کنت سائلا
اغالک سھل الارض ام غالک الجبل

۳. فیالیت شعری لک الدھر رجعۃ
فحسبی من الدنیا رجوعک الی بجل

۴. تذکرنیہ الشمس عندطلوعھا
وتعرض ذکراہ اذا قاربہ الطفل

۵. وان ھبت الارواح ھیجن ذکرہ
فیاطول ماحزنی علیہ ویاوجل

۶. ساعمل نص العیس فی الارض جاهدا

ولا اسأم التطوف او تسام الابل

۷. حیاتی او تأتی علی منیتی

وکل امرء فان وان غرالامل

۸. ساوصی به قیسا وعمرا کلیهما

واوصی یزیدا ثم من بعده جبل

ترجمہ:

۱۔ میں نے زید پر آنسو بہائے لیکن مجھے معلوم نہیں کہ وہ کیا ہوا آیا زید زندہ ہے کہ جس کی امید کی جائے یا موت نے اسے آغوش میں لے لیا۔

۲۔ قسم بخدا میں نہ جاننے کے باوجود پوچھتا ہوں کہ کیا تجھے نرم زمین نگل گئی یا پہاڑ کھا گیا۔

۳۔ ہائے کاش مجھے یہ شعور ہوتا کہ زمانہ تجھے واپس کردے گا پس تیرا واپس آنا ہی میرے لیے دنیا میں کافی ہے۔

۴۔ آفتاب اپنے طلوع ہونے کے وقت زید کی یاد دلاتا ہے اور غروب کا وقت جب قریب ہوتا ہے تو اس کی یاد چھیڑ دیتا ہے۔

۵۔ آہ ہواؤں کے جھونکے اس کی یاد تازہ کرتے ہیں وائے نصیبا کیا ہی مجھ پر اس کا رنج وغم زیادہ ہوتا ہے۔

۶۔ عنقریب میں اونٹ کی طرح چل کر پوری زمین چھان ماروں گا اور زمین کے گوشہ گوشہ میں چکر لگانے سے نہیں تھکوں گا یہاں تک کہ اونٹ تھک ہار جائے۔

۷۔ میری زندگی باقی رہے یا مجھے موت آئے اور ہر آدمی فانی ہے اگرچہ امید اسے دھوکہ دے۔

۸۔ تو عنقریب میں قیس اور عمر دونوں کو زید کی جستجو کی وصیت کروں گا اور یزید کو پھر ان کے

بعد جبل کو بھی۔

ان اشعار سے حضرت زید کے والد کی فراق کی وجہ سے حالتِ غم کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وہ اپنے لختِ جگر کی فرقت میں غم والم سے کس قدر نڈھال ہو چکے تھے نیز انہوں نے اس بات کا ارادہ مصمم کرلیا تھا کہ اگر میں اپنے جگر پارہ کی تلاش کرنے کے باوجود محروم رہا تو میرے بیٹوں جبلہ بن حارثہ اور یزید بن کعب بن شراحیل (آپ کے اخیافی بھائی) کو وصیت ہے کہ میرے مرنے کے بعد وہ غافل نہ بیٹھیں بلکہ زید کی جستجو میں لگے رہیں اتفاقاً ایک سال اسی قوم کے چند اشخاص مکہ آئے انہوں نے حضرت زید کو دیکھتے ہی پہچان لیا اور آپ کو ان کے والد کا رنج وغم اور ان کی اضطرابی کیفیت کی داستان سنائی اس پر آپ نے ان کو کہا کہ میرے والد کو یہ اشعار سنا دینا:۔

۱. احن الی قومی وان کنت نائیا
فانی قعید البیت عندالمشاعر

۲. فکفوا من الوجه الذی قدشجا کم
ولاتعملوا فی الارض نص الاباعر

۳. فانی بحمد اللّٰہ فی خیر اسرۃ
کرام معد کابرا بعد کابر

ترجمہ:

۱۔ میں اپنی قوم سے ملنے کا مشتاق ہوں اگرچہ ان سے دور ہوں اور میں مشعرِ حرام کے پاس بیت اللہ شریف میں رہتا ہوں۔

۲۔ لہٰذا اس غم سے باز آجاؤ جس نے تمہیں نڈھال کر دیا ہے اور زمین میں اونٹوں کی طرح چل کر مجھے مت ڈھونڈو۔

۳۔ اللہ کی حمد وشکر ہے میں قبیلۂ معد کے شریف اور عزت والے خاندان میں ہوں جو بہت زیادہ معزز ومکرم ہے۔

جب یہ خبر حضرت زید کے گھر والوں کو پہنچی تو زید کے والد حارثہ اور آپ کے چچا کعب فدیہ لے کر آئے تاکہ زید کو چھڑائیں اس پر حضور ﷺ نے حضرت زید کو اختیار دیا کہ وہ اپنے والد کے ساتھ اپنی قوم میں جانا پسند کرتے ہیں یا وہ حضور کی بارگاہِ اقدس کو اپنی قوم پر ترجیح دیتے ہیں چونکہ انہوں نے حضور ﷺ کا احسان وکرم ورحمت وشفقت اپنے اوپر دیکھی تھی اس لیے عرض گزار ہوئے کہ حضور انور ﷺ پر میرے ماں باپ سارا کنبہ فدا میں حضور ﷺ ہی کے قدموں میں رہنا چاہتا ہوں آپ نے مقامِ حجر میں کھڑے ہوکر فرمایا لوگو گواہ رہنا میں زید کو اپنا بیٹا بناتا ہوں اور وہ میرا متبنیٰ و وارث ہے اور میں اس کا وارث ہوں اسکے بعد لوگوں نے آپ کو زید بن محمد کہنا شروع کر دیا یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی

ادعوهم لابائهم هو اقسط عندالله

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت فرماتے ہیں کہ:-

ان زيد بن حارثة مولیٰ رسول صلى الله عليه وسلم ماكنا ندعوه الا زيد بن محمدحتى نزل القران ادعوهم لابائهم (متفق عليه)

یعنی حضرت زید بن حارثہ حضور ﷺ کے غلام ہم انہیں زید بن محمد ہی کہہ کر پکارتے تھے یہاں تک کہ قرآنی آیت نازل ہوئی کہ لوگوں کو ان کے باپوں کے نام سے بلاؤ۔

رسولِ کائنات ﷺ نے آپ کا نکاح اپنی باندی حضرت اُمّ ایمن کے ساتھ کیا جن سے آپ کے فرزند اسامہ بن زید تولد ہوئے پھر ان کا نکاح خود حضور ﷺ ہی نے ایک عالی مرتب خاتون اپنی پھوپھی زاد بہن اُمّ المؤمنین حضرت زینب بنت جحش سے فرمایا مگر آپس میں سلوک نہ ہونے کی وجہ سے آپ نے ان کو طلاق دے دی اور پھر سیّدہ حضور ﷺ کے حبالۂ عقد میں آئیں جیسا کہ ماقبل بیان ہو چکا ہے خیال رہے حضرت زید غزوۂ بدر، خندق اور صلح حدیبیہ وخیبر میں شریک رہے آپ تیر انداز صحابہ میں سے تھے جب حضور ﷺ غزوۂ مریسیع میں تشریف لے گئے تو ان کو اپنا خلیفہ بنایا آپ کو حضور ﷺ نے سات لشکروں کا امیر مقرر فرمایا قرآنِ مقدس میں بجز آپ کے کسی صحابی کا نام ذکر نہ کیا گیا البتہ بعض

تفاسیر میں یہ بھی ہے کہ آیت کریمہ کطیّ السجل للکتب میں سجل ایک صحابی کا نام ہے واللہ اعلم بالصواب۔ غزوۂ موتہ میں آپ کی شہادت واقع ہوئی اس موقع پر بھی آپ امیر تھے۔ (مدارج ج۲ ص۸٦۹ مدینہ پبلشنگ کمپنی ، مراۃ ج۸ ص ٤٠۹ مکتبہ اسلامیہ ، نزھۃ القاری ج٤ ص۲۷، طبقات وغیرہ)

نواں باب

تذکرہ اُمّ المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا

اُمّ المؤمنین سیّدہ جویریہ بنت الحارث بھی حضور ﷺ کی ازواج میں سے تھیں آپ کا حقیقی نام برہ تھا حضور ﷺ نے بدل کر جویریہ رکھا آپ نہایت عبادت گزار اور ذکر و فکر میں مشغول رہتی تھیں (مدارج) آپ کا سلسلۂ نسب یہ ہے۔

جویرۃ بنت الحارث بن ابی ضرار بن جیب بن عائذ بن مالک بن جذیمۃ بن سعد بن عمرو بن ربیعۃ بن حارثہ بن عمرو مزیقیا خیال رہے جزیمۃ مصطلق چونکہ عمرو ابوخزاعہ ہیں اس لئے آپ خزاعیہ مصطلقیۃ ہیں۔(اسدالغابہ)

اُمّ المؤمنین سیّدہ جویریہ کا خواب

سیّدہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کی خدمت میں آنے سے قبل میں نے خواب میں دیکھا کہ یثرب کی طرف سے چاند نازل ہوا اور میری گود میں آگرا میں نے یہ واقعہ کسی سے ذکر نہ کیا۔ یہاں تک کہ بنو مصطلق پر حملہ ہوا اور ہم قیدی بنا کر مدینہ لائے گئے تو میرے خواب کی تعبیر یہ ہوئی کہ حضور ﷺ نے مجھے آزاد فرما کر اپنے حبالۂ عقد میں لے لیا۔

غزوۂ بنی مصطلق

یہ غزوہ ۵ ہجری کو واقع ہوا جس کا سبب یہ تھا کہ حاکم بن ضرار نے بعض قبائل عرب کو دعوت دی کہ اکھٹے ہو کر حضور ﷺ کے خلاف جنگ کریں حضور ﷺ نے خبر پا کر حضرت بریدہ کو بھیجا تا کہ خبر لائیں جب آپ ان کے پاس گئے تو کہا کہ سننے میں آیا ہے کہ تم محمد (ﷺ) کے خلاف جنگ کی دعوت دے رہے ہو اگر ایسا ہی ہے تو میں تمہاری معاونت کروں گا وہ لوگ یہ سن کر بریدہ کی تکریم کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہاں ہمارا جنگ کرنے کا پختہ ارادہ ہے آپ نے کہا تو مجھے اجازت دو کہ میں اپنے آدمی

اکھٹے کروں اور تیاری کر کے تمہارے ساتھ آملوں اس بہانہ سے حضرت بریدہ وہاں سے نکل آئے اور حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حقیقتِ حال بیان کی اس پر حضور ﷺ نے لشکر کو تیار فرمایا اور حضرت زید کو مدینہ میں خلیفہ مقرر کیا اور غزوہ کے لئے نکل پڑے مہاجرین کا علم شیرِ خدا کو دیا پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جب کہ انصار کا جھنڈا اسعد بن عبادہ کو دیا اس لشکر میں مہاجرین کے تیس ۳۰ جب کہ انصار کے ۲۰ گھوڑے تھے جب یہ خبر حارث کو پہنچی کہ حضور ﷺ لشکر اسلام کے ساتھ اس طرف آرہے ہیں اس سے بنی المصطلق کے دلوں پر رعب طاری ہوا اور لوگوں کا اجتماع منتشر ہوگیا اب حارث کے پاس سوائے بنی المصطلق کے کوئی نہ تھا اس سفر میں حضور ﷺ کے ساتھ حضرت سیّدہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں لشکرِ اسلام نے چاہ مریسیع پر پڑاؤ ڈالا کفار نے بھی لشکر کو ترتیب دینے کے بعد میدان جنگ میں قدم رکھا حضرت عمر کو حکم دیا گیا کہ وہ کفار پر اسلام پیش کریں لیکن کفار نے اسلام لانے سے انکار کر دیا اس پر لشکرِ اسلام نے یکبارگی کیساتھ حملہ فرمایا جس سے مشرکوں کا علمبردار مارا گیا اور انہوں نے شکست کھائی دس افراد مارے گئے باقی تمام مرد وعورتیں بمع بہت سے جانور اور بکریاں مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ اُمّ المؤمنین سیّدہ جویریہ رضی اللہ عنہا بھی انہیں اسیرانِ مصطلق میں سے تھیں۔ (مدارج)

اُمّ المؤمنین سیّدہ جویریہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی زوجیت میں

حضرت عروہ بن زبیر اُمّ المؤمنین سیّدہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فرماتی ہیں جب حضور ﷺ نے بنو مصطلق کی قیدیوں کو تقسیم فرمایا تو سیّدہ جویریہ ثابت بن قیس بن شماس کے حصہ میں آئیں **فکاتبته علی نفسها** تو آپ نے ان سے کتابت کر لی سیّدہ فرماتی ہیں کہ **کانت امراۃ حلوۃ ملاحۃ** سیّدہ جویریہ رضی اللہ عنہا ایک بڑی شیریں، ملیح اور حسن وجمال کی پیکر خاتون تھیں جو کوئی آپ کو دیکھتا تو فدا ہو جاتا فرماتی ہیں کہ میرے دل میں آتشِ غیرت بھڑکی کہ ایسا نہ ہو کہ حضور ﷺ ان سے نکاح فرمالیں اور ایسا ہی ہوا۔

چنانچہ لما دخلت علی رسول صلی اللہ علیہ وسلم قالت یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اناجویریہ بنت الحارث سید قومہ وقد اصابتنی البلاء......

کہ اے اللہ کے رسول میں جویریہ بنت حارث ہوں جو کہ اپنی قوم کے سردار ہیں اور تحقیق مجھے ایک مصیبت پہنچی ہے کہ ثابت بن قیس کے حوالے کی گئی ہوں اور میں نے ان سے عقد کتابت کیا ہے اور مال ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتی ہوں فاعنی علی کتابتی لہذا آپ میری بدل کتاب کی ادائیگی میں مدد فرمایئے نیز میں آپ کی بارگاہ میں مسلمان ہو کر حاضر ہوئی ہوں اشھدان لاالہ الا اللہ واشھدان محمدرسول اللہ سبحان اللہ اللہ کے رسول نے فرمایا اوخیر من ذلک اودی فیک کتابک واتزوجک کہ کیا میں اس سے بہتر تمہارے ساتھ سلوک نہ کروں کہ میں آپ کا بدلِ کتابت ادا کر کے آپ کو اپنی زوجیت کا شرف بخشوں عرض گذار ہوئیں نعم ہاں حضور پھر حضور ﷺ نے ایسا ہی فرمایا جب یہ خبر لوگوں کو پہنچی کہ حضور ﷺ نے سیّدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کو شرف زوجیت عطا فرمایا ہے تو انہوں نے آپس میں یہ طے کیا کہ حرمِ نبوی کے عزیز وا قارب کو قید رکھنا مناسب نہیں ہے فارسلو اماکان فی ایدیھم من بنی المصطلق پس جس کے ہاتھ جو قیدی تھا صحابہ نے سب کو آزاد فرمادیا وقد اعتق مائۃ اھل بیت من بنی المصطلق اس دن بنو المصطلق کے سو قیدی آزاد کئے گئے۔

اُمّ المؤمنین سیّدہ صدیقہ مزید فرماتی ہیں کہ:۔

فما اعلم امراۃ اعظم برکۃ منھا علی قومھا

کہ میرے علم میں جویریہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر اپنی قوم میں کوئی بھی خیر و برکت والی عورت نہیں ہے۔

خیال رہے سیّدہ رضی اللہ عنہا کا حقِ مہر چار سو درہم مقرر ہوا ایک قول یہ بھی ہے کہ بنی المصطلق کے قیدیوں کی آزادی مہر مقرر ہوا اس وقت آپ کی عمر شریف ۲۰ سال تھی۔

(اسدالغابہ الجزء السابع و المدارج الشریف)

اُمّ المومنین سیّدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد کا قبول اسلام

آپ کے والد کے اسلام کے بارے میں مروی ہے کہ جب ان کو اپنی جگر کے قیدی بن جانے کی خبر ملی تو اپنے ساتھ بہت سے اونٹوں کو لے کر حضور کی بارگاہ کی طرف روانہ ہوئے لیکن جب مدینہ کے قرب میں پہنچے تو دو اونٹ جو کہ بہت زیادہ محبوب تھے ان کو ایک گھاٹی میں چھوڑ کر چلے گئے اور خیال یہ تھا کہ یہ دونوں اس طرح فدیہ سے بچ جائیں گے تو واپس لے چلوں گا اس کے بعد بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر اونٹ پیش خدمت کیئے اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ دو اونٹ کم ہیں جو کہ فلاں گھاٹی میں چھپا کر آئے ہو یہ سنتے ہی حارث نے کلمہ شہادت و رسالت پڑھا اور مسلمان ہو گئے اور کہا کہ اونٹوں کے بارے میں میرے سوا کسی کو علم نہ تھا اور اگر آپ اللہ کے رسول نہ ہوتے تو اس بات سے مطلع نہ ہوتے۔

اُمّ المومنین سیّدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کی عبادت گزاری

اُمّ المومنین بڑی نیک سیرت اچھے اخلاق کی مالک اور عبادت گزار خاتون تھیں رسول کائنات ﷺ کسی روز آپ کے پاس تشریف لائے اس وقت آپ مصلی پر عبادت میں مشغول تھیں پھر حضور ﷺ وقت چاشت تشریف لے جاتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ آپ وہی تشریف فرما تھیں اس پر حضور نے پوچھا کہ جب میں باہر گیا تھا اس وقت سے اب تک تم اسی حالت میں بیٹھی ہو عرض کی جی ہاں حضور تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جب میں باہر گیا تھا اس وقت سے لے کر اب تک میں نے چار کلمات پڑھے ہیں جو کچھ تم نے اس وقت تک پڑھا ہے اگر اس سے موازنہ کریں تو یقیناً وہ چار کلمے زیادہ وزنی ہیں اور وہ یہ ہیں۔

سبحان اللہ وبحمدہ عدد خلقه ونفسه وزنة عرشه ومداد کلماته.

گویا حضور فرما رہے ہیں کہ ان کلمات کو بھی اپنے ذکر واذکار میں شامل کر لیں۔ (مدراج)

مسند امام احمد بن حنبل کی روایت میں حضور ﷺ نے سیّدہ کو ان کلمات کی تعلیم دی۔

سبحان اللہ عدد خلقه ثلاث مرات

سبحان اللہ زنة عرشه ثلاث موات

سبحان اللہ رضانفسه ثلاث مرات

سبحان اللہ مداد کلماته ثلاث مرات. (ج٦ ص ٣٣٥)

یعنی ان میں سے ہر ایک کلمہ کو تین تین مرتبہ پڑھیں۔ جب کہ ترمذی شریف کی روایت میں سبحان اللہ عدد خلقه، سبحان اللہ عدد خلقه سبحان اللہ رضی نفسه سبحان اللہ رضی نفسه سبحان اللہ زنة عرشه سبحان اللہ مداد کلماته سبحان اللہ مداد کلماته (قال الترمذی هذا حدیث حسن صحیح واخرجه مسلم ونسائی وابن ماجه) (واللہ ورسوله اعلم)

خیال رہے سیّدہ سے حضور ﷺ کا نکاح فرمانا جمعہ کے روز نقل ہے سیّدہ روزے دار تھیں کہ حضور ﷺ نے پوچھا کہ کل روزہ تھا عرض کی نہیں حضور ﷺ نے فرمایا آنے والے کل کو ارادہ روزہ ہے عرض گزار ہوئیں نہیں تو آپ نے فرمایا پھر آج کا روزہ بھی افطار کرلو۔ (بخاری ومدارج)

مرویاتِ اُمّ المومنین سیّدہ جویریہ رضی اللہ عنہا

آپ سے سات احادیث مروی ہیں دو بخاری دو مسلم میں اور باقی دوسری کتب میں ہیں (مدراج)

آپ سے روایت کرنے والوں میں سے عبداللہ بن عباس اور عبداللہ ابن عمر جیسے جلیل القدر صحابی رسول بھی ہیں رضی اللہ عنهم اجمعین. (اسد الغابہ)

چندایک مرویات

ا۔ حضرت ابوایوب انصاری سیّدہ جویریہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ آپ کے ہاں جلوہ افروز ہوئے اور اس وقت آپ روزے سے تھیں تو حضور نے فرمایا کہ کیا تم

نے کل روزہ رکھا فقالت لا سیّدہ نے عرض کی نہیں فرمایا اتریدن ان تصومی غدا کیاتم کل کا روزہ رکھنے کا ارادہ رکھتی ہو عرض گزار ہوئیں لا نہیں حضور ﷺ نے فرمایا فافطری پس افطار کرلو۔

۲۔ ام عثان سیّدہ سے روایت کرتیں ہیں سیّدہ نے فرمایا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا من لبس ثوب حریر السبہ اللّٰہ ثوبا من النار یوم القیمۃ کہ جس نے ریشم کا کپڑا پہنا تو اس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آگ کے کپڑے پہنائے گا۔ (رواھما امام احمد بن حنبل)

سیّدہ کا وصال

آپ نے مدینہ منورہ میں ۵۰/۵۶ھ کو رحلت فرمائی اس وقت آپ کی عمر شریف پینسٹھ ۶۵ سال تھی آپ کی نمازِ جنازہ مروان نے پڑھائی جو کہ حضرت امیر معاویہ کی طرف سے مدینہ منورہ کا حاکم تھا۔ (مدارج)

اُمّ المؤمنین سیّدہ جویریہ کے خویش واقارب

آپ کے والد گرامی کا تذکرہ گزر چکا عمرو بن حارث اور عبداللہ بن حارث سیّدہ کے بھائی جب کہ عمرہ بنت حارث آپ کی بہن ہیں۔

عمرو بن الحارث

ان کا سلسلۂ نسب یہ ہے عمرو بن الحارث بن ابی ضرار بن عائذ بن مالک بن جزیمہ انہوں نے اُمّ المؤمنین سیّدہ جویریہ رضی اللّٰہ عنھا اور حضرت ابن مسعود سے روایت لی ہے اسی طرح زینب زوجۂ ابن مسعود سے بھی روایت لینے کا قول ہے لیکن اس کے بعد الاصابہ میں فرمایا کہ ابن قطان نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ حضرت زینب زوجۂ ابن مسعود سے روایت لینے والے کوئی دوسرے عمرو بن الحارث ہیں واللّٰہ ورسولہ اعلم (الاصابہ ج ٤ ص ٩/٥٠٨)

عبداللہ بن الحارث

ان کا نسب بھی وہی ہے جو کہ عمرو بن الحارث کا ہے یہ بھی اُمّ المؤمنین کے ساتھ قیدی بن کر

ئے تھے یا پھر یہ فدیہ لے کر آئے تھے اور راستے میں ایک اونٹ گم کر دیا تھا یہ قول دلالت کرتا ہے کہ
ونٹ والا قصہ آپ کا ہے جب کہ پہلا والا آپ کے والد کی طرف دال ہے واللہ ورسولہ اعلم
(الاصابہ ج ٤ ص ٤٢)

عمرہ بنت الحارث

اُمّ المؤمنین کی بہن ہیں حضور سیّد عالم ﷺ سے روایت فرماتی ہیں کہ آپ نے فرمایا
الدنیا خضرة حُلوة فمن اصاب منها من شئی من حله بورک له فیه و
رُبّ متخوّض فی مال اللّٰه ومال رسوله له النّار یوم القیمة(الاصابه ج ٨
ص ٢٤٣)
یعنی دنیا تر وتازہ و میٹھی ہے اگر کوئی شخص اس میں سے حلال حاصل کرے تو اسے برکت دی
جائے گی اور بہت سے لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے مال میں (ناجائز تصرف وطریقے
سے) گھسنے والے ہیں تو ان کے لئے قیامت کے دن آگ ہے۔

☆☆☆..........☆☆☆..........☆☆☆

دسواں باب

تذکرہ اُمّ المؤمنین سیّدہ امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا

آنحضرت ﷺ کی ازواج میں سے سیّدہ امّ حبیبہ بھی ہیں آپ کی ولادت بعثت سے ۱۷ سال قبل ہوئی آپ کا نام رملہ یا پھر ہند تھا سلسلۂ نسب یوں بیان کیا گیا ہے رملہ بنت ابی سفیان بن صخر بن حرب بن امیۃ بن عبدشمس الامویہ آپ کی کنیت امّ حبیبہ ہے اور اسی سے آپ زیادہ مشہور ہیں آپ کی والدہ صفیہ بنت ابی العاص بن امیہ ہیں۔

آپ حضرت عثمان بن عفان بن العاص کی پھوپھی حضرت معاویہ کی حقیقی جب کہ حضرت عثمان غنی کی پھوپھی زاد بہن تھیں ابتدائے اسلام میں ایمان لے آئی تھیں اور حبشہ کی طرف دوسری ہجرت کی تھی پہلے آپ عبیداللہ بن جحش کی زوجیت میں تھیں ان کے ہاں ایک لڑکی تولد ہوئی جس کا نام حبیبہ تھا اور اسی سے آپ کی کنیت امّ حبیبہ پڑھ گئی بعد میں عبیداللہ بن جحش مرتد ہوگیا اور دینِ یہودیت کی طرف راغب ہوگیا اور اب خواب شراب پینے لگا اور اسی حالت میں مرگیا۔

سیّدہ کا خواب

اُمّ المؤمنین فرماتی ہیں کہ:۔

رأیت فی المنام کان زوجی عبیداللہ بن جحش باسوء صورۃ ففزعت فاذا به قدتنصر (الاصابہ)

میں نے اپنے شوہر عبیداللہ بن جحش کو بہت بری صورت میں دیکھا تو میں گھبرائی پس وہ منکر عن الاسلام ہوکر نصرانی بن گیا۔

سیّدہ کا خواب ونکاح

فرماتی ہیں کہ مجھے ایک خواب میں کوئی آدمی دکھائی دیا جو مجھ کو اُمّ المؤمنین کہہ کر پکار رہا تھا اس سے میں نے تعبیر لی کہ میں حضور ﷺ کی زوجیت میں آؤں گی۔ (مدارج)

سیّدہ حضور ﷺ کے حبالہ عقد میں

چونکہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا قدیم الاسلام خواتین میں سے تھیں اس وجہ سے آپ نے اسلام کی خاطر بہت اذیتیں برداشت فرمائیں حتیٰ کہ آپ نے اپنے سابقہ شوہر کیساتھ حبشہ کی جانب ہجرت فرمائی لیکن آپ کا شوہر اسلام سے منحرف ہوگیا جیسا کہ ماقبل گزرا اس سب کے باوجود سیّدہ صبر واستقامت کا پہاڑ بن کر اپنے اوپر آنے والی ہر آزمائش کو برداشت کرتی رہیں کہ اچانک آپ کی قسمت کے ستارے کو حد درجہ کا عروج ہوا کہ اللہ کے رسول نے اپنی زوجیت میں آپ کو لینے کا ارادہ فرمایا سبحان اللہ اللہ نے اپنے نبی کی زوجیت کے لئے کیسی کیسی زکیہ خواتین کا انتخاب فرمایا کہ جن کی مثال پیش کرنا مشکل ہے چنانچہ سیّدہ فرماتی ہیں کہ جب میری عدت گزری تو حضرت نجاشی کی طرف سے حضرت ابرھہ حضور ﷺ کے نکاح کا پیغام لے کر آئی جس کو سیّدہ نے نہ صرف قبول فرمایا بلکہ خوشی سے بہت مال وزیورات سے بھی نوازا۔

خیال رہے حضور ﷺ نے عمرو بن امیہ فہری رضی اللہ عنہ کو نجاشی کی طرف بھیجا تھا کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو حضرت نجاشی میرا نکاح کا پیغام دیں اور نکاح بھی کریں اس پر حضرت نجاشی نے اپنی کنیز ابرھۃ کو سیّدہ کی طرف بھیجا جس کو آپ نے بخوشی قبول فرمایا فارسلت الی خالد بن سعید بن العاص بن امیۃ فوکلتہ فاعطیت ابرھۃ سوارین من فضۃ اس پر سیّدہ نے حضرت خالد بن سعید بن عاص کو اپنا وکیل بنا کر بھیجا اور ابرھۃ کو اپنے دو چاندی کے کنگن عطا فرمائے اور حضرت خالد بن سعید بھی ان دنوں حبشہ ہی میں تھے اس کے بعد حضرت نجاشی نے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ودیگر مسلمانوں کی موجودگی میں خطبہ نکاح پڑھا۔

خطبہ (اولیٰ) نکاح

اس مسرّت وشادمانی کے موقع پر حضرت نجاشی نے جو خطبہ ارشاد فرمایا الاصابہ میں اس طرح بیان فرمایا گیا ہے کہ......

امابعد فان رسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم کتب الی ان ازوجہ ام حبیبۃ فاجبت وقد اصدقتھا عنہ اربعمائۃ دینار.

ترجمہ:۔اللہ کی تعریف وثناء کے بعد بے شک اللہ کے رسول ﷺ نے میری طرف لکھا کہ میں آپ کا نکاح ام حبیبہ سے کروں تو ام حبیبہ نے قبول فرمایا اور تحقیق میں حضور ﷺ کی طرف سے امّ حبیبہ کا حق مہر چار سو دینار ادا کرتا ہوں۔

اس کے بعد حضرت نجاشی نے چار سو درھم ڈال دیئے پھر حضرت خالد بن سعید نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا:۔

خطبہ ثانی

قداجبت الی مادعا الیہ رسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم وزوجتہ ام حبیبۃ .

ترجمہ:۔تحقیق جس بات کی طرف حضور ﷺ نے بلایا اس کو میں نے قبول کیا (یا پسند کیا) اور میں نے حضور ﷺ کا نکاح امّ حبیبہ کے ساتھ کیا۔

اس کے بعد آپ نے وہ دینار لے لئے و عمل لھم النجاشی طعاما فاکلوا حضرت نجاشی نے دعوتِ ولیمہ فرمائی اور لوگوں نے کھانا تناول فرمایا۔

جب کہ مدارج وغیرہ میں خطبہ کے یہ الفاظ ہیں۔

خطبہ نکاح قراہ النجاشی

الحمدللّٰہ الملک القدوس السلام المومن المھیمن العزیز الجبار اشھدان لاالہ الااللّٰہ وان محمداعبدہ ورسولہ ارسلہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولوکرہ المشرکون.

اما بعد! فقد احببت الی مادعی الیہ رسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم وقد اصدقتھا اربعمائۃ دینار اذھبا

دیگر روایات

الحمد للّٰه الملک القدوس السلام المومن المهيمن العزيز الجبار المتكبر اشهدان لااله الاالله واشهدان محمدا رسول الله صلى الله عليه وسلم وانه الذى بشربه عيسىٰ ابن مريم.

امابعد

فان رسول الله صلى الله عليه وسلم كتب الى ان ازوجه ام حبيبة بنت ابى سفيان فاجبت الى مادعا اليه رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم وقد اصدقتها اربع مائة دينار.

ترجمہ روایت اولیٰ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو مالک، قدوس، سلامتی دینے والا امن دینے والا ڈرانے والا غالب ٹوٹے دلوں کو جوڑنے والا ہے میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد اس کے بندۂ خاص اور رسول ہیں جن کو اللہ نے ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ رسول بنا کر مبعوث فرمایا تا کہ آپ کے دین کو تمام ادیان پر غالب فرمائے اگرچہ مشرک نہ پسند کریں۔

امابعد!

تحقیق میں نے قبول و پسند کیا اس کو جس کی طرف حضور ﷺ نے بلایا اور میں نے امّ حبیبہ کا (حضور کی طرف سے) حقِ مہر چار سو سونے کے دینار ادا کئے۔

ترجمہ روایت ثانیہ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے مختص ہیں جو کہ مالک، پاک، سلامتی دینے والا، امن عطا فرمانے والا، نگہبان، سب سے غالب، جبار، متکبر ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور بے شک آپ وہی رسول ہیں جن کی حضرت عیسیٰ ابن مریم نے بشارت دی تھی۔

اما بعد!

بے شک حضور ﷺ نے مجھے لکھا کہ میں حضور ﷺ کا نکاح ام حبیبہ بیٹی ابوسفیان سے کروں پس انہوں نے اس کو پسند کیا جس کی طرف حضور ﷺ نے بلایا اور چار سو دینار میں نے اپنی طرف سے امّ حبیبہ کو حق مہر ادا کیے۔

خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کے خطبہ کے الفاظ مدارج شریف میں اس طرح ہیں۔

خطبۂ نکاح قرءہ خالد بن سعید

الحمدللّٰہ احمدہ واستعینہ واستغفر اللّٰہ واشھدان لاالہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ ان محمدا عبدہ ورسولہ ارسلہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولوکرہ المشرکون.

اما بعد!

فقد اجبت الی مادعی رسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم وزوجتہ ام حبیبۃ بنت ابی سفیان فتبارک اللّٰہ رسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اس کی حمد کرتا ہوں اس کی مدد طلب کرتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد ﷺ اللہ کے خاص بندے اور اس کے رسول ہیں اللہ نے آپ کو ہدایت اور دینِ حق کیساتھ بھیجا تا کہ آپ کے دین کو تمام ادیان پر غالب فرمائے اگرچہ یہ مشرکوں کو ناپسندیدہ ہے۔

اما بعد!

تحقیق میں پسند (قبول) کرتا ہوں اس چیز کو جس کی طرف حضور ﷺ نے دعوت دی لہٰذا

میں نے امّ حبیبہ بنت ابوسفیان کا نکاح حضور ﷺ سے کیا پس اللہ تبارک وتعالیٰ رسول اللہ ﷺ پر کثرت سے برکتیں نازل فرمائے۔(مسندامام احمد بن حنبل ج٦ ص٤٢٧، الاصابہ ج٨ ص١٤١، مدارج٢ ص٦٥٨ وغیرہ کتب)

اُمّ المؤمنین سیّدہ امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میرا حق مہر مجھ تک پہنچا تو اس میں سے میں نے ابرھۃ کنیز کو مزید پچاس دینار دیئے لیکن ابرھۃ نے نہ صرف دینار لوٹائے بلکہ جو کچھ میں نے پہلے ان کو عطیہ دیا تھا اسے بھی واپس کر دیا اور کہا کہ بادشاہ نے اسی کی تاکید فرمائی نیز اس وقت تک آپ مسلمان ہو چکی تھیں سیّدہ فرماتی ہیں کہ ثم جاء تنی من الغد بعود و ورس و عنبر و زباد کثیر اگلے دن عود، ورس، عنبر، زباد بہت ساری خوشبوئیں لائیں جن کو میں اپنے ساتھ لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں آئی بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ ابرھۃ عرض گزار ہوئیں کہ میرا سلام حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کرنا نیز یہ بھی بتانا کہ میں آپ کے دین کی پیروکار ہو چکی ہوں چنانچہ میں نے ابرھۃ کا سلام حضور کی بارگاہ میں پہنچایا اور آپ نے اس کا جواب دیا اور یہ ٦/٧ھ تھی۔

اور پھر حضرت نجاشی نے سیّدہ کو شرجیل بن حسنہ کیساتھ حضور ﷺ کی بارگاہ میں بھیجا۔(الاصابہ ج٨ ص١)

سیّدہ کی حضور ﷺ سے محبت اور والد پر شدّت

اُمّ المؤمنین کے والد ابوسفیان جو کہ اس وقت مشرّف باسلام نہ ہوئے تھے ایک دفعہ تجدیدِ صلح کے لئے مدینہ منورہ میں اپنی صاحبزادی کے گھر پہنچے جب ابوسفیان حضور ﷺ کے بستر پر بیٹھنے لگے تو اُمّ المؤمنین نے فوراً بستر اٹھالیا اس پر ابوسفیان نے کہا کہ کیا تم نے بستر کو میرے قابل نہ سمجھا یا پھر مجھے بستر کے قابل نہ گردانا اس پر اُمّ المؤمنین نے جواب دیا:۔

بل ھو فراش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانت امرأ نجس مشرک

بلکہ وہ تو اللہ کے رسول کا بستر ہے اور تو ناپاک و مشرک ہے۔

اس پر ابوسفیان نے کہا لقد اصابک بعدی شر میرے بعد تو برائی میں مبتلا ہوگئی ہے۔ (الاصابہ)

پابندیٔ حکمِ رسول ﷺ

بخاری کتاب الجنائز میں امام بخاری روایت فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابوسفیان کا وصال ہوگیا تو اُمّ المؤمنین سیّدہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے تین دن گزرنے پر خوشبو منگوا کر استعمال فرمائی اور فرمایا کہ باوجودیکہ اس کی مجھے حاجت نہ تھی لیکن چونکہ حضور ﷺ کو میں نے فرماتے سنا کہ کسی عورت پر جوکہ اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتی ہے جائز نہیں کہ وہ کسی کی فوتگی پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے البتہ بیوی پر شوہر کے وصال کی صورت میں چار ماہ دس دن سوگ ہے۔ مسند امام احمد میں ہے کہ اُمّ المؤمنین فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کوئی بھی مسلمان نہیں جو کہ کامل وضو کر کے اللہ کے لئے بارہ رکعت پڑھے اللہ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا فرماتی ہیں جب سے میں نے حضور ﷺ کا یہ ارشاد سنا اس وقت سے ہمیشہ میں بارہ رکعتیں پڑھتی ہوں۔ (ج ٦ ص ٣٢٧)

آپ کی خیر خواہی

اُمّ المؤمنین نہایت نیک خاتون اور ہمیشہ دوسروں کی خیر خواہ رہتی تھیں جس کا اندازہ بخاری شریف کی روایت سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ حضور ﷺ کی خدمت میں عرض گزار ہوئیں کہ اے اللہ کے رسول آپ میری بہن سے نکاح فرمالیں اس پر سیّد عالم ﷺ فرماتے ہیں کہ کیا تمہیں یہ پسند ہے آپ عرض کرتی ہیں کہ میں ایک ہی تو آپ کی زوجہ نہیں ہوں اور میں پسند کرتی ہوں کہ خیر میں میری بہن میری شریک ہو تو حضور نے فرمایا کہ وہ میرے لئے حلال نہیں۔ (بخاری کتاب النکاح)

نیز اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب اُمّ حبیبہ کا وصال کا وقت ہوا تو آپ نے مجھے بلوا کر فرمایا کہ:۔

قد یکون بیننا مایکون بین فتحللینی من ذلک فحللتها واستغفرت لها

یعنی میرے اور آپ کے مابین وہ تعلقات تھے جو سوکنوں کے آپس میں ہوا کرتے ہیں پس
آپ اس وجہ سے اپنے حقوق میرے لئے حلال کردیں مجھے معاف فرمادیں پس میں نے
معاف کردیا اور استغفار کیا۔

اس پر آپ نے فرمایا کہ سورتنی سرک اللہ کہ آپ نے مجھے خوش فرمایا اللہ آپ کو خوش
فرمائے۔

سیّدہ فرماتی ہیں اسی طرح آپ نے سیّدہ اُمّ سلمہ کو بھی بلوا کر یہی فرمایا۔
(الاصابہ ج۸ص ۱۴۲)

جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ بہت ہی پاکیزہ ذات، حمیدہ صفات جواد اور عالی ہمت تھیں۔
(مدارج)

مرویاتِ اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا

آپ سے مرویات احادیث کتب متداولہ میں پینسٹھ ۶۵ ہیں جن میں سے دو متفق علیہ ایک
تنہا مسلم میں اور باقی دیگر کتب میں ہیں۔ (مدارج)

آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں سے آپ کی صاحبزادی حبیبہ اور بھائی معاویہ
اور عتبہ اور آپ کے بھتیجے عبداللہ بن عتبہ بن ابی سفیان کے علاوہ ابوسفیان بن سعید بن مغیرہ بن اخنس ثقفی
(اور یہ آپ کے بھانجے ہیں) اور صفیہ بنت شیبہ، زینب بنت امّ سلمۃ عروہ بن زبیر بھی شامل ہیں۔
(الاصابہ ج۸ ص۱۴۲)

چندایک روایات

☆ ۱۔ حضرت زینب بنت ابی سلمہ نے فرمایا کہ میں حضور ﷺ کی رفیقۂ حیات اُمّ المؤمنین
حضرت امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی تو اُمّ المؤمنین نے فرمایا کہ:۔

سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لایحل لامرأۃ تومن باللہ والیوم
الاخر ان تحد علی میت فوق ثلث الا علی زوج اربعۃ اشھر وعشرا۔

میں نے حضور ﷺ کو فرماتے سنا کہ جو عورت اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اسے جائز نہیں کہ میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے البتہ شوہر پر چار ماہ دس دن سوگ منائے۔(رواہ البخاری فی کتاب الجنائز)

☆۲۔حضرت ابوالجراح مولیٰ امّ حبیبہ اُمّ المومنین سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے مجھ سے حدیث بیان فرمائی کہ:۔

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لولا ان اشق علی امتی لامرتھم بالسواک عند کل صلاۃ کمایتوضئون

میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے سنا کہ اگر ہم کو اپنی امّت کا مشقت میں پڑنا گراں نہ ہوتا تو ہم ان کو ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیتے جیسا کہ وضو کرتے ہیں۔

(رواہ امام احمد بن حنبل ج٦ ص ٣٩٥)

☆۳۔عنبسہ بن ابی سفیان اُمّ المومنین امّ حبیبہ بنت ابی سفیان سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:۔

من صلی فی یوم ولیلۃ ثنتی عشر سجدۃ سوی المکتوبۃ بنی لہ بیت فی الجنۃ

جس نے دن رات میں بارہ رکعت علاوہ فرض نماز کے نفل پڑھے اس کے لئے جنت میں گھر بنایا گیا ہے۔(رواہ امام احمد بن حنبل فی مسندہ ج٦ ص ٣٢٦)

☆۴۔حضرت زینب بنت ابی سلمہ نے خبر دی کہ امّ حبیبہ بنت ابی سفیان نے انہیں خبر دی کہ انہوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی یارسول اللہ ﷺ میری بہن ابوسفیان کی بیٹی سے آپ نکاح فرمالیں تو حضور نے فرمایا کہ:۔

اوتحبین ذالک

کیا تم اس کو پسند کرتی ہو۔

فقلت نعم لست بمخلية واحب من شاركني في خيراختي

میں عرض گزار ہوئی جی ہاں آپ کے لئے تنہا میں ہی نہیں ہوں اور میں پسند کرتی ہوں کہ خیر میں میری بہن میری شریک ہو۔

فقال النبي صلى الله عليه وسلم ان ذالك لا يحل لي

تو حضور نے فرمایا وہ میرے لئے حلال نہیں۔ (بخاری کتاب النکاح)

وصال

آپ کے وصال میں علماء کا شدید اختلاف ہے چنانچہ الاصابہ میں ہے کہ:۔

ماتت بالمدينه منه اربع واربعين جزم بذلك ابن سعد وابو عبيد

یعنی اُمّ المؤمنین کا وصال مدینہ منورہ میں ۴۴ھ کو ہوا اس پر ابن سعد اور ابو عبید نے جزم فرمایا ہے جب کہ ابن حبان اور ابن قانع نے ۴۲ھ کا قول کیا اور ابن ابی خیثمہ ۵۹ھ کے قائل ہیں وھو بعید (الاصابہ ج۸ ص۱۴۲)

شیخ محقق علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مدینہ شریف میں ۴۰/۴۴ ہجری میں بقول صحیح آپ کا وصال ہوا تھا۔

دیگر ایک قول یہ بھی ہے کہ اُمّ المؤمنین کی رحلت شام میں ہوئی۔ (مدراج شریف)

خویش واقارب

حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ

یہ اُمّ المؤمنین کے والدِ گرامیٔ القدر ہیں حضور ﷺ کے کاتبوں میں ان کا شمار ہوتا ہے ان کے دو فرزند تھے یزید اور معاویہ ابوسفیان کے علاوہ ابوحنظلہ بھی ان کی کنیت ہے واقعۂ فیل سے دس سال قبل ولادت ہوئی جب کہ وصال ۳۱/۳۲ ہجری مدینہ میں دورِ خلافتِ عثمان ذوالنورین میں ہوا جنت البقیع میں مدفون ہوئے حضرت معاویہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی عمر اٹھاسی یا پھر نوے سے کچھ زائد پائی یہ دورِ جاہلیت

میں سردارانِ قریش میں سے تھے غزوۂ احد اور خندق میں سپہ سالارِ کفار تھے فتح مکہ کے روز حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ کیا تمہارے لئے ابھی وقت نہیں آیا کہ تم شہادت دو کہ لاالٰہ الا اللّٰہ تو ابوسفیان چپ ہو رہا اور دوبارہ جب کہا گیا تو اس نے جواباً کہا کہ ابھی تک مجھے یہ یقین نہیں ہوا اور مجھے اس میں شک ہے ایک روایت میں یوں بھی ہے کہ ابوسفیان کے دل میں آیا کہ وہ کون سی چیز ہے جس کے باعث محمد ﷺ کو ہم پر غلبہ حاصل ہوتا ہے پس اس نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔

روزِ طائف ان کی آنکھ میں تیر لگا جب حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ تو یہ خواہش کرتا ہے کہ تمہاری آنکھ کی روشنی کے لئے دعا کروں یا اگر تجھے جنت طلب ہے تو پھر صبر کر داس نے کہا مجھے جنت کی خواہش ہے پھر جنگِ یرموک میں دوسری آنکھ بھی ختم ہوگئی۔

حضرت ہندہ والدۂ امِ حبیبہ

آپ ہندہ بنت عتبہ ہیں حضرت ابوسفیان کی زوجہ اور اُمّ المؤمنین کی والدہ ہیں اسلام سے مشرّف ہونے سے قبل حضور ﷺ کو تکلیف دینے میں بہت مشہور تھیں بالخصوص غزوۂ احد میں حضرت سیّدالشہداء کا آپ ہی نے مثلہ کیا تھا چنانچہ جب حضرت وحشی نے آپ کو شہید کیا تو آپ کا سینہ چاک کیا اور کلیجہ نکال کر حضرت ہندہ کو پیش کیا انہوں نے کلیجہ کو کچا چبایا پھر حضرت کی نعش پر آئیں اور چھری سے آپ کے گردے، کان، ناک اور اعضائے نہانی کاٹے اور سب کو ایک دھاگے میں پرو کر اپنے گلے کا ہار بنایا اور اپنا طلائی ہار حضرت وحشی کو انعام میں دیا اور مکہ میں پہنچ کر مزید دس اشرفیاں دینے کا وعدہ کیا اللہ کی شان یہ حضرت ہندہ جو کہ حضرت معاویہ و اُمّ المؤمنین کی والدہ ہیں جس نے آج یہ حرکت کی فتحِ مکہ کے دن مسلمان ہوگئیں حضور ﷺ نے ان کو معاف فرمادیا اور عہدِ فاروقی میں اسی ہندہ نے لشکرِ اسلام کیساتھ بڑی خدمات پیش فرمائیں اور بار بار کہتی تھیں کہ میں اپنے پرانے گناہوں کا کفارہ کر رہی ہوں جنگِ قادسیہ و یرموک میں حضرت ہندہ کے کارنامے تا قیامِ قیامت یاد رہیں گے خیال رہے جب فتحِ مکہ ہوا

تو جو خواتین بیعت کی خاطر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں ان میں حضرت ہندہ بھی تھیں اور آپ نے اپنے چہرہ پر نقاب ڈالا ہوا تھا جب اسلام قبول کر چکیں تو اپنے منہ سے نقاب ہٹا دیا اور کہنے لگیں کہ میں ہندہ بنت عتبہ ہوں حضور نے فرمایا کہ مسلمان ہو کر آ گئی ہو اچھا ہوا ہے پھر حضرت ہندہ نے اپنے گھر جا کر تمام بتوں کو توڑا اور کہنے لگیں کہ ہم یونہی تمہارے غرور اور فریب میں آئے ہوئے تھے پھر دو بکریاں بطورِ ہدیہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں بھیجیں اور معذرت کی کہ ہمارے پاس بکریاں تھوڑی ہیں اس پر حضور نے دعائے برکت فرمائی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کی دعا کی برکت سے بکریوں میں بہت اضافہ فرمایا حضرت ہندہ خود کہا کرتی تھیں کہ یہ سب حضور ﷺ کی دعا کی برکت ہے۔ (مدارج وتفسیر نعیمی)

یزید بن ابو سفیان

یہ اُمّ المومنین اُمِ حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بھائی اور حضرت ابو سفیان کے فرزند ہیں سلہ ۱۲ھ میں حضرت صدیق اکبر نے ان کو عامل بنایا تھا حضرت فاروق اعظم نے اپنی دورِ خلافت میں بھی حضرت معاذ بن جبل کی رحلت کے بعد ابو سفیان کو اور ان کے وصال کے بعد یزید بن ابو سفیان کو حاکم بنا دیا تھا اور آپ کی رحلت کے بعد حضرت معاویہ کو حاکم مقرر فرمایا تھا ایک روز حضرت یزید بن ابو سفیان نے اپنے پیٹ کی طرف دیکھ کر محسوس کیا کہ یہ پہلے سے بڑا ہو گیا ہے تو درہ (کوڑا) اٹھا لیا اور کہا کہ کھال کافر ہو چکی ہے۔ آپ کی وفات ۱۷ ہجری میں ہوئی۔ (مدارج شریف)

حضرت معاویہ بن ابو سفیان

آپ اُمّ المومنین سیّدہ اُمِ حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بھائی حضرت ابو سفیان کے بیٹے اور جلیل القدر صحابیٔ رسول اور کاتبِ وحی ہیں آپ کا نام معاویہ کنیت ابو عبد الرحمٰن ہے آپ کا والد کی طرف سے سلسلۂ نسب یوں ہے معاویہ ابن صخر ابن حرب ابن امیہ ابن عبد شمس ابن عبد مناف۔ جب کہ والدہ کی طرف سے سلسلۂ نسب یہ ہے معاویہ ابن ہندہ بنت عتبہ ابن ربیعہ ابن عبد شمس ابن عبد مناف جس سے پتہ چلا کہ آپ والد و والدہ دونوں ہی کی طرف سے پانچویں پشت میں

حضور ﷺ سے مل جاتے ہیں اور چونکہ آپ اُمّ المؤمنین سیّدہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کے حقیقی بھائی ہیں اس لحاظ سے آپ کا حضور سے دوہرا رشتہ ہوا نسبی اور سسرالی بھی ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء آپ کی ولادت ظہورِ نبوت سے آٹھ سال پہلے (اندازۃً) مکہ میں اور وفات ۶۰ ہجری کو ماہِ رجب دمشق میں لقوہ کی بیماری سے ہوئی اس وقت آپ کی عمر ۷۸ سال تھی۔

(رسالہ مبارکہ امیر معاویہ بتصرف ومدارج شریف)

۷ ہجری کو اسلام قبول فرمایا مگر والدین کے خوف کی وجہ سے اسلام کو مخفی رکھا فتح مکہ کے بعد جب آپ کے والدین اسلام لے آئے تو آپ نے اپنے اسلام کا اظہار فرمایا اور حضور کے ساتھ غزوۂ حنین میں شرکت فرمائی سیّدنا عبداللہ بن عباس وابن عمر وابن زبیر جیسے جلیل القدر صحابہ نے آپ سے احادیث روایت فرمائیں کل مرویات ایک سو تریسٹھ ہیں آپ مجتہدینِ صحابہ میں سے ہیں چنانچہ امام بخاری نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کی کہ سیّدنا عبداللہ ابن عباس سے کہا گیا کہ جناب امیر معاویہ کو کیا ہوگیا کہ وہ ایک رکعت ہی وتر پڑھتے ہیں آپ نے فرمایا وہ ٹھیک کرتے ہیں وہ فقیہ یعنی مجتہد ہیں نیز امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند شریف میں عرباض بن ساریہ سے روایت کی کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ خدایا معاویہ کو کتاب (قرآن) اور علمِ حساب عطا فرما اور انہیں عذاب سے بچا ترمذی شریف میں عبداللہ ابن ابی عمیرہ مدنی سے روایت کی کہ حضور سیّد عالم ﷺ نے دعا کی اے اللہ معاویہ کو ہدایت یافتہ اور ہدایت دینے والا بنا اور ان کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت دے امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے آپ خود فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے معاویہ جب تجھے کسی جگہ کا حاکم بنایا جائے تو اللہ سے ڈرنا اور عدل وانصاف پر قائم رہنا مجھے اس وقت سے یقین ہوگیا تھا کہ مجھے حکومت کی ذمہ داری سونپی جائے گی۔ (ازالۃ الخفاء)

تمام علماء ومحدثین نے آپکی ثناء وتعریف بیان فرمائی چنانچہ امام قسطلانی نے فرمایا معاویہ بڑے مناقب اور بڑی خوبیوں والے ہیں امام یافعی نے فرمایا کہ معاویہ حلیم، کریم، عاقل، کامل، بہت رائے سلیم والے تھے کسی نے عبداللہ ابن مبارک سے پوچھا اے ابوعبدالرحمٰن معاویہ اور عمر بن عبدالعزیز

میں سے کون افضل ہے تو آپ نے فرمایا کہ معاویہ کے گھوڑے کی ناک کا غبار جو حضور کے ساتھ جہاد کے موقع پر واقع ہوا وہ عمر بن عبدالعزیز سے ہزار گنا زیادہ اچھا ہے کیوں نہ ہو کہ معاویہ نے حضور ﷺ کے پیچھے نمازیں پڑھیں۔ خیال رہے حضرت عبداللہ ابن مبارک وہ بزرگ ہیں جن کے علم، زہد و تقویٰ اور امانت پر تمام امت متفق ہے اور آپ سے حضرت خضر علیہ السلام ملاقات فرماتے تھے۔ (رسالۂ مبارکہ امیر معاویہ)

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ صفین کے زمانہ میں حضرت کے بارے پوچھا گیا تو فرمایا قتلانا قتلا معاویۃ فی الجنۃ ہمارے اور معاویہ کے مقتولین سب جنتی ہیں نیز آپ نے ایک موقع پر فرمایا کہ اخواننا بغوا علینا یہ لوگ ہمارے بھائی ہیں ہم سے بغاوت کر بیٹھے۔

حضور سیّدی اعلیحضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ اول ملوک اسلام اور سلطنت محمدیہ کے پہلے بادشاہ ہیں اس کی طرف توریت مقدس میں بھی اشارہ ہے کہ مولدہ بمکۃ و مہاجرہ طیبۃ و ملکہ بالشام کہ وہ نبی آخر الزماں مکہ میں پیدا ہوگا اور مدینہ کو ہجرت فرمائے گا اور اس کی سلطنت شام میں ہوگی تو امیر معاویہ کی بادشاہی اگرچہ سلطنت ہے مگر کس کی محمد رسول اللہ ﷺ کی۔
(اعتقاد الاحباب)

آپ کی امارت کی مدت ۴۴/۴۳ سال ہے حضور سیّدنا صدّیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں دمشق فتح ہونے کے بعد وہاں کا گورنر آپ کے برادر اکبر یزید ابن ابوسفیان کو مقرر فرمایا ان کے وصال کے بعد حضرت سیّدنا عمر فاروق نے حضرت امیر معاویہ کو ان کی جگہ گورنر مقرر فرمایا آپ کے بعد عثمان ذوالنورین نے بھی آپ کو پورے شام کا گورنر بنا دیا تھا۔

اسی طرح خلافتِ حضرت علی اور خلافتِ امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے سارا عرصہ بھی حاکم رہے حضرت علی کی شہادت کے بعد حضرت حسن چھ ماہ خلیفہ رہے اگر چاروں خلفاء کی خلافت جمع کی جائے تو ساڑھے انتیس سال بنتے ہیں پھر حضرت امامِ حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کے چھ ماہ کا عرصہ بھی مل جائے تو کل مدت تیس سال ہو جاتی ہے جو کہ حضور اکرم ﷺ کے فرمان کے عین مطابق خلافتِ راشدہ کی کل

مدت ہے کیونکہ حضور کا ارشاد ہے کہ میرے بعد خلافت تیس سال رہے گی پھر ملوکیت ہوجائے گی (مدارج شریف وفضائلِ صحابہ و اهل بیت) خیال رہے حضرت حسن ﷺ نے چھ ماہ بعد حضرت معاویہ سے چند شرائط پر صلح فرما کر حکومت ان کے سپرد فرمادی تو یوں آپ کی امارت مستقل ہوگئی۔(مدارج)

تنبیہ

صحابۂ کرام کے باہم جو واقعات ہوئے ان پر اپنی رائے دینا یا کسی کو قصوروار بتانا سخت حرام ہے ہمیں تو یہ دیکھنا چاہئے کہ وہ سب کے سب حضور ﷺ کے جانثار سچے غلام اور شرف صحابیت سے مشرّف تھے حضور صدر الشریعہ بہار شریعت میں فرماتے ہیں کہ امیر معاویہ پر معاذ اللہ طعن وغیرہ کرنے والا حقیقتاً حضرت امام حسن مجتبیٰ ﷺ بلکہ حضور سیّد عالم ﷺ بلکہ اللہ عزو جل پر طعن کرتا ہے۔

(بهار شریعت)

اعتقاد الاحباب میں حضور سیّدی اعلیٰ حضرت ﷺ نقل فرماتے ہیں جو حضرت معاویہ پر طعن کرے وہ جہنم کے کتوں میں سے ایک کتا ہے نیز صدر الشریعہ ﷺ فرماتے ہیں کہ کسی صحابی کے ساتھ سوء عقیدت بدمذہبی وگمراہی اور استحقاقِ جہنم ہے کہ وہ حضور ﷺ کے ساتھ بغض ہے ایسا شخص رافضی ہے اگرچہ چاروں خلفاء کو مانے اور اپنے آپ کو سنّی کہے مثلاً حضرت معاویہ اور ان کے والد ماجد حضرت ابوسفیان ﷺ اور والدہ ماجدہ حضرت ہندہ اسی طرح حضرت سیّدنا عمرو بن عاص حضرت مغیرہ بن شعبہ وحضرت ابوموسیٰ اشعری حتیٰ کہ حضرت وحشی (جنہوں نے قبلِ اسلام حضرت حمزہ کو شہید کیا) اور بعد اسلام اخبث الناس خبیث مسیلمہ کذّاب ملعون کو واصل جہنم کیا ان میں سے کسی کی شان میں گستاخی تبرا ہے اور اس کا قائل (کہنے والا) رافضی ہے اگرچہ حضرات شیخین کی توہین کی مثل نہیں ہوسکتی کہ ان کی توہین بلکہ ان کی خلافت سے انکار فقہائے کرام کے نزدیک کفر ہے۔(بہار شریعت)

اعلیٰ حضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ چونکہ ان حضرات کے مناقب وفضائل میں احادیث مروی

ہیں اس لیے ان کے حق میں زبانِ طعن وتشنیع نہیں کھولتے اور انہیں ان کے مراتب پر رکھتے ہیں جوان کے لئے شرع میں ثابت ہیں ان میں کسی کو کسی پر ہوائے نفس سے فضیلت نہیں دیتے اور ان کے مشاجرات میں دخل اندازی کو حرام جانتے ہیں اور ان کے اختلاف کو امامِ ابوحنیفہ وامام شافعی جیسا اختلاف سمجھتے ہیں ہم اہلسنت کے نزدیک ان میں سے کسی صحابی پر بھی طعن جائز نہیں چہ جائیکہ اُم المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ رفیع میں طعن کریں خدا کی قسم یہ اللہ اور رسول ﷺ کی جناب میں گستاخی ہے۔(اعتقاد الاحباب)

نیز فرمایا:۔

اللہ عزوجل اور رسول اللہ ﷺ کے ارشادات سے (ہم اہل سنت نے) اتنا یقین کرلیا کہ سب (صحابہ کرام) اچھے اور عادل وثقہ، تقی، نقی ابرار ہیں اور ان (کی آپس میں مشاجرات وغیرہ کی) تفاصیل پر نظر گمراہ کرنے والی ہے۔(اعتقاد الاحباب)

حکیم الامت فرماتے ہیں کہ کوئی صحابی فاسق یا فاجر نہیں سارے صحابہ متقی پرہیز گار ہیں کیونکہ قرآن کریم نے ان سب کے عادل ومتقی ہونے کی گواہی دی اور ان سے مغفرت وجنت کا وعدہ فرمایا چنانچہ فرمایا:۔

والزمھم کلمة التقوی وکانوا احق بھا واھلھا

اللہ نے پرہیز گاری کا کلمہ ان سے لازم کردیا اور وہ اس کے مستحق تھے۔

ان الذین یغضون اصواتھم عند رسول اللہ اولئک الذین امتحن اللہ قلوبھم للتقویٰ

جولوگ اپنی آوازیں اللہ کے رسول کے حضور ﷺ میں پست رکھتے ہیں یہی وہ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پرہیز گاری کے لئے پرکھ لیا۔

اولئک مبرؤن ممایقولون لھم مغفرة ورزق کریم

یہ ان الزاموں سے بری ہیں جولوگ کہتے ہیں ان کے لئے بخشش ہے اور اچھی روزی۔

وکلا وعداللہ الحسنی

اور سارے صحابہ سے اللہ نے جنت کا وعدہ فرمالیا۔

اولئک هم الصدقون

یہ صحابہ سب سچے ہیں۔

رضی الله عنهم ورضوعنه

اللہ ان سے راضی یہ اللہ سے راضی ہیں

وكرّه اليكم الكفر والفسوق والعصيان

اللہ نے تمہارے دلوں میں کفر، فسق اور گناہوں سے نفرت ڈال دی۔(رسالۃ مبارکہ امیر معاویہ)

اولئک عنهامبعدون

وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں۔

لايسمعون حسيسها

وہ جہنم کی بھنک تک نہ سنیں گے۔

وهم فی ماشتهت انفسهم خلدون

وہ ہمیشہ اپنی من مانی، جی بھاتی مرادوں میں رہیں گے۔

لايحزنهم الفزع الاكبر

قیامت کی سب سے بڑی گھبراہٹ انہیں غمگین نہ کرے گی۔

تتلقهم الملائكة

فرشتے ان کا استقبال کریں گے۔

هذا يومكم الذی توعدون

یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔

رسول اللہ ﷺ کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ عزوجل فرماتا ہے جو کسی صحابی پر طعن کرے وہ

اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے۔(اعتقاد الاحباب)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وصیت

آپ کے پاس حضور ﷺ کی مبارک چادر اور قمیص اور کچھ موئے مقدس اور چند ناخن شریف بھی تھے آپ کی وصیت تھی کہ مجھے حضور ﷺ کی قمیص پہنائیں چادر میں لپیٹیں اور ان کی ازار مبارک اوڑھا دے کر کفنایا جائے اور میرے سینہ میری ناک اور سجدہ گاہوں میں موئے مبارک ناخن مبارک رکھے جائیں پھر ارحم الراحمین کے حوالے کردیں۔(مدراج شریف واسد الغابہ)

☆☆☆..........☆☆☆..........☆☆☆

گیارہواں باب

تذکرہ اُمّ المؤمنین سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا

اُمّ المؤمنین سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا مدینہ کے باشندے یہودیوں کے مشہور قبیلہ بنی نضیر کے سردار حیی بن اخطب کی بیٹی تھیں آپ حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل سے تھیں اور سیّدہ کا باپ بنو قریظہ کیساتھ قتل ہوا آپ کا سلسلۂ نسب یوں ہے۔

صفیۃ بنت حیی بن اخطب بن سعنۃ بن ثعلبہ بن عبید بن کعب بن ابی حبیب

(الاصابہ ج۸ ص ۲۱۰)

اسی طرح یہ سلسلہ حضرت ہارون بن عمران علیہ السلام تک پہنچتا ہے جو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے برادر ہیں سیّدہ کی والدہ کا تعلق قبیلۂ قریظہ سے تھا۔

سلام بن مشکم کے نکاح میں

اُمّ المؤمنین کا پہلے نکاح سلام بن مشکم سے ہوا پھر کنانہ ابن ابی الحقیق سے ہوا کنانہ خیبر میں مارا گیا۔(نزھۃ القاری ومدارج)

سیّدہ کا خواب

حضور ﷺ کی زوجیت میں آنے سے قبل سیّدہ نے ایک خواب دیکھا تھا کہ چاند آپ کی گود مبارک میں آگیا ہے تو جب آپ نے اس کا تذکرہ اپنی والدہ سے کیا فلطمت وجھھا تو اس نے آپ کے چہرہ پر تھپڑ مارا اور کہا انک لتمدین عنقک الی ان تکون عند ملک العرب یعنی تو گردن اٹھاتی ہے کہ شہنشاہِ عرب کی تو ملک ہو جائے سیّدہ کو آپ کی والدہ نے اس زور سے تھپڑ مارا تھا جس کا نشان آپ کے رخسار پر پڑ گیا اور جب سیّدہ حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں تو اس موقع پر حضور نے اس بارے پوچھا تو آپ نے حضور ﷺ کو واقعہ بتایا۔(الاصابہ ج۸ ص ۲۱۰)

دیگر ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جب سیّدہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ

کے چہرے میں ایک نشان دیکھا تو حضور ﷺ کے پوچھنے پر عرض گزار ہوئیں کہ ایک روز میں اپنے خاوند کی گود میں سر رکھے آرام کر رہی تھی کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ چاند میری گود میں آ پڑا جب میں نے اپنے خاوند کو خواب سنایا تو اس نے مجھے اس زور سے تھپڑ مارا کہ جس کا نشان پڑ گیا اور کہنے لگا کہ یثرب کے بادشاہ کی آرزو کرتی ہو جب کہ ایک روایت میں خواب باپ کو سنانے کا بھی ذکر ہے۔

حسن و جمال کی پیکر

سیّدہ حسن و جمال میں یکتا علم و فضل میں یگانہ اور تحمل و بردباری میں بے مثل تھیں جب آپ مدینہ طیبہ آئیں تو آپ کا شہرہ سن کر عورتیں زیارت کے لئے گئیں اُمّ المؤمنین سیّدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی آپ کو دیکھنے تشریف لے گئیں جب واپس آئیں تو حضور نے پوچھا کیسی ہے آپ نے جواب دیا یہودیہ ہے فرمایا یہودیہ مت کہو۔

فانها اسلمت وحسن اسلامها

کیوں کہ وہ اسلام لے آئی ہیں اور ان کا اسلام بہت اچھا ہے۔

(نزهة القاری ج۲ ص۲۰۷ والاصابه)

اعزازِ صفیہ رضی اللہ عنہا

اُمّ المؤمنین سیّدہ صدیقہ و اُمّ المؤمنین سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہما سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو یہ کہا کرتیں تھیں آپ سے ہم حضور ﷺ کی بارگاہ میں زیادہ معزز ہیں کیونکہ ہم حضور ﷺ کی بیویاں اور آپ کے چچا کی صاحبزادیاں ہیں جب یہ بات سیّدہ صفیہ کو پہنچی تو آپ رونے لگیں حضور سیّد عالم ﷺ نے وجہ دریافت فرمائی تو عرض گزار ہوئیں کہ حضور عائشہ اور حفصہ میرے پاس آتی ہیں اور مجھے کہتی ہیں کہ ہم صفیہ سے بہتر ہیں کیونکہ ہم حضور ﷺ کے نسب عالی سے ہیں اس پر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا الاقلت وکیف تکونان خیرا منی وزوجی محمد وابی هارون وعمی موسیٰ کہ آپ ان کو یہ کیوں نہیں کہہ دیتی ہو کہ تم دونوں مجھ سے بہتر کیسے ہو جب کہ میرے شوہر حضور

سیّد عالم ﷺ میرے والد ہارون علیہ السلام اور میرے چچا موسیٰ علیہ السلام ہیں۔

(الاصابہ، مدارج، نزھۃ القاری، ترمذی)

سیّدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا رشک

اُمّ المؤمنین سیّدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا پر رشک کیا کرتی تھیں ایک روز آپ نے حضور ﷺ کی خدمت میں سیّدہ کی مذمت میں کہا کہ حضور ﷺ کو تو صفیہ ہی کافی ہیں وہ یوں ہیں اور یوں ہیں اس پر سیّد عالم ﷺ نے فرمایا عائشہ تم نے وہ بات کہی ہے اگر اسے دریا میں ڈالیں تو اس کا بھی رنگ تبدیل ہو جائے۔ (سنن ابو داؤد ج۲ ص ۳۲۰، مدارج)

سیّدہ حضور ﷺ کے عقد نکاح میں

فتحِ خیبر کے بعد جب مالِ غنیمت اکٹھا کیا گیا تو اسیرانِ خیبر میں سے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں ابھی نئی نئی شادی شدہ جب کہ عمر سترہ سال تھی آپ کنانہ بن ابی الحقیق کی زوجیت میں تھیں وہ اور سیّدہ کا والد دونوں اور ان کے علاوہ خاندان کے کئی افراد مارے گئے علاوہ ازیں کئی قیدی ہوئے حضرت صفیہ بطورِ غنیمت حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئیں اس پر لوگوں نے کہا کہ حضور ﷺ صفیہ حسین و خوبصورت ہے اور اپنے قبیلہ کے سردار کی بیٹی ہیں اور حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل میں سے ہیں اس لئے ان کا حضور ﷺ کے لئے مختص ہونا موزوں و مناسب ہے کیونکہ صحابہ میں دحیہ جیسے اور بہت ہیں لیکن غنیمت میں صفیہ جیسی کم ہیں اگر وہ دحیہ کے لئے مختص کی گئیں تو کئی صحابہ کی دل آزاری کا باعث ہوگا پس مصلحت اسی میں ہے کہ سیّدہ کو واپس کر کے حضور ﷺ اپنے لئے مختص فرمالیں اس پر حضور نے حضرت دحیہ کو فرمایا کہ تم دیگر باندیوں میں سے کوئی لے لو ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ کی چچیری حضرت دحیہ کو دے دی گئی جب کہ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ نے آپ کو سات باندیوں کے عوض حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ سے خریدا پھر حضور نے سیّدہ کو آزاد فرما کر اپنی زوجیت کا شرف بخشا جب منزل صہباء پر آئے تو آپ نے سیّدہ سے زفاف فرمایا اور حضرت

انس کو حکم دیا کہ جو لوگ بھی ملیں انہیں صفیہ کے ولیمہ کے لئے دعوت دو۔ (مدراج)

اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کا ولیمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں کو قلعۂ خیبر فتح کروادیا تو حضور ﷺ کے سامنے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے حسن کا ذکر ہوا جن کا خاوند لڑائی میں مارا گیا تھا اور آپ ابھی تک عروسی لباس میں تھیں تو حضور ﷺ نے آپ کو اپنی زوجیت کے لئے پسند کیا پس انہیں لے کر چل دیئے یہاں تک کہ ہم سب صہباء کے مقام پر پہنچے تو وہ آپ کے لئے حلال ہو گئیں پس حضور ﷺ نے سیّدہ کو خلوت کا شرف عطا فرمایا پھر ایک چھوٹے سے دسترخوان پر مالیدہ رکھ دیا گیا اور مجھے فرمایا کہ اپنے اردگرد جو حضرات تمہیں ملیں انہیں بلالو فکانت تلک ولیمته علی صفیة یہی حضرت صفیہ کا ولیمہ تھا۔ (بخاری شریف کتاب المغازی)

ایک دوسری روایت میں فرمایا کہ حضور نے واپسی پر خیبر اور مدینہ کے مابین تین رات قیام فرمایا اور حضور کے ولیمہ کے لئے میں نے لوگوں کو مدعو کیا وما کان فیھا من خبز ولا لحم کہ دعوت ولیمہ میں روٹی اور گوشت وغیرہ کی قسم کی کوئی چیز نہ تھی بلکہ یہ ہوا کہ حضور ﷺ نے حضرت بلال کو دسترخوان بچھانے کا حکم دیا اور وہ بچھایا گیا فالقی علیه التمر والاقط والسمن پھر اس پر کھجوریں پنیر اور کچھ گھی رکھ دیا گیا پس لوگ آپس میں کہنے لگے کہ حضور ﷺ نے صفیہ کو اُمّہات المؤمنین میں شامل فرمایا ہے یا پھر کنیز بنا کر رکھا ہے پھر کہنے لگے کہ اُمّہات المؤمنین میں داخل فرمالیا گیا ہوگا تو سیّدہ کو پردہ کروایا جائے گا اور اگر صفیہ نے پردہ نہ کیا تو معلوم ہو جائے گا کہ کنیز بنا کر رکھا ہے فلما ارتحل وطألها خلفه ومدالحجاب کہ حضور ﷺ جب سوار ہوئے تو حضرت صفیہ کو اپنے پیچھے بٹھالیا اور آپ پر پردہ ڈال دیا۔ (بخاری کتاب المغازی)

علماء فرماتے ہیں کہ ایک بار اونٹ کو ٹھوکر لگی تو حضرت اُمّ المؤمنین زمین پر آرہیں پھر بھی سیّدہ پر کسی نظر کی نہ پڑی اس کے بعد حضور ﷺ نے سیّدہ کا پردہ درست فرمایا ایک مرتبہ دوران سفر سیّدہ صفیہ

رضی اللہ عنہا کا اونٹ تھک کر رہ گیا حضور نے حضرت زینب کو فرمایا کہ آپ اپنا اونٹ صفیہ کو دے دو کیونکہ ان کا اونٹ تھک گیا ہے اس پر سیّدہ زینب کہنے لگیں کہ میں اس یہودیہ کو اپنی کوئی چیز بھی نہ دوں گی اس پر حضور ﷺ ناراض ہوئے اور دو تین ماہ تک آپ کو اپنے شرف سے دور رکھا۔

ایک موقع پر سیّدہ صفیہ فرماتی ہیں کہ جب میں قیدی بن کر خدمتِ اقدس میں پیش ہوئی تو اس وقت حضور ﷺ سے زیادہ ناپسندیدہ میری نگاہ میں کوئی نہ تھا لیکن حضور ﷺ کے اعلیٰ کردار اور پاکیزہ اخلاق نے مجھ پر ایسا اثر فرمایا جب میں اٹھی تو حضور سے زیادہ محبوب اور کوئی میرے لئے نہ تھا۔

سیّدہ کا حضور ﷺ کی معیت میں حج

اُمّ المؤمنین سیّدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت صفیہ کو ایام حج میں مقام منیٰ میں حیض (خواتین کی ماہواری کا خون) آیا جب حضور ﷺ کی بارگاہ میں مسئلہ پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا احابستنا ھی کیا صفیہ ہمیں روکنے والی ہے اس پر صحابہ عرض گزار ہوئے انھا قد افاضت اے اللہ کے رسول ﷺ اُمّ المؤمنین افاضہ فرما چکی ہیں یعنی آپ نے طواف زیارت فرمالیا ہے تو حضور نے فرمایا فلا اذا اب ہمیں رکنے کی ضرورت نہیں۔ (ترمذی ج ۱ ص ۱۱۴ مکتبہ ضیاء القران ابو داؤد ج ۱ ص ۲۷۴ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور)

و فی روایة امام احمد بن حنبل حاضت صفیة فذکرت ذلک لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال احابستنا ھی قلت انھا قد افاضت قبل ذلک قال فلا (امام احمد بن حنبل ج ۶ ص ۳۹)

سیّدہ صفیہ کی بردباری

اسحاق بن یسار فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ نے مخصوص قلعہ بنی ابی الحقیق کو فتح فرمایا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا اور آپ کی چچازاد بہن کو لے کر آئے اور راستے میں آپ ان کو یہودیوں کے مقتولین کے پاس سے لے کر گزرے تو آپ کی چچیری نے اپنے مقتولین

کو دیکھا تو اپنے چہرے کو ڈھانپ کر چیختے چلاتے ہوئے سر پر مٹی ڈالنے لگی (لیکن صفیہ نے بڑی بردباری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کوئی ایسا بے صبری والا عمل نہ کیا) جب ان دونوں کو حضور کی بارگاہ میں پیش کیا گیا تو حضور نے صحابہ کو فرمایا اعتزلوا ھذہ الشیطانۃ عنّی کہ اس شیطانہ کو مجھ سے دور کر دو اور حضرت صفیہ کو حضور صلی اللہ علیہ و سلمصلی اللہ علیہ و سلم نے چادر سے ڈھانپ لیا تو یہ معاملہ دیکھ کر صحابہ نے پہچان لیا کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے سیّدہ صفیہ کو اپنے لیے چن لیا ہے۔(الاصابہ ج۸ ص ۲۱۰)

سیّدہ صفیہ اور حضور ﷺ کی رضا جوئی

حضرت اُمّ المؤمنین خود بیان فرماتی ہیں کہ حضور سیّد عالم ﷺ نے اپنی ازواج کیساتھ حج فرمایا لیکن راستے میں میرا اونٹ بیٹھ گیا اس پر سیّدہ نے رونا شروع فرمایا جب حضور ﷺ کو خبر پہنچی تو آپ خود سیّدہ کے آنسو پونچھتے تھے سیّدہ فرماتی ہیں کہ فجعلت تزداد بکاء وھو ینھا ھا حضور ﷺ مجھ کو رونے سے منع فرماتے اس کے باوجود میرا رونا زیادہ ہوتا جب بہت زیادہ آنسو بہے تو حضور ﷺ نے سختی سے منع فرمایا اور لوگوں کو پڑاؤ ڈالنے کا حکم دیا باوجودیکہ آپ کا نزول فرمانے کا ارادہ نہ تھا۔

پس جب قافلہ والوں نے نزول فرمایا تو حضور ﷺ کے لئے خیمہ لگایا گیا اور آپ اس میں تشریف فرما ہوئے اور وہ میری باری کا دن تھا۔ اب میری سمجھ میں نہ آیا کہ میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں کیسے حاضری دوں اور مجھ کو خوف تھا کہ حضور ﷺ کے قلبِ اطہر میں میری طرف سے کوئی ناراضگی ہو فرماتی ہیں کہ پھر میں سیّدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں گئی اور جا کر کہا کہ آپ کو اس بات کا علم ہے کہ میں کبھی بھی کسی کو کسی قیمت پر اپنی باری دینے کے لئے تیار نہیں ہوں لیکن میں اپنی باری آپ کو اس طور پر ہبہ کرتی ہوں کہ حضور ﷺ مجھ سے رضا مند ہو جائیں پھر سیّدہ صدیقہ نے اپنی اس چادر کو کہ جس کو زعفران سے رنگا تھا لیا اور اس پر پانی کا چھڑکاؤ فرمایا تا کہ اس کی خوشبو بڑھے اور اوڑھ کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور خیمہ مبارک کا کنارہ اٹھایا تو حضور نے فرمایا مالک یاعائشۃ ان ھذالیس بیومک

اے عائشہ تمہیں کیا ہوا آج آپ کی باری کا دن نہیں ہے اس پر سیّدہ نے ذلک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء پڑھا پھر کوچ کرنے کے وقت حضور ﷺ نے حضرت زینب کو فرمایا کہ اپنی سواری صفیہ کو دے دو انہوں نے کہا کہ اس یہودیہ کو میں اپنی چیز نہ دوں گی اس پر حضور ﷺ سیّدہ رضی اللّٰہ عنھا سے ناراض ہوئے اور آپ کو اپنے قرب سے فیض یاب نہ فرمایا حتیٰ کہ محرم وصفر بھی گذر گیا پھر ربیع الاول میں حضور سیّدہ رضی اللہ عنھا کے پاس تشریف فرما ہوئے۔(مسند امام احمد بن حنبل ج ٦ ص ٣٣٧ ، مدراج)

حضور سیّدِ عالم ﷺ کی سیّدہ سے محبت

اللہ کے رسول ﷺ کو جہاں دیگر ازواج بالخصوص صدیقہ وحفصہ رضی اللّٰہ عنھما بہت زیادہ محبوب تھیں اسی طرح سیّدہ صفیہ رضی اللّٰہ عنھا سے بھی بہت محبت فرماتے تھے اور آپ موقع بہ موقع آپ کی دلجوئی فرماتے تھے جیسا کہ ماقبل روایتوں میں بھی گزرا اسی طرح ایک دفعہ اللہ کے رسول ﷺ مسجدِ نبوی شریف میں اعتکاف میں تھے کہ سیّدہ حضور ﷺ کی زیارت کرنے حاضر ہوئیں اور حضور سے تھوڑی دیر شرفِ کلام حاصل کیا پھر جب آپ واپس جانے لگیں تو حضور آپ کو دروازے تک چھوڑنے تشریف لے گئے چنانچہ بخاری شریف کتاب الاعتکاف میں امام زین العابدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔

ان صفیة زوج النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم اخبرته انها جاء ت الی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم تزوره فی اعتکافه فی عشرالا واخرمن رمضان فتحدثت عنده ساعة ثم قامت تنقلب فقام النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم معها یقلبها حتی اذا بلغت باب المسجد عندباب ام سلمة مرّ رجلان من الانصار فسلما علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فقال لهما النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم علی رسلکما انما صفیة بنت حیی فقال سبحان اللّٰہ یارسول اللّٰہ وکبر علیهما فقال النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم ان الشیطان

یبلغ من الانسان مبلغ الدم وانی خشیت ان یقذف فی قلوبکما شیئا

(الصحیح البخاری ج ۱ ص ۲۷۲)

حضرت صفیہ حضور ﷺ کی اہلیہ محترمہ نے ان کو خبر دی کہ آپ حضور ﷺ کی زیارت کے لئے آئیں جب کہ حضور ﷺ رمضان کے عشرۂ اخیرہ میں مسجد میں معتکف تھے پس سیّدہ نے حضور ﷺ سے تھوڑی دیر گفتگو فرمائی پھر اٹھ کر واپس مڑنے لگیں تو حضور ﷺ بھی انہیں واپس کرنے کے لئے آپ کے ساتھ کھڑے ہوئے جب سیّدہ مسجد کے اس دروازے پر پہنچیں جو اُمّ سلمہ کے حجرے کے دروازے کے پاس ہے تو انصار کے دو صاحب (حضرت اسید بن حضیر اور عباد بن بشر) گذرے اور حضور کی بارگاہ میں سلام عرض کیا حضور ﷺ نے دونوں کو فرمایا ٹھہرو یہ صفیہ بنت حیی ہیں پس دونوں صحابہ نے عرض کی **سبحان اللہ** یارسول اللہ ﷺ اور ان حضرات پر حضور ﷺ کا یہ ارشاد شاق و گراں گزرا اس پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انسان کے بدن میں جہاں جہاں خون پہنچنے کی جگہ ہے شیطان بھی پہنچتا ہے اور مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ تمہارے دلوں میں کچھ (بدگمانی) نہ ڈال دے۔ **سبحان اللہ** اس سے یہ بات بخوبی معلوم کی جاسکتی ہے کہ سیّدہ حضور ﷺ کو کس قدر محبوب ہیں کہ آپ کو الوداع فرمانے حضور ﷺ خود تشریف لائے حتیٰ کہ بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ مسجد میں جلوہ افروز تھے کہ حضور ﷺ کی خدمت میں ازواجِ مطہرات **رضی اللہ عنہن** حاضر تھیں جب سب چلی گئیں تو حضور نے سیّدہ صفیہ سے فرمایا کہ جانے میں جلدی مت کرنا میں تمہیں پہنچادوں گا خیال رہے بخاری بدء الخلق اور مسند امام احمد میں ہے کہ سیّدہ حضور ﷺ کی خدمت میں رات کو حاضر ہوئی تھیں۔

نیز حدیث کے اس جملہ سے کہ **ان الشیطان یبلغ من الانسان مبلغ الدم** انسان کے جسم میں جہاں جہاں خون پہنچتا ہے شیطان بھی پہنچ جاتا ہے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شیطان انسان

کو بے قابو کر کے مسلط ہو سکتا ہے جیسا کہ آسیب زدہ افراد میں مشاہدہ ہے اور یہ خود قرآن سے ثابت ہے جیسا کہ فرمایا **یتخبطه الشیطان من المس** وہ جسے آسیب نے چھو کر مخبوط بنا دیا ہو۔

(نزهة القاری ج ٥ ص ١٥٢)

پس شیطان انسان کو گمراہ کرنے اور اپنا مطیع کرنے کی قسم کھا چکا ہے چنانچہ نصِ قرآن ارشاد فرماتی ہے:۔

قال لاتخذن من عبادک نصیبا مفروضا ولاضلنهم ولامنینهم ولامرنهم فلیبتکن اذان الانعام ولامرنهم فلیغیرن خلق اللّٰه .

بولا (شیطان) قسم ہے میں ضرور تیرے بندوں میں سے کچھ ٹھہرا ہوا حصہ لوں گا قسم ہے میں ضرور سب کو بہکا دوں گا اور ضرور انہیں آرزوئیں دلاؤں گا اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ چوپایوں کے کان چیرینگے اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں بدل دیں گے۔ (کنزالایمان سورة النساء)

باایں ہمہ اللہ کے نیک بندوں پر شیطان کا قابو نہیں چنانچہ ارشاد فرمایا

ان عبادی لیس لک علیهم سلطن الامن اتبعک من الغوین

بے شک میرے (ایمان دار) بندوں پر تیرا کچھ قابو نہیں سوا ان گمراہوں کے جو تیرا ساتھ دیں (کافر جو تیرے مطیع و فرمانبردار ہو جائیں)

نیز شیطان خود بھی کہہ چکا کہ:۔

ولاغوینهم اجمعین الاعبادک منهم المخلصین

ترجمہ اور ضرور میں ان سب کو (دلوں میں وسوسے ڈال کر) بے راہ کروں گا مگر جو ان میں چنے ہوئے بندے ہیں۔ (کنزالایمان سورة الحجر پ ١٤)

یعنی جنہیں تو نے اپنی توحید و عبادت کے لئے برگزیدہ فرما لیا ان پر شیطان کا وسوسہ اور اس کا کید نہ چلے گا۔ (خزائن العرفان)

خیال رہے دورِ ھذا میں جہاں اور بہت سارے فتنوں نے سر اٹھایا وہاں ایک فتنہ یہ بھی ہے
کہ مرد عورتوں کا لباس اور ان کی طرح بات چیت حرکات وسکنات وزیب وزینت کرتے ہیں یہ سب
اغوائے شیطان میں داخل ہے چنانچہ **ولامرنهم فليغيرن خلق الله** اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ
اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں بدل دیں گے (کنزالایمان سورۃ النساء) کے تحت صدرالافاضل خلیفۂ اعلیٰ
حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مردوں کا عورتوں کی شکل میں زنانہ لباس پہننا عورتوں کی طرح
بات چیت اور حرکات کرنا جسم کو گود کر سرمہ یا سیندور وغیرہ جلد میں پیوست کر کے نقش ونگار بنانا بالوں میں
بال جوڑ کر بڑی بڑی جٹیں بنانا بھی اس میں داخل ہے۔(خزائن العرفان)

اس حدیث میں شک کی جگہ سے بچنے اور معاملات کو واضح وصاف رکھنے کی تلقین فرمائی
کیوں کہ باوجود اس امر کے کہ صحابۂ کرام کے دلوں میں حضور ﷺ کے لئے جس درجہ کے پاک وصاف
خیالات ہیں وہ کسی اور کے لیے نہیں ہو سکتے ہیں بایں ہمہ حضور ﷺ نے ان دونوں کے سامنے اصل
صورت حال واضح فرمادی کہ میرے ساتھ میری زوجہ صفیہ ہیں اس پر دونوں انصاری صاحبان نے
سبحان اللہ کہا یعنی تعجب کا اظہار فرمایا کہ حضور ﷺ کے متعلق ہم کسی حالت میں بھی بدگمان نہیں
ہو سکتے خیال رہے سیّدنا امام شافعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا اگر بالفرض وہ حضور علیہ السلام
پر بدگمان ہوتے تو خوف تھا کہ کافر ہو جاتے اس بنا پر حضور ﷺ نے دونوں انصاری صاحبان کو معاملہ کی
وضاحت فرمادی۔(فیوض الباری)

اس سے وہ لوگ سبق حاصل کریں جو کہ اپنے آپ کو تہمت کی جگہوں ڈالتے ہیں۔

حضور ﷺ کا سیّدہ کی دلجوئی فرمانا

حضور سیّد عالم ﷺ کی مرض وفات کا زمانہ تھا تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن
حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھیں کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا عرض گزار ہوئی انی واللہ
یانبی اللہ لوددت ان الذی بک بی کہ اے اللہ کے نبی مجھے یہ محبوب ہے کہ آپ کی بیماری مجھے

لگ جائے فغمزن ازواجه ببصرهن اس پر دیگر ازواج مطہرات نے اپنی آنکھوں سے اشارہ فرمایا حضور کو معلوم ہوا تو ناخوشی کا اظہار فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ واللّٰه انها لصادقة قسم بخدا صفیہ اپنے دعویٰ میں سچی ہیں۔ (الاصابہ ج ۸ ص ۲۱۲ ، مدارج ج ۲ ص ٦٦١)

سیّدہ کا علم وفضل

اُمّ المؤمنین سیّدہ صفیہ رضی اللّٰہ عنہا ان خواتین میں سے تھیں جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے عقل اور کمال درجہ کا علم وفضل عطا فرمایا چنانچہ الاصابہ میں فرمایا کہ:۔

كانت صفية عاقلة حليمة فاضلة

کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بڑی عاقلہ حلیم الطبع اور فضل والی تھیں۔ (ج ۸ ص ۲۱۱)

یعلی بن حکیم صهیرہ بنت جیفر سے روایت کرتے ہیں کہ صهیرہ کہتی ہیں کہ ہم صبح کی نماز کی ادائیگی کے بعد مدینہ منورہ حاضر ہوئیں تو حضرت صفیہ رضی اللّٰہ عنہا کی خدمت میں حاضری دی تو سیّدہ کے پاس چند اور عورتوں کو پایا جو کہ کوفہ سے تعلق رکھتی تھیں وہ عورتیں کہنے لگیں کہ اگر تم چاہو تو آپ لوگ سوال کرو اور ہم سنیں یا ہم سوال کریں اور آپ لوگ سنیں تو ہم نے کہا کہ سلن آپ لوگ سوال کریں فسألن عن اشياء من امر المرأة وزوجها ومن امر الحيض کہتی ہیں کہ ان کوفی عورتوں نے سیّدہ سے عورت اور اس کے خاوند کے متعلق اسی طرح حیض کے بارے سوالات کئے پھر ان عورتوں نے سیّدہ سے نبیذ جر (ایک خاص قسم کی نبیذ) کے بارے سوال کیا تو سیدہ کہنے لگی کہ اكثر تم على يااهل العراق اے عراقیوں نبیذ جر کے بارے تم نے کثرت سے سوالات کئے۔

(مسند امام احمد بن حنبل ج ٦ ص ۳۳۷)

اس روایت سے بخوبی وضاحت ہوئی کہ جہاں دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللّٰہ عنهن لوگوں کے مسائل حل فرمایا کرتی تھیں اسی طرح اُمّ المؤمنین سیّدہ صفیہ رضی اللّٰہ عنہا بھی لوگوں کو فتویٰ دیا کرتی تھیں۔

مرویاتِ اُمّ المؤمنین سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا

آپ سے دس احادیث روایت ہوئی جن میں سے ایک متفق علیہ اوردوسری دیگر کتب احادیث میں ہیں (مدارج ج ۲ ص ۶۶۱) آپ سے کنانہ (آپ کا غلام) اوردوسرا غلام یزید بن معتب اورامام زین العابدین علی بن حسین اوراسحاق بن عبداللہ بن حارث بن مسلم بن صفوان نے احادیث راویت فرمائی ہیں۔ (الاصابہ ج۸ ص ۲۱۲)

چند ایک روایتیں

ا۔صھیرہ بنت جیفر کہتی ہیں کہ ہم سیدہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو میں نے اُمّ المؤمنین سے نبیذ جر کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ **حرم رسول صلی اللہ علیہ و سلم نبیذالجر** کہ رسول ﷺ نے نبیذ جر کو حرام فرمایا ہے (مسند امام احمد بن حنبل ج ۲ ص ۳۳۷)

۲۔علی بن حسین (امام زین العابدین) اُمّ المؤمنین حضرت صفیہ **رضی اللہ عنہا** سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ حالت اعتکاف میں تھے تو میں رات کو حضور ﷺ کی زیارت کرنے آئی اور میں نے حضور ﷺ سے بات چیت کی **ثم قمت فانقلبت فقام معی یقلبنی** تو میں واپس پلٹنے کے لئے کھڑی ہوئی تو حضور ﷺ بھی مجھے واپس کرنے کے لئے کھڑے ہوئے۔

(امام احمد بن حنبل ج ۶ ص ۳۳۷)

سیّدہ کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کھانا بھیجنا

جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا بلوائیوں نے محاصرہ کرلیا تو آپ اپنے غلام کنانہ کیساتھ خچر پر سوار ہو کر چلیں کہ بلوائیوں کو واپس کریں۔اس موقع پر اشتر نے ان کے خچر کے منہ پر مارا تو سیّدہ واپس لوٹ آئیں پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ذریعہ کھانا پانی بھیجتی تھیں۔

(نزھۃ القاری شرح بخاری ج۲ ص ۲۵۸ ، الاصابہ ج۸ ص ۲۱۲)

اُمّ المؤمنین سیّدہ رضی اللہ عنہا کا وصال

آپ کے وصال میں اختلاف ہے ایک قول یہ ہے کہ سیّدہ کا وصال ۳۶ ہجری میں ہوا اور اس پر ابن مندہ نے جزم کیا ہے جب کہ اس کو نقل کرنے کے بعد الاصابہ نے فرمایا کہ یہ غلط ہے کیونکہ اس وقت حضرت امام زین العابدین کی ولادت نہ ہوئی تھی جب کہ آپ کی سیّدہ سے سماعت ثابت ہے۔(الاصابہ ج۸ ص ۲۱۲)

حضور سیّدنا شیخِ محقق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے اس قول کے علاوہ ۵۲/۵۵ ہجری کا بھی ذکر فرمایا مزید فرماتے ہیں کہ ایک قول کے مطابق خلافت فاروقی میں رحلت ہوئی۔ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کی جنازہ کی نماز پڑھائی۔(مدارج شریف ج۲ ص ۶۶۱)

اس کے علاوہ ایک قول ۵۰ ہجری کا بھی ہے جس کے قائل واقدی ہیں الاصابہ میں اس کو اقرب فرمایا گیا۔

نیز ۵۲ ہجری نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ یہ خلافتِ معاویہ کا دور تھا۔

(الاصابہ ج۸ ص ۲۱۲)

حضور سیّدی مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ سیّدہ کا وصال ۵۰ ہجری کو رمضان المبارک میں ہوا اور جنت البقیع میں آسودہ ہیں واللہ ورسولہ اعلم (نزهة القاری ج۲ ص ۲۱۲)

امّ المؤمنین سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی وصیت

امّ المؤمنین سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو وراثت سے ایک لاکھ درھم ملے تھے اور آپ نے اپنے ایک یہودی بھانجے کے حق وصیت فرمائی تھی کہ ان کو مال میں سے تہائی حصہ دیا جائے جب آپ کا وصال ہوا تو آپ کے ورثاء نے بھانجے کو مال دینے سے انکار کر دیا اس پر امّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اتقوا اللہ واعطوہ کہ تم لوگ اللہ سے ڈرو اور امّ المؤمنین کے بھانجے کو اس کا حصہ دے دو۔ (طبقات ج۸ ص ۱۰۸)

☆☆☆............☆☆☆............☆☆☆

بارھواں باب

تذکرہ اُمّ المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا

سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بھی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہنّ میں سے ہیں۔

والد کی طرف سے آپ کا سلسلۂ نسب یہ ہے۔

میمونہ بنت حارث بن حزن بن بجیر بن ھزم بن رویبہ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ الھلالیہ۔ (الاصابہ ج۸ ص۴۹۹)

آپ کی والدہ کا نام ہند بنت عوف تھا اور ایک قول کے مطابق آپ قبیلۂ کنانہ سے تھیں۔ (مدراج شریف ج۲ ص۶٦۱)

اُمّ المؤمنین سیّدہ میمونہ کا نام بھی پہلے برّہ تھا فسماھا النبی صلی اللہ علیہ و سلم میمونۃ تو حضور نے آپ کا نام میمونہ رکھا (الاصابہ ج۸ ص۳۲۲) یہ یمن بمعنی برکت سے ماخوذ ہے (مدارج ایضاً) سیّدہ کی والدہ کے جو داماد ہوئے کسی عورت کے نہیں ہوئے کیونکہ ان کے داماد حضور سیّد عالم ﷺ ہیں اور دوسرے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کیونکہ سیّدہ کی بہن حضرت امِ فضل حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں نیز حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی شیرِ خدا حضرت حمزہ حضرت شداد بن الھاد رضی اللہ عنھم سب کے سب حضرت ہند بنت عوف کے داماد بزرگوار تھے حضرت اُمّ المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی چار سگی بہنیں اور چار ہی ماں شریک بہنیں تھیں۔

سیّدہ میمونہ کی چار سگی بہنیں

۱۔ ام الفضل رضی اللہ عنہا

آپ حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں اور جلیل القدر صحابیٔ رسول حضرت عبداللہ بن عباس آپ کے شکم مبارک سے ہیں نام لبابہ بنت حارث تھا حضرت خدیجہ کے بعد پہلے آپ نے اسلام قبول کیا۔

۲۔ لبابۃ الصغریٰ

آپ حضرت خالد بن ولید سیف اللہ رضی اللہ عنہ کی والدہ اور ولید بن مغیرہ کی زوجہ تھیں۔

۳۔ عصما بنت حارث

آپ ابی بن خلف کی زوجیت میں تھیں اسلام قبول فرمایا اور آپ کا شمار صحابیات میں ہے۔

۴۔ عزہ بنت حارث

سیّدہ کی چوتھی حقیقی بہن ہیں یہ زیاد بن مالک کے گھر تھیں۔

سیّدہ کی ماں شریک بہنیں

ا۔ اسماء بنت عمیس

آپ پہلے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھیں ان سے عبداللہ وعون ومحمد رضی اللہ عنہم پیدا ہوئے جنگِ موتہ میں حضرت جعفر کی شہادت کے بعد ان سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نکاح فرمالیا اور محمد بن ابی بکر آپ ہی کے شکم سے ہوئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی رحلت کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں آگئیں اور ایک فرزند کی ولادت ہوئی جن کا نام یحییٰ تھا۔

۲۔ سلمٰی بنت عمیس

یہ پہلے سیّد الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں اور ان کے ہاں ایک صاحبزادی کی ولادت ہوئی جس کا نام امۃ اللہ تھا حضرت سیّد الشہداء کی شہادت کے بعد شداد بن الہاد نے آپ کو اپنی زوجیت میں لے لیا تھا اور ان سے عبداللہ وعبدالرحمٰن کی ولادت ہوئی۔

۳۔ سلامہ بنت عمیس

آپ عبداللہ بن کعب کے نکاح میں تھیں۔

۴۔ زینب بنت خزیمہ

آپ بھی اُمّ المومنین کی ماں شریک بہن ہیں پہلے آپ عبداللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں آپ کو بھی حضور ﷺ کی زوجیت کا شرف حاصل ہے جیسا کہ تفصیلاً گزرا فلیرجع الیہ

سیّدہ کا پہلا نکاح

آپ حضور سیّد عالم ﷺ کے نکاح سے قبل ابورھم بن عبدالعزی بن ودّ بن مالک بن مشل بن عامر بن لوی قرشی عامری کی زوجیت میں تھیں اس کے علاوہ اور بھی اقوال ہیں ایک قول کے مطابق سنجدہ بن ابورھم کے پاس دوسرے قول کے مطابق خویطب بن عبدالعزی جب کہ تیسرے قول کے مطابق فروہ کے نکاح میں تھیں واللہ و رسولہ اعلم (الاصابہ ج۸ ص۳۲۲)

سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا عقد نبوی میں

اُمّ المومنین سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے بعد حضور ﷺ نے سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کو اپنے عقد میں لے لیا چنانچہ الاصابہ میں ہے:۔
ثم تزوج بعد صفیة میمونة و کانت عند ابی رھم کہ حضور سیّد عالم ﷺ نے سیّدہ صفیہ کے بعد جناب سیّدہ میمونہ سے نکاح فرمایا اور آپ ابورھم کے نکاح میں تھیں اور ان دنوں ابورھم کا وصال ہو چکا تھا جیسا کہ اسی اصابہ میں فرمایا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے سیّدہ کے بارے حضور ﷺ سے بیان کیا قال قد تایمت من ابی رھم کہ میمونہ ابورھم سے بیوہ ہو چکی ہیں یعنی ابورھم کا انتقال ہو گیا ہے اس پر حضور ﷺ نے سیّدہ سے نکاح فرمایا۔

خیال رہے سیّدہ کے نکاح کے بارے میں اختلاف ہے کہ آیا ذی قعدہ میں ہوا یا پھر شوال میں اسی طرح آیا حالتِ احرام میں حضور ﷺ نے سیّدہ سے نکاح فرمایا یا پھر حالت حلال میں چنانچہ الاصابہ میں ہے وتزوجھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ذی القعدة لما اعتمر

عمرۃ القضیۃ یعنی حضور ﷺ نے سیّدہ میمونہ سے نکاح ۷ ہجری ذی قعدہ میں عمرہ قضا کے موقع پر فرمایا

کیونکہ سیّدہ کے چچازاد بھائی حضرت عباس چونکہ بہت زیادہ متفکر تھے انہوں نے حضور ﷺ سے گزارش

کی تو حضور ﷺ نے حضرت جعفر بن ابی طالب کو نکاح کا پیغام دے کر بھیجا تو سیّدہ نے قبول فرمایا اور

حضرت عباس کو نکاح کرنے کی اجازت بھی دے دی۔

جب کہ یزید بن الاصم کہتے ہیں کہ **تزوجها رسول اللّٰه صلی الله علیه و سلم وهو حلال** کہ حضور ﷺ نے سیّدہ سے نکاح حالت حلال میں فرمایا۔

خیال رہے اس کو الاصابہ نے مرسل فرمایا اور اس کی مخالفت حضرت عباس والی روایت بھی فرما رہی ہے جیسا کہ بخاری شریف میں ہے **ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم تزوج میمونة وهو محرم** کہ حضور ﷺ نے میمونہ سے نکاح احرام کی حالت میں فرمایا۔

(بخاری باب تزویج المحرم ، مسلم باب تحریم نکاح المحرم و کراهة خبطة)

اسی طرح الاصابہ میں ہے

قال ابن سعد کانت آخر امرأة تزوجها یعنی ممن دخل بها و ذکر بسند له انه تزوجها فی شوال سنة سبع .

کہ ابن سعد نے کہا کہ سیّدہ حضور ﷺ کی آخری زوجہ تھیں جن سے آپ نے نکاح فرمایا یعنی دخول سے مشرف فرمایا اور اپنی سند کے ساتھ ذکر فرمایا کہ سیّدہ سے حضور ﷺ نے شوال ۷ ہجری کو نکاح فرمایا۔

اس روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے حالتِ حلال میں سیّدہ کو عقد نکاح سے شرف بخشا نیز اُمّ المؤمنین سیّدہ میمونہ خود فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے مجھ سے مقام سرف میں نکاح فرمایا اس وقت ہم حالت حلال میں تھے۔

(ترمذی ابو داؤد وابن ماجه ومسلم وامام احمد بن حنبل)

چونکہ روایتوں میں اختلاف ہے یہی وجہ ہے کہ فقہاء کے مابین اختلاف واقع ہوا کہ حالتِ احرام میں نکاح جائز ہے یا پھر نہیں حضرت عباس والی حدیث احناف کی دلیل ہے کہ احرام کی حالت میں نکاح صحیح ہے البتہ زفاف ممنوع ہے کیونکہ حاجی جب حلق کرلیتا ہے تو اس کے لئے ہر شئی حلال ہو جاتی ہے یعنی احرام کی حالت میں جو امور ممنوع تھے ان کا کرنا حلال ہو جاتا ہے مگر عورت ابھی بھی حلال نہ ہوگی جیسا کہ ہدایہ میں وقد حل له کل شئی الا النساء یعنی حلق کر لینے سے عورتوں کے سوا حاجی کے لئے ہر شئے حلال ہوگئی (هداية اولين ص ۲۷۲ مكتبه رحمانيه) اور کچھ آگے جا کر فرمایا کہ وقد حل له النساء یعنی جب طوافِ زیارت سے فارغ ہو چکا تو اس کے لئے عورتیں بھی حلال ہوگئیں۔

خیال رہے طوافِ زیارت فرض ہے جب کہ الوداع واجب امام شافعی، امام مالک اور امام احمد رضی اللہ عنہم کے نزدیک حالتِ احرام میں نکاح باطل ہے ان حضرات کی دلیل یہ حدیث ہے کہ عمر بن عبید اللہ نے طلحہ بن عمر کا بنت شیبہ بن جبیر سے نکاح کرنے کا ارادہ فرمایا تو امیرِ حج ابان بن عثمان کے پاس خبر پہنچی کہ وہ مجلسِ نکاح میں شرکت فرمائیں تو ابان رضی اللہ عنہ نے یہ کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے میں نے سنا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ محرم کسی اور کا نکاح نہ کرے نہ خود کرے نہ پیغامِ نکاح بھیجا جائے۔ (مسلم شریف تحریم نکاح المحرم و کراهة خطبته)

بہر حال سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا نکاح زفاف اور آپ کا وصال سب ایک ہی جگہ پر واقع ہوئے جس کو سرف کہا جاتا ہے اور یہ مکہ مکرمہ سے چند میل مدینہ کی طرف ہے اور وہیں سیدہ کا مقبرۂ معظمہ بھی ہے۔ (مدارج شریف بتصرف)

سیدہ کا اپنے آپ کو حضور پر نثار کرنا

اُم المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا ان خواتین میں سے ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو حضور پر نچھاور اور نثار کر دیا تھا چنانچہ شیخ محقق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کو جس وقت حضور ﷺ کی جانب سے پیغامِ نکاح آیا اس وقت آپ اونٹ پر سوار تھیں تو کہنے لگیں یہ اونٹ اور جو کچھ اس اونٹ پر ہے سب اللہ اور اس کے رسول کا ہے اس موقع پر قرآن کی آیت

کا نزول ہوا کہ:۔

وامرأة مومنة ان وهبت نفسها للنبی ان اراد النبی ان ینکحها خالصة لک من دون المؤمنین (سورۃ احزاب آیت ۵۰)

ترجمہ: اور ایمان والی عورت اگر وہ اپنی جان نبی کی نذر کرے اگر نبی اسے نکاح میں لانا چاہے یہ خاص تمہارے لئے ہے امت کے لئے نہیں۔ (کنز الایمان)

اس آیت سے پتہ چلا کہ حضور سیّد عالم ﷺ کے لئے ہر وہ مومنہ عورت جو کہ اپنے آپ کو حضور سیّد عالم ﷺ کی بارگاہ میں بغیر مہر اور شروطِ نکاح کے ہبہ کردے بشرطیکہ حضور سیّد عالم ﷺ اس کا ارادہ فرمائیں تو وہ حلال ہے اور خالصۃً سے معلوم ہوا کہ نکاح بے مہر خاص رسول کائنات ﷺ ہی کے لئے جائز ہے امت کے لئے نہیں امتیوں پر ہر حال میں مہر واجب خواہ وہ مہر معین نہ کریں جب بھی واجب اور اگر قصداً مہر کی نفی ہی کردیں جب بھی واجب ہوگا۔ (خزائن العرفان بتصرف)

اس آیت سے ان بدنصیبوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے جو کہ حضور سیّد عالم ﷺ کو اپنے جیسا بتاتے ہیں اور سیدھے سادھے لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر انہیں گمراہ کرنے کی ناپاک سازشیں کرتیں ہیں (اللہ تعالیٰ ہمیں عقائدِ اہلسنّت پر استقامت عطا فرمائے آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم)

خیال رہے حضور سیّدی صدر الافاضل خلیفہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ تفسیر احمدی کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس آیت میں آئندہ کے حکم کا بیان ہے کیونکہ وقتِ نزولِ آیت حضور ﷺ کے ازواج میں سے کوئی بھی ایسی نہ تھیں جو ہبہ کے ذریعہ سے مشرف بزوجیت ہوئی ہوں اور جن مومنہ بیبیوں نے اپنی جانیں حضور سیّد عالم ﷺ کو نذر کردیں وہ میمونہ بنت حارث اور خولہ بنت حکیم اور امِ شریک اور زینب بنت خزیمہ ہیں۔ (خزائن العرفان)

بہر حال حضور سیّد عالم ﷺ کی خصوصیت پھر بھی ثابت ہے کیونکہ اختلاف فقط وقتِ نزول

کا ہے۔

مومنہ بہنیں

اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

الاخوات مومنات میمونة وام الفضل واسماء (الاصابہ ج۸ ص۳۲۳)

یعنی سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام الفضل زوجۂ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت اسماء بنت عمیس اُمّ المؤمنین کی ماں شریک مومن بہنیں ہیں۔

اُمّ المؤمنین سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا قرضہ

حضرت سالم رضی اللہ عنہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ سیّدہ نے ایک دفعہ قرض لیا تو آپ سے کہا گیا کہ آپ قرض لیتی ہیں جب کہ آپ کے پاس ادائیگی کے لئے مال نہیں ہے تو فرمایا:۔

سمعت رسول اللّٰہ صلی اللہ علیه وسلم یقول مامن احد یستدین دینا یعلم اللّٰہ انه یرید ادائه الاادا ہ

یعنی میں نے حضور ﷺ کو فرماتے سنا کہ جو شخص ادائیگی قرض کے لئے قرض لے تو اللہ تعالیٰ اس کا قرض ادا فرمادے گا۔

سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا اور ایک عورت کی منت

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ ایک عورت بیمار ہوئی تو اس نے منت مانی کہ اگر اللہ مجھے شفا دے تو میں لاخرجن فلاصلین فی بیت المقدس جا کر بیت المقدس میں نماز ادا کروں گی اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسے شفا دی تو اس نے بیت المقدس جانے کا ارادہ کیا تو سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو اپنے بارے میں بتایا تو سیّدہ نے فرمایا کہ آپ مسجدِ رسول ﷺ میں نماز ادا کرلو کیونکہ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے سنا کہ صلوۃ فیه افضل من الف صلوۃ فیما

سواه من المساجد الا مسجد الكعبة کہ اس مسجد میں نماز پڑھنا اس کے علاوہ مسجدوں میں نماز پڑھنے سے ایک ہزار گنا زیادہ ثواب ہے سوائے مسجد حرام کے۔

(مسند امام احمد بن حنبل ج ٦ ص ٣٣٣)

سیّدہ اور تبلیغِ سنت

جس طرح دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہنّ نے لوگوں کو مسائل پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ فرمایا اسی طرح سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے بھی حضور سیّد عالم ﷺ کے ارشادات واحوال اور دیگر خانگی امور کو ملاحظہ فرمایا اور ان کی تبلیغ فرمائی اور لوگوں کو سنت پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دی چنانچہ آپ کی باندی کہتی ہیں کہ ایک مرتبہ سیّدہ میمونہ نے مجھے حضرت عبداللہ بن عباس کی زوجہ کے پاس بھیجا اور آپ دونوں کے مابین رشتہ داری تھی تو میں نے دیکھا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ کا فراش آپ کے بستر سے جدا اور الگ تھا تو میں نے یہ گمان کیا کہ شاید یہ آپس میں کسی شکر رنجی کی وجہ سے ہے جب میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ میں حالتِ حیض میں ہوں جب میں حائضہ ہوتی ہوں تو حضرت میرے بستر کے قریب تشریف نہیں لاتے ہیں فرماتی ہیں کہ میں نے سیّدہ میمونہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسکا ذکر کیا تو آپ نے مجھ کو واپس بھیجا اور فرمایا کہ ارغبة عن سنة رسول صلى الله عليه وسلم یعنی ابن عباس کو کہو کہ کیا آپ حضور سیّد عالم ﷺ کی سنت سے اعراض کرتے ہیں لقد كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينام مع المراة من نسائه الحائض تحقیق اللہ کے رسول ﷺ اپنی ازواج میں سے حیض والی کے ساتھ (حالت حیض میں) آرام فرماتے تھے۔

(امام احمد بن حنبل ج ٦ ص ٣٣٢)

مرویاتِ اُمّ المؤمنین سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا

اُمّ المؤمنین سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے ٧٦ احادیث مروی ہیں جن میں سے ٧ متفق علیہ اور ایک صرف بخاری میں باقی تمام دیگر کتب احادیث میں مذکور ہیں آپ سے احادیث روایت

کرنے والوں میں سے عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن شداد، عبدالرحمن بن سائب، یزید بن اصم، عطا بن یسار وغیرہ حضرات ہیں۔

چند ایک مرویات

۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک چوہیا گھی میں گر کر مرگئی تو حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ و سلم سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا **خذوها وماحولها فالقوه وكلوه** کہ اس چوہیا کو اور اس کے گرد گھی لے کر پھینک دو اور باقی ماندہ گھی کھاؤ۔ (امام احمد بن حنبل ج٦ ص٣٢٩)

۲۔ حضرت ابن عباس سیّدہ میمونہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن سے غسل فرماتے تھے۔ (ایضاً)

۳۔ اُمّ المؤمنین سیّدہ میمونہ سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا **الكافر ياكل فى سبعة امعاء والمؤمن ياكل فى معى واحد** کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے جب کہ مؤمن ایک آنت میں کھاتا ہے۔ (امام احمد بن حنبل ج٦ ص٣٣٥)

۴۔ حضرت ابن عباس اپنی خالہ میمونہ اُمّ المؤمنین سے روایت کرتے ہیں سیّدہ نے فرمایا کہ میں نے حضور سیّد عالم ﷺ کے لئے غسل فرمانے کیلئے پانی رکھا تو حضور ﷺ نے غسلِ جنابت فرمایا جب حضور ﷺ نے غسل فرمالیا تو میں نے ایک کپڑا خدمت میں پیش کیا تو حضور سیّد عالم ﷺ نے اسے رد فرمادیا۔ (امام احمد بن حنبل ج٦ ص٣٣٥)

اُمّ المؤمنین سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں حضور سیّد عالم ﷺ کی اخبارِ غیب

خصائص کبری میں یزید بن اصم سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت میمونہ پر مکہ میں گرانی ہوئی تو فرمایا:۔

اخرجوني من مكة فاني لا اموت بها ان رسول الله صلى الله عليه و سلم اخبرني ان لااموت بمكة

مجھے مکہ سے لے چلو کیونکہ میں یہاں وصال نہ کروں گی اس لئے کہ حضور سیّد عالم ﷺ نے مجھے بتایا تھا کہ میں مکہ میں نہ مروں گی لہٰذا اس کے بعد آپ کو لوگ مقام سرف لے گئے اور وہیں آپ کا وصال ہوا۔ (خصائص کبری ج۲ ص ۲۵۲ مکتبہ حقانیہ)

اُمّ المؤمنین سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا وصال

سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی رحلت کے بارے میں زیادہ مشہور قول ۵۱ ہجری کا ہے جب کہ ۶۱/ ۶۲/ ۶۳ ہجری کے اقوال بھی بیان کئے گئے ہیں آخری قول کے مطابق سیّدہ حضور سیّد عالم ﷺ کی آخری زوجۂ مبارکہ ہیں جنہوں نے سب سے آخر میں وصال پایا تھا بعض علماء کے نزدیک ۳۸ ہجری کو رحلت واقع ہوئی اور یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت تھا حضرت اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے پڑھائی اور سیّدہ کے دیگر بھانجوں کے ساتھ مل کر آپ کو قبر میں اتار اگیا۔ (مدارج شریف ج۲ ص ۶۶۲)

خویش و اقارب

اُمّ المؤمنین سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی آٹھوں ہمشیرگان کا ذکر گزرا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما

سیّدہ کے بھانجے اور شاگرد ہیں جبکہ حضور سیّد عالم ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں والدہ کا نام لبابہ بنت حارث جو کہ اُمّ المؤمنین کی بہن ہیں ہجرت کے تین سال قبل ولادت ہوئی اور حضور ﷺ کی وفات کے وقت آپ کی عمر تیرہ سال تھی اللہ کے رسول نے آپ کے لئے علم وحکمت کی دعائیں فرمائیں چنانچہ بخاری میں خود فرماتے ہیں کہ ضمني النبي صلى الله عليه و سلم وقال اللهم علمه الكتاب یعنی مجھے حضور نے دبوچا اور فرمایا اے اللہ اس کو کتاب کا علم دے (ج۲ ص ۱۰۸۰) آپ کا لقب

حبر الامۃ ہے بڑے حسین وجمیل فقیہ ومجتہد تھے حضرت عمر کے مشیر خاص تھے آخر میں نابینا ہو گئے ۶۸ ہجری کو طائف میں رحلت فرمائی اور اے سال عمر پائی۔(اکمال)

عبداللہ بن شداد بن الھاد اللیثی

آپ کی والدہ سلمی بنت عمیس ہیں اُمّ المؤمنین کے بھانجے اور شاگرد ہیں اور آپ نے اُمّ المؤمنین کے علاوہ حضرت ام الفضل، اسماء بنت عمیس، حضرت عمر وعلی اور ابن مسعود، معاذ، طلحہ اور حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہم وغیرہ سے احادیث روایت فرمائی ہیں جب کہ آپ سے کبارِ تابعین میں ربعی بن حراش اور اوساط میں سے طاؤس جب کہ صغار میں سے سعد بن ابراہیم، ابواسحاق شیبانی وغیرہ نے روایات لی ہیں حضرت عبداللہ کبارِ تابعین اور ثقہ راویوں میں سے ہیں۔(الاصابہ ج ۵ ص ۱۲)

خیال رہے عبداللہ کے والد شداد بن الہاد نے حضور سیّد عالم ﷺ اور ابن مسعود سے حدیثیں روایت فرمائی ہیں جب کہ آپ سے آپ کے صاحبزادے عبداللہ نے روایتِ حدیث فرمائی آپ کی زوجیت میں سلمی بنت عمیس تھیں جو کہ اسماء بنت عمیس کی بہن ہیں اور یہ دونوں سیّدہ اُمّ المؤمنین کی ماں شریک ہیں۔(الاصابہ ج ۳ ص ۲۶۹)

یزید بن الاصم

آپ سیّدہ کے بھانجے ہیں ان کی والدہ برزہ بنت حارث ہیں سیّدہ سے روایت کرتے ہیں وصال ۴/۳/۱۰۳ھ کو ہوا۔(اسد الغابہ ج ۵ ص ۴۹۳)

فضل بن العباس

آپ کی کنیت ابو عبداللہ یا پھر ابو محمد تھی آپ بھی سیّدہ کے بھانجے تھے کیونکہ آپ کی والدہ لبابہ بنت حارث سیّدہ کی بہن ہیں آپ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بڑے صاحبزادے تھے بہت زیادہ حسین وجمیل تھے حضور ﷺ کے ساتھ غزوۂ حنین وغیرہ میں شریک رہے اور حجۃ الوداع میں حضور کی سواری

پر آپ کے ردیف تھے وصال ۱۳/۱۸/۱۵ھ کو ہوا اپنے پیچھے ایک بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو چھوڑا جن سے حضرت حسن نے نکاح فرمایا پھر جب آپ دونوں کے درمیان فرقت ہوئی تو حضرت ابوموسیٰ اشعری نے ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو اپنے نکاح میں لے لیا تھا۔ (اسد الغابہ ج ۴ ص ۳۸۸)

سیّدہ کے غلام

ا۔عطا بن یسار

آپ کی کنیت ابو محمد ہے اُمّ المؤمنین سیدہ میمونہ کے آزاد کردہ غلام اور شاگرد ہیں مدینہ منورہ کے مشہور تابعین میں سے ہیں چوراسی سال کی عمر میں ۹۷ھ میں وفات پائی۔ (اکمال)

۲۔سلیمان بن یسار

آپ کی کنیت ابوایوب ہے یہ بھی اُمّ المؤمنین کے آزاد کردہ غلام ہیں شاگردی کا شرف بھی حاصل فرمایا عظیم الشان تابعی، فقیہ، ثقہ عابد اور پرہیزگار تھے سات فقہاء میں سے تھے آپ نے ۷۳ سال عمر پائی ۱۰۷ھ کو وصال ہوا۔ (اکمال)

۳۔سلیمان ابن مولی میمونہ

یہ سلمان ابن یسار کے علاوہ ہیں۔ (اکمال)

مزارات ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہنّ

ازواجِ مطہرات کی اکثریت جنت البقیع میں آرام فرما ہے حضور سیّد عالم ﷺ اکثر راتوں کو بھی جنت البقیع میں تشریف لا کر تین تین دفعہ کھڑے ہو کر ہاتھ اٹھا کر دعائیں مانگتے شہرِ مدینہ طیبہ سے متصل شرقی جانب قلعہ کے باب الجمعہ سے باہر جنت البقیع کا مشہور قبرستان ہے یہ قبرستان جواہراتِ روحانی کا بے نظیر مخزن اور اسرار الٰہیہ کا متبرک معدن ہے جنت البقیع اصل میں صاف میدان کو کہتے ہیں یعنی بہشت یا میدانی باغ یہاں غرقد کے درخت تھے اس لیے اسے بقیع الغرقد بھی کہتے ہیں غرقد جنگلی پیلو جیسا درخت ہے تاریخی روایات میں ہے کہ اس متبرک قبرستان میں دس ہزار صحابہ کرام مدفون ہیں

حضرات امہات المؤمنین سیّدہ خدیجہ اور سیّدہ میمونہ کے علاوہ باقی (۱) حضرت سودہ بنت زمعہ (۲) حضرت عائشہ صدّیقہ بنت ابوبکر (۳) حضرت زینب ام المساکین (۴) حضرت حفصہ بنت عمر فاورق (۵) حضرت اُمّ سلمہ (۶) حضرت زینب بنت جحش (۷) حضرت جویریہ (۸) حضرت امِ حبیبہ بنت ابی سفیان (۹) حضرت صفیہ رضی اللہ عنہنّ یہاں آرام فرما ہیں اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا مزار جنت المعلیٰ مکّہ معظّمہ میں ہے جب کہ حضرت میمونہ کا مزار مقامِ سرف کے نزدیک مکہ معظّمہ میں ہے۔(انوار البشارۃ مکتبہ رضویہ ص۱۰۲ و ۱۰۱)

تنبیہ

امہات المؤمنین ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہنّ تعداد میں گیارہ ہیں یہ تمام حضور سیّد عالم ﷺ کی زوجیت میں آئیں اور ان تمام سے حضور سیّد عالم ﷺ نے زفاف بھی فرمایا تھا اور ان میں سے بعض سے اولاد بھی پیدا ہوئی اور حضور کی ظاہری حیاتِ طیبہ میں ان میں سے دو (حضرت خدیجہ، سیّدہ زینب بنت خزیمہ) نے رحلت فرمائی تھی باقی تمام حضور سیّد عالم ﷺ کے بعد میں وصال یافتہ ہوئیں کچھ ایسی بھی عورتیں ہیں جن سے نکاح تو فرمایا مگر زفاف نہ فرمایا اور کچھ وہ ہیں جن سے زفاف فرمایا لیکن اس آیت پاک

یاایھاالنبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا وزینتھا (الایۃ)

کی رو سے اختیار ملنے پر حضور کے حبالۂ نکاح سے نکل گئی تھیں یہ تعداد میں چوبیس یا اس سے زیادہ تھیں۔(مدارج)

☆☆☆..........☆☆☆..........☆☆☆

تیرہواں باب

اب حضور ﷺ کی مقدس باندیوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

ا۔ تذکرہ اُمّ المؤمنین سیّدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا

مقوقس مصر اور سکندریہ کا حکمران تھا مشہور صحابی حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو حضور سیّد عالم ﷺ نے اپنا مکتوبِ گرامی دے کر اس کی طرف بھیجا تھا مقوقس کو جب خط پہنچا تو اس نے بڑا ادب واحترام بجالایا اور حضرت حاطب کو تنہائی میں بلا کر حضور ﷺ کی صفات سنیں تو کہنے لگا یہ تو وہی نبی ہیں جن کی بشارت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی اور کہا کہ میں نے اس نبی کے بارے سوچ لیا ہے اور مجھے علم ہے وہ جس چیز کا حکم دیتے ہیں وہ باعثِ نفرت نہیں اور نہ وہ کسی مرغوب چیز سے ممانعت کرتے ہیں اور مجھے یہ بھی خبر ہو چکی کہ وہ جادوگر نہیں اور نہ ہی آپ جھوٹے ہیں اور ابھی میں مزید غور کر رہا ہوں اور حضور سیّد عالم ﷺ کے مکتوبِ گرامی کو ہاتھی کے دانت کے بنے ہوئے ایک صندوق میں حفاظت سے رکھ لیا اور کاتب کو اپنا مکتوب لکھنے کا حکم دیا جس کا مضمون یہ تھا۔

مضمونِ خط

محمد (ﷺ) بن عبداللہ کی خدمت میں از مقوقس عظیم القبط

امابعد!

میں نے آپ کا مکتوب شریف پڑھا اس میں جو لکھا تھا اور جس چیز کی طرف آپ نے بلایا اس کو سمجھ لیا بے شک مجھے معلوم ہے کہ ایک نبی باقی ہے جو خاتم الانبیاء ہوگا میں گمان کرتا ہوں کہ وہ شام میں ہوگا میں نے آپ کے ایلچی کا احترام کیا آپ کی خدمت میں ماریہ اور سیرین کو بھیج رہا ہوں ماریہ قبط میں عظیم مرتبہ کی حامل ہیں اور سواری کے لئے ایک اونٹ پیش کرتا ہوں۔ (مدارج شریف)

تحائف

مقوقس نے حضور سیّد عالم ﷺ کی خدمت میں جو تحائف بھیجے اس کا ذکر الاصابہ میں یوں فرمایا

بعث المقوقس صاحب الاسكنديه الى رسول صلى الله عليه وسلم فى سنة سبع من الهجرة بمارية واختها سيرين والف مثقال ذهبا وعشرين ثوباً ليناً وبغلته الدلدل وحماره عفيرا ويقال يعفور ومع ذلک خصى يقال له مابور شيخ كبير

کہ مقوقس حاکم سکندریہ نے ۷ ھ میں حضرت ماریہ قبطیہ اور آپ کی بہن سیرین اور ایک ہزار مثقال سونا اور بیس (جوڑے) کپڑے اور اپنا دلدل نامی خچر اور عفیر نامی دراز گوش جس کو یعفور بھی کہا گیا ہے نیز ایک خصی (غلام) جس کو مابور کہا جاتا تھا جو کہ عمر رسیدہ تھا بھیجا

(الاصابہ ج۸ ص ۳۱۰)

علاوہ ازیں حاطب رضی اللہ عنہ کو ایک سو مثقال سونا پانچ کپڑے بطور انعام دیئے بعض روایات میں چار باندیوں کا ذکر ہے مذکورہ دو کے علاوہ دو اور تھیں جن کے نام واحوال معلوم نہ ہوئے۔

(مدارج ج ۲ ص ۳۱۶ مترجم طبع لاہور)

حضور سیّد عالم ﷺ نے مقوقس کے تحائف کو قبول فرمالیا لیکن مقوقس نے اسلام قبول نہ کیا جب حضرت حاطب واپس خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا اس خبیث نے اپنی بادشاہی کے باعث بخیلی کی ہے حالانکہ اس کی وہ بادشاہت نہ رہے گی پھر یہ مقوقس حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فوت ہوا۔ (مدارج ج ۲ ص ۳۱۶)

حضرت ماریہ کا قبولِ اسلام

جب حضرت حاطب ماریہ اور تحائف کو لے کر واپس تشریف لا رہے تھے تو آپ نے راستے میں حضرت ماریہ کو اسلام پیش فرمایا اور آپ کو قبول اسلام کی رغبت دی تو ماریہ اور آپ کی بہن دونوں

اسلام سے مشرف ہوگئیں۔(الاصابہ ج۸ ص ۳۱۱)

حضور ﷺ کا سیّدہ کو اپنے لیے مختص فرمانا

قبولِ ایمان کے بعد حضور سیّد عالم ﷺ نے سیّدہ کو اپنے لئے مختص فرمالیا جب کہ آپ کی بہن سیرین کو حضرت حسان کے حوالے فرمادیا حضرت سرین کے بطن مبارک سے عبدالرحمٰن بن حسان نے تولد فرمایا جب کہ سیّدہ ماریہ کے شکم مبارک سے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔

خیال رہے دراز گوش جو کہ تحفہ میں آیا تھا اس پر حضور سیّد عالم ﷺ سواری فرماتے تھے اور پھر وہ حجۃ الوداع کے موقع پر مرگیا۔

دیگر روایات

جب کہ دیگر روایات میں یہ بھی ہے کہ حضور سیّد عالم ﷺ کے وصالِ ظاہری کے بعد اس دراز گوش نے حضور ﷺ کے فراق میں اپنے آپ کو ایک کنویں میں گرا کر ختم کردیا۔

اور رہا دلدل تو اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے بعد سواری فرماتے تھے اور آپ کے بعد حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ پھر حضرت معاویہ کے دور میں مرگیا اور اس وقت اس کے دانت گر چکے تھے جس کی وجہ سے پانی میں آٹا ملا کر اسے پلاتے تھے۔ واللّٰہ ورسولہ اعلم

سیّدہ ماریہ رضی اللہ عنہا کی رہائش

مدینہ منورہ کے قریب مقام عالیہ میں حضور ﷺ نے ان کو ٹھہرایا تھا اور آپ سیّدہ کے پاس تشریف لے جاتے تھے باوجودیکہ کہ آپ حضور ﷺ کی کنیزہ تھیں لیکن پھر بھی حضور ﷺ آپ کو پردہ میں رکھتے تھے آپ حضور سیّد عالم ﷺ کی امِ ولد بھی تھیں کیونکہ حضرت ابراہیم کی ولادت آپ ہی کے ہاں ۸ھ ہجری ذی الحجہ کو ہوئی سیّدہ ماریہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حسن سے بھی نوازا تھا چنانچہ الاصابہ میں:۔

کانت ماریة رومیة و کانت ماریة بیضاء جعده جمیلة

کہ آپ چونکہ رومی تھیں اس لیے آپ سفید رنگت والی بہت جمیل تھیں۔

اُمّ المؤمنین سیّدہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جتنا مجھے حضرت ماریہ پر رشک آتا تھا اتنا کسی اور پر نہ آتا کیونکہ آپ صاحب جمال تھیں اور حضور کو بھاتی تھیں۔(الاصابہ ج۸ ص ۳۱۱)

سیّدہ کا وصال

واقدی کا بیان ہے کہ حضور سیّد عالم ﷺ کے بعد حضور سیّدنا صدّیق اکبر رضی اللہ عنہ سیّدہ کے نان ونفقہ کا انتظام فرماتے تھے اور آپ کی وفات کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ذمے آپ کا نان ونفقہ تھا اور آپ ہی کے دورِ خلافت میں اُمّ المؤمنین کا وصال محرم الحرام ۱۶/۱۵ھ کو ہوا اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ پر نماز پڑھنے کے لیے لوگوں کو اکٹھا فرمایا اور آپ کی نمازِ جنازہ ادا فرما کر سیّدہ کی بقیع میں تدفین فرمائی۔(الاصابہ ج۸ ص ۳۱۱)

مسجد مشربہ ام ابراہیم

حضور سیّدنا اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ حضور سیّد عالم ﷺ جب عوالیٔ مدینہ میں صاحبزادے کی دیکھ بھال کے لئے جاتے تو اس مشربہ میں نماز پڑھتے بعد میں اسی جگہ مسجد بنائی گئی جو مسجدِ مشربہ ام ابراہیم کے نام سے مشہور ہوگئی اور یہ مسجد بنی قریظہ کے شمال میں واقع ہے۔(انوار البشارۃ ص ۹۳)

خویش اقارب

حضرت ابراہیم بن رسول ﷺ

حضرت ابراہیم حضور ﷺ کی آخری اولاد پاک ہیں آپ کی ولادت ذی الحجہ سن ۸ ہجری مدینہ طیبہ میں ہوئی آپ حضرت سیّدہ ماریہ قبطیہ کے بطن پاک سے پیدا ہوئے حضرت سیرین جو کہ ماریہ قبطیہ کی بہن ہیں آپ کی خالہ ہیں اور حضرت عبدالرحمٰن بن حسان آپ کے خالہ زاد بھائی سیّد ابراہیم رضی اللہ عنہ کی ولادت پر حضور ﷺ نے بہت خوشی کا اظہار فرمایا تھا حضرت سلمیٰ جو کہ حضرت ابورافع کی زوجہ ہیں آپ کی

دایہ تھیں جب حضرت ابورافع ﷺ نے سیّد ابراہیم ﷺ کی ولادت کی خوشخبری حضور سیّد عالم ﷺ کو دی

تو آپ نے خوشی میں حضرت ابورافع کو آزاد فرمادیا حضرت جبرئیل نے آکر حضور ﷺ کو ابا ابراھیم کی

کنیت سے خطاب کیا اس پر حضور ﷺ نے لختِ جگر کا نام ابراہیم رکھا اور فرمایا آج رات صاحبزادے کی

ولادت ہوئی اس کا نام اپنے جدِ امجد کے نام پر ابراہیم رکھا گیا ہے آپ کے عقیقہ میں دو بھیڑیں یا پھر

ایک بکری ذبح کی گئی **وحلق شعر ابراهیم یوم سابعة وسماه وتصدق بزنته ورقا** آپ کی

ولادت کے ساتویں روز آپ کے بال حلق فرمائے نام رکھا اور ان کے وزن کے برابر چاندی صدقہ

فرمائی آپ کے بال مبارک صحابۂ کرام نے دفن فرمادیئے **ثم دفعه الی ام سیف امرأة قین** پھر

حضور ﷺ نے صاحبزادے کو ایک لوہار کی بیوی امّ سیف کے حوالے فرمایا تاکہ وہ آپ کو دودھ پلائیں

حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ سے زیادہ اپنے عیال پر شفیق میں نے کوئی نہیں دیکھا حضرت

ابراہیم عوالیٔ مدینہ میں دودھ پیتے تھے جب حضور ﷺ وہاں تشریف لے جاتے تو ہم بھی ساتھ ہولیتے

جب آپ گھر میں داخل ہوتے تو حضور ﷺ سیّد ابراہیم کو اپنی گود میں لے لیتے اور ان سے پیار کرتے اس

وقت ابوسیف نے بھٹی جلائی ہوتی جس کی وجہ سے سارے گھر میں دھواں ہوتا۔

حضرت جابر کی حدیث میں ہے کہ جب حضور ﷺ کو حضرت ابراہیم کے نزع کی خبر ملی تو

حضور ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور چلے جب صاحبزادے کے سرہانے

تشریف فرما ہوئے تو صاحبزادے کو گود میں لے کر فرمانے لگے اے ابراہیم ہم تمہارے فراق میں غمزدہ

ہیں اور ہماری آنکھیں رو رہی ہیں اور دل افسردہ ہے **فی حدیث هدبه وعین رسول الله صلی الله علیه وسلم تدمع.**

وفی حدیث شیبان فدمعت عینا رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم تدمع العین ویحزن القلب یعنی آنکھیں رو رہی ہیں دل حزین وافسردہ

ہے اور ہم نہیں کہتے مگر وہی جس سے ہمارا پروردگار راضی ہے۔

وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں برا چرچا پھیلے ان کے لئے دردناک عذاب ہے دنیاوآخرت میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔(کنزالایمان)

۱۰۔یعظکم اللہ (الایۃ) اور اللہ نصیحت فرماتا ہے کہ اب کبھی ایسا نہ کہنا اگر ایمان رکھتے ہو۔(کنزالایمان)

۱۱۔یاایھا الذین امنوا (الایۃ) اے ایمان والوشیطان کے قدم بقدم چلنے میں اتباع نہ کرو۔ یعنی وہ جو وسوسے تمہارے دلوں میں ڈالتا ہے اس کی پیروی نہ کرو اور ان کے ماتحت بہتان تراشنے والوں کی باتوں پر کان نہ لگاؤ۔

۱۲۔ولایاتل اولوالفضل منکم (الایۃ) اور قسم نہ کھائیں وہ جو تم میں فضیلت والے ہیں قرابت والوں اور مسکینوں اور مہاجرین فی سبیل اللہ کو نہ دینے کی اور چاہئے کہ معاف کریں اور درگذر کریں کیا تمہیں پسند نہیں کہ اللہ تمہاری بخشش فرمائے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔اس آیتِ کریمہ سے حضرت صدّیق رضی اللہ عنہ کی اتنی فضیلت بڑھی کہ اللہ نے آپ کو اولوالفضل فرمایا اس کا شانِ نزول یہ ہے کہ آپ نے قسم کھائی تھی کہ مسطح کیساتھ جو سلوک فرماتے تھے وہ بند کردیں کے اولوالقربی اس لئے فرمایا کہ مسطح آپ کی خالہ کے بیٹے نادار مہاجر تھے اور بدری تھے حضرت کے ذمہ ان کی کفالت تھی جب تہمت لگانے والوں میں شریک ہوئے تو حضرت کو اس کا رنج ہوا کہ میں نے جس کے ساتھ سلوک کیا وہ میرے ساتھ ایسا نکلا آپ نے قسم کھائی کہ اب مسطح کیساتھ کسی قسم کا سلوک نہ کروں گا اس پر آیت نازل ہوئی چنانچہ نزول کے بعد حضرت صدّیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ بے شک میں اس امر کو دوست رکھتا ہوں کہ اللہ میری مغفرت فرمائے اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ مسطح کیساتھ سلوک کبھی موقوف نہ کروں گا چنانچہ آپ نے مقرّرہ وظیفہ دوبارہ بحال فرمادیا۔

۱۳۔ان الذین یرمون (الایۃ) بے شک وہ جو عیب لگاتے ہیں پاک دامن انجان بھولی بھالیوں مومنہ خواتین پر لعنت ہے دنیاوآخرت میں ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔(تفسیر حسنات)

۱۴.یوم تشھد علیھم السنتھم (الایہ)

جس دن ان پر گواہی دیں گی ان کی زبانیں اوران کے ہاتھ اوران کے پاؤں جو کچھ کرتے تھے۔ (کنزالایمان)

یہ آیت چودہویں ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ اُمّ المؤمنین کے معاملہ میں اللہ کی طرف سے اتہام لگانے والوں پر وعید شدید ہے۔ (تفسیر حسنات)

۱۵۔ الخبیثت للخبیثین والخبیثون للخبیثت۔

گندیاں گندوں کے لئے اور گندے گندیوں کے لئے۔ (کنزالایمان)

یعنی خبیث کے لئے خبیث لائق ہے خبیثہ عورت خبیث مرد کے لئے اور خبیث مرد خبیثہ کے لئے اور خبیث آدمی خبیث باتوں کے درپے ہوتا ہے اور خبیث باتیں خبیث آدمی کا وطیرہ ہوتی ہیں۔

(خزائن)

۱۶۔ والطیبت للطیبین والطیبون للطیبت اور ستھریاں ستھروں کے لئے اور ستھرے ستھریوں کے لئے (کنزالایمان) یعنی پاک مرد اور عورتیں جن میں سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور صفوان ہیں۔ (خزائن)

۱۷۔ اولئک مبرؤن مما یقولون وہ پاک ہیں ان باتوں سے جو یہ کہہ رہے ہیں (کنزالایمان)

یعنی جو تہمت لگانے والے خباثت کر رہے ہیں وہ اس سے مبرّہ منزّہ ہیں۔ (حسنات)

۱۸۔ لھم مغفرۃ ورزق کریم ان کے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے۔

فائدہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کو لکھا کہ عورتوں کو سورۂ نور پڑھاؤ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور سیّد عالم ﷺ نے فرمایا کہ عورتوں کو بالا خانوں پر مت جانے دو اور نہ ہی انہیں لکھنا سکھاؤ انہیں سورۂ نور پڑھاؤ اور چرخہ کاتنا سکھاؤ۔ (فیوض الرحمان)

سیّدہ عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا کی گڑیاں

اُمّ المؤمنین سیّدہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا خود فرماتی ہیں کہ جب آپ کی رخصتی ہوئی اس وقت ان کی عمر نو برس تھی ولعبها معها اور ان کے کھلونے سیّدہ کے ساتھ تھے اس حدیث کی بناء پر علماء فرماتے ہیں کہ بچیوں کو کھلونے اور گڑیوں سے کھیلنا جائز ہے اس سے بچوں کو پرونا سینا اور گھریلو امور کا طریقہ آجاتا ہے اگر کھلونوں اور گڑیوں کی آنکھ ناک نہ ہوں تب تو اسکے جواز میں شبہ نہیں۔ (مراۃ)

ایک اور روایت میں سیدہ فرماتی ہیں کہ حضور سیّد عالم ﷺ غزوۂ تبوک یا حنین سے واپس تشریف لائے اُمّ المؤمنین کے طاق پر پردہ تھا ہوا چلی فكشفت ناحية الستر عن بنات عائشة تو ہوا نے پردہ کے کنارے سے سیّدہ کے کھیلنے کی گڑیاں ظاہر کردیں اس پر حضور سیّد عالم ﷺ نے پوچھا اے عائشہ یہ کیا ہے عرض گزار ہوئیں حضور ﷺ میری گڑیاں ہیں حضور ﷺ نے ان کے مابین ایک دو پر والا گھوڑا دیکھا تو فرمایا یہ کیا ہے قالت فرس عرض کی حضور گھوڑا ہے فرمایا اس کے اوپر کیا ہے؟ عرض گزار ہوئیں دو پر ہیں قال فرس له جناحان فرمایا گھوڑے کے لئے دو پر ہیں؟ اس پر سیّدہ نے عرض کی حضور صلی اللہ علیہ و سلم اماسمعت ان لسليمان خيلا لها اجنحة کیا آپ نے نہ سنا کہ حضرت سلمان کے گھوڑے کے دو پر تھے سبحان اللہ اس جواب سے سیّدہ کی حاضر جوابی بخوبی سمجھی جاسکتی ہے کہ سیّدہ نے اتنی چھوٹی سی عمر میں کیسا عمدہ جواب دیا اس پر حضور ﷺ نے بھی تبسم فرمایا۔

(رواہ ابو داؤد مشکوٰۃ کتاب النکاح باب عشرۃ النساء فصل ثانی)

سیّدہ کی اعلیٰ درجہ کی شرم وحیا

زوجین کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک دوسرے کا لباس فرمایا کہ وہ ایک دوسرے سے نفع اٹھاتے ہیں اور ایک دوسرے پر ہر دونوں کو حلال کو رکھا گیا اسی طرح وہ ایک دوسرے کی شرمگاہ کی طرف نظر بھی کرسکتے ہیں اور اس دیکھنے میں شرعاً کچھ حرج نہیں لیکن یہ اعلیٰ قسم کی شرم کے خلاف ہے یہی وجہ ہے کہ سیّدہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا نے باوجودیکہ حضور سید عالم ﷺ کی بڑی محبوبہ زوجہ مطہرہ ہیں لیکن

آپ نے کبھی حضور ﷺ کے ستر مبارک کو نہ دیکھا چنانچہ فرماتی ہیں۔

مانظرت اومارأیت فرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قط.

کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کی شرمگاہ کبھی بھی نہ دیکھی۔

(مشکوٰۃ باب النظر الی المخطوطة وبیان العورات الفصل الثالث)

اُمّ المؤمنین سیّدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا غزوۂ احد میں زخمیوں کو پانی پلانا

اگر جہاد میں عورتوں کو لے جانے کی ضرورت پیش آئے تو ضعیف العمر خواتین کو لے جایا جاسکتا ہے اسی طرح اگر نوجوانوں کی حاجت ہو تو باندیوں کو لے جانے کا حکم ہے مگر ان سے جنگ نہ کرائی جاوے گی البتہ اگر ضرورت ہو تو قتال بھی کرسکتی ہیں غرض یہ کہ ضرورت کے احکام اور ہوا کرتے ہیں لہٰذا حضرت اُمّ سلیم واُمّ عطیہ ودیگر خواتین کا جہاد میں شرکت فرمانا ضرورت کے وقت تھا نیز یہ خواتین جہاد میں زخمیوں کی مرہم پٹی وغیرہ کرنے کے لئے جاتی تھیں چنانچہ مسلم شریف میں ہے کہ حضرت انس فرماتے ہیں کہ......

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یغزوبام سلیم ونسوۃ من الانصار معہ اذاغزا یسقین الماء ویداوین الجرحی

یعنی رسول اللہ ﷺ ام سلیم اور کچھ انصاری خواتین کو اپنے ساتھ لے کر جہاد فرماتے تھے جب جہاد فرماتے تو یہ بیبیاں پانی پلاتیں اور دوا مرہم پٹی کرتیں۔

نیز حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کیساتھ سات جہاد کیے

اخلفھم فی رحالھم فاصنع لھم الطعام واداوی الجرحی و اقوم علی المرضی

یعنی میں غازیوں کی منزلوں میں ان کے پیچھے رہتی ان کا کھانا پکاتی زخمیوں کو دوا دارو کرتی اور بیماروں کا انتظام کرتی۔(رواہ مسلم مشکوٰۃ باب القتال فی الجہادفصل اول ص ٣٥٤ کتاب الجہاد مکتبہ رحمانیہ لاہور)

اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بھی غزوۂ احد کے موقع پر بڑی خدمات انجام دیں چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ غزوۂ احد میں لوگ حضور سیّدعالم ﷺ کے اردگرد سے منتشر ہوگئے میں نے دیکھا کہ اُمّ المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا دامن سمیٹے ہوئے تیزی سے مشکیں بھر کرلاتی ہیں وقال غیرہ تنقلان القرب علی متونهما ثم تفرغانه فی افواه القوم ثم ترجعان فتملأنها ثم تجیٔان فتفرغانه فی افواه القوم ابو معمر کے غیر نے کہا کہ وہ اپنی پیٹھوں پر مشکیں ڈھو رہی تھیں پھر مجاہدین کے مونھوں میں پانی انڈیلتی تھیں پھر لوٹ کر بھر لاتیں اور مجاہدین کو پانی پلاتیں۔

(بخاری شریف کتاب الجهاد)

اُمّ المؤمنین کا کولھوں پر ہاتھ رکھنے کو ناپسند کرنا

کولھوں پر ہاتھ رکھنا مکروہ ہے چنانچہ ہدایہ میں ہے

ولا یتحصر وهو وضع الید علی الخاصرة لانه علیه السلام نهی عن الاختصار فی الصلوٰة ولان فیه ترک الوضع المسنون

کولھے پر ہاتھ نہیں رکھے گا کیونکہ حضور سیّدعالم ﷺ نے نماز میں کولھوں پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا اور اس لئے کہ اس میں ہاتھ رکھنے کے مسنون طریقہ کو چھوڑنا ہے۔

(هدایة اولین ص ۱۷۲ مکتبه رحمانیه

ہدایہ کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ کولھوں پر نماز میں ہاتھ رکھنا مکروہ ہے پھر یہ کراہت مرد وعورت دونوں کے لئے ہے البتہ نماز میں کراہتِ تحریمہ ہے اور خارج نماز میں تنزیہہ (حاشیہ هدایة) پھر کولھوں پر ہاتھ رکھنے کی کراہت کی وجہ ایک تو وہی ہے جو صاحب ہدایہ نے بیان فرمائی نماز میں دوسری وجہ کراہت کو بھی لان سے بیان فرمایا تیسری وجہ یہ بھی ہے کہ جب شیطان مردودِ بارگاہ ہوا تو کولھے پر ہاتھ رکھے ہوئے آیا نیز یہ متکبرین کا طریقہ ہے (نزهة القاری ج ٦ ص ٥٧٨ بتصرف)
نیز اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ یہود کا طریقہ ہے یہی وجہ ہے کہ اُمّ المؤمنین سیّدہ صدیقہ

رضی اللہ عنہا کولھوں پر ہاتھ رکھنے کو ناپسند فرماتی تھیں جیسا کہ بخاری شریف میں حضرت مسروق اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ:۔

کانت تکرہ ان یجعل یدہ فی خاصرتہ وتقول ان الیھود تفعلہ

(الصحیح البخاری باب ماذکر عن بنی اسرائیل)

سیّدہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا کولہے پر ہاتھ رکھنے کو ناپسند فرماتی تھیں اور آپ ارشاد فرماتیں تھیں کہ یہود ایسا کرتے تھے۔

اس روایت سے وہ لوگ سبق حاصل کریں جو یہود و نصاریٰ والی وضع رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں عقلِ سلیم عطا فرمائے۔(آمین)

سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا سیّدہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا کے ذریعہ اعتکاف کی اجازت مانگنا

رمضان المبارک کے عشرۂ اخیرہ میں اعتکاف کرنا مسنون ہے حضور سیّد عالم ﷺ اور آپ کے بعد ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن بھی اعتکاف فرمایا کرتی تھیں جیسا کہ بخاری شریف و دیگر کتب احادیث میں ہے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعتکف العشر الاواخر من رمضان یعنی حضور ﷺ رمضان کے اخیر میں دس دنوں میں اعتکاف فرماتے تھے نیز اُمّ المؤمنین سیّدہ صدّیقہ سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں حضور سیّد عالم ﷺ رمضان کے عشرۂ اخیرہ میں اعتکاف فرماتے حتیٰ کہ اللہ نے انہیں اٹھالیا ثم اعتکف ازواجہ من بعدہ پھر حضور سیّد عالم ﷺ کے بعد آپ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کا اعتکاف فرماتی تھیں (مسلم شریف ص ۳۷۱ الجلد الاول، بخاری شریف ج ۱ ص ۲۷۱) حضرت عمرہ سیّدہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ سیّدہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ عشرۂ اخیرہ رمضان میں اعتکاف فرماتے اور میں حضور کے لئے خیمہ تانتی صبح کی نماز کی ادائیگی کے بعد اس میں تشریف لے جاتے فاستاذنت حفصۃ عائشۃ ان تضرب

خباء فاذنت لھافضربت خباء سیّدہ حفصہ نے سیّدہ صدیقہ رضی اللہ عنھا سے خیمہ تاننے کی اجازت مانگی انہوں نے اجازت دے دی پس حضرت حفصہ نے خیمہ تان لیا پھر جب سیّدہ زینب بنت جحش نے دیکھا تو انہوں نے بھی ایک دوسرا خیمہ تان لیا صبح کے وقت جب حضور ﷺ نے ان خیموں کو دیکھا تو فرمایا یہ کیا ہوا حضور ﷺ کو بتایا گیا تو فرمایا کیا تم لوگ ان کیساتھ اعتکاف کرنے کو نیکی گمان کرتے ہو اور حضور سیّد عالم ﷺ نے اس ماہ اعتکاف چھوڑ دیا پھر شوال کے مہینہ میں دس دن اعتکاف فرمایا۔

(بخاری شریف باب اعتکاف النساء ج۱ ص۲۷۲ ، مسلم ج۱ ص ۳۷۱)

خیال رہے اس روایت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ سیّدہ حفصہ نے اُمّ المؤمنین سے اجازت طلب کی لیکن امام اوزاعی کی روایت میں یہ ہے کہ اُمّ المؤمنین نے سیّدہ صدیقہ سے سوال فرمایا کہ حضور ﷺ سے ان کے لئے اجازت طلب کریں اور یہی صحیح ہے کیونکہ سیّدہ صدیقہ کو اجازت دینے کا حق نہیں اور یہ روایت اسی پر محمول ہے کہ سیّدہ نے اُمّ المؤمنین کو اپنے واسطے اجازت طلب کرنے کے لئے کہا۔(نزھۃ القاری ج۵ ص ۱۴۹)

خیال رہے دیگر روایت میں سیّدہ صدیقہ رضی اللہ عنھا کے خیمہ گھاڑنے کا بھی ذکر موجود ہے۔(مسلم شریف ۳۷۱)

فوائد

۱۔خواتین کا مسجد میں اعتکاف ممنوع ہے۔

۲۔شوہر کی اجازت کے بغیر عورت کو اعتکاف کرنا ممنوع ہے۔

۳۔مسجد میں خیمہ لگانا جائز ہے۔

خیال رہے حضور سیّد عالم ﷺ کے اس کلام سے عورتوں کے مسجد میں اعتکاف کرنے سے انکار ثابت ہوتا ہے اگرچہ آپ نے بعض کو اجازت عطا فرمائی تھی پھر اس انکار کی بہت سی وجوہات ہوسکتی ہیں مثلاً اعتکاف میں مسجد میں رہنا ضروری ہے اور ظاہر ہے کہ لوگ نماز وغیرہ کی ادائیگی کے لئے مسجد

میں حاضر ہوتے ہیں نیز منافقین وغیرہ کی بھی آمدورفت ہوتی تھی اور خواتین کو بھی اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے مسجد میں سے آنا جانا درپیش ہوگا نیز جب ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن حضور ﷺ کے قریب میں رہیں گی تو یہ گھر جیسا ہی معاملہ ہے اوراس سے اعتکاف کا مقصود حاصل نہ ہوگا اور وہ یہ ہے کہ ازواج ودیگر متعلقات دنیا سے اپنے کو جدا کر کے گوشہ نشین ہوں یا پھر یہ کہ جب اتنے سارے خیمے مسجد میں لگائے جائیں گے تو اس سے مسجد تنگ ہو جائیگی۔(نووی شریف ج۱ ص ۳۷۱)

خیال رہے عورتیں اپنے گھروں میں اعتکاف کریں گی۔

اُمّ المؤمنین سیّدہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا کا قربانی کے جانوروں کے لئے ہار بٹنا

حضور سیّد عالم ﷺ کبھی کبھی مدینة المنورہ سے قربانی فرمانے کے لیئے جانور حرم شریف بھیجا کرتے تھے اوران جانوروں کے گلے میں پٹہ یا ہار ڈالنے کے لئے سیّدہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا خود اپنے ہاتھ مبارک سے وہ ہار بٹا کرتی تھیں چنانچہ بخاری شریف میں حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ سیّدہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ مدینے سے قربانی کے جانور بھیجتے تو میں ان کے ھدی (قربانی کا جانور) کے قلادے بٹتی۔

(بخاری شریف المناسک ج۱ص ۲۳۰ ،مسلم شریف ج۲ص ۲۲۵)

نیز حضرت مسروق روایت فرماتے ہیں کہ اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا

فتلت لهدى النبى صلى الله عليه وسلم تعنى القلائد

میں حضور سیّد عالم ﷺ کے ھدی کے لیے ہار بٹتی تھی۔(بخاری شریف ج۱ ص ۲۳۰)

خیال رہے ھدی کا جانور بکری گائے یا اونٹ کوئی بھی ہوسکتا ہے ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اُمّ المؤمنین اپنے اون سے ہار بٹتی تھیں چنانچہ بخاری شریف میں قاسم روایت کرتے ہیں کہ سیّدہ

فرماتی ہیں کہ:۔

فتلت قلائدها من عهن كان عندي

یعنی میں اپنے اون سے جانوروں کے ہار بٹتی تھی۔(بخاری شریف ج۱ ص ۲۳۰)

سیّدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حضور کو خوشبو لگانا

حضور سیّد عالم ﷺ جب احرام باندھتے تو امّ المؤمنین رضی اللہ عنہا حضور سیّد عالم ﷺ کو خوشبو لگاتی تھیں چنانچہ بخاری شریف ودیگر کتب احادیث میں ہے سیّدہ خود فرماتی ہیں

كنت اطيب رسول صلى الله عليه وسلم لاحرامه حين يحرم ولحله قبل ان يطوف بالبيت

جب رسول اللہ ﷺ احرام باندھتے تو میں حضور ﷺ کو خوشبو لگاتی اور طواف (طوافِ زیارت) سے قبل احرام کو کھولنے کے وقت خوشبو لگاتی۔

(بخاری شریف کتاب المناسک ج ۱ ص ۲۰۸)

خیال رہے احرام باندھتے وقت خوشبو لگانا مسنون ہے لیکن جیسے ہی احرام باندھ لے گا تو اس سے یہ کام حرام ہو جائیں گے۔

۱۔عورت سے صحبت ۲۔بوسہ ۳۔مساس ۴۔گلے لگانا ۵۔اندامِ نہانی پر نگاہ ۶۔عورتوں کے سامنے اس کا نام لینا ۷۔فحش گناہ ہمیشہ حرام تھے ۸۔اب اور حرام ہو گئے ۹۔دنیوی لڑائی جھگڑا ۱۰۔جنگل کا شکار ۱۱۔اس کی طرف اشارہ کرنا ۱۲۔یا کسی طرح بتانا ۱۳۔بندوق یا بارود یا اس کے ذبح کے لیئے چھری دینا ۱۴۔انڈے توڑنا ۱۵۔پر اکھیڑنا ۱۶۔پاؤں یا بازو توڑنا ۱۷۔اس کا دودھ دوھنا ۱۸۔اس کا گوشت یا انڈے پکانا ۱۹۔بھوننا ۲۰۔بیچنا ۲۱۔خریدنا ۲۲۔کھانا ۲۳۔ناخن کترنا ۲۴۔سر سے پاؤں تک کوئی بال جدا کرنا ۲۵۔منہ یا سر چھپانا ۲۶۔بستر یا ۲۷۔کپڑے ۲۸۔کی بقچی یا گٹھری سر پر رکھنا ۲۹۔عمامہ باندھنا ۳۰۔برقع دستانے پہننا ۳۱۔موزے یا جرابے وغیرہ جو پنڈلی اور اقدام کے جوڑ کو چھپائے پہننا

۳۲۔سلا کپڑا پہننا ۳۳۔خوشبو بالوں ۳۴۔یا بدن یا کپڑوں میں لگانا ۳۵۔لاگیری یا کسم کیر غرض کسی خوشبو کے رنگے کپڑے پہننا جب کہ ابھی خوشبو دے رہے ہوں ۳۶۔خالص خوشبو مشک، عنبر، زعفران، جاوتری، لونگ، الائچی، دارچینی وغیرہ کھانا ایسی خوشبو کا آنچل میں باندھنا جس میں فی الحال مہک ہو جیسے مشک، عنبر، زعفران سر یا داڑھی، خطمی یا کسی خوشبودار یا کسی ایسی چیز سے دھونا جس سے جوئیں مرجائیں ۳۷۔وسمہ یا مہندی کا خضاب لگانا ۳۸۔زیتون یا تل کا تیل اگر چہ بے خوشبو ہو بدن یا بالوں میں لگانا ۳۹۔کسی کا سر مونڈنا اگرچہ اس کا احرام نہ ہو ۴۰۔جوں مارنا پھینکنا کسی کو اس کے مارنے کا اشارہ کرنا ۴۱۔کپڑا اس کے مارنے کو دھونا یا دھوپ میں ڈالنا ۴۲۔بالوں میں پارہ وغیرہ اس کے مرنے کو لگانا۔ (انوار البشارۃ مختصراً)

امّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا کا حضور سیّد عالم ﷺ کے فقر پر رونا

فرماتی ہیں کہ میں حضور کی بارگاہ میں عرض گذار ہوئی کہ آپ اپنے رب سے رزق کی وسعت اور کشادگی کیوں نہیں چاہتے جب کہ میں نے حضور کے شکم مبارک پر پتھر باندھے ہوئے دیکھا تو رو پڑی حضور سیّد عالم ﷺ نے فرمایا اے عائشہ اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے اگر میں اپنے رب سے سوال کروں کہ پہاڑ سونے کے بن کر میرے ساتھ چلیں تو اللہ ان کو جاری فرمادے گا جہاں میں چاہوں لیکن میں نے دنیا کی بھوک اور فقر کو آخرت کی بھوک اور فقر پر ترجیح دے کر دنیا کے حزن کو اختیار کیا اے عائشہ دنیا محمد ﷺ اور ان کی اولاد کے لائق نہیں۔

(روح البیان پ ٤ سورۃ ال عمران ج ٢ ص ١٨٩ مکتبہ غفاریہ کوئٹہ)

امّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا اور عقیدۂ نور

مسلمانوں کا یہ مسلم عقیدہ ہے کہ حضور سیّد عالم ﷺ نور ہیں اگر چہ آپ بشری صورت میں لوگوں کی ہدایت کے لئے تشریف لائے چنانچہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ اپنی خصائص

شریف میں فرماتے ہیں کہ ان ظله كان لايقع على الارض وانه كان نورا فكان اذا مشى في الشمس او القمر لا ينظر له ظل یعنی آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا اور آپ نور محض تھے تو جب حضور سیّد عالم ﷺ دھوپ یا چاند کی چاندنی میں چلتے تو آپ کا سایہ نظر نہ آتا تھا۔

(خصائص کبری ج۱ ص ۱۱۶ مکتبه حقانیه)

امام اہلسنت محدثِ بریلوی اپنے رسالۂ مبارکہ نفی الفئ میں ابن عساکر کے حوالہ سے حضرت امّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل فرماتے ہیں کہ میں سیتی تھی سوئی گر پڑی تلاش کی نہ ملی اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے حضور سیّد عالم ﷺ کی شعاع سے سوئی ظاہر ہوگئی (خصائص کبری ج۱ ص ۱۰۷ مکتبه حقانیه، نفی الفئی ص ۱۸۵ ضیاء الدین مجموعه رسائل)

مذکورہ روایت سے اظهر من الشمس ہوگیا کہ حضور ﷺ نور تھے یہی حق وصواب ہے یہی وجہ ہے کہ جب آپ کسی تاریک جگہ تشریف لے جاتے تو وہ نور سے جگمگا اٹھتی جیسا کہ امّ المؤمنین کی روایت سے ثابت ہوا

علامہ فاسی علیہ الرحمة مطالع المسرّات شریف میں علامہ ابن سبع سے نقل کرتے ہیں

كان النبي صلى الله عليه و سلم يضيئى البيت المظلم من نوره

یعنی حضور سیّد عالم ﷺ کے نور سے خانہ تاریک روشن ہو جاتا تھا۔

اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حجۃ الوداع

اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حجۃ الوداع میں حضور سیّد عالم ﷺ کے ساتھ تھیں جس کی تفصیل خود آپ فرماتی ہیں کہ ہم ذی الحجہ کے چاند ہونے کے قریب حج کے لئے نکلے حضور سیّد عالم ﷺ نے فرمایا جو عمرے کا احرام باندھنا چاہے وہ صرف عمرے کا باندھے سیّدہ فرماتی ہیں کہ اس پر بعض نے عمرے کا اور بعض نے حج کا احرام باندھا وكنت انا ممن اهل بعمرة اور میں

ان میں سے تھی جنہوں نے عمرے کا احرام باندھا جب عرفہ کا دن آیا تو میں حائضہ تھی فشکوت الی النبی صلی اللہ علیہ و سلم تو میں نے حضور ﷺ کی بارگاہِ بے کس پناہ میں شکایت کی اس پر آپ نے فرمایا کہ دعی عمرتک وانقضی رأسک وامتشطی واھلی بحج عمرہ چھوڑ دے اوراپنے سر کو کھول کر کنگھی کر اور احرامِ حج باندھ لے میں نے یہی کیا پھر جب لیلة الحصبة (چودھویں ذی الحجہ کی رات) آئی تو حضور ﷺ نے میرے بھائی حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو میرے ساتھ تنعیم بھیجا تو میں نے مقامِ تنعیم سے عمرے کا احرام باندھا۔ (بخاری شریف کتاب الحیض)

خیال رہے حج تین طرح کا ہوتا ہے (۱) اِفراد (۲) تمتّع (۳) قران

حج افراد یہ ہے کہ میقات سے صرف حج کا احرام باندھے اور دو رکعت بنیتِ احرام پڑھے اور سلام کے بعد یوں کہے:۔

اللھم انی اریدالحج فیسرہ لی وتقبلہ منی نویت الحج مخلصا للّٰہ تعالیٰ۔

ترجمہ:۔ الٰہی میں حج کا ارادہ کرتا ہوں تو اسے میرے لئے آسان کردے اور مجھ سے قبول فرما میں نے خاص اللہ تعالیٰ کے لئے حج کی نیت کی۔

اور حج تمتّع یہ ہے کہ یہاں سے نرے عمرے کی نیت کرے عمرہ کرنے کے بعد پھر مکہ معظمہ میں حج کا احرام باندھے اس میں نماز کے بعد یوں کہے گا۔

اللھم انی اریدالعمرة فسیر ھالی وتقبلھا منی نویت العمرة مخلصا للّٰہ تعالیٰ.

اور حج تمتّع کی پھر دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ قربانی کا جانور اپنے ساتھ نہ لے کر جائے دوسری یہ کہ جانور ساتھ لے کر جائے پہلا شخص عمرہ کرنے کے بعد احرام سے باہر ہو جائے گا پھر آٹھویں ذی الحجہ کو احرام حج باندھے گا جب کہ دوسرا شخص احرام سے باہر نہ ہوگا تاوقتیکہ قربانی نہ کر لے۔

حج قران یہ ہے کہ میقات سے حج وعمرہ دونوں کا احرام باندھے اور بعد سلام یوں کہے اللھم انی ارید الحج والعمرة فیسرھمالی وتقبلھما منی نویت الحج والعمرة للّٰہ

تعالیٰ اور تینوں صورتوں میں نیت کے بعد بآواز بلند **لبیک اللھم لبیک لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمة لک والملک لاشریک لک**. (انوار البشارة بتصرف)

ہم احناف کے نزدیک حج قران حج تمتع اور افراد سے افضل ہے جب کہ امام شافعی فرماتے ہیں کہ حج افراد افضل ہے اور امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حج تمتع قران سے افضل ہے۔

(ھدایة اولین کتاب الحج باب القران ص ۲۷۹ مکتبہ رحمانیہ)

اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ **رضی اللہ عنہا** نے آیا حج قران کیا یا پھر تمتع ؟ اس سوال کا جواب خلیفۂ مفتی اعظم حضور سیّدی مفتی شریف الحق امجدی **علیہ الرحمة** دیتے ہیں کہ جب اس حدیث کے تمام طرق پر گہری نظر ڈالی جاتی ہے تو ثابت یہی ہوتا ہے کہ سیّدہ نے قران نہیں بلکہ حج تمتع فرمایا اس کے مندرجہ ذیل وجوہ ہیں (۱) ان کو حکم ہوا اپنے سر کو کھول ڈالو کنگھا کرو حج کا احرام باندھو اگر انہوں نے قران کیا ہوتا تو میقات ہی سے احرام باندھ لیا ہوتا اب اس وقت یومِ عرفہ احرام باندھنے کا کیا مطلب؟ پھر حالتِ احرام میں کنگھا کرنا منع ہے (۲) حضور ﷺ نے سیّدہ سے فرمایا **ادعی عمرتک** کسی میں **وارفضی عمرتک** اور کسی میں **واترکی عمرتک** ہے اپنا عمرہ چھوڑ دے اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ میقات سے جو احرامِ عمرہ باندھا تھا اس کو کھول دو اور اب حج کا احرام باندھ لو (۳) اُمّ المؤمنین اس وقت حالت حیض میں تھیں اس حالت میں غسل کا حکم طہارت حاصل کرنے کے لئے تو نہیں ہو سکتا لامحالۃ ماننا پڑے گا کہ یہ احرام کے لئے غسل کا حکم تھا (۴) صاف صاف حکم ہے **واھلی بحج** کے لئے تلبیہ کہو یعنی حج کا احرام باندھو اگر حج کا احرام پہلے باندھ چکی تھیں تو اب حج کا احرام باندھنے کا حکم دینے کا کیا مطلب؟ (۵) بخاری میں خود فرماتی ہیں کہ **فکنت ممن تمتع** میں تمتع کرنیوالوں میں تھی۔ (نزھة القاری ج ۲ ص ۲۳۷)

خیال رہے اختلاف ہونے کی وجہ یہ بنی کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ ایام حج میں عمرہ کو افجر الفجور تمام فجور سے بر افسق شمار کرتے تھے حضور سیّد عالم ﷺ جب اپنے اصحاب کے ساتھ نکلے تو لوگوں نے گمان یہ کیا کہ صرف حج کرنے جارہے ہیں لیکن مقام ذوالحلیفہ پہنچ کر حضور ﷺ نے اعلان فرمایا کہ

جو چاہے عمرے کا احرام باندھے جس کا جی چاہے حج کا اس پر کچھ حضرات نے عمرہ کا کسی نے حج وعمرہ دونوں کا کسی نے صرف حج کا احرام باندھا چونکہ شوافع کے نزدیک قارن ایک طواف اور ایک ہی سعی کرے گا جب کہ احناف کے نزدیک دو دو کرے گا شوافع اپنے مذہب پر اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ اُمّ المؤمنین چودھویں کی رات کو اپنے بھائی کیساتھ عمرہ کو گئیں اور اس روایت سے ایک طواف اور سعی کا ثبوت ہوتا ہے اب بر مذہبِ شوافع اگر سیّدہ حج قران کرنے والوں میں تھیں تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قران کرنے والے پر ایک طواف اور ایک ہی سعی ہے اور یہ شوافع کا مذہب ہے جب کہ احناف کے نزدیک قارن پر دو طواف اور دو سعی ہیں رہا شوافع کا مذہب کہ قارن پر ایک طواف وسعی ہے اس پر ان کا استدلال ایک وہی حدیثِ عائشہ ہے دوسرا یہ حضور سیّد عالم ﷺ کا ارشاد کہ **دخلت العمرة فی الحج الی یوم القیامة** عمرہ حج میں قیامت تک داخل ہو گیا اور دلیلِ عقلی یہ ہے کہ قران کی بناء تداخل پر ہے حتیٰ کہ اس میں ایک تلبیہ ایک سفر اور ایک ہی حلق کافی ہو گا لہٰذا ارکان یعنی طواف وغیرہ میں بھی تداخل یعنی ایک طواف وسعی کافی ہو گی احناف کا اپنے مذہب پر استدلال یہ ہے کہ جب صبی بن معبد نے دو طواف اور دو سعی کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا هدیت لسنة نبیک کہ آپ کو اپنے نبی کی سنت کی ہدایت دی گئی اور دلیل عقلی یہ ہے قران ایک عبادت کو دوسری کیساتھ ضم کرنے کا نام ہے اور وہ اسی وقت متحقق ہو گا جب ان عبادات میں سے ہر ایک کو بوجہ کمال ادا کیا جائے نا کہ ایک کو چھوڑ دیا جائے نیز عباداتِ مقصودہ میں تداخل نہیں ہوتا لہٰذا دونوں مستقل طور پر طواف وسعی ادا کرنے ہوں گے اور رہا سفر تو وہ مقصود نہیں بلکہ وہ تو توسل ہے اور رہا تلبیہ سو وہ حرمت کو ثابت کرنے کے لیئے ہے اسی طرح حلق تو وہ احرام سے باہر آنے کے لئے ہے لہٰذا یہ تمام مقاصد نہ ہوئے بلکہ وسیلے ہوئے۔

(هدایة اولین ص ۲۸۱ مکتبه رحمانیه)

اور حدیثِ عائشہ کا جواب یہ ہے کہ سیّدہ منیٰ میں پاک ہو گئی تھیں اور بیت اللہ کا طواف بھی فرما لیا تھا اور چودھویں شب سے قبل ہی طواف زیارت کر لیا تھا پھر لیلة الحصبة کو مقامِ تنعیم سے احرام باندھ کر عمرہ فرمایا تھا کیونکہ اگر یہ مانا جائے کہ سیّدہ نے لیلة الحصبة تک طواف اور سعی نہ فرمائی تھی

تو آپ کا حج کہاں ادا ہوگا کیونکہ حج کے دن تو نکل چکے باوجودیکہ آپ خود فرماتی ہیں کہ میں حج کے کیساتھ واپس ہورہی ہوں آپ کا یہ فرمان اس بات پر دلیل ہے کہ آپ نے طواف زیارت فرمالیا تھا اور سعی بھی کرچکی تھیں اس کے بعد عمرہ فرمایا اور ہمارا یہ کہنا کہ سیّدہ منیٰ میں پاک ہوگئیں تھیں تو اس کی تصریح مسلم میں ہے فرماتی ہیں حتی نزلنا منی فتطھرت ثم طفتا بالبیت کہ جب ہم منیٰ میں اترے تو میں طاہر ہوچکی تھی پھر ہم نے بیت اللہ شریف کا طواف کیا و اللہ و رسولہ اعلم۔

خیال رہے حجۃ الوداع ۱۰ھ کو ہوا اور یہ اسلام کا دوسرا حج تھا پہلا حج حضرت سیّدنا صدیق اکبر ﷺ کی امارت میں ادا کیا گیا جب کہ حجۃ الوداع میں خود حضور سیّد عالم ﷺ بنفسِ نفیس تشریف لے گئے تھے اور حضور ﷺ کے ساتھ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنھنّ بھی حاضر ہوئیں تھیں اس حج کو الوداع کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں حضور ﷺ نے امّت کو وداع یعنی رخصت فرمایا تھا کہ ارشاد فرمایا لعلی لا القاکم بعد عامی ھذا نیز اس کو حجۃ البلاغ و حجۃ الاسلام بھی کہا جاتا ہے اور حجۃ البلاغ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس میں اہم خطبات ارشاد فرمائے تھے جب کہ حجۃ الاسلام کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں کوئی مشرک شریک نہ ہوا تھا۔ و اللہ اعلم۔

امّ المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حدیثِ تفکّر

حضرت عطاء بن رباح فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبید اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن عمر کے ساتھ امّ المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا آپ نے پوچھا کہ یہ حضرات کون ہیں میں نے عرض کی کہ عبید اللہ بن عمر ہیں امّ المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا:۔

اے عبید اللہ بن عمر آپ کو مرحبا تمہیں کیا ہوا کہ ہماری زیارت کو نہیں آتے عبید اللہ بن عمر نے کہا زر غبا تزدد حبا کبھی کبھار زیارت کرو کہ محبت بڑھے (حدیث کے الفاظ ہیں)

حضرت ابن عمر نے عرض کی ہمیں حضور کی سب سے عجیب حدیث بیان کریں امّ المؤمنین نے بہت زیادہ گریہ فرمایا اور فرمایا کہ حضور کی ہر بات عجیب ہے ایک رات آپ میرے فراش پر تشریف فرما ہوئے حتیٰ کہ آپ نے اپنے مبارک جسم کی جلدِ مبارکہ کو میری جلد سے ملا دیا اور فرمایا اے عائشہ کیا تم

مجھے اپنے رب کی عبادت کرنے کی اجازت دیتی ہو؟ میں عرض گذار ہوئی حضور میں آپ کے قرب اور چاہت کو ہی محبوب رکھتی ہوں میں نے آپ کو اجازت دی حضور نے مشکیزہ سے وضو فرمایا اور قیام فرما کر رونا شروع کر دیا حتی کہ آپ کے آنسوؤں کے موتی ازار بند تک پہنچ گئے یہاں تک کہ آپ اپنی سیدھی کروٹ کے بل رخسارِ مبارک کے نیچے دستِ مبارک رکھ کر لیٹ گئے پس حضور زار وقطار روئے حتی کہ آنسوؤں کی لڑیوں نے زمین کو شرف بخشا پھر حضرتِ بلال اذانِ فجر کے بعد حاضرِ آستانہ معلی ہوئے انہوں نے جب حضور کو اس قدر روتے دیکھا تو عرض کی حضور آپ کیوں گریہ فرماتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ تحقیق آپ کے سبب آپ کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ بخش دیئے گئے

حضور سیّد عالم ﷺ نے فرمایا کیا میں اللہ کا شکر گذار بندہ نہ ہوؤں اور مجھے کیا ہوا کہ میں نہ روؤں اور تحقیق آج رات مجھ پر آیت (بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی باہم بدلیوں میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لئے کنزالایمان پارہ ٤ آیت ١٩٠ سورة ال عمران) نازل ہوئی۔(روح البیان ج٢ ص١٧٨ سورة آل عمران پ٤ مکتبه غفاریه کانسی روڈ کوئٹه)

امّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا اور حرمتِ مزامیر

و استفزز من استطعت منهم بصوتک اور ڈگادے (بہکادے) ان میں سے جس پر قدرت پائے اپنی آواز سے (کنزالایمان سورة بنی اسرائیل آیت ٦٤) خزائن میں اس آیت کے تحت حضرت صدر الافاضل فرماتے ہیں بعض علماء نے فرمایا کہ مراد اس سے گانے باجے لہو ولعب کی آوازیں ہیں مفتی احمد یار خان نعیمی فرماتے ہیں کہ معلوم ہوا کہ گانے باجے اور جھوٹے گمراہ کن وعظ سب شیطان کی آوازیں ہیں اور یہ لوگ شیطان کے پیادے اور سوار ہیں یعنی اس کا لشکر۔(نور العرفان)

اللہ جلّ مجدہٗ فرماتا ہے:۔

و من الناس من یشتری لهو الحدیث لیضل عن سبیل الله بغیر علم و یتخذها هزوا اولئک لهم عذاب مهین (لقمان)

ترجمہ : اور کچھ لوگ کھیل کی باتیں خریدتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے بہکادیں بے سمجھے اور

ص ۲۷۶)

خیال رہے ولید حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں مصر کا فرعون (بادشاہ) تھا اس قول کے مطابق سیّدہ آسیہ رضی اللہ عنہا اسرائیلی خاتون نہیں ہیں جب کہ ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ بنو اسرائیل سے تھیں نیز تیسرا قول یہ بھی ہے کہ آپ (حضرت موسیٰ علیہ السلام) کی پھوپھی تھیں واللہ ورسولہ اعلم (ایضاً) خیال رہے حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام کے مابین سینکڑوں سال کا فاصلہ ہے چنانچہ تفسیر نعیمی میں حکیم الامت فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام کے درمیان تقریباً دو ہزار سال کا فاصلہ ہے اس دوران کم وبیش ایک ہزار رسول یا انبیاء تشریف لائے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور محمد مصطفیٰ ﷺ کے درمیان قریباً چھ سو سال کا فاصلہ ہے اس درمیان میں کوئی نبی تشریف نہ لایا یہ بھی خیال رہے کہ ملکِ عرب میں حضرت اسماعیل علیہ السلام سے حضور ﷺ تک کوئی نبی نہ آئے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام وحضور سیّد عالم ﷺ کے درمیان قریباً چار ہزار سال کا فاصلہ ہے۔ (تفسیرِ نعیمی بتصرف یسیر ج ٦ ص ۳۲۹)

فرعون کی بی بی آسیہ بنت مزاحم رضی اللہ عنہا نیک بی بی تھیں انبیاء کی نسل سے تھیں غریبوں اور مسکینوں پر رحم وکرم کرتی تھیں (خزائن العرفان) چونکہ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کا ذکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تذکرہ کے ضمن میں ہے اس لیے حضرت موسیٰ کے چند ایک واقعات بیان کیے جاتے ہیں۔

فرعون کا خواب

یذبحون ابناء کم تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے ہیں۔ (کنزالایمان)

فرعون نے ایک خواب دیکھا کہ ایک آگ آئی جس نے تمام قبطیوں کو جلا ڈالا جب کہ اسرائیلیوں کو کوئی نقصان نہ پہنچا پھر دیکھا کہ بنی اسرائیل کے محلّے سے ایک اژدھا نکلا جس نے فرعون کو تخت کے نیچے ڈال دیا جب تعبیر پوچھی تو اس کی تعبیر یہ بیان کی گئی کہ ایک لڑکا پیدا ہوگا جو تیری حکومت کے زوال کا سبب ہوگا (ج ١٠ ص ٦٥ روح المعانی وغیرہ تفاسیر) اس پر فرعون نے کوتوال کو حکم دیا کہ

ایک ہزار سپاہی ہتھیار بند اور اتنی ہی دائیاں اسرائیلیوں کے محلوں میں مقرر کر دوتا کہ جس گھر میں لڑکا پیدا ہو اس کو قتل کر دیا جائے جس پر چند سال میں بنی اسرائیل کے بارہ ہزار یا ستر ہزار بچے قتل کروا دیئے گئے جب کہ نوے ہزار حمل گرائے گئے (خزائن) خیال رہے فرعون کا اس قدر قتل و غارت کا بازار گرم کرنا اس کی حماقت کی بین دلیل ہے کیونکہ اگر کاھن یا اس کا خواب سچا تھا تو پھر قتل کروانے کا کچھ فائدہ نہ تھا نیز آیت میں اس بات پر بھی دلیل ہے کہ اپنے ملک کی حفاظت کے لئے لوگوں کے بچوں کو قتل کرنا فرعونی شریعت ہے۔ (روح المعانی ج ۱۰ ص ۶۵)

اللہ کی شان اس قوم کے بوڑھے جلد جلد مرنے لگے قوم قبط کے روساء نے گھبرا کر فرعون سے شکایت کی کہ بنی اسرائیل میں موت کی گرم بازاری ہے اس پر ان کے بچے بھی قتل کئے جاتے ہیں تو ہمیں خدمتگار کہاں سے میسر آئیں گے فرعون نے حکم دیا کہ ایک سال بچے قتل کئے جائیں اور ایک سال چھوڑے جائیں تو جو سال چھوڑنے کا تھا اس میں حضرت ہارون علیہ السلام پیدا ہوئے اور قتل کے سال حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ (خزائن العرفان)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نسب یوں ہے موسیٰ بن عمران بن قاھت بن عازر بن لاوی بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام (البدایہ والنھایہ ج ۱ الجزء الاول ص ۲۷۳) آپ کی والدہ کے نام میں اختلاف ہے **والمشھور انہ یوحانذ وفی الاتقان ھی محیانۃ بنت یصھر بن لاوی وقیل بارخا و قیل بازخت** (روح المعانی ج ۸ ص ۲۷۴ الجزء الخامس عشر) مشہور یہ ہے کہ آپ کا نام یوحانذ ہے اور اتقان میں محیانہ بنت یصھر بن لاوی ہے اور ایک قول میں آپ کا نام بارخا ہے اسی طرح ایک اور قول کے مطابق بازخت بیان کیا گیا ہے۔ **واللہ اعلم**

حضرت عمران اپنی قوم کے سردار تھے جب آپ کی زوجہ حاملہ ہوئیں تو فرعون کی دائیاں ان کے گھر آئیں اور سپاہی دروازے پر جب وقتِ ولادت قریب ہوا تو ایک دائی آپ کے گھر میں رہنے لگی اللہ کی شان حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جب ولادت ہوئی تو دائی آپ کو دیکھ کر بے اختیار آپ پر

فریفتہ ہوگئی اور آپ کی والدہ سے کہنے لگی کہ کسی طرح اس بچہ کو قتل سے بچاؤ پھر ایک بکری کا بچہ ذبح کیا ہوا ہانڈی میں ڈال کر سپاہیوں سے کہا کہ اس گھر میں لڑکا پیدا ہوا تھا جس کو میں نے قتل کر دیا ہے اس کو دفن کرنے جنگل لیے جارہی ہوں موسیٰ علیہ السلام اپنے گھر میں پرورش پاتے رہے ادھر نجومیوں نے فرعون کو خبر دی کہ وہ بچہ پیدا ہو چکا ہے اس پر فرعون نے سپاہیوں پر سختی کی تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے بہت کوشش سے ان کے بچے قتل کیے مگر عمران کے لڑکے کو اپنے ہاتھوں سے نہ مارا اور دائی کے کہنے پر اعتماد کر لیا حکم دیا کہ گھر کی تلاشی لی جائے اور گھر میں بلا تامل گھس جاؤ سپاہی جیسے ہی گھر میں داخل ہوئے تو حضرت مریم (جو کہ آپ کی بہن ہیں) نے حضرت کو بھڑکتے ہوئے تنور میں ڈال دیا سپاہی تلاشی لے کر واپس ہوئے۔

والدہ کو خبر ہوئی تو تڑپ گئیں جیسے ہی تنور پر پہنچی تو دیکھتی ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تنور سے آواز آرہی ہے اور آپ سلامت ہیں۔ (خلاصۂ تفاسیر)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دریائے نیل میں بہنا

واوحینا الی امّ موسیٰ ان ارضعیه فاذاخفت علیه فالقیه فی الیم.

اور ہم نے موسیٰ کی ماں کو الہام فرمایا کہ اسے دودھ پلا پھر جب تجھے اس سے اندیشہ ہو تو اسے دریا میں ڈال دے۔ (کنزالایمان)

آپ کی والدہ نے آپ کو تین مہینے دودھ پلایا اس عرصہ میں نہ آپ روتے تھے نہ ان کی گود میں کوئی حرکت کرتے تھے اور نہ ہی آپ کی ہمشیرہ کے سوا آپ کی ولادت کی کسی کو اطلاع تھی۔ (خزائن)

ان اقذفیه فی التابوت فاقذفیه فی الیم فلیلقه الیم بالساحل یاخذه وعدولی وعدوله.

ترجمہ: جب ہم نے تیری ماں کو الہام کیا جو الہام کرنا تھا کہ اس بچہ کو صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دے تو دریا اسے کنارے پر ڈالے کہ اسے وہ اٹھا لے جو میرا دشمن اور اس کا دشمن۔

(کنزالایمان)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے دل میں یا پھر خواب کے ذریعہ یہ الہام فرمایا کہ جب آپ کو فرعون کی طرف سے کوئی اندیشہ ہوتو اس بچہ کو دریائے نیل میں ڈال دینا۔

چنانچہ آپ ایک نجار کے پاس جاتی ہیں اور اس سے ایک چھوٹا سا تابوت خریدتی ہیں اس پر بڑھئی کہتا ہے کہ آپ اس تابوت کا کیا کریں گی آپ اس کو سچ سچ بتا دیتی ہیں اور جھوٹ بولنے کو آپ ناپسند کرتی ہیں یہاں تک کہ آپ نے یہ بھی نہ کہا کہ مجھے فرعون کے فریب کا خوف ہے آپ تابوت خرید کر واپس تشریف لاتی ہیں ادھر بڑھئی مخبری کرنے پہنچتا ہے لیکن جیسے کلام کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی زبان کو اللہ تبارک وتعالیٰ روک دیتا ہے اور وہ گفتگو نہ کرپاتا اور اپنے ہاتھوں سے اشارے کرتا اس پر درباری اس کو مار پیٹ کر نکال دیتے ہیں اللہ کی شان جب بڑھئی اپنی جگہ پہنچتا ہے تو زبان ٹھیک ہوجاتی ہے دوبارہ پھر جاتا ہے لیکن اس دفع اس کی زبان اور بصارت دونوں ناکارہ ہوجاتی ہیں آخر کار وہ سجدے میں گر کر اللہ کی بارگاہ میں تائب ہوگیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لایا اور آپ کی تصدیق کی (تفسیر صاوی ج ٤ ص ٢٨٠) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے صندوق میں روئی بچھائی اور آپ کو اس میں رکھ کر صندوق بند کردیا اور اس کی درزیں روغن قیر (تارکول) سے بند کیں پھر اس صندوق کو دریائے نیل میں بہا دیا۔ (خزائن العرفان)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کے گھر پہنچنا

فبينما فرعون فی موضع يشرف علی النيل وامرته معه اذا رای التابوت عند الساحل فامر به ففتح فاذا صبیٌ اصبح الناس وجها فاحبه هو وامرأته حُبًّا شديدا (روح المعانی ج٨ ص٢٧٦ الجزء والخامس عشر)

یعنی فرعون اور اس کی بیوی حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا ایک جگہ بیٹھے دریائے نیل کی طرف جھانک رہے تھے کہ ساحل کے پاس ایک تابوت دیکھا اور اس کو کھولنے کا حکم دیا تو جب تابوت کھولا گیا تو اس میں ایک نہایت حسین وجمیل بچہ ہے تو فرعون نے اور اس کی

بیوی نے اس بچہ کو بہت زیادہ پسند کیا اور دونوں آپ پر فریفتہ ہو گئے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ جب تابوت پانی میں بہتا ہوا اس ساحل پر آیا جو حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کے ہمسایہ عورتوں کا گھاٹ تھا تو انہوں نے وہ تابوت پکڑ لیا اور حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں لائیں اور گمان یہ تھا کہ اس میں مال ہے لیکن جب کھولا گیا تو اس میں حضرت کلیم علیہ السلام کو پایا اور حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا دیکھتے ہی آپ پر فریفتہ ہو گئیں جب فرعون کو علم ہوا تو اس نے صندوق منگوایا سیّدہ آسیہ نے فرمایا کہ قرة عين لی ولک لاتقتلوه یہ بچہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اسے قتل نہ کر فقال لهايكون لک واما انا فلاحاجة لی فيه بولا یہ تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے رہا میں تو مجھے اس کی حاجت نہیں۔

اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ:۔

والذی يحلف به لواقرفرعون بان يكون قرة عين له كماقالت امرأته لهداه الله تعالیٰ به كماهدی به امرأته ولكن الله عزوجل حرمه ذلک۔

اس ذات کی قسم کہ جس کی قسم کھائی جاتی ہے اگر فرعون بھی اقرار کر لیتا یہ بچہ اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے جیسے کہ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے کہا تو اللہ ضرور اسکو ہدایت دیتا جیسے کہ حضرت آسیہ کو اس بچہ کے ذریعہ ہدایت عطا فرمائی لیکن ہدایت کو اللہ نے اس پر حرام فرما دیا تھا۔(روح المعانی ج۸ ص ۲۷۷ الجزء الخامس عشر)

ایک قول یہ بھی ہے جب فرعون نے تابوت کو دیکھا اس وقت اس کے پاس چار سو غلام اور باندیاں تھیں اور اشارہ کیا گیا کہ جو اس تابوت کو لینے میں سب پر سبقت لے جائے گا اس کو آزاد کر دیا جائے اس پر تمام ہی سبقت لے گئے لیکن تابوت کو لینے میں کوئی کامیاب نہ ہو سکا فاعتق الكل تو اس نے سب کے سب غلام باندیوں کو آزادی کا پروانہ دیا۔(روح المعانی ایضاً)

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ فرعون کی اکلوتی اور چہیتی بیٹی تھی جو کہ برص کی بیماری میں مبتلا تھی حکماء اس کے علاج سے تھک ہار چکے تھے اور فرعون کو کسی نے کہا تھا کہ اس کو برص سے چھٹکارا

نہیں مل سکتا البتہ فلاں مہینہ میں جب سورج چمکے تو اس وقت دریا میں ایک انسان کے مشابہ کوئی شے پائی جائے گی اور اس کا لعاب اگر اس کو ملا جائے تو شفایاب ہو سکتی ہے حاصل یہ کہ اسی دن کو فرعون اور حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے دریائے نیل کے کنارے محفل سجائی اور فرعون کی لڑکی بھی اپنی کنیزوں کے ساتھ کنارے پر جا بیٹھی تو اچانک ایک تابوت پانی کی موجوں میں آکر ایک درخت کے پاس رک جاتا ہے یہ دیکھ کر فرعون حکم دیتا ہے کہ اس تابوت کو میرے پاس لاؤ لوگ اس کو جب فرعون کے پاس لاکر کھولنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن چنداں کوشش کے باوجود اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو پاتے تو توڑنے کے درپے ہوتے ہیں اللہ کی شان اس کو توڑنے سے بھی قاصر رہتے ہیں اس پر حضرت آسیہ آگے بڑھتی ہیں تو آپ کو اندر سے نور دکھائی دیتا ہے جس کا آپ کے سوا کسی کو کشف نہ ہوا۔

ع :

دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

اب حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا تابوت کو کھولتی ہیں تو اس کے اندر ایک چھوٹے سے بچہ کو انگوٹھا چوستے ہوئے پاتی ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ اس بچہ کی محبت سب کے دلوں میں ڈال دیتا ہے۔

والقیت علیک محبۃ منی.

اور میں نے تجھ پر اپنی طرف کی محبت ڈالی۔ (کنزالایمان سورۃ طٰہٰ)

اس کے بعد اس بچہ کا لعاب دہن فرعون کی لڑکی کو لگایا گیا تو وہ اسی وقت برص جیسی مہلک بیماری سے شفایاب ہوگئی (تفسیر روح المعانی ج ۱۰ ص ۶۹ الجزء العشرون) عکرمہ کہتے ہیں کہ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا جیسے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حسن اور ملاحت کو دیکھتی ہیں تو فرعون سے کہتی ہیں قرۃ عین لی و لک لاتقتلوہ کہ یہ بچہ میری اور تمہاری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اس کو قتل مت کرو۔ (تفسیر درمنثور ج ٤ ص ۲۹٦)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھوں میں ایسی حلاوت تھی کہ جو کوئی دیکھتا تو فریفتہ ہو جاتا (تفسیر درمنثور ج ٤ ص ٦۹٦) تفسیر

مدارک شریف میں فرمایا کہ منی کا تعلق القیت سے ہے یعنی اے پیارے موسیٰ علیہ السلام میں آپ کو محبوب رکھتا ہوں اور جس کو اللہ محبوب بنا لے اس کو تمام دل محبوب بنا لیتے ہیں اب اس کو جو بھی دیکھتا ہے اس پر فریفتہ ہوئے بغیر نہیں رہتا چنانچہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھوں میں ایسی ملاحت تھی کہ جو کوئی آپ کی طرف نظر کرتا اس کے دل میں آپ کی محبت گھر کر جاتی آپ کو اپنا محبوب بنالیتا اور چاہنے لگتا۔ (تفسیرِ مدارک ج۲ ص ۱۰۰٤)

بعض روایتوں میں یہ بھی ہے کہ فرعون کی لڑکی جیسے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چہرے مبارکہ کی طرف نظر کرتی ہے شفایاب ہو جاتی ہے تو سرکش فرعونی کہتے ہیں کہ ہمیں یہ گمان ہے کہ شاید یہ وہ ہمارا مطلوب لڑکا ہے جس کو تمہارے خوف کی وجہ سے دریا میں ڈال دیا گیا ہے لہٰذا اس کو قتل کر ڈالو اس پر حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا فرعون سے آپ کی جان بخشی چاہتی ہیں تو فرعون اپنے ارادہ سے باز رہتا ہے۔

(روح المعانی ج۱۰ ص ۷۰ الجزء العشرون ، تفسیرِ مدارک ج۲ ص۱۲۵۲)

آل فرعون کا بچہ کو اٹھالینا

فالتقطه ال فرعون ليكون لهم عدوا وحزنا ان فرعون وهامان وجنودهما كانوا خطئين.

تو اسے اٹھالیا فرعون کے گھر والوں نے کہ وہ ان کا دشمن اوران پر غم ہو بے شک فرعون اور ہامان (اس کا وزیر) اوران کے لشکر خطا کار تھے (کنزالایمان وخزائن)

یعنی نافرمان تھے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ سزا دی کہ ان کے ہلاک کرنے والے دشمن کی انہیں سے پرورش کرائی۔ (خزائن العرفان)

خیال رہے زجاج کہتے ہیں کہ فرعون اہل فارس میں سے تھا (مدارک ج۲ ص۱۲۵۲)

چونکہ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے حضرت کے چہرۂ مبارک سے نور اور آپ کی وجہ سے فرعون کی لڑکی کی شفایابی کا معائنہ فرمالیا تھا نیز آپ کی کوئی اولاد نہ تھی تو فرمایا کہ اس بچہ کو قتل نہ کرو ہوسکتا ہے کہ یہ

بچہ ہمیں کوئی نفع دے یا ہم اسے اپنا منہ بولا بیٹا بنالیں کیونکہ یہ بچہ اس لائق ہے کہ بادشاہوں کا بیٹا بنے۔

(مدارک ج۲ ص ۱۲۵۲)

چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔

قالت امرأت فرعون قرة عين لی ولک لاتقتلوه عسی ان ينفعنا اونتحذه ولدا.

اور فرعون کی بی بی نے کہا یہ بچہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اس کو قتل نہ کرو شاید یہ ہمیں نفع دے یا ہم اسے بیٹا بنالیں۔ (کنزالایمان سورۃ قصص)

انہوں (حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا) نے فرعون سے کہا کہ یہ بچہ سال بھر سے زیادہ عمر کا معلوم ہوتا ہے اور تو نے اس سال کے اندر پیدا ہونے والے بچوں کے قتل کا حکم دیا ہے علاوہ ازیں معلوم نہیں کہ یہ بچہ دریا میں کس سرزمین سے آیا تجھے جس بچہ کا اندیشہ ہے وہ اسی ملک کے بنی اسرائیل سے بتایا گیا ہے حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کی یہ بات ان لوگوں نے مان لی۔ (خزائن العرفان)

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کا قبولِ ایمان

اللہ تبارک وتعالیٰ کی شانِ بے نیازی بھی کس قدر اونچی ہے کہ وہ زندوں سے مردے اور مردوں سے زندوں کو پیدا فرما دیتا ہے علماء سے جہلاء اور جہلاء سے علماء پیدا فرما دیتا ہے یہ اسکی شانِ بے نیاز ہے کہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ منافقوں اور کافروں کے ہاں خالص مومن اور مومنین کے ہاں کافرو منافق وگستاخ پیدا ہو جاتے ہیں جس کی بیسیوں مثالیں دی جاسکتی ہیں جیسے ابوجہل وعبداللہ ابن ابی وغیرھما کے بیٹے ایمان قبول کر کے خالص مومن وصحابی رسول بن گئے تھے۔

لطیفہ

اسمٰعیل دہلوی قتیل وذبیح بہت بڑے علمی خاندان سے تعلق رکھتا تھا اس کے باوجود اس کی تحریر وتقریر سے ایسی ضلالت وگمراہی اور شرارت وجہالت بلکہ گستاخی وبے باکی پھیلی کہ الامان والحفیظ۔

حضرت نوح علیہ السلام کی ایک بیوی جس کا نام واعلہ تھا کافرہ تھی اسی طرح حضرت لوط علیہ السلام کی ایک بیوی جس کا نام والہلہ تھا یہ بھی کافرہ تھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

امرأت نوح وامرأت لوط کانتا تحت عبدین صالحین فخانتهما فلم یغنیا عنهما من اللّٰہ شیئا وقیل ادخلا النار مع الداخلین (سورۃ تحریم)

اللہ کافروں کی مثال دیتا ہے نوح کی عورت اور لوط کی عورت وہ ہمارے بندوں میں دو سزاوار قرب بندوں کے نکاح میں تھیں پھر انہوں نے ان سے دغا کی تو وہ اللہ کے سامنے انہیں کچھ کام نہ آئے اور فرمادیا گیا کہ تم دونوں عورتیں جہنم میں جاؤ جانے والوں کے ساتھ۔

(کنزالایمان)

تفسیرِ مظہری میں فرمایا کہ ان دونوں عورتوں کی ضلالت وگمراہی میں سے یہ ہے کہ حضرت نوح کی بیوی لوگوں کو جا کر کہا کرتی تھی کہ حضرت نوح مجنون ہیں اور جب آپ پر کوئی ایمان لاتا تو جا کر قومِ جبابرہ کو مخبری کرتی تھی۔

جب کہ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کی یہ خیانت تھی کہ جب حضرت کے پاس مہمان آتے تو مہمان اگر رات میں آتے تو یہ آگ جلاتی تا کہ لوگوں کو خبر ہو جائے اور اگر مہمان دن میں آتے تو گھر میں دھونی دیتی جس سے لوگ سمجھ جاتے کہ مہمان آئے ہیں۔

کلبی کہتے ہیں کہ یہ دونوں عورتیں منافق تھیں کہ ایمان کو ظاہر کرتیں اور کفر دل میں چھپاتیں۔(تفسیرِ مظہری ج۹ ص ۳۴۶)

اس کے برعکس حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا باوجودیکہ فرعون کے گھر میں تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو دولتِ ایمان نصیب فرمائی علماء تفسیر فرماتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ جادوگروں پر غالب ہو جاتے ہیں تو حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا ایمان لے آتی ہیں۔(تفسیر مظہری ج۹ ص ۳۴۷)

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کے ایمان لانے کا ایمان افروز واقعہ

ربیع بن انس ابوالعالیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے فرعون

کے خزانچی کی بیوی کے قبولِ ایمان کے بعد ایمان قبول کیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک دفعہ فرعون کے خازن کی بیوی فرعون کی لڑکی کو کنگھی کر رہی تھی کہ کنگھی ہاتھ سے گر جاتی ہے جس پر خازن کی بیوی کہتی ہے کہ تعس من کفر باللّٰہ جو اللہ کے ساتھ کفر کرے وہ ہلاک ہو فرعون کی لڑکی سن کر کہتی ہے کہ کیا تمہارا میرے باپ کے علاوہ بھی کوئی رب ہے وہ کہتی ہیں کہ میرا رب وہی ہے جو کہ تمہارے باپ کا اور ہر شئی کا رب ہے اس پر فرعون کی لڑکی آپ کو تھپڑ مارتی ہے تو جواباً آپ نے بھی اس کو تھپڑ رسید کیا اس کے بعد فرعون کی لڑکی اپنے باپ کو خبر دیتی ہے فرعون اس سے پوچھتا ہے کہ اتعبدین ربا غیری کیا تو میرے علاوہ کسی رب کی عبادت کرتی ہے؟ فرماتی ہیں کہ ہاں اسی رب کی عبادت کرتی ہوں جو کہ میرا، تمہارا اور ہر شئی کا رب ہے اب تو فرعون غضبناک ہو جاتا ہے اور آپ کے ہاتھ پاؤں میں کیل گاڑ دیتا ہے اور آپ پر سانپ چھوڑ دیتا ہے اسی طرح آپ کو تکلیفیں دیتا ہے پھر ایک دن آ کر وہی سوال پوچھتا ہے تو آپ جواب میں ربی وربک کل شئ اللہ ہی کہتی ہیں فرعون کہتا ہے کہ میں تمہارے بیٹے کو ذبح کر دوں گا آپ فرماتی ہیں کہ فاقض ماانت قاض جو کرنا ہے کر لے فرعون آپ کے بیٹے کو آپ کے سامنے ذبح کر ڈالتا ہے اللہ کی شان آپ کے بیٹے کی روح کہتی ہے

اے اماجان! آپ کے لئے بشارت اور خوشخبری ہے کیونکہ اللہ کی بارگاہ میں آپ کے لئے ایسا ایسا اجر و ثواب ہے۔

اس پر آپ صبر کرتی ہیں حتیٰ کہ ایک دن پھر فرعون آ کر وہی سوال کرتا ہے تو جواب وہی پاتا ہے لہٰذا فرعون آپ کے دوسرے لڑکے کو بھی ذبح کر دیتا ہے اور اس کی روح بھی آپ کو بشارت دیتی ہے کہ اصبری یاامہ فان لک عنداللہ من الثواب کذاو کذا اور خازن کی بیوی کے دونوں لڑکوں کی روح کے کلام کو حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا بھی سماعت کرتی ہیں اور آپ پر ایمان لے آتی ہیں اس کے بعد خازن کی بیوی کا جب وصال ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کے ثواب اور منزل و کرامت جو کہ آپ کو جنت میں ملتی ہے اس کو حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کے لئے ظاہر فرما دیتا ہے اور آپ اس تمام کو دیکھ کر ایمان میں اور زیادہ پختہ و راسخ ہو جاتی ہیں اور آپ کی تصدیق اور حضرت موسیٰ پر ایمان

لانے کو اور جلا ملتی ہے۔ (تفسیر القرآن العظیم ج ٤ ص ٥٠٦) خیال رہے مذکورہ بالا حوالہ ابن کثیر کی تفسیر کا ہے۔

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کا وصال

وضرب اللہ مثلا للذین امنوا امرأت فرعون اذقالت رب ابن لی عندک بیتا فی الجنۃ ونجنی من فرعون وعملہ ونجنی من القوم الظلمین (تحریم)

اور اللہ مسلمانوں کی مثال بیان فرماتا ہے فرعون کی بی بی جب اس نے عرض کی اے میرے رب میرے لئے اپنے پاس جنت میں گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کے کام سے نجات دے اور مجھے ظالم لوگوں سے نجات بخش (کنزالایمان)

علماء تفسیر فرماتے ہیں کہ جب حضرت آسیہ ایمان لے آتی ہیں تو فرعون آپ کے ہاتھوں اور پاؤں میں چار کیل ٹھوک کر دھوپ میں ڈال دیتا ہے اور اوپر چکی رکھ دی جاتی ہے اسی طرح سیّدہ کو تکالیف سے دوچار کیا جاتا ہے اللہ کی شان جب فرعون وہاں سے ہٹتا تو فرشتے آپ کو اپنے سایہ میں ڈھانپ لیتے آپ کو اسی طرح اذیت دی جاتی رہی یہاں تک کہ ایک دفعہ فرعون یہ حکم جاری کرتا ہے کہ آپ کے اوپر ایک بہت بڑی چٹان ڈال دی جائے تو جب اس کے کارندے چٹان اٹھا کر لاتے ہیں تو آپ یہ دعا کرتی ہیں:۔

رب ابنی لی عندک بیتا فی الجنۃ. (القرآن)

اے میرے رب میرے لئے اپنے پاس جنت میں گھر بنا۔

آپ کی دعا مقبول ہوتی ہے اور آپ جنت میں اپنا گھر دیکھتی ہیں اور آپ کی روح پرواز کر جاتی ہے پھر آپ پر چٹان پھینکی گئی لیکن اس وقت آپ کے جسم مبارک میں روح نہیں تھی اور آپ نے اس کی تکلیف نہ پائی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کو جنت کی طرف اٹھا لیا تو آپ جنت سے کھاتی اور پیتی ہیں (خلاصۂ تفسیرِ خازن ج ٤ ص ١٢٣ الجزء السابع، درمنثور ج ٦ ص ٢٤٥، تفسیرِ مظھری ج ٩ ص ٣٤٧، تفسیرِ صاوی ج ٦ ص ١٣٨، خزائن

العرفان سورۃ تحریم، تفسیر روح المعانی ج۱۴ ص ۲۴۳ الجزء الثامن والعشرون)

ایک قول یہ بھی ہے کہ جب سیّدہ جنت کو دیکھتی ہیں تو مسکرا دیتی ہیں اتنے میں فرعون آتا ہے اور آپ کی اس حالت میں مسکرانے پر تعجب کرتا ہے اور کہتا ہے کہ:۔

لوگو! کیا تم اس عورت کے جنون پر حیرت و تعجب نہیں کرتے کہ ہم اس کو عذاب واذیت دے رہے ہیں اور یہ مسکرا رہی ہیں اس کے بعد سیّدہ کا وصال ہو جاتا ہے۔

(تفسیر القرآن العظیم ج٤ ص٥٠٦)

دعا گو ہوں اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے حبیب کریم ﷺ کے صدقہ وطفیل ایمان پر استقامت نصیب فرمائے اور مذہب اہلسنت والجماعت پر خاتمہ نصیب فرمائے۔

اللھم ارزقنا شھادۃ فی سبیلک واجعل موتنا ببلد حبیبک

آستانے پہ تیرے سر ہو اجل آئی ہو
اور اے جان جہاں تو بھی تماشائی ہو
بند جب خوابِ اجل سے ہوں حسؔن کی آنکھیں
اس کی نظروں میں تیرا جلوۂ زیبائی ہو

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ و سلم

حضرت مریم رضی اللہ عنہا

حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے والد حضرت عمران ہیں اور عمران دو ہیں ایک تو حضرت موسیٰ وہارون علیھما السلام کے والد ہیں دوسرے حضرت مریم کے والد اور ان دونوں کے مابین ایک ہزار آٹھ سو برس کا فاصلہ ہے (خزائن و کبیر ونعیمی) حضرت موسیٰ کے والد کا نسب یہ ہے عمران ابن قاھث ابن لاوی ابن یعقوب ابن اسحاق ابن ابراہیم علیھم السلام ،

(تفسیر صاوی ج٤ ص ٣٠٠ بیروت)

جب کہ دوسرے عمران کا نسب یوں ہے عمران بن ہاشم بن اموں بن میشا بن حزقیا بن احریق

بن موثم بن عزازیابن امصیابن یاوش بن احریھو بن یازم بن یھفا شاط بن ایشابن ایان بن رجعام بن سلیمان بن داؤدقالہ محمد بن اسحاق۔ (البدایة والنھایہ ج٢ ص٦٧)

جب کہ ابوالقاسم بن عساکر کے قول کے مطابق سلسلۂ نسب یوں ہے مریم بنت عمران بن ماثان بن عازر بن الیود بن اخنز بن صادوق بن عیازور بن الیاقیم بن ایبود بن زریابیل بن شالتان بن یوحینا بن برشابن امون بن میشا بن حزقا بن احاز بن موثام بن عذریابن یورام بن یوشافاط بن ایشا بن ایابن رجعام بن سلیمان بن داؤد علیہ السلام. (البدایة والنھایہ ج٢ ص٦٧)

روح البیان میں سلسلۂ نسب یوں مذکور ہے عمران ابن ماثان ابن عاذرابن ابی ھودابن رب ابن بابل ابن سالیان ابن یوحنا ابن اوشا ابن اوموذرابن یشک ابن خارقا ابن یونام ابن عذریاابن یوزان ابن ساقط ابن ایشا ابن راجقیم ابن سلیمان ابن داؤدابن ایشا ابن عویل ابن سلمون ابن یاعرابن ممشون ابن عمیادابن دام ابن حضروم ابن فارض ابن یھوداابن یعقوب ابن اسحاق ابن ابراہیم علیھم السلام (تفسیرِ نعیمی ج٣ص٣٦٦) واللہ و رسولہ اعلم۔

سیّدہ مریم رضی اللہ عنہا کی والدہ حنہ بنت فاقود بن قبیل ہیں اوراس زمانہ کے نبی زکریا علیہ السلام تھے جو کہ حضرت سیّدہ مریم رضی اللہ عنہا کی بہن ایشاع کے یا پھر سیّدہ کی خالہ کے شوہر تھے۔ (البدایہ والنھایہ ج٢ ص٦٧)

حضرت سیّدہ مریم رضی اللہ عنہا کی ولادت

حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی والدہ حضرت حنہ اور حضرت ایشاع دو بہنیں تھیں حضرت حنہ حضرت عمران کے نکاح میں آئیں جب کہ حضرت ایشاع حضرت زکریا کی زوجیت میں تھیں یہ دونوں بہنیں لاولد تھیں یہاں تک کہ ان کو بڑھاپا آگیا اوراولاد سے مایوسی ہوگئی ایک دن حضرت حنہ نے ایک چڑیا کو دیکھا کہ وہ اپنے بچہ کو دانہ کھلارہی ہے آپ کے دل میں اولاد کا شوق پیدا ہوا اوردعا کی کہ مولیٰ یہ چڑیا بچے سے اپنا دل بہلارہی ہے مجھے بھی ایک فرزند دے جو میرے دل بہلانے کا ذریعہ ہو اوراسی وقت بچہ کو وقف کرنے کی منت مان لی یا پھر حمل کے بعد آپ کا اللہ کے حضور دعا مانگنا ہی تھا کہ آپ حاملہ

ہوگئی اور حضرت عمران سے عرض گزار ہوئیں کہ میں نے یہ منت مانی ہے اس پر حضرت عمران نے کہا کہ تم نے یہ کیا کیا؟ اگر لڑکی پیدا ہوئی تو کیا کروگی تب بارگاہ الٰہی میں عرض کی اے مولیٰ میں منت مان چکی ہوں کہ جو کچھ میرے شکم میں ہے وہ بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف ہے اس سے خدمت لوں گی نہ گھر کا کام کاج کراؤنگی اس زمانہ میں یہ رواج تھا کہ لوگ اپنی اولاد کو بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف کردیتے تھے اور بچے وہاں ہی رہتے سہتے اور وہاں کی خدمت کرتے تھے جیسے آج کل روضۂ مطہرہ اور خانہ کعبہ میں خدام رہتے ہیں اس قاعدہ سے آپ نے منت مانی اور خوش تھیں کہ جب دعا پر رب نے مجھے امید دکھائی تو بیٹا ہی ہوگا کیونکہ میں نے بیٹا ہی مانگا ہے اسی اثناء میں حضرت عمران وفات پاگئے جب ولادت ہوئی تو وہ بچی تھی تب حضرت حنہ کو خلاف امید لڑکی پیدا ہونے اور اپنی نذر پوری نہ کرسکنے پر بہت افسوس ہوا تب وہ دعا مانگی جو اس آیت (انی اعیذ ھا بک و ذریتھا من الشیطن الرجیم) میں مذکور ہے۔(تفسیرِ نعیمی ج۳ ص ۳۷۴ ، الجامع لاحکام القرآن جلد ٤ ص ۳٦ بیروت ، روح المعانی ج۲ ص ۲۱٤ مکتبہ حقانیہ ، تفسیر خازن ج۱ ص ۲۳۹ ، تفسیر بغوی علی ھامش الخازن ج۱ ص ۲٤۰ ، تفسیر صاوی ج۱ ص ۱۹۹ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان ، تفسیر کبیر ج۳ ص ۲۰۳ بیروت لبنان)

خیال رہے سیّدہ کی نذر ماننے سے مراد یہ تھی کہ بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف کردوں گی کیونکہ اس وقت یہ رواج تھا کہ بیت المقدس کی خدمت کے لئے لڑکے وقف کئے جاتے تھے اور پھر وہ بلوغ تک خدمت میں رہتے بالغ ہونے پر انہیں اختیار ہوتا خواہ خدمت میں لگے رہیں یا پھر چلے جائیں اگر وہ جانے کا ارادہ کرتے تو چلے جاتے اور رہنے کا ارادہ ہوتا تو وہی رہتے لیکن پھر دوبارہ اختیار نہ ہوتا تھا اور بنی اسرائیل میں کوئی ایسا نبی نہ گذرا کہ جس کی اولاد میں سے کوئی بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف نہ ہوا ہو اور وہ لوگ اولاد اس لئے وقف کرتے تھے کہ ان کو نہ تو غنیمت کے طور پر مال آتا تھا اور نہ ہی قیدی آتے۔(تفسیر کبیر ج۳ ص ۲۰۳)

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ محرّر کا معنیٰ اللہ کی اطاعت کے لئے دنیاوی امور سے آزادی مراد ہے یا پھر جو کتاب اللہ کا درس دیتا ہے اس کی خدمت کے لئے وقف ہو۔(تفسیرِ کبیر ج۳ ص ۲۰۳)

اللہ کی شان جب حضرت حنہ نے بچہ جنا تو وہ لڑکی تھی اس وقت آپ نے حسرت اور غم کی وجہ
سے کہ اب نذر کیسے پوری ہوگی فرمایا کہ انی و ضعتھا انثی اے رب میرے یہ تو میں نے لڑکی جنی۔
(کنزالایمان)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:۔

واللہ اعلم بما وضعت ولیس الذکر کالانثی

اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ جنی اور وہ لڑکا جو اس نے مانگا اس لڑکی سا نہیں۔

(کنزالایمان)

کیونکہ یہ لڑکی اللہ کی عطا ہے اور اس کے فضل سے فرزند سے زیادہ فضیلت رکھنے والی ہے
اور یہ حضرت مریم تھیں جو کہ اپنے زمانہ کی عورتوں میں سب سے زیادہ اجمل تھیں۔(خزائن العرفان)
تفسیر خازن میں فرمایا کہ مذکر کی عورت پر فضیلت ہونے کی وجہ یہ ہے کہ مرد کنبہ کی خدمت
کرسکتا ہے نہ کہ عورت کیونکہ عورت اپنے ضعف وکمزوری کے باعث خدمت کرنے کی صلاحیت نہیں
رکھتی اس لیے کہ عورت کو حیض وغیرہ عوارض طاری ہوتے ہیں نیز عورت کو مردوں کیساتھ حاضر ہونا بھی
جائز نہیں۔(خازن ج ۱ ص ۳۴۰)
اس کے بعد فرمایا کہ اس عورت کی مرد پر فضیلت یہ ہے کہ یہ اللہ کی موھوبہ ہیں نیز یہ تمام
عورتوں سے جمیل اور ان پر فضیلت رکھتی ہیں۔(ایضاً)
حضرت حنہ فرماتی ہیں کہ **انی سمیتھا مریم** میں نے اس کا نام مریم رکھا مریم کا معنی ان
کی لغت میں خادم الرب ہے (الجامع لاحکام القرآن ج ۴ ص ۴۴) صاوی نے فرمایا کہ مریم
کا معنی عابدہ اور خادمہ ہے۔(صاوی ج ۱ ص ۲۰۰)
خیال رہے آیت **انی سمیتھا مریم** میں مسندالیہ کو مقدم کیا گیا جس میں مریم کے اس نام
کیساتھ خاص کرنے کی طرف اشارہ ہے یعنی آپ کا والد نہ تھا آپ یتیمہ تھیں کیونکہ حضرت عمران تو سیّدہ
کی پیدائش سے قبل ہی وفات پاگئے تھے (تفسیر مظہری ج ۲ ص ۴۱) نیز یہ بھی خیال رہے لفظ مریم

میں تین قول ہیں عربی بروزن مفعل مصدر میمی بمعنی اسم مفعول بعض نے فرمایا کہ یہ ماریہ کا معرب ہے جس کے معنی لڑکی یا پھر خادمہ کے ہیں بعض کے نزدیک عبرانی عابدہ کے معنی میں ہے۔ (روح المعانی)

انی اعیذھا بک و ذریتھا من الشیطن علماء نے فرمایا کہ حضرت حنہ کی دعا کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم رضی اللہ عنہا اور آپ کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کو شیطان کے چھونے سے محفوظ رکھا کیونکہ کوئی بچہ بھی جب پیدا ہوتا ہے تو اس کی کوکھ میں شیطان انگلی مارتا ہے۔

حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ ہر نومولود بچے کو شیطان کوکھ میں مارتا ہے لیکن حضرت مریم اور عیسیٰ علیہ السلام کو جب پیدا فرمایا تو ان کے مابین ایک حجاب فرمادیا گیا جو کہ شیطان کے ٹھوسنے سے آڑ بن گیا (الجامع لاحکام القرآن ص ٤٤ ج ٤) خیال رہے اس سے لازم نہیں آتا کہ شیطان تمام لوگوں کو ورغلا لیتا ہے۔ (ایضاً)

حضرت حنہ نے دعا یا تو مریم رضی اللہ عنہا کی ولادت کے وقت کی تھی یا پھر اس وقت جب آپ کو بیت المقدس کے حوالہ کیا تھا (نعیمی) اور یہ حضرت حنہ کی دعا ہی کا اثر ہے کہ قریب قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نکاح کریں گے اولاد بھی ہوگی اور تمام نیک اور صالح ہوگی۔ (نعیمی)

فتقبلھا ربھا بقبول حسن تو اسے اس کے رب نے اچھی طرح قبول کیا (کنزالایمان) یعنی نذر میں لڑکے کی جگہ حضرت مریم کو قبول فرمایا حضرت حنہ نے ولادت کے بعد حضرت مریم کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر بیت المقدس میں احبار کے سامنے رکھ دیا یہ احبار حضرت ہارون کی اولاد میں تھے (خزائن) بیت المقدس میں چار ہزار خدام تھے (روح البیان) جن کے سردار ستائیس یا ستر تھے (نعیمی) چونکہ حضرت عمران ان کے امام تھے اس لئے ان ستر میں سے ہر ایک نے حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو حاصل کرنے کی کوشش کی ہر ایک کی کوشش تھی کہ مریم میری کفالت میں آئے جب کہ حضرت زکریا نے فرمایا کہ ان کی پرورش کا زیادہ میں مستحق ہوں کیونکہ ان کی خالہ میرے نکاح میں ہے بہر حال فیصلہ قرعہ ڈالنے پر ٹھہرا کہ جس کا قرعہ نکلے گا وہی پرورش کا حق دار ہوگا چنانچہ سب حضرات نہر اردن کی طرف چلے اور طے یہ پایا کہ جس کا قلم پانی نہ ڈبوئے یا نہ بہائے تو اس کو کفالت کا حق ہوگا پھر جب قلم پانی میں

ڈالے گئے تو سوائے حضرت زکریا کے سب کے قلم ڈوب گئے یا بہہ گئے۔(خلاصۂ تفاسیر)

لہٰذا حضرت مریم رضی اللہ عنہا سیّدنا زکریا علیہ السلام کی کفالت میں آئیں۔ چنانچہ ارشاد ہوا کہ وکفلها زکریا اور اسے زکریا کی نگہبانی میں دیا خیال رہے حضرت مریم رضی اللہ عنہا ایک دن میں اتنا بڑھتی تھیں جتنا اور بچے ایک سال میں۔(خزائن العرفان)

كلما دخل عليها زكريا المحراب وجد عندها رزقا۔

اس زمانہ میں محراب کا اطلاق مسجد پر ہوتا تھا اور یہاں حضرت مریم رضی اللہ عنہا کا وہ کمرہ مراد ہے جہاں آپ کو ٹھہرایا گیا تھا اور اس کمرہ میں جانے کے لئے سیڑھی استعمال کی جاتی تھی جب حضرت زکریا علیہ السلام حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے جاتے تو وہاں بے موسم پھل پاتے حالانکہ جب آپ تشریف لے کر کہیں جاتے تو دروازے کو مقفل فرما دیتے تھے تاکہ وہاں کوئی داخل نہ ہونے پائے اب جب حضرت زکریا نے سیدہ کے پاس گرمیوں کے پھل سردیوں میں اور سردیوں کے پھل گرمیوں میں پائے تو فرمایا:-

یمریم انی لک هذا اے مریم یہ تیرے پاس کہاں سے آیا کہا هو من عند الله وہ اللہ کے پاس سے ہے ان الله یرزق من یشاء بغیر حساب بے شک اللہ جسے چاہے بے گنتی دے حضرت مریم رضی اللہ عنہا نے صغرسنی میں کلام فرمایا جب کہ وہ پالنے میں پرورش پا رہی تھیں جیسا کہ ان کے فرزند حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰة والسلام نے اسی حال میں کلام کیا۔

مسئلہ

یہ آیتِ کریمہ کراماتِ اولیاء کے ثبوت کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھوں پر خوارق عادت ظاہر فرماتا ہے۔

وفی هذه الاية دليل على جواز كرامات الاولياء وظهور خوارق العادات على ايديهم (خازن ج ١ ص ٢٤٢)

حضرت زکریا علیہ السلام نے جب یہ دیکھا تو فرمایا جو ذات پاک مریم رضی اللہ عنہا

کو بے وقت بے موسم اور بغیر سبب کے میوہ عطا فرمانے پر قادر ہے وہ بے شک اس پر بھی قادر ہے کہ میر ی بانجھ بی بی کو نئی تندرستی دے اور مجھے اس بڑھاپے کی عمر میں امید منقطع ہو جانے کے بعد فرزند عطا فرمائے بایں خیال آپ نے وہاں فرزند کی دعا فرمائی جو کہ مستجاب ہوئی **فھذا ھو وجہ الاستدلال بھذہ الایۃ علی وقوع کرامات الاولیاء** امام رازی **رضی اللہ عنہ** ایک طویل بحث فرمانے کے بعد مذکورہ بالا عبارت ذکر فرماتے ہیں کہ اولیاء کرام کی کرامات کے وقوع پر اس آیت سے استدلال کرنے کا یہ طریقہ ہے (تفسیر کبیر ج ۳ ص ۲۰۷) خیال رہے سیّدہ نے یہ کلام کس عمر میں فرمایا اس میں اختلاف ہے امام جلال الدین سیوطی **علیہ الرحمۃ** کے نزدیک صغر سنی ہی میں فرمایا نیز آپ نے اپنے اشعار میں ان گیارہ بچوں کو ذکر فرمایا ہے کہ جنہوں نے بچپن میں کلام فرمایا فرماتے ہیں کہ

تکلم فی المھد النبی (محمد) ویحیٰی وعیسیٰ والخلیل ومریم

ومبری جریج ثم شاھد یوسف وطفل الاخدود یرویہ مسلم

وطفل علیہ مر بالامۃ التی یقال لھا تزنی ولاتتکلم

وماشطۃ فی عھد فرعون (طفلھا) وفی زمن الھادی (المبارک) یختم

(روح المعانی ج ۲ ص ۲۲۵)

(۱) حضور سیّد عالم ﷺ (۲) حضرت یحیٰ **علیہ السلام** (۳) حضرت عیسیٰ **علیہ السلام** (۴) حضرت ابراہیم **علیہ السلام** (۵) حضرت مریم **علیہا السلام** (۶) جریج عابد کو تہمت سے بری کرنے والا بچہ (۷) حضرت یوسف **علیہ السلام** سے تہمت دور کرنے والا بچہ (۸) اصحاب اخدود میں ایک بچے نے ماں کو کہا کہ آپ اپنے دین پر قائم رہو (جس کو امام مسلم نے روایت فرمایا) (۹) وہ عورت جس پر لوگ تہمت لگا رہے تھے لیکن اس نے خاموشی اختیار کی تو ایک عورت نے اسے دیکھ کر کہا کہ میرے بچہ کو اللہ ایسا نہ بنائے تو اس بچہ نے کہا اللہ مجھے ایسا ہی بنائے (۱۰) فرعون نے جب ایک عورت کو ایمان لانے پر سزا دی تو اس کے بچہ نے دین پر قائم رہنے کی تلقین کی (۱۱) مبارک

نے بھی بچپن میں کلام کیا۔

خیال رہے ایک دفعہ حضور سیّد عالم ﷺ کے دولت خانہ میں کئی دن کھانا نہ پکا تو حضور ﷺ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس تشریف لے جاتے ہیں جب ان کے ہاں کچھ کھانے کو میسر نہیں ہوا تو حضرت فاطمہ کے ہاں تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ کچھ کھانے کو ہے سیّدہ عرض گزار ہوتی ہیں کہ نہیں حضور ﷺ اس پر واپس تشریف لاتے ہی ہیں کہ کسی ہمسایہ نے حضرت خاتون جنت کی خدمت میں روٹیاں اور کچھ گوشت بھیجا آپ نے خیال فرمایا کہ اگرچہ ہم خود حاجت مند ہیں لیکن یہ کھانا حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کروں گی اور کھانا ایک برتن میں رکھ دیتی ہیں حسنین کریمین حضور کو بلانے جاتے ہیں حضور ﷺ کے تشریف لانے پر کھانا پیش کیا جاتا ہے جب برتن کھولا گیا تو دیکھا کہ برتن کھانے سے بھرا ہوا ہے اس پر حضور نے پوچھا صاحبزادی یہ کہاں سے آیا عرض گزار ہوئیں۔ هو من عندالله ان الله یرزق من یشاء بغیر حساب فحمدالله سبحانه حضور صلی اللہ علیه و سلم اللہ کی حمد بیان کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ الحمد لله الذی جعلک شبیهة سیّدة نساء بنی اسرائیل کہ حمد ہے اس اللہ کی جس نے آپ کو مریم رضی اللہ عنہا کی شبیہ بنایا کیونکہ جب ان سے رزق کے بارے پوچھا گیا تھا تو مریم نے بھی یہی جواب دیا تھا پھر تمام حضرات نے وہ کھانا خوب سیر ہو کر کھایا اور باقی ماندہ ہمسایوں میں تقسیم فرمایا۔

(روح المعانی ج۲ ص۲۲۷ ، تفسیرِ مظهری ج۲ ص۴۳ مکتبہ رشیدیہ)

حضرت سیّدہ مریم رضی اللہ عنہا کے فضائل

واذقالت الملئکة یمریم ان الله اصطفک وطهرک واصطفک علی نساء العلمین یمریم اقنتی لربک واسجدی وارکعی مع الراکعین

اور جب فرشتوں نے کہا اے مریم بیشک اللہ نے تجھے چن لیا اور خوب ستھرا کیا اور آج سارے جہاں کی عورتوں سے تجھے پسند کیا اے مریم اپنے رب کے حضور ادب سے کھڑی ہو

اور اس کے لئے سجدہ کر اور رکوع والوں کے ساتھ رکوع کر۔ (کنزالایمان)

سیّدہ مریم کے تین وصف ذکر کئے گئے (۱) اصطفاء (۲) التطهیر (۳) اصطفاء علی نساء العلمین۔

خیال رہے اصطفاء اول سے مراد وہ امورِ حسنہ ہیں جو کہ آپ کو اول عمر میں پیش آئے اور اصطفاء ثانی سے مراد وہ امور ہیں جو کہ آخر عمر میں پیش آئے۔ (تفسیر کبیر ج ۳ ص ۲۱۷)

سیّدہ کی پہلی صفت (اصطفاء)

☆۱۔پہلی صفت سے مراد یہ ہے کہ بیت المقدس کی خدمت کے لئے اللہ تعالیٰ نے سیّدہ کو قبول فرمایا جب کہ اس سے قبل کسی اور عورت کو یہ اجازت حاصل نہ ہوئی تھی۔

☆۲۔آپ کی والدہ نے آپ کو ایک گھڑی بھی دودھ نہ پلایا تھا بلکہ ولادت کے بعد حضرت زکریا علیہ السلام کو پیش کر دیا تھا اور آپ کا رزق جنت سے آتا تھا۔

☆۳۔اللہ نے آپ کو اپنی عبادت کے لئے چنا اور اس معنی میں آپ کو مختلف الانواع مہربانیوں کے ساتھ خاص فرمایا مثلاً ہدایت سے نوازا اور آپ کی عصمت وحفاظت فرمائی

☆۴۔آپ کی معیشت کا معاملہ اپنے ذمہ کرم میں لیا چنانچہ آپ کا رزق اللہ کی بارگاہ سے آتا تھا۔

☆۵۔اللہ تعالیٰ نے سیّدہ کو فرشتوں کا کلام براہ راست سننے کی توفیق عطا فرمائی جب کہ آپ کے علاوہ کسی اور عورت کے یہ حصہ میں نہ آیا۔

سیّدہ کی دوسری صفت (تطہیر)

☆۱۔اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے آپ کو کفر اور گناہ سے پاک فرمایا۔

☆۲۔آپ کو مردوں کے چھونے سے بھی پاک رکھا۔

☆۳۔آپ کو حیض کے عارضہ سے بھی ستھرا رکھا لہٰذا علماء کے قول کے مطابق آپ کو حیض

کا خون نہ آتا تھا۔

☆۴۔ سیدہ کو مذموم افعال اور قبیحہ عادتوں سے بھی پاک فرمایا۔

☆۵۔ یہود کی تہمت اوران کے آپ پر جھوٹ باندھنے اور یہ چہ میگوئیاں کرنے سے بھی اللہ نے سیدہ کو پاک فرمایا۔

سیّدہ کی تیسری صفت (اصطفاء علی نساء العلمین)

اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیّدہ کو ایسا بیٹا عطا فرمایا جس کی ولادت بغیر باپ کے ہوئی اور حضرت عیسیٰ ابن مریم سے حالت بچپن میں آپ کی پاک دامنی کی گواہی دلوائی اور آپ کو تہمت سے بری فرمایا اور آپ کے بیٹے کو کائنات کے لئے نشانی بنایا۔ (تفسیر کبیر ج ۳ ص ۲۱۷/۲۱۸)

خیال رہے اس بارے اختلاف ہے کہ سیّدہ مریم رضی اللہ عنہا کی زیادہ فضیلت ہے یا پھر صدیقہ وفاطمہ رضی اللہ عنہما کی حضور سیّدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ میں لفظ آج کو ذکر فرما کر اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ مریم اپنے زمانہ کی خواتین پر فضیلت رکھتی ہیں نہ کہ حضرت خاتون جنت وصدیقہ رضی اللہ عنہا پر بھی اور اس بارے میں تفصیلی بحث گزر چکی فلیرجع الیہ۔

سیّدہ مریم رضی اللہ عنہا اور حضرت جبرئیل امین علیہ السلام

واذکر فی الکتب مریم اذانتبذت من اھلھا مکاناشرقیا فاتخذ ت من دونھم حجابا فارسلنا الیھاروحنافتمثل لھا بشرا سویا

اور کتاب میں مریم کو یاد کرو جب اپنے گھر والوں سے پورب کی طرف ایک جگہ الگ گئی تو ان سے ادھر ایک پردہ کرلیا تو اس کی طرف ہم نے اپنا روحانی بھیجا وہ اس کے سامنے ایک تندرست آدمی کے روپ میں ظاہر ہوا۔ (کنزالایمان)

یہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک کا تیرہواں یا پندرہواں یا چودھواں یا بارہواں یا پھر دسواں سال تھا جیسا کہ علامہ آلوسی فرماتے ہیں **واختلفوا فی سنھا اذاذاک فقیل ثلاث**

عشـر سنة یعنی آپ کی اس وقت عمر کے بارے میں اختلاف میں ہے پس کہا گیا ہے کہ تیرہ سال تھی وعن وهب ومجاهد خمس عشرة سنة حضرت وہب اور مجاہد سے روایت پندرہ سال تھی وقیل اربع عشرة سنة اور یہ قول بھی کہا گیا ہے کہ چودہ سال تھی وقیـل اثنا عشر سنة اور بارہ سال بھی کہا گیا وقیـل عشـر سنین اور عمر کے بارے میں دس سال کا بھی قول بیان کیا گیا ہے اس وقت سیّدہ اپنے گھر والوں سے شرقی مکان کی جانب تنہا ہوئیں اس لیے کہ آپ وہاں تنہائی کی جگہ اللہ کے حضور عبادت میں مشغول ہوں اور ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ اس لئے تشریف لے گئیں تا کہ حیض سے غسل فرمائیں اور دیوار کا پردہ کریں اور پہاڑ کو اپنے لیے حجاب بنائیں۔ (تفسیر روح المعانی)

خیال رہے سیّدہ کے بارے میں ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ کو دو مرتبہ حیض آیا تھا اور حمل کے بعد پھر کبھی عارضۂ حیض نہ طاری ہوا جب کہ دوسرا قول جیسا کہ ماقبل گزرا کہ آپ حیض سے اصلاً پاک تھیں نیز تفسیر روح المعانی میں ہے وقیـل انهـا علیهـا السلام لم تكن تحيض اصلا بل كانت مـطهـرة من الـحيض کہ آپ حیض سے پاک تھیں اور یہ عارضہ آپ پر قطعاً طاری نہ ہوا (روح المعانی) بہرحال جب سیّدہ نے پردہ فرمایا تو آپ کی طرف اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک تندرست جوان کو بھیجا جو حضرت جبرئیل تھے سیّدہ نے جیسے ہی ایک اجنبی کو اپنے سامنے دیکھا تو گھبرائیں اور فرمایا۔

انی اعوذبالرحمن منک ان کنت تقیا میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں اگر تجھے خدا کا ڈر ہے (کنز الایمان) اس پر حضرت جبرئیل فرمانے لگے انما انا رسول ربک لاھب لک غـلاما زکیا میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں کہ میں تجھے ایک ستھرا بیٹا دوں (کنزالایمان) اس پر سیّدہ حیرت میں ڈوب کر فرمانے لگیں:۔

انی یکون لی غلام ولم یمسنی بشر ولم اک بغیا۔

میرے ہاں لڑکا کہاں سے ہوگا مجھے تو کسی آدمی نے ہاتھ نہ لگایا نہ میں بدکار ہوں۔

خیال رہے بغی اصل میں فعیل کے وزن پر تھا پھر تعلیل کے بعد بغیؔ ہو گیا اس عورت کو کہتے ہیں جو کہ زانیہ ہو اور مردوں کو چاہیے اور سیّدہ طاہرہ، مطہرہ اور زکیہ وعفیفہ خاتون تھیں نیز انبیاء کی

ازواج اور امہات بغیہ نہیں ہو سکتیں۔

اس پر حضرت جبرئیل نے فرمایا کہ کذلک قال ربک ھو علی ھین یوں ہی ہے تیرے رب نے فرمایا ہے کہ یہ مجھے آسان ہے یعنی بغیر باپ کے بیٹا دینا اللہ پر آسان ہے ولنجعلہ ایۃ للناس و رحمۃ منا و کان امر مقضیا اور اس لئے کہ ہم اسے لوگوں کے واسطے نشانی کریں اور اپنی طرف سے ایک رحمت اور یہ کام ٹھہر چکا ہے (کنز الایمان) یعنی حضرت مریم کے ہاں بغیر شوہر کے بچہ کی ولادت فرمانا علمِ الٰہی میں ٹھہر چکا ہے اب نہ رد ہو سکتا ہے نہ بدل سکتا ہے جب حضرت مریم کو اطمینان ہو گیا اور ان کی پریشانی جاتی رہی تو حضرت جبرئیل نے ان کے گریبان میں یا آستین میں یا دامن میں یا منہ میں دم کیا اور وہ بقدرتِ الٰہی فی الحال حاملہ ہو گئیں اس وقت حضرت مریم کی عمر تیرہ سال یا دس سال تھی۔ (خزائن العرفان)

آپ کی مدت حمل کے بارے میں اختلاف ہے عن ابن عباس انھا تسعۃ اشھر کمافی سائر النساء یعنی حضرت ابن عباس کی روایت میں دیگر عورتوں کی طرح نو ماہ ہیں جب کہ آپ ہی سے دوسری روایت یہ بھی ہے کہ کانت ساعۃ واحدۃ یعنی حمل و وضع حمل میں ایک گھڑی گزری نیز ضحاک وغیرہ کا قول سات مہینے کا ہے ایک قول چھ ماہ کا بھی ہے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ ایک ہی دن میں ایک ساعت میں حمل ٹھہرا اور ایک میں وضع حمل ہوا جب سورج زائل ہوا۔ (روح المعانی)

حاصل کلام یہ ہے کہ سیدہ کے ہاں بچہ کی ولادت خوارقِ عادات میں سے ہے چنانچہ آپ کی ولادت کو حضرت آدم علیہ السلام کی ولادت سے تشبیہ دی گئی فرمایا

ان مثل عیسیٰ عنداللہ کمثل ادم (سورۃ ال عمران)

فحملتہ فانتبذت بہ مکانا قصیا۔

اب مریم نے اسے پیٹ میں لیا پھر اسے لئے ہوئے ایک دور جگہ چلی گئی۔ (کنز الایمان)

اپنے گھر والوں سے اور وہ جگہ بیتِ لحم تھی وھب کا قول ہے کہ سب سے پہلے جس شخص

کوحضرت مریم کے حمل کا علم ہوا وہ ان کا چچازاد بھائی یوسف نجار تھا جو مسجد بیت المقدس کا خادم تھا اور بہت بڑا عابد شخص تھا اس کو جب علم ہوا کہ مریم حاملہ ہیں تو نہایت حیرت ہوئی جب چاہتا تھا کہ ان پر تہمت لگائے تو ان کی عبادت وتقویٰ اور ہر وقت کا حاضر رہنا کسی وقت غائب نہ ہونا یاد کر کے خاموش ہو جاتا تھا اور جب حمل کا خیال کرتا تو ان کو بری سمجھنا مشکل معلوم ہوتا تھا بالآخر اس نے حضرت مریم سے کہا کہ میرے دل میں ایک بات آئی ہے ہر چند چاہتا ہوں کہ زبان پر نہ لاؤں مگر اب صبر نہیں ہوتا ہے آپ اجازت دیں کہ میں کہہ گزاروں تا کہ میرے دل کی پریشانی رفع ہو حضرت مریم نے کہا کہ اچھی بات کہو تو اس نے کہا کہ اے مریم مجھے بتاؤ کہ کیا کھیتی بغیر تخم اور درخت بغیر بارش کے اور بچہ بغیر باپ کے ہوسکتا ہے حضرت مریم نے فرمایا کہ ہاں تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو سب سے پہلے کھیتی پیدا کی بغیر تخم ہی کے پیدا کی اور درخت اپنی قدرت سے بغیر بارش کے اگائے کیا تو یہ کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پانی کی مدد کے بغیر درخت پیدا کرنے پر قادر نہیں یوسف نے کہا میں تو نہیں کہتا بے شک میں اس کا قائل ہوں کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے جسے کن فرمائے وہ ہو جاتی ہے حضرت مریم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم اور ان کی بی بی کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے اس کلام سے یوسف کا شبہ رفع ہو گیا اور حضرت مریم رضی اللہ عنہا حمل کے سبب سے ضعیف ہو گئیں تھیں اس لئے وہ خدمت مسجد میں ان کی نیابت انجام دینے لگا اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کو الہام کیا کہ وہ اپنی قوم سے علیحدہ چلی جائیں اس لیے وہ بیت لحم میں چلی گئیں۔

(خزائن العرفان ، تفسیر کبیر ج۷ ص ۵۲۵)

فاجاء ھا المخاض الی جذع النخلة

پھر اسے جننے کا درد ایک کھجور کی جڑ میں لے آیا۔ (کنزالایمان)

یہ درخت جنگل میں خشک ہو چکا تھا تیز سردی کا وقت تھا آپ اس کی جڑ میں آئیں تا کہ اس سے ٹیک لگائیں۔ (خزائن العرفان)

قالت یلتینی مت قبل ھذا و کنت نسیا منسیا

بولی ہائے کسی طرح میں اس سے پہلے مرگئی ہوتی اور بھولی بسری ہوجاتی۔ (کنزالایمان)

خیال رہے امام فخر الدین رازی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ جب سیّدہ کو اس بات کا علم تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت جبرئیل کو آپ کی طرف بھیجا ہے اور حضرت جبرئیل کی پھونک سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا فرمانا ہے اور آپ سے اس بات کا وعدہ فرمایا کہ سیّدہ اور آپ کے بیٹے کو اللہ تبارک وتعالیٰ عالمین کے لئے نشانی بنائے گا پھر آپ نے **یالیتنی مت قبل هذا** (ہائے کسی طرح میں اس سے پہلے مرگئی ہوتی اور بھولی بسری ہوتی۔ کنزالایمان) کیوں فرمایا تو اس کا جواب ایک تو یہ ہے کہ صالحین کی یہ عادت ہے کہ جب وہ کسی آزمائش میں پڑتے ہیں تو وہ اس طرح کے کلمات ادا فرماتے ہیں جیسا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ آپ نے ایک درخت پر پرندہ دیکھا تو فرمایا **طوبی لک یا طائر تقع علی الشجرة وتأکل من الثمر** اے پرندے تیرے لئے خوش بختی ہے کہ تو درخت پر آکر پھل کھاتا ہے **وددت انی ثمرة ینقرها الطائر** مجھے یہ بات پسند ہے کہ میں کوئی پھل ہوتا جس کو پرندے کھاتے (کاش میں پھل ہوتا تا کہ پرندے مجھے کھاجاتے)

اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ ایک دفعہ آپ زمین سے ایک تنکا اٹھا کر فرماتے ہیں

لیتنی هذه التبنة یالیتنی لم اک شیئا

کاش میں تنکا ہوتا اے کاش میں کچھ نہ ہوتا

اسی طرح حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے بھی جنگ جمل کے دن میں فرمایا

یالیتنی مت قبل هذالیوم بعشرین سنة

اے کاش میں اس دن سے بیس سال قبل پہلے ہی مرجاتا

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے تو یہاں تک فرمایا کہ:۔

لیت بلال لم تلده امه

کاش بلال کی ماں بلال کو نہ جنتی

ان تمام روایات سے ثابت ہوا کہ نیک لوگ اپنے آپ پر آزمائش میں پورا نہ اترنے کے خوف سے اس طرح کے کلمات ذکر فرماتے ہیں۔

دوسرا جواب یہ بھی دیا کہ ہوسکتا ہے کہ سیّدہ نے یہ کلام اس وجہ سے فرمایا ہو کہ کہیں لوگ آپ پر اس بارے میں تہمت لگا کر گناہ میں نہ پڑ جائیں ورنہ آپ تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی بشارت پر راضی تھیں۔ (تفسیرِ کبیر ج ۷ ص ۵۲۶)

نیز علامہ آلوسی صاحبِ روح المعانی یہ جواب دیتے ہیں کہ **استحیاء من الناس وخوفا من لائمتھم** سیّدہ نے یہ کلمات لوگوں سے حیا کی وجہ اوران کے ملامت کرنے کے خوف کی وجہ سے ارشاد فرمائے تھے اور دوسرا جواب وہی امام صاحب والا دیا ہے کہ **حذرا من وقوع الناس فی المعصیة بما یتکلمون فیھا۔**

نیز فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص یہ گمان کرے کہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا نے دنیاوی تکلیف کے پیش نظر یہ کلمات کہے تھے تو **فقداساء الظن** اس نے برا گمان کیا۔ (روح المعانی)

فناداھا من تحتھا الا تحزنی قد جعل ربک تحتک سریا تو اسے جبرئیل نے وادی کے نشیب سے پکارا کہ غم نہ کھا بے شک تیرے رب نے تیرے نیچے ایک نہر بہادی ہے۔
(کنزالایمان و خزائن العرفان)

وھزی الیک بجذع النخلة تسقط علیک رطباً جنیا اور کھجور کی جڑ پکڑ کر اپنی طرف ہلا تجھ پر تازہ کھجوریں گریں گی۔ (کنزالایمان)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یا حضرت جبرئیل نے اپنی ایڑی زمین پر ماری تو آبِ شیریں کا ایک چشمہ جاری ہوگیا اور کھجور کا درخت سرسبز ہوگیا پھل لایا وہ پھل پختہ اور رسیدہ ہوگئے (خزائن العرفان) **سبحان اللہ** یہ کھجور کا تنا خشک تھا جو کہ اللہ کی ایک محبوب بندی کے چھونے سے ہرا بھرا ہوا اور اس میں پھل لگے امام فخرالدین

رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:۔

کان جذع النخلة یابسة فی الصحراء لیس لها رأس ولاثمر ولاخضرة

کہ کھجور کا تنا صحرا میں تھا جس کا نہ تو سر تھا نہ ہی پھل اور نہ ہی وہ ہرا تھا۔

(تفسیر کبیر ج۷ ص۵۲۶)

اس سے اہلسنّت کا ایک مسلمہ عقیدہ کرامات اولیاء حق ہیں ثابت ہوتا ہے۔

فکلی واشربی وقری عینا فاما ترین من البشر احدا فقولی انی نذرت للرحمن صوما فلن اکلم الیوم انسیا۔

تو کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی رکھ (اپنے فرزند عیسیٰ سے) پھر اگر تو کسی آدمی کو دیکھے (کہ تجھ سے بچے کو دریافت کرتا ہے) تو کہہ دینا میں نے آج رحمٰن کا روزہ مانا ہے تو آج ہرگز کسی آدمی سے بات نہ کروں گی۔ (کنزالایمان)

خیال رہے پہلے زمانے میں بولنے کا اور کلام کرنے کا بھی روزہ ہوتا تھا جیسا کہ ہماری شریعت میں کھانے اور پینے کا روزہ ہوتا ہے ہماری شریعت میں چپ رہنے کا روزہ منسوخ ہوگیا حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو سکوت کی نذر ماننے کا اس لیے حکم دیا گیا تھا تاکہ کلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں اور ان کا کلام حجت ہو جس سے تہمت زائل ہو جائے اس سے چند مسئلے معلوم ہوتے ہیں۔

مسئلہ

سفیہ (بیوقوف) کے جواب میں سکوت و اعراض چاہیے

جواب جاہلاں باشد خموشی

مسئلہ

کلام کو افضل شخص کی طرف تفویض کرنا اولیٰ ہے حضرت مریم نے یہ بھی اشارہ سے کہا کہ میں کسی آدمی سے بات نہ کروں گی۔ (خزائن العرفان)

فاتت به قومها تحمله قالوا يمريم لقد جئت شيئا فريا ياخت هارون ما كان ابوك امرأ سوءٍ وما كانت امك بغيا.

تو اسے گود میں لیئے اپنی قوم کے پاس آئی بولے اے مریم بیشک تو نے بہت بُری بات کی اے ہارون کی بہن تیرا باپ برا آدمی نہ تھا اور نہ تیری ماں بدکار۔ (کنزالایمان)

حضرت مریم رضی اللہ عنہا بچہ کو لیئے اپنی قوم کے پاس یا تو اسی دن آئیں اور دوسرا قول یہ بھی ہے کہ جب آپ چالیس دن پورے ہونے پر نفاس سے پاک ہوئیں پھر آئیں۔ (تفسیرِ صاوی ج ٤ ص ٤٩)

سیّدہ کے گھر والے سب صالحین میں سے تھے جس پر دلیل ان اللّٰہ اصطفی آدم الایة ہے (تفسیرِ صاوی ج ٤ ص ٥٠) آپ کے خاندان میں حضرت زکریا علیہ السلام وغیرہ نے جب آپ کی گود میں بچہ کو دیکھا تو نہایت غمگین ہوئے اور گریہ کرنے لگے اور ہارون یا تو حضرت مریم کے بھائی کا نام تھا یا بنی اسرائیل میں نہایت بزرگ اور صالح شخص کا نام تھا جن کے تقویٰ اور پرہیزگاری سے تشبیہ دینے کے لئے ان لوگوں نے حضرت مریم رضی اللّٰہ عنہا کو ہارون علیہ السلام کی بہن کہا یا پھر حضرت ہارون علیہ السلام برادر موسیٰ علیہ السلام ہی کی طرف نسبت کی باوجودیکہ ان کا زمانہ بہت بعید تھا اور اخت کے معنی بھائی اور ہم قوم کے بھی آتے ہیں اور (کم وبیش) ہزار برس کا عرصہ گزر چکا تھا مگر چونکہ یہ ان کی نسل سے تھیں اس لیے ہارون کی بہن کہہ دیا گیا جیسا کہ عربوں کا محاورہ ہے کہ وہ تمیمی کو یا اخا تمیم کہتے ہیں (خزائن العرفان) جب حضرت مریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ فرمایا کہ آپ لوگوں کو جو کچھ پوچھنا ہے ان سے پوچھو غضب القوم وقالوا ا تستھزئین بنا لوگ غضب ناک ہو کر کہنے لگے کہ کیا آپ ہم سے مسخرہ کرتی ہیں؟ (تفسیر صاوی ج ٤ ص ٥٠)

ہم اس بچہ سے کیسے بات کریں جو شیر خوار اور گود میں ہے چونکہ یہ امورِ عادیہ کے خلاف ہے اس لیے لوگوں نے اس کا وقوع بعید عقلی جانا سبحان اللہ اللہ کے اس محبوب نبی کی شانِ بچپن پر ہماری عمریں قربان جیسے ہی سیدہ مریم رضی اللّٰہ عنہا نے آپ کی طرف اشارہ فرمایا تو آپ نے والدہ کا دودھ پینا چھوڑا واتکا علی یسارہ واقبل علیھم وجعل یشیر بیمینه وقال انی عبداللّٰہ

اور اپنی بائیں جانب ٹیک لگا کر قوم کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے سیدھے دست مبارک سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا میں اللہ کا بندہ ہوں۔(تفسیر صاوی تحت الایۃ)

علامہ آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں:۔

روی انہ علیہ السلام کان یرضع فلما سمع ماقالوا ترک الرضاع واقبل علیھم بوجھہ واتکأ علی یسارہ وقال آپ دودھ نوش فرمارہے تھے جب آپ نے سنا جو کچھ انہوں نے کہا تو آپ نے دودھ پینا چھوڑا اوران کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنی بائیں جانب تکیہ لگا کر فرمایا۔

انی عبداللہ اتنی الکتب وجعلنی نبیا وجعلنی مبرکا این ماکنت واوصنی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ مادمت حیا وبرا بوالدتی ولم یجعلنی جبارا شقیا والسلام علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیا

میں اللہ کا بندہ اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے غیب کی خبریں بتانے والا (نبی) کیا اور اس نے مجھے مبارک کیا میں کہیں ہوں اور مجھے نماز وزکوٰۃ کی تاکید فرمائی جب تک جیوں اور اپنی ماں سے اچھا سلوک کرنے والا اور مجھے زبردست بدبخت نہ کیا۔(کنزالایمان)

آپ نے اپنے کلام میں اپنی نسبت اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف فرما کر اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ **انہ عبدمکرم (تفسیرِ مظھری تحت الایۃ)** بے شک آپ اللہ تعالیٰ کے مکرم و مشرف بندے ہیں۔

نیز چونکہ آپ کی قوم منکر تھی اس وجہ سے کلام کو تاکید سے موکد فرمایا:۔

قال وھب اتاھا زکریا عندمناظرتھا الیھود فقال لعیسیٰ انطق بحجتک ان کنت امرت بھا فقال عند ذلک عیسیٰ (تفسیرِ مظھری)

وہب نے فرمایا کہ حضرت زکریا علیہ السلام سیدہ کے یہود کے ساتھ مناظرہ کرتے وقت آپ کے پاس تشریف فرما ہوئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا اگر آپ حجت بیان کرنے کے مامور ہیں تو اپنی حجت بیان کرو پس اس وقت حضرت عیسیٰ نے یہ خطاب فرمایا تفسیر صاوی میں فرمایا

کہ:۔

وصف نفسہ بذلک لئلا یتخذ الھا و کل ھذہ الاوصاف تقضی براۃ

(صاوی تحت قولہ عبداللہ)

آپ نے اپنے آپ کو اس وصف سے بیان فرمایا تا کہ آپ کو معبود نہ بنایا جائے اور یہ اوصاف آپ کی والدہ کی برأت کے مقتضی ہیں حضور سیّدی صدرالافاضل فرماتے ہیں کہ پہلے اپنے بندہ ہونے کا اقرار فرمایا تا کہ کوئی انہیں خدا اور خدا کا بیٹا نہ کہے کیونکہ آپ کی نسبت یہ تہمت لگائی جانے والی تھی اور یہ تہمت اللہ تبارک وتعالیٰ پر لگتی تھی اس لیے منصب رسالت کا اقتضا یہی تھا کہ والدہ کی برأت بیان کرنے سے پہلے اس تہمت کو رفع فرمادیں جو اللہ تعالیٰ کی جناب پاک میں لگائی جائے گی اور اسی سے وہ تہمت بھی رفع ہوگئی جو والدہ پر لگائی جاتی کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس مرتبۂ عظیمہ کیساتھ جس بندے کو نوازتا ہے بالیقین اس کی ولادت اور اس کی سرشت نہایت پاک اور طاہر ہے (خزائن العرفان)

قال البغوی فلما کلمھم عیسیٰ بھذاعلموا براۃ مریم ثم سکت عیسیٰ فلم یتکلم بعد ذلک حتی بلغ المدۃ التی یتکلم فیھا الصبیان

(تفسیر مظھری ج٦ ص٩٥ اشاعت العلوم دھلی)

بغوی نے فرمایا کہ جب حضرت عیسیٰ نے ان سے یہ کلام فرمایا (وایضا فی الخازن والصاوی والالفاظ مختلفۃ) اورانہوں نے آپ کی والدہ کی برأت کو جان لیا پھر آپ خاموش ہوگئے اور اس کے بعد کلام نہ فرمایا حتیٰ کہ آپ اس مدت میں پہنچ گئے جس میں بچے بولتے ہیں خیال رہے توریت سے مراد انجیل ہے۔

حسن کا قول ہے کہ آپ شکمِ والدہ میں ہی تھے کہ آپ کو توریت کا الہام فرمادیا گیا تھا وریا لنے میں تھے جب آپ کو نبوّت عطا کردی گئی اور اس حالت میں آپ کا کلام فرمانا آپ کا معجزہ ہے بعض مفسرین نے آیت کے معنی میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ یہ نبوت اور کتاب ملنے کی خبر تھی جو عنقریب آپ کو ملنے والی تھی۔(خزائن العرفان)

فائدہ

چار پیغمبروں کو بچپن میں چار صفات نصیب ہوئیں۔

☆ ۱۔حضرت یوسف علیہ السلام کو بچپن میں کنوئیں میں وحی سے نوازا گیا۔

☆ ۲۔عیسیٰ علیہ السلام کو گھوارے میں بولنے کی طاقت بخشی گئی۔

☆ ۳۔حضرت سلیمان علیہ السلام کو معاملہ فہمی عطا کی گئی۔

☆ ۴۔حضرت یحییٰ علیہ السلام کو حکمت (فیوض الرحمن پ١٦ ص١٤٦)

خیال رہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بغیر باپ پیدا ہونے کی بے شمار گواہیاں ہیں۔

☆ ۱۔انہیں آدم علیہ السلام سے مشابہت دی ان مثل عیسیٰ عنداللہ کمثل ادم۔

☆ ۲۔انہیں عیسیٰ ابن مریم کہا گیا حالانکہ قرآن کریم نے سوائے مریم کے کسی عورت کا نام نہ لیا اگر وہ کسی مرد کے فرزند ہوتے تو اس کی طرف ہی نسبت کی جاتی۔

☆ ۳۔یہود نے حضرت مریم کو تہمت زنا لگائی تو عیسیٰ علیہ السلام کو بچپن میں قوت گویائی دے کر ان سے ماں کی عصمت بیان کرائی اگر مریم شادی شدہ تھیں تو یہود تہمت کیوں لگاتے اور اس تہمت کے دفیعہ کے لئے اتنا بڑا واقعہ کیوں ہوتا صرف یوسف کہہ دیتے یہ میرا بچہ ہے۔

☆ ۴۔عیسیٰ علیہ السلام کا لقب روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہوا کیونکہ آپ کلمہ کن سے پیدا ہوئے۔

☆ ۵۔قرآن پاک نے آپ کی والدہ کا قول بار بار نقل فرمایا ولم یمسسنی بشر مجھے مرد نے چھوا ہی نہیں اگر نکاح ہو چکا تھا تو پھر اس کے کیا معنی ہیں۔

☆ ۶۔حضرت مریم رضی اللہ عنہا جنگل میں جا کر وضع حمل سے فارغ ہوئیں اگر یوسف کی بیوی ہوتیں تو اس قدر مشقت اٹھانے کی کیا ضرورت تھی (تفسیر نعیمی ج٣ ص٤٢٤)

لہٰذا مرزائیوں کا یہ کہنا کہ حضرت مریم یوسف نجار کے نکاح میں آئی تھیں یہ قرآن پر افتراء ہے۔

سیّدہ مریم رضی اللہ عنہا کا وصال

حضرت عیسیٰ علٰی نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی پیدائش سکندر کے فتح بابل کے پینسٹھ سال بعد ہوئی اور تیس سال کی عمر میں آپ پر وحی آئی اور تینتیس سال کی عمر میں رمضان المبارک کی ستائیسویں شب یعنی شبِ قدر میں آپ آسمان پر تشریف لے گئے آپ کی والدہ ماجدہ آپ کے بعد چھ سال زندہ رہیں اس حساب سے حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک باون سال ہوئی (تفسیرِ نعیمی ج ۳ ص ۴۴۹) واللّٰہ ورسولہ اعلم بالصواب

۲۹ جمادی الاوّل ۱۴۲۷ھ

۲۰۰۶ء

شبِ منگل

مآخذ و مراجع

(از محرم علی قادری متعلم بادامی مسجد)

	نام کتاب	مصنفِ کتاب	المتوفی	مکتبہ
	ا			
۱	احکام القرآن	احمد بن علی ابوبکر رازی، امام الجصاص	۳۷۰ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان
۲	اراءۃ الادب لفاضل النسب	الشاہ احمد رضا بریلوی، امام اہلسنت	۱۳۴۰ھ	قاسمیہ برکاتیہ حیدرآباد
۳	ازالۃ الخفاء	قطب الدین شاہ ولی اللہ، محدثِ دہلوی	۱۱۷۶ھ	نور محمد کارخانہ کراچی
۴	اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ	ابی الحسن علی بن محمد الجزری، ابن الاثیر	۶۳۰ھ	بیروت
5	اشعۃ اللمعات	عبدالحق محدث دہلوی، شیخ محقق	۱۰۵۲ھ	مجیدیہ ملتان
۶	الاصابہ	احمد بن علی بن حجر عسقلانی، امام حافظ	۸۵۲ھ	بیروت لبنان
۷	اعتقاد الاحباب	الشاہ احمد رضا بریلوی، امام اہلسنت	۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن
۸	اکمال	ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ، خطیب محدث	من علماء القرن الثامن الہجری	قدیمی کتب خانہ کراچی
۹	انوار البشارۃ	الشاہ احمد رضا برکاتی، امام اہلسنت	۱۳۴۰ھ	رضویہ کراچی
	ب			
۱۰	البدایہ والنہایہ	عماد الدین ابن کثیر، مورخ	۷۷۴ھ	بیروت لبنان

نمبر	کتاب	مصنف	وفات	ناشر
۱۱	برطانوی مظالم	عبدالحکیم شاہجہانپوری، فاضل		فرید بک اسٹال
۱۲	برکات السراج لحل اصول السراجیہ	نصر اللہ رضوی، استاذ	دام ظلہ	ضیاء القرآن لاہور
۱۳	بہار شریعت	امجد علی اعظمی، صدر الشریعہ مفتی	۱۳۶۷ھ	رضویہ کراچی

ت

نمبر	کتاب	مصنف	وفات	ناشر
۱۴	تاریخ طبری مترجم	ابو جعفر محمد بن جریر، امام طبری	۳۱۰ھ	نفیس اکیڈمی کراچی
۱۵	تجلی المشکوۃ	الشاہ احمد رضا بریلوی، امام اہلسنت	۱۳۴۰ھ	مرکزی مجلس رضا لاہور
۱۶	ترجمۂ شاہجہانپوری	عبدالحکیم شاہجہانپوری فاضل ادیب شہیر		فرید بک اسٹال لاہور
۱۷	تفسیر القرآن العظیم	عماد الدین ابن کثیر، مورخ	۷۷۴ھ	بیروت
۱۸	تہذیب التہذیب	احمد بن علی بن حجر عسقلانی، امام حافظ	۸۵۲ھ	دار احیاء التراث العربی

ج

نمبر	کتاب	مصنف	وفات	ناشر
۱۹	جامع ترمذی	محمد بن عیسٰی، امام ترمذی	۲۷۹ھ	ضیاء القرآن لاہور
۲۰	جلالین	محمد بن احمد بن محمد بن ابراہیم علی، جلال الدین محلی	۸۶۴ھ	قدیمی کتب خانہ کراچی
		عبدالرحمٰن بن ابوبکر جلال الدین، امام سیوطی	۹۱۱ھ	
۲۱	الجوہرۃ النیرہ	ابوبکر بن علی بن محمد، حدادیمنی	۸۰۰ھ	حقانیہ ملتان

ح

نمبر	کتاب	مصنف	سن وفات	ناشر
۲۲	حاشیۂ اشعت اللمعات	امیر علی		کتب خانہ مجیدیہ ملتان
۲۳	حاشیۂ ترمذی	احمد علی محدث سہانپوری	۹۱۱ھ	ضیاء القرآن لاہور
۲۴	حاشیۂ جلالین			قدیمی کتب خانہ کراچی
۲۵	حاشیۂ ہدایہ	محمد عبد الحی لکھنوی، علامہ	۱۳۰۴ھ	ضیاء القرآن لاہور
۲۶	حدائق بخشش	الشاہ احمد رضا بریلوی، امام اہلسنت	۱۳۴۰ھ	ضیاء الدین کراچی
۲۷	حسنات	ابوالحسنات محمد احمد قادری، علامہ سیّد	۱۳۸۰ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
۲۸	حلبی کبیر	ابراہیم حنفی، امام شیخ	۹۰۶ھ	سہیل اکیڈمی
۲۹	حلیۃ الاولیاء	ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی، امام حافظ	۴۳۰ھ	ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

خ

نمبر	کتاب	مصنف	سن وفات	ناشر
۳۰	خازن	علاؤالدین علی بن محمد بغدادی، مفسّر	۷۲۵ھ	بیروت لبنان
۳۱	خزائن العرفان	سیّد نعیم الدین مرادآبادی، صدر الافاضل	۱۹۴۸ء	امجدیہ رضویہ کراچی
۳۲	خصائص کبری	امام جلال الدین سیوطی، امام سیوطی	۹۱۱ھ	حقانیہ پشاور

د

۳۳ درمنثور	عبدالرحمٰن بن ابوبکر جلال الدین، امام سیوطی	۹۱۱ھ	منشورات آیۃ اللہ ایران

ذ

۳۴ ذوقِ نعت	حسن رضا خان، استادزمن	۱۳۲۶ھ	ضیاء الدین پبلی کیشنز کراچی

ر

۳۵ رد الرفضہ	الشاہ احمد رضا برکاتی، امام اہلسنت	۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن لاہور
۳۶ رسالۂ امیر معاویہ	احمد یار خان، حکیم الامت مفتی	۱۳۹۱ھ	نوری کتب خانہ گنج بخش لاہور
۳۷ رسالۂ مبارکہ الکلام المقبول	احمد یار خان، حکیم الامت مفتی	۱۳۹۱ھ	گجرات
۳۸ روح البیان	اسماعیل حقی، علامہ مفسر	۱۱۳۷ھ	غفاریہ کانسی روڈ کوئٹہ
۳۹ روح المعانی	ابوالفضل شہاب الدین سید محمود، آلوسی بغدادی	۱۳۸۰ھ	حقانیہ ملتان

ز

۴۰ زجاجۃ المصابیح	ابوالحسنات سید عبداللہ، محدثِ دکن		فرید بک اسٹال لاہور

س

۴۱ سراجی	محمد بن عبدالرشید، شیخ سراج الدین	۶۰۰ ھ	ضیاء القرآن
۴۲ سلطنت مصطفی	احمد یار خان، حکیم الامت مفتی	۱۳۹۱ھ	گجرات
۴۳ سنن ابن ماجہ	ابوعبداللہ محمد بن یزید، امام ابن ماجہ	۲۷۳ھ	مجتبائی لاہور
۴۴ سنن ابو داؤد	سلیمان بن اشعث، امام داؤد	۲۷۵ھ	حقانیہ ملتان
۴۵ سنن نسائی	احمد بن شعیب بن علی بن بحر، امام نسائی	۳۰۳ھ	قدیمی کتب خانہ کراچی
۴۶ سوانح کربلا	سیّد نعیم الدین مرادآبادی، صدرالافاضل	۱۹۴۸ء	شبیر برادرز لاہور

۴۷

ص

۴۸ صاوی علی تفسیر الجلالین	احمد بن محمد، فقیہ عارف باللہ	۱۲۴۱ھ	بیروت لبنان ورحمانیہ لاہور
۴۹ صحیح بخاری	محمد بن اسماعیل، امام بخاری	۲۵۶ھ	قدیمی کتب خانہ کراچی
۵۰ صحیح مسلم	مسلم بن حجاج قشیری، امام مسلم	۲۶۱ھ	قدیمی کتب خانہ کراچی
۵۱ الصواعق المحرقہ	ابن حجر مکی، امام علاّمہ	۹۷۴ھ	کتب خانہ مجیدیہ ملتان

ط

۵۲ طبری	ابوجعفر محمد بن جریر، امام طبری	۳۱۰ھ	دارالمعرفۃ بیروت لبنان
۵۳ طبقات ابن سعد	محمد بن سعد، حافظ	۲۳۰ھ	دار بیروت

۵۴	طیب الوردہ	ابوالحسنات سیّد محمد احمد قادری، علامہ	۱۳۸۰ھ	ضیاء القرآن لاہور

ع

۵۵	عمدۃ القاری	بدرالدین محمود بن احمد عینی، امام محدث	۸۰۰ھ	رشیدیہ کوئٹہ

ف

۵۶	فتاوی رضویہ شریف	الشاہ احمد رضا برکاتی، امام اہلسنت	۱۳۴۰ھ	رضا فاونڈیشن لاہور۔
۵۷	فتح الباری	احمد بن علی بن حجر عسقلانی، امام حافظ	۸۵۲ھ	قدیمی کتب خانہ کراچی
۵۸	فضائل صحابہ و اہل بیت	شاہ تراب الحق قادری، علامہ سیّد	دام ظلہ	افکار اسلامی اسلام آباد
۵۹	فیوض الباری شرح بخاری	سیّد محمود رضوی، مفتی	۱۹۹۹ء	ابوالبرکات اکیڈمی لاہور
۶۰	فیوض الرحمن ترجمہ روح البیان	فیض احمد اویسی، علامہ	دام ظلہ	اویسیہ بہاولپور

ق

۶۱	القدوری	ابوالحسین احمد بن محمد بن جعفر، امام قدوری	۴۲۸ھ	ضیاء العلوم راولپنڈی
۶۲	قرطبی	ابوعبداللہ محمد بن احمد انصاری، امام قرطبی	۶۷۱ھ	دار الکتب العلمیۃ

۶۳ قصیدہ بردہ شریف — محمد بن سعید، امام بوصیری — ۶۹۵ھ — ضیاء القرآن لاہور

ک

۶۴ کشف المحجوب — داتا گنج بخش علی ہجویری، داتا صاحب — ۴۶۵ھ — اسلام گنج لاہور

۶۵ کنز الایمان — الشاہ احمد رضا برکاتی، امام اہلسنت — ۱۳۴۰ھ — امجدیہ رضویہ کراچی

م

۶۶ مدارج النبوۃ مترجم — عبدالحق محدث دہلوی، شیخ محقق — ۱۰۵۲ھ — اسلامیہ اردو بازار لاہور

۶۷ مدارک — عبداللہ بن احمد بن محمود، امام نسفی — ۸۰۱ھ — قدیمی کتب خانہ کراچی

۶۸ مراۃ المناجیح — احمد یار خان، حکیم الامت مفتی — ۱۳۹۱ھ — اسلامیہ لاہور

۶۹ مرقاۃ المفاتیح — علی بن سلطان محمد القاری، علامہ امام — ۱۰۱۴ھ — رشیدیہ کوئٹہ

۷۰ مسند امام احمد بن حنبل — احمد بن حنبل، امام حنبل — ۲۴۱ھ — دار صادر بیروت

۷۱ مشکوۃ المصابیح — ولی الدین محمد تبریزی، صاحب مشکوۃ — من علماء القرن الثامن الہجری — قدیمی کتب خانہ کراچی

۷۲ مفاتیح الغیب — فخر الدین رازی، امام — ۶۰۶ھ — بیروت لبنان

۷۳ مطالع المسرات — محمد المہدی بن احمد بن علی بن یوسف، امام فاسی — ۱۱۰۹ھ — مصطفیٰ البابی الحلبی مصر

۷۴ مظہری — ثناء اللہ پانی پتی، قاضی — ۱۲۲۵ھ — رشیدیہ کوئٹہ

۷۵ معالم التنزیل — حسین بن مسعود، محی السنہ — ۵۱۶ھ — دار الفکر

ن

۷۶ نزھة القاری	شریف الحق امجدی، مفتی	۱۱مئی ۲۰۰۰ء ۶ صفر ۱۴۲۱ھ	برکاتی پبلیشرز کراچی
۷۷ نعیمی	احمد یار خان، حکیم الامت مفتی	۱۳۹۱ھ	اسلامیہ لاہور
نفی الفئی	الشاہ احمد رضا برکاتی، امام اہلسنت	۱۳۴۰ھ	ضیاء الدین کراچی
۷۸ نووی علی المسلم	ابوزکریا یحیی بن شرف نووی، امام محدث	۶۷۶ھ	قدیمی کتب خانہ کراچی

و

۷۹ وقار الفتاوی	وقار الدین رضوی، مفتی	۱۴۱۳ھ	بزمِ وقار الدین

ھ

۸۰ ھدایہ شریف	علی بن ابو بکر مرغینانی، امام برہان الدین	۵۹۳ھ	ضیاء القرآن لاہور

شیعہ کتاب

ترجمہ حیات القلوب سیرت رسول (جلد دوم)	مصنف : باقر مجلسی مترجم : بشارت حسین	مکتبہ زینبیہ یونیورسٹی روڈ کراچی